

(۱) سورہ یونس کے آخر میں فرمایا اَتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ اِلَيْكَ اب سورہ ہود کی ابتدا میں فرمایا اِذْ اَخْرَجْتَ اَيُّوْبَ ثَغْرَ فَصَّلَتْ یعنی وہ مایوخی یہ کتاب حکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

۳) سورۃ یونس میں دعویٰ توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورۃ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعویٰ توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ توحید بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

پہلا دعویٰ — صرف اللہ ہی کو پکارو

دوسرا دعویٰ — اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

تیسرا دعویٰ — مایوسی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

چوتھا دعویٰ — مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَوَىٰ — ت — فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخِسُونَ۔ زہر ہے اور منکرین معاہدین کے لئے سخت وعید اور شدید تلویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الْخَاجِزِي كَرْنِے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں



وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (۳۴) تَا \_\_\_\_\_ ثُمَّ يَمْشِيهِمْ فِي أَهْلِ آلِهِمْ يَهْضُمُونَ كَقَصِهِ جُودِي ۖ وَهُوَ يَهْضُمُونَ

مَنْطِق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ، قوم کے مطاعن و اعتراضات، مَا سَأَلَكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب یَقُوْمُ اَرَاۤیْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰیٰ بَرٍّ سَابِقٍ ۚ مِّنْ رَّاۤیِیْہِۚۤ اَوْ کَیْفَ عِنْدِیْ خَزَاۤیِنُ اللّٰہِ (۳۵) شکوی و جواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمَّ یَقُوْلُوْنَ اَفَنَرٰہُ یُھْرَوْاۤ صُنْعَ الْفُلْکِ بِاَعِیْنِنَا (۳۶) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو شقی بنانے اور ایمان والوں کو شقی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوح غرق آب کرنے اور شقی نوح کو صحیح سلامت جو دی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال و جواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبِیَآءِ الْغٰیۢبِ نُوْحِیْہَا اِلَیْكَ اَلْحَمْدُ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

وَالِی عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا (عہ)۔ تا۔ اَلَا بُعْدَ الْعَادِ قَوْمِهِ هُودٌ (عہ) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو توحید پر دیا تھا وہ یہ ہے یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ الْغَوْ اَوَّلِ قَوْمٍ مَا اسْتَغْفِرُ وَاَرْسَلْنَا نُوحًا بِالْمَعْيَةِ (عہ) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کار ساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک و کفر سے بچی تو بہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعن دیئے، کبھی کہا یٰ هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ اِلَّا وَرُبَّمَا يُوَدُّ اَن يُفْلِتَ الْكَافِرُ مِنْ رَبِّهِ فَيَكُونُ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ (عہ) اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنْ تَقُولُ اِنَّآ اَعْلَمُ بِكُ بَعْضُ الْاِهْتِنَاءِ سُوءٍ آخِرٍ مِّنْ مُّعَانِدِينَ اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تنبیہی و بربادی کا ذکر ہے۔

وَالِی شَمُودَ آخَا هُمْ صَلِحًا — تا — اَلَا بُعْدَ الشُّمُودَ (حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعویٰ سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا یَقُولُوا عِبُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ... فَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ وَتُحِبُّوا اِلَیْهِ اِنَّ رَحْمَتِي قَرِیْبٌ مُّحِیْبٌ اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں... اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے پچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فرمادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال و جواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ ۖ قَالُوا لَا تَمْسُكْهُ أَبًا ۖ قَالُوا إِنَّا نَبَأُكَ كَافِرًا ۚ تَاللَّهِ تَعَالَىٰ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا نَقُولُكَ كَافِرًا ۖ هَٰذَا أَنتَ الْمَقْدُودُ (۷۶) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کی خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کر کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹھنے کی خوشخبری دینے اور قوم کو طوط پر عذاب الہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد جہانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی عرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا اور نہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر تحقیق حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کر رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا انہیں کھائیں گے۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيقًا بِهِمْ ۖ وَتَا ۚ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ (۷۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رحمت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلاف فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصران کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا اور حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔



سایاتواں قصہ ————— منعلق بدعوئی ثالث

مختصر خلاصہ

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعووں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے  
وَلَقَدْ آتَيْنَا نُوحًا مِنْ قَوْمِهِ (۶۳ تا ۶۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اللَّهَ وَاَمَّا قَصَّةُ  
حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَارِثِي عَادَ أَخَاهُ هُودًا (۵۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے لِقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُ تیسرا قصہ  
حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَارِثِي شُعُوبَۃً اٰخٰىهُمْ صٰلِحًا (۶۷) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُ۔ چوتھا قصہ  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِاَلْبَشَرِ اِي (۶۸) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب  
نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکارتی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے



وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيئًا بِهِمَا أَخْطَأْنَا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۸) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔  
 جیسا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَرَآئِي مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا (۸۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے يَقُولُوا اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ سَأُنَوِّسُ  
 قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَخ (۹) یہ قصہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضہ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءُ لَوْ أَنَّهُمْ قَانَتُوا كَلِمَةَ سَبَقَتْ لَهُمْ (۱۰) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج  
 کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ أْتَيْنَا مُوسَىٰ لَنُكَلِّفَ فِيهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ سَبَقَتْ لَهُمْ (۱۰) دونوں سوالات مفردہ کے جواب ہیں وَإِنْ كُنَّا لَنَكُونُ أَهْلًا لِّمُؤَيَّدَاتِهِمْ  
 تخویف اخروی ہے۔ قَانَتُوا پہلا امر متفرع، وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَزْكُنُوا تیسرا امر متفرع وَأَقِمِ الصَّلَاةَ چوتھا امر متفرع یعنی امر صلح نماز کو قائم کرو۔ وَأَصْبِرْ بِمَا يَصْبِرُونَ  
 امر متفرع وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُدْرَىٰ اخبر تخویف دنیوی ہے وَقَدْ لَدَيْنَا لَآ يُؤْمِنُونَ اخبر زجر مع تخویف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعوؤں کا اعادہ ہے د  
 وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَخ دوسرا دعویٰ۔ فَأَعْبُدْ كُ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ چوتھا دعویٰ۔



## پہلا دعویٰ — صرف اللہ ہی کو پکارو

۳۷ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلہ تہمید ہے۔ کتاب مبتدا محذوف کی خیر ہے ای ہذا کتاب اور کتاب کی تینوں تعلیم کیلئے یہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتون فیہ للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱ ص ۱۱۸) احکمت ایتہ، کتب کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے حکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی خوبوں سے آراستہ ہے (روح ج ۱ ص ۱۱۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم یستخفها کتاب بخلاف التورۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۸) ۳۷ ثم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے ابدار موقوتی پر گراس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید احکام، نصائح اور وانعات کو ذکر کیا گیا ہے کالحد المفصل بالفرادۃ لثی قبل بالذی لای

یعتدرون ۱۱

۴۹۴

ہود ۱۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سو جو کہ مینا دل ہوئی اور لکھی شروع اللہ کے نام سے جو بیدار نہایت رحم والا ہے ۱۳۳ آیتیں اور دوس کو کتاب میں

الترتیب احکمت ایتہ ثم فصلت من لدن

یہ کتاب ہے کہ کہ جابج لیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں کہ ایک حکمت ہے

حکیم خیر ۱۱ لا تعبدوا الا الله ط اشنی لکم

والے خبردار کے پاس سے کہ عبادت نہ کرو وہ مگر اللہ کی میں نہیں

منہ نذیر و بشیر ۱۲ وان استغفر وارکبکم ثم

اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں یہ کہ گناہ بخشاؤ گے اپنے رب سے پھر

توبوا الیہ یمتکم متاعا حسنا الی اجل

رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت

مسمی و یوت کل ذی فضل فضلہ وان تولوا

مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی اور اگر تم پھر جاو گے

فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ۱۳ الی الله

تو میں ڈرتا ہوں عذاب تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ۳۷ اللہ کی طرف

مرجعکم وهو علی کل شیء قذیر ۱۴ الا انهم

تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنا ہے وہ

یثنون صدورهم لیستخفوا منه ط الاحین

دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے سے تاکہ پھپھائیں اس سے سنتا ہے جس وقت

یستغشون ثیابہم یعلم ما یسرؤن وما

اڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ پھپھاتے ہیں اور جو

یعلنون ۱۵ انہ علیم بذات الصدور ۱۶

ظاہر کرتے ہیں وہ تو جانتے والا ہے دلوں کی بات کہ

منزل ۳

مبتدا محذوف کی خیر ہے ای ہذا کتاب اور کتاب کی تینوں تعلیم کیلئے یہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتون فیہ للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱ ص ۱۱۸) احکمت ایتہ، کتب کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے حکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی خوبوں سے آراستہ ہے (روح ج ۱ ص ۱۱۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم یستخفها کتاب بخلاف التورۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۸) ۳۷ ثم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے ابدار موقوتی پر گراس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید احکام، نصائح اور وانعات کو ذکر کیا گیا ہے کالحد المفصل بالفرادۃ لثی قبل بالذی لای

روح ج ۱ ص ۱۱۸

ووجه جعلها كذلك اشتغالها على دلائل التوحید و الاحکام و المواعظ والقصاص (روح ج ۱ ص ۱۱۸) و مدارک ج ۲ ص ۱۱۸ امام زجاج، ابن جریر و افراد کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور لا تعبدوا الا الله ثم فصلت من لدن ۳۷ ثم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے ابدار موقوتی پر گراس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید احکام، نصائح اور وانعات کو ذکر کیا گیا ہے کالحد المفصل بالفرادۃ لثی قبل بالذی لای ووجه جعلها كذلك اشتغالها على دلائل التوحید و الاحکام و المواعظ والقصاص (روح ج ۱ ص ۱۱۸) و مدارک ج ۲ ص ۱۱۸ امام زجاج، ابن جریر و افراد کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور لا تعبدوا الا الله ثم فصلت من لدن ۳۷ ثم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے ابدار موقوتی پر گراس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید احکام، نصائح اور وانعات کو ذکر کیا گیا ہے کالحد المفصل بالفرادۃ لثی قبل بالذی لای

الله وحده لا شریک له و تخلعوا الالهة والانداد (ابن جریر ج ۱ ص ۱۱۸) قال لکسانی والفرع ای بالاء ای حکمت ثم فصلت بالان تعبدوا الا الله انشی لکم صحنہ الخ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱۸) امام زجاج فرماتے ہیں ان سے پہلے لام تعلیل یہ مقدر ہے ای حکمت ثم فصلت لئلا تعبدوا الا الله (قرطبی) یعنی قرآن کو فتح الرحمن ۱۶ مترجم گویدی توان گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکر ہائے ناصواب و بشبہات و اسہیہ دل خود را اطمینان و بدو عقائد حق را فراموش سازد زیرا کہ صدور اینجا بمعنی علوم صدور آمده است ۱۳۔



محکم اور مفصل اس لیے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسلمان توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت لاجل الانعبد والا لا اللہ، واقول هذا التاویل يدل على انه لا مقصود من هذا الكتاب الشريف الا هذا الحرف الواحد فكل من صرف عمره الى سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۱ ص ۱۷۸) اننی لکم منہ الخ ای قل یا محمد للناس (ابن جریر) ۷۶ یہ اور نعم توبوا دونوں آیتوں پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا بچے دل سے عزم کرو۔ چمتو ہو کر

مَتَانًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہو گے تو تمہاری زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے قال لنرجا ج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اهل القرعۃ الذین کفروا (روح ج ۱ ص ۱۷۸) ویؤت الخ یہ یبقیکم پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا دینا د آخرت میں عطا فرمائے گا۔ ۷۷ یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تار تخفیفاً ساقط ہو اصل میں ان تَتَوَكَّلُوا اتھا رعدا دك ج ۲ ص ۱۷۸ وروح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فار جزائیہ کے بعد لفظ قل محذوف ہوگا ای فقد یا محمد انی اخاف علیکم (مخازن ج ۲ ص ۱۷۸) انی اللہ تم کو جمع لفظ الخ تحویل انروی ج ۲

## دوسرا دعویٰ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

۷۷ یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعویٰ کے لئے بمنزلہ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو و مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سننے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے مہلّا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر

پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفة من المشرکین قالوا اذا اغلقت ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشینا ثیابنا وثبتینا صدورنا علی عداوة محمد فکیف یعلم بنا وکبیر ج ۱ ص ۱۷۸ وہ اپنے سینوں کو دہرا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھیجہ بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں پر موضح قرآن و جہاں غیظ ہے بہشت و دوزخ، جہاں سونپا جاتا ہے اس کی ہزار درزی اس کی سودنیا میں۔

فتح الرحمن و ل یعنی در لوح محفوظ لکھنا شروع شد۔ مترجم گوید ستودع عبا کی است کہ بغیر اختیار آنجا نگاہداشتہ بودند مانند رحم و مستقر حای است کہ باختیار خودی مانند مثل خانہ ۱۲۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

۳۹۵

ہود ۱۱

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

اور کوئی نہیں ہے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ

اور جانتا ہے جہاں وہ مستقر ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے

مُبِينٌ ۱ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

کھلی کتاب میں وہ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں بنے اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو

أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَعْبُوثُونَ

کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے اللہ کہ تم اٹھو گے

مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا

مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں

إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۲ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ملے ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو

إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۳ إِلَّا يَوْمَ

ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سننا ہے

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس پر

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۴ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا

کھٹکے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں تلہ آدمی کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَكُونَنَّ

رحمت پھر وہ پھیلے لیں اس سے تو وہ نا امید

منزل ۳



کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیار کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استنجا اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری، صفحہ ۱۰۸) اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رزق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ **وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا** اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

ہود ۱۱

۳۹۶

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

**كُفُورٌ ① وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرِّ آءٍ مُسْتَأْذِنَةٍ**

ناشکر ہوتا ہے اور اگر ہم پہلے اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچا دیتے ہیں

**لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورٌ ②**

تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے تو اترا لے والا شیخی خور ہے

**إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ**

مگر جو لوگ صبر کریں اور نیکیاں کریں ان کے واسطے

**مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ③ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا**

بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو خدا چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیزیں

**يُوْحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا**

ہیں سے جو وحی آتی تیری طرف اور تنگ ہو گا اس سے تیرا دل اس بات پر کہ

**لَوْلَا أَنْزَلْ عَلَيْهِ كُنُزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ④ إِنَّمَا**

کہتے ہیں کیوں نہ آتا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

**أَنْتَ نَذِيرٌ ⑤ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ⑥ أَمْ يَقُولُونَ**

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ

**افْتَرَاهُ ⑦ قُلْ فَأَسْوَأُ بَعْشَرٍ مُّثْلَهُ مُفْتَرِيٓتٍ**

بنالایا ہے قرآن کو کھلے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر

**وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ**

اور بلاؤ جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم

**صَادِقِينَ ⑧ فَإِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّونَ الْكُفْرَ فَاعْبُدُوا آلِهَتَكُمْ**

سچے ہو جا پھر اگر نہ پورا کریں ملے تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن

**أَنْزَلَ بِعِلْمِ اللَّهِ ⑨ وَأَنَّ لِلَّهِ الْإِلَهَ الْأَحَدَ ⑩ فَهَلْ أَنْتُمْ**

تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں

دن یارات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے

بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے حضرت ابن مسعودؓ کا قول

ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد

ہے (خازن، کل فی تفسیر تفسیرین، ہر جز کتاب مبین

میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الہی مراد ہے

قال الزجاج المعنى ان ذلك ثابت في علم الله تعالى

ومنهم من قال في اللوح المحفوظ الكبير

ص ۱۸۷، زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں

پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ **وَكَانَ**

**عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ** ماضی معنی حال ہے اور عرش کا پانی پر

ہونا کمال قدرت اور استغناء تمام سے کنایہ یہ یہ مطلب

نہیں کہ وہ پہلے قادر رہتی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب

یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی

کا معنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر

ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال

قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فیہ دلالة علی کمال

القدرة من وجوه الاول ان العرش مع كونه اعظم

من السموات والارض كان على الماء فلول ان الله تعالى

قاد على امساك الثقيل بغير عمد له ما صح ذلك

(کبیر ص ۱۸۷) **لَهُ يَشْكُوٓا** یہ شکوی ہے ان مشرکین

کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات

کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی

مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں

اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں **يَسْحَرُونَ**

**قُلُوبَهُمْ** یہاں سحر کا متبادر معنی جادو و سحر نہیں بلکہ یہاں

وہ معنی باطل اور کذب ہے اسی غور و باطل لبطاوان

السحر عند همرقراطی ج ۹ ص ۱۷۱ ای باطل مبین

(کبیر ص ۱۸۷) **لَهُ يَشْكُوٓا** یہ بھی شکوی ہے منکرین معاندین

پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ **أَلَمْ يَوْمَرَ**  
**بِآيَاتِهِمْ** حوالہ جواب شکوی ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں  
اور وہ اپنی بد اعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و مسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ **لَهُ يَزْجُرُ** ہے اور انسان کو مشرک  
انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فرحانی عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ  
سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس  
**فَتَحِ الْمَرْحَمِينَ** سخت بدہ سورہ محمدی واقع شد چوں اذان عاجز شدند بیک سورہ محمدی فرمود ۱۳۔

مَنْزِل ۲



ہو جاتے ہیں اور ان کا عقیدہ ڈالواں ڈول ہو جاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کر سکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَكَيْفَ  
 أَذَقْنَاهُمْ نِعْمَاتِنَا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کر کے اسے دوبارہ راحت و عیش سے ہمکنار کر دیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر  
 کے اس انعام و اکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کر کے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں مل گئی ہیں جیسا کہ سورہ زمزم میں فرمایا وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضَلَالٌ  
 ضَلَالٌ بَعْضُ مَنِيْبٍ إِلَىٰ آلِهِ تَحَاذَرًا أَذَقْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا مِمَّا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلْنَا لِيُذُنًا ذَاتَ آذَانٍ (زمزم ۱)

اسی طرح سورہ حم السجدہ (۶۶) میں فرمایا۔ لَا  
 يَسْمَعُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَائِبِينَ وَإِن يَشَاءُ اللَّهُ  
 قَبْلُ فَتَوْفَئَهُ وَلَٰكِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِمَّا كَانُوا  
 يَكْفُرُونَ مَسَّتْهُ كَيْفَ يَكْفُرُونَ هَذَا الْخَلْقِ الْآيَةُ۔  
 یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا  
 ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت  
 آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہو جاتا ہے اس کے  
 بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کر کے اسے راحت کی زندگی  
 سے بہرہ ور کر دیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے  
 مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں  
 گا تو میری مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور مجھ پر بھلے دن  
 آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اے یہ یومنین کے  
 لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بمعنی نکلن ہے یعنی وہ  
 ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر  
 مصائب و شدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے  
 اور اللہ کی عبادت و پکاریں لگے رہتے ہیں۔ یعنی  
 الْمُؤْمِنِينَ مَدْحًا لِّصَبْرِ عَلَى الشَّدَائِدِ... ای نکلن  
 الذین صبروا و عملوا الصلٰحت فی حالتی النعمۃ  
 والمحنۃ (قرطبی ج ۹ ص ۱۰۱) اِنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا فِی  
 الْمَحْنَةِ وَالْبَلَاءِ (وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) وَشَكَرُوا فِی  
 النِّعْمَةِ وَالرِّخَاءِ (مدار ج ۲ ص ۱۳)

### تیسرا دعوی

میلو جی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے  
 اے یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ تو جدید  
 کرنے پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں  
 تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ  
 کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا  
 کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں

آیا جو لوگوں میں اسکی صداقت کا اعلان کرتا پھر۔ ایسا ہو کہ انکی باتوں سے آپ تنگدل اور آزرده خاطر ہو کر مایوسی الیک (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ انکے مطاعن و اعتراضات کی  
 پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنَّمَا اَدَّتْ ذٰلِكَ نَفْسٌ مِّنْ رَّبِّیْ ذٰلِکَ وَارِیْ اَوَّلَیُّوْا فِیْ رِیْضَتِیْ وَارِیْ اَوَّلَیُّوْا فِیْ رِیْضَتِیْ وَارِیْ اَوَّلَیُّوْا فِیْ رِیْضَتِیْ وَارِیْ اَوَّلَیُّوْا فِیْ رِیْضَتِیْ  
 انکے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی کَیْسَ عَلَیْکَ الْاِنْزَارُ مایو جی لیک ولا علیک شیء ان رد و اوافتر حوا و قالوا انت بقراں غیر هذا فما بالک تترك بقولهم (وکیل) یحفظ ما یقولون  
 فیما زکیحہ مظہری ج ۱ ص ۱۰۱ ان مصدر ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ صلاتی کی متعلق ہے ای من ان یقولوا و لان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف  
 موضح قرآن و گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مژدہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی ثواب مدد و صلہ رحم کہ از کفار بوجہ دینی آید در دنیا میدہند بتو بیع رزق و صحت بدن ۱۲ ص ۱۳ یعنی کرام کاتبین ۱۳۔

مُسْلِمُونَ ۱۳ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

علم مانتے ہو جو کوئی چاہے دنیا کی زندگی اور

زِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا

اس کی زینت بھگتنا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں

لَا يُجْزَوْنَ ۱۵ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

کچھ نقصان نہیں وہ یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں

إِلَّا النَّارُ زَوْجِبَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَطُلَ مَا كَانُوا

آگ کے سوا اور ہر باد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور حشراب کیا جو

يَعْمَلُونَ ۱۶ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ

کہا یا تھا بھلا ایک شخص جو ہے نکلہ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَ

ساختہ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ حق موسیٰ کی کتاب رستہ بتلائی اور

رَحْمَةً ۱۷ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِّن

بخشوا لی راہروں کے براہرے یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ملے سب

الْمَحْزَبِ ۱۸ فَاَلْبَارِئُ مَوْعِدُهُ فَلَا تَكُ فِی مَرِيضَةٍ مِّنْهُ

فرقوں میں سے سودوزخ ہے بھگتا اس کا سو تو مت رہ شبہ میں اس سے

إِنَّهُ الْحَقُّ مِّن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۹

بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے و

وَمَن أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون تھے جو ہاندھے اللہ پر بھوٹ وہ لوگ

يَعْرِضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ أَرَأَيْتُمْ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ

رو برو آئیں گے تیرے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے ملا ہیں جنہوں نے



ہے اُنہی کہ اہلکۃ اَنْ یَّقُولُوْا (قرطبی ج ۹ ص ۱۱) اس صورت میں ضائق کا مفعول نہ ہوگا۔ ۱۵ یہ شکوی ہے مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعویٰ کہ اللہ کے یہاں کوئی شیفع غالب نہیں، تو مانتے نہ تھے اور الظالم اکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاَنْتَوُا الْکَوِیْبُہُ جواب شکوی ہے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لیا اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ حکم کی ضمیر مؤمنین کے لئے ہے اور قائل علموا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقد اعلیٰ یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرمادیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پر داختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا حکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اسے مشرکین کو تمہارے معروضہ مددگار اور شرکار تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِیْہَا الْکُفَّارُ وَلَمْ یُعِیْنُوْکُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنْکُمْ اَنْزَلْ بِعِلْمِ اللّٰہِ وَاَنہٗ لَیْسَ مَفْتَرٍ عَلَی اللّٰہِ بل ہوا نزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم دھارن ج ۳ ص ۱۹ زجر جمع تحریف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورہ نبی اسرائیل ۷ میں وارد ہے مَنْ کَانَ یُؤِیْدُ الْعَاجِلَۃَ تَخْلُفْ اِلَیْہِ الْاٰتِیَۃُ مگر آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ مَا صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدہ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اعراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔

یعنی و بطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال الباطل (و بطل ما کانوا یعملون) لانہ لغیر اللہ دھارن ج ۳ ص ۱۹ یہ چوتھا دعویٰ ہے بے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو اعلیٰ برہان من اللہ و بیان ان دین الاسلام حق و ہود لیل للعقل (مدارک ج ۲ ص ۱۱) ویشکوہ موضع قرآن و گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی۔۔۔ خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعویٰ کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ و ل یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے کس آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ و ل یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

و قائل علموا  
بما بعد ان باطلہ  
بدرجات اقرب  
و مشرک  
بہم

کَذَبُوا عَلٰی رَبِّہُمْ ۱۸ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۱۹ الَّذِیْنَ

بھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی نافرمانی لوگوں پر جو کہ

یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ یَبْغُوْنَہَا عِوَجًا ۲۰ وَ هُمْ

روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں

بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ۱۹ اُولٰٓئِکَ لَمْ یَکُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ

آخرت سے مستکرف وہ لوگ نہیں ہیں تمہارے لئے کٹھن زمین میں

فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانَ لَہُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءٍ ۲۰

بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی

یَضَعُ لَہُمُ الْعَذَابَ ۲۱ مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ

دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سنانے کی

وَمَا کَانُوْا یُبْصِرُوْنَ ۲۰ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ

اور نہ دیکھتے تھے ہا وہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان

وَضَلَّ عَنْہُمْ مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۲۱ لَا جَرَءَ اُنْہُمْ فِی

اور کم ہو گیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا صدمہ کہ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ

الْاٰخِرَۃِ هُمْ الْاَخْسَرُوْنَ ۲۲ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

آخرت میں بھی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْا اِلَی رَبِّہُمْ ۲۳ اُولٰٓئِکَ

کام کئے نیک ۲۳ اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۲۴ هُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۲۵ مَثَلُ

جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے مثال ۲۵ ان

الْفَرِیْقَیْنِ کَالْاَعْمٰی وَ الْاَصْمٰی وَ الْبَصِیْرِ وَ السَّمِیْعِ

دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سُنتا

وَابْطَلُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) لانہ لغیر اللہ دھارن ج ۳ ص ۱۹ یہ چوتھا دعویٰ ہے بے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو اعلیٰ برہان من اللہ و بیان ان دین الاسلام حق و ہود لیل للعقل (مدارک ج ۲ ص ۱۱) ویشکوہ

موضع قرآن و گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی۔۔۔ خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعویٰ کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ و ل یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے کس آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ و ل یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔



ای دلیقہ ویتبعہ اور شاہد سے مراد قرآن ہے اور منہ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے اسی منہ اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک) وَهَذَا قَوْلُهُ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے مطفق ہے یہاں من کا جواب محذوف ہے اسی ایتھی لہٰذا موضع تشبیہ ہے یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولَئِكَ

سے مَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں انکا کٹھن ضد و عناد پر مبنی ہے۔ ۱۲ یہ معاندین کے لئے تحریف اخروی ہے فَاتَّكُفُّ فِيهِمْ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم و تفہیم دوسروں کی مقصود ہے کیونکہ آپ سے شک و شبہ کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گزرنہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد و انکار پر اڑے رہیں۔ ۱۳ زجر جمع تحریف اخروی تا هُمْ اَوْحَسُّوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل و نقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا اللہ شفیق غالب کہنا وغیرہ۔ جان نسب البیہ مانا لیلیق بہ کقولہم الملائکۃ بنات اللہ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا و قولہم لا لہم ہم ہوا و شفعاؤنا عند اللہ (روح ج ۱۲ ص ۱۲۳) یہ کفار و شرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الا شہاد سے فرشتے مطلقاً یا حفظاً گواہ کا تبین، انبیاء علیہم السلام اور مومنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افتراء کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افتراء کیا کرتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ الخ یہ اذغال الہی سے اور

۱۲  
۱۳

۱۴  
۱۵

۱۱ صود ۴۹۹ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۲۳ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ نَاتِي لَكُمْ نَذِيرًا مَّبِينٌ ۲۴ بھجوا ۲۵ نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سنانا ہوں کھول کر اَنْ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ ۲۶ کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک یَوْمِ اَرْيَمُ ۲۷ فَقَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ ۲۸ دن کے عذاب سے پھر بولے سرور جو کافر تھے اس کی قوم کے مَا نُرِکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نُرِکَ اَتَّبِعْکَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَادُوْا لَنَا بِادِیِ الرَّاٰی وَمَا نُرِیْ لَکُمْ عَلَیْنَا ۲۹ ہم میں جو بیخ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپ سے مِنْ فَضْلِ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ ۳۰ قَالَ یَقُوْمُ اَرَءَیْتُمْ کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب مجھوٹے ہو بلا لائے قوم منہ دیکھو تو اِنْ کُنْتُمْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ سَرِّیْ وَ اَتَنِیْ رَحْمَةً مِّنْ اَکْمَر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھی مجھ پر رحمت عِنْدَ فَعِیْبَتْ عَلَیْکُمْ اَنْ لِّزْمَکُمْ وَاَنْتُمْ لَهَا ۳۱ اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس کِرْهُوْنَ ۳۲ وَلَیْقُوْمٌ لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مَا لَاطِ اَنْ اَجْرٰی ۳۳ بیزار ہونے اور اے میری قوم نہیں مانتا میں تم سے اس پر کچھ مال سے میری مزدوری اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّہُمْ ہُم مگر اللہ پر اور میں نہیں مانگنے والا ایمان والوں کو ان کو

اشہاد گواہوں کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے مہلکانے کی کوشش کرتے ہیں و یَبْغُوْنَہَا عِوَجًا اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے ان کو ایمان و توحید اور طاعت و عبادت سے روک کر شرک و معاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انہم کما ظلموا انفسہم بالہتراء الکفر و الضلال فقد اضلوا الیہ المذمہ من الدین الحق والقاء الشبہات و التعویج الدلائل المستقیمۃ کبیرہ۔ اکتنا، امی یعدلون بالناس عنہما الی الضلّی و قرطبی ج ۹ ص ۱۲۴ دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کار ساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ یُضَعَّفُ لَہُمْ الْعَذَابُ اب اب آخرت میں انہیں دو گنا عذاب دیا مو صحیح قرآن و اوپر کی عقل سے یعنی پہلی نظریں۔



جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ جن مجبوران باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ) من الالہمة وشفاعتہما روح ج ۱۲ ص ۲۵۷ دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش ہنسیوں میں مبتلا رہے اور جن مرنے والوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ ۲۷ یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے

ہود ۱۱

۵۰۰

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

مُلَقَّوًا رَبِّهِمْ وَلَكِنَّ أَرْكَمَ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۲۹

ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور  
یَقُولُ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتَهُمْ أَفَلَا  
لے قوم کون بچھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم

تَذَكَّرُونَ ۳۰ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ  
دھباں نہیں کرتے اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مُلْكٌ وَلَا  
اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ملکہ اور نہ

أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ  
کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ

خَيْرًا ۳۱ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذْ أَكْمِنُ  
بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں

الظَّالِمِينَ ۳۲ قَالُوا إِنُّوْهُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَكُتِرَتْ  
بے انصاف ہوں تو بولے لے نوح ۲۷ تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت

جَدَلْنَا فَاتَّعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۳۳  
جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنَا  
کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ

بِمُعْجِرِينَ ۳۴ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ  
تمہارا کچھ بھلا کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ۲۷ جو چاہوں کہ

أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ يُهْرِكُمْ  
تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

منزل ۳

مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۲۷ یہ دونوں فریقوں یعنی مشرکوں اور مؤمنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الہی کو سمجھتا ہے نہ دلائل آفاق و انفس کو بنظر غائر دیکھ کر غیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور عبارت اور اشارت دونوں سے مستفیع ہوتا ہے اس طرح مومن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل قدرت کو ملاحظہ کر کے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں جو پہلے تین دعووں سے بطریق لف و لشر مرتب متعلق ہیں۔

مذکورہ سوال

### پہلا قصہ

۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ اپنی قوم کے سامنے دعوت الہی پیش کی اِنِّي كُنتُ نَذِيرًا مُّبِينًا اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی مجبور اور کارساز نہیں۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهُ میں ان مفسرہ ہے اور اَرْسَلْنَا يَا نَذِيرًا کے متعلق ہے یا ان مصدر یہ ہے اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (موضح) اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے طور پر کہیں اول مَا تَزِدُّكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَكَ تم ہماری مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں کریں دوم وَمَا تَزِدُّكَ اِلَّا بَشَرًا اور پھر جو لوگ

یعنی تعریف و تائید

تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں ارادوا اتبعك اخساؤنا وسقطتنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۷) ہم ایسے شرفار نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تامل و تفکر محض اوپر سے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعك في بادى الراى ای بلا فکر او فی لظاہر لا فی الحقیقۃ قالہ ایشخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم موضح قرآن و کافروں نے مسلمانوں کو ذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے طمس گئے میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور ذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کما فی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو و لا وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑا نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں عین کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے اہل ہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔



سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بدقسمتی سے ان دلائل براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بتاؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ ۱۳۵ھ ضمیمہ کلمہ توحید یا البینۃ یا رحمۃ کی طرہ رابع ہے اور اس سے پہلے مضاف مخدوف ہے شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وقیل الہاء ترجع الی الرحمۃ وقیل لی البینۃ ای تلزفکم قبولہا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵۵) یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمہ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوالیں یہ بات ہماری طاقت واستطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے ھذا استفہام معنہ الا نکادای لا اقد رعلی ذلک والذی اقد رعلیہ ان ادعوکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لا لزمہا قوصہ ولکنہ لم یملک ذلک (غازن ج ۲ ص ۲۴) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ منصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت توح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ ۱۳۵ھ میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کر رہا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غریبوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لاچکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اَللّٰھُمَّ مُسَلِّمُوْا رِیْھَہُمْ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کروں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فی شکوٰۃ الخ الیہ ان طردتہم

مرجید معترض غلام علی  
تحریر ۱۶  
مؤلف ابوالحسن

وَالْيَهُ تَرْجِعُونَ ﴿٣٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ  
اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو کہ جسے اگر میں بنا لیا ہوں  
فَعَلَّ اجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٤﴾ وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ  
تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو وہ وحی اور حکم ہوا جسے طرف  
لَوْحٍ آتَيْنَا لَكَ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ  
لوہ کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا  
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٥﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ  
سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا لے کشتی  
بَاعِبْنَا وَأَوْحَيْنَا وَلَا تَخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا  
دوہرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں  
إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ وَكَلَّمَا مَرْعِيَّ  
یہ بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا کلمہ اور جب گزرتے اس پر  
مَلَأْ مِنْ قُوِيْهِ سِجْرًا وَمِنْهُ طَالَ إِنُ تَسْخَرُوا مِنَّا  
سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے  
فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٧﴾ فَسَوْفَ  
تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ت اب جلد  
تَعْلَمُونَ لَمَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ  
جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر  
عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٨﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ  
عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا مہ اور جوش مارا تنور  
قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ  
کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

منزل ۳

(مدارک ج ۲ ص ۱۴) یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقررین بارگاہ الہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا ا طردھم ولا ا بعدھم عن مجلسی لانہم من اهل الذلغیا مقربون عند اللہ تعالیٰ روح ج ۲ ص ۱۴، مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیانہ باتیں کرتے چلے جا رہے ہو۔ وَلَیَقُوْهُم مِّنْ یُّنْصَرِفُ نِیْزِیْہِ بِنَاوَا لْکَرِیْمِ تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے لباس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔

**موضع قرآن**۔ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ملے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ و حضرت لوح کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ و وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں عرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

**فتح الرحمن**۔ اس جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم لوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ با حال قوم حضرت لوح ۱۲ ص یعنی تنور غضب الہی ۱۲۔



هود ۱۱

۵۲

وَكَا مِّنْ دَا اِلٰهٍ ۱۲

مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم وہ اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے

تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے دن اور بولا ایتھے سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے یہ پہچاننا

اور مٹھنا تحقیق میرا ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی

ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا

مقتا کنارے لے بیٹھے سوار ہو جا سکتے ہمارے اور مت رہ سکتے

کافروں کے بولا نہ جاہلوں کا کسی پہاڑ کو جو بچالے گا مجھ کو

پانی سے کہا کوئی سچا نہ والا نہیں آج اللہ کے حکم سے اے مگر جس پر

فہمی رقم کرے اور حامل ہوئی دونوں میں موج چھر ہو کیا ذہنیے والوں میں و

اور رحم آیا اے زمین کھلے نقل جا اپنا پانی اور بے آسمان ہم جا اور سہا دیا لیا

اور ہو چکا ہے۔ اور اس کی پہلی جگہ پر جو کچھ لکھا ہے وہ سب ہی

یہ سورت سورہ بقرہ کی پہلی آیت ہے۔

مازلہ

۱۔ ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جن کی نسل رہنی مقدر تھی اور گھروالوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سوڈو بے اور تین بیٹے بچے جن کی اولاد

فتح الرحمن و یا یعنی زن نوح و کنعان پسر نوح ۱۲-

پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ مترضہ ہے اور سوالات آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ ۵۳۳ حضرت نوح  
علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لاجواب ہو کر قوم  
کے لوگ بول اٹھے کہ اے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ  
تھکرا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر  
تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی  
دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ  
اِنْسَمَا يَا قَوْمِ لَكُمْ اِنَّهٗ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب  
لانا تو میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے  
اور اپنے وقت پر ضرور آئے گا اور جب آئے گا تم اس سے  
ہرگز بچ نہیں سکو گے۔ ۵۳۴ میں تو تمہاری خیر خواہی کرتا  
ہوں لیکن اگر تمہاری ضد و رہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ تعالیٰ  
تمہارے دلوں پر مہر جباریت لگا دے اور تمہیں تو فیق  
ہدایت سے محروم کر دے تو میری خیر خواہی سے تمہیں کچھ  
فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اَمْ يَتَّقُوْنَ اَفْتَرٰىهُ شَكْوٰى يٰ  
فُؤَادِ اِنِ اَفْتَرٰى يَتَّبِعْهُ فَعَلٰى رَاجِعِىْ جَوَابِ شَكْوٰى يٰ  
میں نے اللہ پر افتراء کیا ہے تو اس کی سزا مجھے ملے گی مگر یہ  
میرا افتراء کرنا تو غلط ہے اس لئے میری طرف افتراء علی اللہ  
کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم ضرور  
سزا پاؤ گے۔ لَهٗ اِنِ اَفْتَرٰى يَتَّبِعْهُ اِىٰ اَخْلَقْتَهٗ وَافْتَعَلْتَهٗ  
يعنٰى الوحى والرسالة (فعلى اجراحى) اى عقاب اجراحى  
وان كنت محققا فيما اقولہ فعليكم عقاب تكذبى  
(قرطبی ج ۹ ص ۵۷) ۵۳۵ یہ قوم نوح علیہ السلام کی تنباہی کی  
تہہید ہے حضرت نوح علیہ السلام کو یزید بیعہ وحی مطلع کر دیا  
گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے اور  
باقیوں میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے آپ  
ان کے استہزاء و تمخرواز و تکذیب و ایذا پر غمگین نہ ہوں اب ان  
کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے مبتدعین حضرت نوح  
علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں

استغاثت

سنتی! منتقطع

۲۵۱

فتح الرحمن ۱۱۱ یعنی زن نوح و کنعان پسر نوح ۱۲۔



حذف مشہور معروف ہے یکن فونہا ویبقون الخبر بعد

بہت سے محققین امام باقر (ع) نے کہا ہے کہ وہ  
مغشی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل انما ناداه لقتلہ کلن  
کا قرالی ذاک الوقت لکنہ علیہ السلام ظن  
ہو چکا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیے۔ یہ کام ہے  
وں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے ہمارے کو کیا مفرد و ہر چاہیے  
ہے مگر بعض فرقہ ہلاک ہوں گے۔

ماجد منزه  
بوسلیمان هود  
فی کرم علی الله  
علیه وسلم ۱۲

۵۰۳

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۝۱۳

اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھروالوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

اور تو سب سے بڑا حاکم ہے فلا فرمایا اے لوحِ مشککہ ص ۷۰

ہیں میرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں شراب سونٹ

پہلے پتہ پر ہے۔ پھر پتہ پر ہے۔ پھر پتہ پر ہے۔

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِنَا فَتَدَارَكُوا أَلَمًا لَّيِّنًا

[illegible]

أَهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ

فَمِنْ قَبْلِكَ وَأَمْرٌ سَامِعٌ لَهُمْ لَقَرِيْبُهُمْ

مِنَّا عَدَابُ ابْنِ أَبِي لَيْمٍ ۝ يَلِكُ بَيْنَ ابْنِ أَبِي لَيْمٍ

کہ ہم کھجور، تہ، گطف، نہ کھجور کہ ان کو غنہ سمجھتے اور نہ تہ کی قوم کو

مہاجرین کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیزیں

مَنْزِل ۳



وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

مرستی! متصل!

۱۳۳۳

وكان ابنه يسوع الكفر ويطهر الاديثمان الخ (قرطبي ج ٩ ص ٢٩٢) فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ کَاخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی نُوْحًا بِمَا هُوَ مُفِيْدٌ بِهِ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ اٰی عَلِمْتَ مِنْ حَالِ ابْنِكَ مَا لَمْ تَعْلَمْهُ اَنْتَ الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ بدایت پر لاسکے اور نہ عذاب الہی سے اسے بچا سکے۔ ۵۴۵ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِلَّا اَصِلْ مِیْنِ وَاَنْ لَا تَهْلُوْنَ کَوْلَامِیْنِ اَدْعَاۤمٍ کَرِّ دِیَاۤغِبِیَا۔ ۵۴۶ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور زوال برکات



کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہو چکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اتر دو تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی بائی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے ۵۷ جملہ مترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعہ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتا جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

فَاَصْبِرْ الْخَيْرَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۵۸  
تسلیم ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ ۵۸ یہ درس اقصیٰ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اپنی قوم کو یہ پیغام دیا يٰٓقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ۚ فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۵۹ صرف خدا کے واحد کو پوجو اور صرف اسی کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ یعنی وحدۃ اللہ ولا تشركوا معه شيئاً فی العبادۃ (غازن ج ۳ ص ۲۳) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُقْتَدِرُونَ ۶۰ تم اپنے معبود باطلہ کو دعا اور پکار میں اللہ کے شریک بنا کر اللہ پر اقرار کرتے ہو۔ ۵۹ شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اپنے گزشتہ مشرکانہ اعمال و افعال کی اللہ سے معافی مانگو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال اور عیش و آرام کی زندگی سے ہمکنار کرے گا اور تمہاری جمعیت کو مضبوط بنائے گا۔ الیٰ معنی مع ہے۔ ۶۰ قوم نے انتہائی ضد و عناد سے پیغام توحید کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام پر طعن کرنے لگے عَنْ قَوْلِكَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۶۱ تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو لائے نہیں اس لئے صرف تمہارے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تم پر ہی ایمان لانے کو تیار ہیں۔ قوم نے فرط عناد و جہالت سے یہ جواب دیا تھا ورنہ توحید کے دلائل واضح اور آیات باہرہ ان کے سامنے پیش کی جا چکی تھیں اِنَّمَا قَالُوْهُ لَفِطْرَتُهُمْ اِلٰهٌ وَّلَدُشَدَّةٌ عَمَّا هُمْ عَنْ الْحَقِّ وَعَدَمُ نَظَرِهِمْ فِي الْاٰيٰتِ الْخَرِیَّةِ ۶۲

مترضہ

ہود ۱۱

۵۰۵

وَقَامِنْ دَاۤئِمَةً ۱۳

مِنْ دُونِهِ فَاَكْبَدُوْنِيْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظَرُوْنَ ۵۵

اس کے سوا سو بڑائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر مجھ کو مہلت نہ دو

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلٰی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَاۤئِمَةٍ ۵۶

میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا سوئی نہیں زمین پر پڑوں

اِلَّا هُوَ اَخَذْ بِنَا صِیْئَتَهَا ۚ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ ۵۷

دھرنے والا اگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چرٹی اسکی وہ بے شک میرا رب ہے سیدھی

مُسْتَقِیْمٌ ۵۸ اِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْغَضْتُكُمْ ۚ فَارْسَلْتُ ۵۹

راہ پر سیدھی وں قسٹ پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچاؤں گا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا

بِهَ الْیَکُمُ ۚ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ۚ وَلَا ۶۰

تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ

تَضُرُّوْهُ شَیْءًا ۚ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۶۱

لگاؤں کو گئے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ہر چیز پر نگہبان و

وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَحْنُ خَیْرٌ ۚ هُوَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۶۲

اور جب پہنچا ہمارا حکم ہے سچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے

مَعَهُ ۚ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۶۳

اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور سچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے ق

وَتِلْكَ اَعَادُ بِحَدِّ وَاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ ۶۴

اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو

وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۶۵ وَاتَّبَعُوْا فِی ۶۶

اور مانا ان کے حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو

هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةُ ۚ وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ ۚ اِلَّا اَنْ عَادًا ۶۷

اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

مَنْزِل ۳

ج ۱۲ ص ۱۵۵) یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا ورنہ ہونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے بھائیوں پر خوش ہو کر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہو کر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر دعیاؤں والہ تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو اعتراف اصابتك بعضاً لہتنا بسوء مجنون و خبل (مدل ج ۲ ص ۲۳) بسوء ای مجنون لسیك ای ہا عن ابن عباس وغیرہ (قطبی ج ۹ ص ۵) اِنَّكَ شَقِیْتُ مَوْحِیٰ قُرْآنٍ ۶۸ یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ و ل یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے۔ و ل گاڑھی مار دینی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔ فتح الرحمن ۶۸ یعنی مالک اور ۱۲ ص ۱۵۵ یعنی حکیم است ۱۲۔



وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۝۱۳

یہ اولیٰ ہے اللہ کی جتنے بہائے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھانی پھرے اللہ کی زمینیں

مجلس معبرون ان با علمه  
تو حیدر

لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں برس پہلے قوم عادتِ تباہ و برباد ہو چکی تھی اور غارِ ج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کو باوجود ثلاث سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا قول فی هذا الرجل ۹ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود فی الذہن کی طرف ہے وَ عَصُوا أَرْسُلَهُ اِیک رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ اہل انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دینے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَ اسْتَبْخَوْا فِیْ هَذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةُ اللّٰہِ اُیں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ اسی پر موضح قرآن و یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ وَ تجزئہ کریم کو امید تھی۔ یعنی جو نہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا تو لگتا مٹا لے۔



قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے یَقُولُوا عِبُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ قِسْنِ إِلَهِ عَمَلُكُمْ سے پیغام توحید قوم کے سامنے پیش کیا ہوا لٰسَا كَهْفَينَ اَلَا رَضِيَ اللَّهُ بِهٖ نَعْمَ كُنتُم مِّنْ قَوْمٍ سَاءَ مَا يَكُونُ لَكُمْ عَذَابًا ۝۱۳ اور زمین کے اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور زمین میں تم کو آیا دفرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بنیادی انعامات کا ذکر کیا تاکہ قوم کے دلوں میں جذبہ تشکر و امتنان پیدا ہو اور وہ اللہ کی توحید کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ۱۳۔ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا تو ان کے بگڑے ہوئے مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ تَعْبُدُوْا اٰمِيْنَ اَنْ تَعْبُدُوْا اٰمِيْنَ اَنْ تَعْبُدُوْا اٰمِيْنَ۔ مَا تَدْعُوْنَ اِلَّا مَوْصُلًا مِّنْ مَّوَصِلَاتِ الْوَحْيِ۔ مَا تَدْعُوْنَ اِلَّا مَوْصُلًا مِّنْ مَّوَصِلَاتِ الْوَحْيِ۔

ہود ۱۱

۵۰۷

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا اِنَّا

وَلَا تَسْؤُهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿۹۲﴾

اور مت ہمت نہ کرو اس کو بُری طرح پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد و

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِيْ دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ط

پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن

ذٰلِكَ وَعَدٌ غَيْرُ مَكْنُوْبٍ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا لَنَحْجِبَنَّ

یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا کہ حکم ہمارا پہنچا دیا

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی

يَوْمَئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿۹۶﴾ وَاَخَذَ

رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الصَّبِيْحَةَ فَاصْبِحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

ان ظالموں کو چوں کہ آواز لے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں

جَثِيْمِيْنَ ﴿۹۷﴾ كَاٰنُ لَمْ يَغْنُوْا فِيْهَا اَلَا اِنَّ شَوْدَا

اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سن لو شہود

كُفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بَعْدَ الشُّوْدِ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ جَاۤءَتْ

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھر کفار ہے شہود کو اور البتہ آچکے ہیں سلا

رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبَشْرٰی قَالُوْا اَسْلَمَا ط قَالَ

ہمارے پیغمبر ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا

سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِیْدٍ ﴿۹۹﴾ فَلَمَّا

سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بھڑا تالا ہوا پھر جب

رَاۤ اٰیٰدِيْهِمْ لَا تَقْصِلُ اِلَيْهِ تَكْرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

مَنْزِل

۱۳۔ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا تو ان کے بگڑے ہوئے مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ تَعْبُدُوْا اٰمِيْنَ اَنْ تَعْبُدُوْا اٰمِيْنَ اَنْ تَعْبُدُوْا اٰمِيْنَ۔ مَا تَدْعُوْنَ اِلَّا مَوْصُلًا مِّنْ مَّوَصِلَاتِ الْوَحْيِ۔ مَا تَدْعُوْنَ اِلَّا مَوْصُلًا مِّنْ مَّوَصِلَاتِ الْوَحْيِ۔

باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں عَنِ الْمَكْنُوْبِ اٰمِيْنَ فِیْہِ (روح) ۱۳۔ جب موضع قرآن سے حضرت صالح نے قوم کے لئے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے سچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح موضع قرآن سے فرمایا کہ اس کی تعلیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا بیٹے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا وٹ ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوئے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے منہ پر پھٹ گئے ۱۴۔ منہ رحمت اللہ تعالیٰ وٹ وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم کو پڑ جاتے تھے ہلاک لے کر اول حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو نبی بنی سے بیٹا تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانے فرشتے میں کھانا لے آئے ۱۲۔ منہ رح۔



ہمارے عذاب کا عین وقت آپہنچا تو ہم نے صراحت اور اس کے مومن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچالیا وَاَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الزَّكَاةَ اور ظالم (مشرک) لوگ ایک ہی آسمانی چٹخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہو گئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۵۳ یہ تو تھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور

وَمَامِنْ دَاۤلِيۡنَہٗ ۱۳ ۵۰۸ ھُوْدُ ۱۱

خِيفَهُۥ ۙ قَالُوا لَا تَخَفْ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْ قَوْمِ لُوطٍ ۙ

ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آگئے ہیں طرف قوم لوط کی

وَاَمْرَاۡتُہٗ قَائِمَہٗۙ فَضَحِكَتۡ فَبَشَّرْنَا بِاِسْحٰقَ لَا مَنۡ

اور اس کی عورت کھڑی تھی مٹکتے تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحق کے

وَرَاۡءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۙ ۵۱ قَالَتۡ یٰوِیْلَیَّۤ اَیُّۤ اَیۡدٍ وَّاَنَا

پیدا ہونے کی اور اسحق کے پیچھے یعقوب کی فلا بولی ہلے اے خرابی کیا میں کچھ جنموں گی اور کیا

عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلٰی نَبِیۡنَا ۙ اِنَّ ہٰذَا لَشَیۡءٌ عَجِیْبٌ ۙ ۵۲

بڑھپلا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوا اَتَعْجَبٰۤیۡنَ مِنْۢ اَمْرِ اللّٰہِ رَحِمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَتُہٗ

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلٰیکُمۡ اَہْلَ الْبَیۡتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ ۙ ۵۳ فَمَّا ذَہَبَ

تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب بتا رہا

عَنِ اِبْرٰہِیۡمَ الرُّوۡعَ وَجَآءُہٗ الْبَشَرٰی یُّجَادِلُنَا فِیۡ

ابراہیم سے ڈرے اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوطٍ ۙ ۵۴ اِنَّ اِبْرٰہِیۡمَ حَلِیۡمٌ ۙ ۵۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۵۶

قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم شہ تعل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا

یٰۤاِبْرٰہِیۡمُ اَعْرِضْ عَنْ ہٰذَا ۙ اِنَّہٗ قَدْ جَآءَ اَمْرٌ رِّبِّکَ

اے ابراہیم پھوڑ یہ خیال وہ تو آجکا حکم تیرے رب کا

وَاِنَّہُمۡ اَتٰیہِمْ عَذَابٌ غَیۡرُ مَرْدُوۡدٍ ۙ ۵۶ وَلَمَّا جَآءَتْ

اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹا یا نہیں جاتا اور جب پہنچے

رُسُلَنَا لُوطًا سَیِّۤ اَیۡہِمْ وَصَاقِ بِہِمْ ذُرَّعًا وَقَالَ ہٰذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس نمکین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ مبادل میں اور بولا آج

زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم بان شان غلت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ تکرر ۵۳ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں در نہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرانے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ گھر کس لئے جا رہے ہیں۔ قَالَ لَطِیۡبٰی لَوْ عَرَفْتُمۡ بَاۡتِہُمۡ مَّلاۡئِکَۃٌ لَّمۡ یُخَفِّضُوۡہِۡنَا اِلَیۡہِمۡ لَطَمًا (روح ج ۱۲ ص ۹۷) ۵۳ جب انہوں نے تے ہوئے بچھڑے کا دسترخوان اپنے ”مہمانوں“ کے سامنے لا کر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دسترخوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ بُرے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا رادوا الضیف یا کل ظنوا بہ شرًا (قرطبی ج ۵ ص ۵۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اتنا خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں تم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۵۴ فَضَحِکَتۡ فَبَشَّرْنَا بِاِسْحٰقَ لَا مَنۡ فَاَرَدُوۡنَہٗ فِیۡ تَغْلِیۡبٍ ذَکَرِیۡ لَیۡلَۃٍ ۙ ۵۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۵۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۵۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۵۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۵۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۶۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۷۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۸۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۹۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۰۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۱۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۲۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۳۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۴۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۵۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۶۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۷۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۸۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۱۹۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۰۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۱۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۲۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۳۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۴۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۵۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۶۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۷۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۸۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۲۹۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۰۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۱۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۲۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۳۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۴۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۵۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۶۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۷۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۸۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۳۹۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۰۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۱۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۲۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۳۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۴۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۲ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۳ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۴ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۵ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۶ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۷ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۸ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۵۹ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۶۰ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴۶۱ اَوَاہٌ مُّنِیۡبٌ ۙ ۴



وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

4-9

## هود ۱۱

دن پڑا سخت ہے فاطمہ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم نے دوڑتی ہے اختیار اور

آگے سے کھینچ لے رہے تھے۔ جڑے مسام بولا اے قوم

یہ ممبری بیسیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ذرو حق اللہ سے اور مت

رسوا کرو۔ جو کوئی میرے ہمایوں میں لکھا تم میں ایک مرد بھی نہیں یہاں چمن دے

[illegible]

Handwritten musical notation on a five-line staff, featuring various notes and rests.

رَبِّكَ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِكَ آيَاتُكَ فَاسْتَغْنَىٰ عَنْكَ أَهْلُكَ يَقْطَعُ بِكَ

الْبَيْلُ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا تَكُنْ لَهُ

مَصِيبُهُمَا مَا أَصَابَهُمَا إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ

پس نصیب پیرایہ

5/25

مَنْزِلٌ

۱۰ ششہ حرف الہ اسم سر خوف و بے گداز حرف الہ اسم سر اسر سہفتہ و ہ اسنقہ مر کا عادت و سر پیش فظ انہیں و کہی کہ مریت تمکین و

۱۲۔ یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی جو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمة اللہ علیہ فرشتے جہان اترے اُن کے کھڑ

[illegible]

فَخَ الرَّمْنُ فَلَمْ يَمُتْ رَجْمَ كَوَيْدٍ بَعْنِي اِيْشَانِ اَمَارِ وَخُوشِ رُوِيْ بُودَنْدِ وَعَادَتِ قَوْمِ مَعْلُومِ بُودِ پَسِ خَوْفِ پَيْدَا شَدِّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۱۲۔



جہنم (روح جہنم) وضاق بہہ ذرعا ایضا صدرہ بجمعہ و کھرہ (قرطبی جہنم) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب دال ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ لکن حضرت لوط علیہ السلام کا فرشتہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت فوجوالوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يَقُولُ كَلَّا بَنَتِي بِرَبِّهَا لَوْ عَلِمَ فَرِيقٌ سَمِجَانِي كَيْ كُشِّشِ كِي اور فرمایا نارواں!

وَمَا مِنْ دَآئِمَةٍ ۱۲ ۵۱۰ ۱۱ ھود

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا مِّن سِجِّيلٍ ۝

وہ بستی اوپر نیچے اور پیرسائے ہم نے اس پر پتھر کست کر کے

مَنْضُودٍ ۝ مَسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ

تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی

الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ وَآلِ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۝

ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو کہ

قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ وَلَا

بولائے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سولے اور

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ مُّجْبِرِينَ ۝

نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝ وَيَقَوْمِ

ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیرے والے دن کے اور اے قوم

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا

پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹاؤ

النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد د

بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَمَا

جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے فہم اور میں نہیں

أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيفٍ ۝ قَالُوا ائْتِ شُعَيْبَ أَصْلَوْكَ

ہوں تم پر ٹھہران بولے اے شعیب آتے کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو

تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَأَنْ تَفْعَلَ

یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا نے یا چھوڑ دیں کرنا

اور پھر فرشتوں کے ہاتھ سے پتھر کست کر کے

یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال و طیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل و فہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر بھیم اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدی ان المراد ببناتہ علیہ السلام امتہ ... لان کل نبی اب لامتہ وبہ قال مجاہد سعید بن جبیر روح قرطبی حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیش کش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن فضل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا میں الروح والقرطبی وغیرہما۔ لکن وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالَ كَوَا۟نَ لِي بِكُمْ ذُو۟ا۟ا حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہو یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب و اضطراب دیکھا تو بول اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل و عیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہے دیکھو اَصْحٰۤا۟کَ یَہٰ اَصْحٰۤا۟کَ سے استنار ہے

منزل ۳

یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلنَّیْسَ الصُّبْحِ بِقَرِیْبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ابھی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا گیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر رہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ جب عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سِدِّجِیْلٍ جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَنْضُودٌ تہ بہ تہ۔ مَسْوَمَةٌ ان پتھروں پر فاض نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس کی ہلاکت مقدر تھی مَوْصُوعٌ قرآن و نقل ہے کہ امانت کے روپے گنریٹے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔



فِي أَمْوَالِنَا مَا لَشَرِّهِ أَنْتَ الْحَكِيمُ الرَّشِيدُ ۝۸۹

جو کچھ کہہ سکتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن و

قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّي وَ

بولے اے قوم دیکھو تو کچھ اگر مجھ کو سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَضِ قَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ

نے روزی دی مجھ کو فلا نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

إِلَىٰ مَا أَنهَكُم عَنْهُ ط إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے پھڑاؤں فلا میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

أَسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

إِلَيْهِ أُنِيبُ ۝۹۰ وَيَقَوْمِ لَا تَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي ۚ أَنْ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے فلا اور اے قوم مجھے نہ گمانیو میری ضد کر کے یہ کہ

يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝۹۱ وَاسْتَغْفِرُوا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشو اور

رَبِّكُمْ ثُمَّ تَوَبُّوا إِلَيْهِ إِنْ رَزَقْنِي رَحِيمًا وَدُّدُ ۝۹۲ قَالُوا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا ہے ہر مان محبت والا بولے

يُشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا قَالُوا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ

لے شعیب کچھ ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِينَا ضَعِيفٌ وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہونے تیرے بھائی بند تو مجھ کو تو ہم سنگسار کر دیتے اور ہمارے

۵۱۲ یہ چھٹا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ پہلا دعویٰ چونکہ مقصودی ہے اس لئے اس پر شاکہ کا اعادہ کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یَقُورُ عِبْدُ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِّنَ الْخَيْرِ ۚ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوتاہیوں سے ان کو منع کیا۔ ۵۱۳ یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق مار لیتے تھے اس لئے فرمایا تجارت سے جو نفع ہو اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے بچ رہو وہ اس طرح کی بددیانتی کی کمائی سے بہتر ہے اور زیادہ بابرکت ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ کیونکہ ایمان کے بغیر کسی چیز میں خیر و برکت نہیں ای مَا يَبْقِيهِ اللَّهُ لَكُمْ بَعْدَ إِيفَاءِ الْحَقِّ بِالْقِسْطِ

اکثر برکتہ واحد عاقبتہما تبقونہ استتم

لا نفسکم من فضل التطفیف بالتجبر

والظلم (قرطبی ج ۹ ص ۹۷) ای بشرط ان تو معذروا

اذ مع الکفر لا خیر فی شئ اصلہ (روح المعانی)

۵۱۴ مَا يَعْْبُدُ مَعْبُودَانِ بَاطِلٌ أَنْ تَفْعَلَ فِی أَمْوَالِنَا

یہ مَا يَعْْبُدُ پر موقوف ہے یا اس کا عطف اَنْ تَفْعَلَ

پر ہے اس صورت میں صرف نفی مقدر ہوگا۔ ای

اصولتک تأمرک ان لا تفعل الخ انک لانت الخ

الترتیب بطور استہزاء کہا یا حقیقت میں بھی وہ حضرت

شعیب علیہ السلام کو حلیم و رشید و بردبار یادانا اور سوجھ

بوجھ والا سمجھتے تھے یعنی تو تو بڑا دانا اور سوجھ بوجھ والا ہے

اور پھر ہمیں آہائی دین سے روکتا ہے اور اپنے اموال میں

اپنی مرضی سے تصرف کرنے سے منع کرتا ہے۔ ۵۱۵ رَبُّنَا

حَسَنًا نُّبُوت و حکمت مراد ہے۔ مدارک دروج میں

تمہیں شرک اور بددیانتی سے اپنی مرضی سے نہیں روکتا

ہوں بلکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم سے ایسا کرتا

ہوں۔ اور میرے پاس توحید کے حق میں اور شرک و بددین

کے رد میں واضح دلائل بھی موجود ہیں۔ میں کوئی بات بے

دلیل نہیں کہتا۔ اور جن کاموں سے تمہیں منع کر رہا ہوں

اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں توان سے منع

کروں لیکن خود ان کاموں کا ارتکاب کر لوں۔ مفسرین

کرام نے عام طور پر یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ لیکن اس

صورت میں اس کا تعلق مسئلہ توحید سے نہیں رہے گا

کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دوسروں کو شرک سے

منع کرنا اور عیاذ باللہ خود اس کا ارتکاب کرنا امر محال ہے

جس کا ان کے بارے میں وہم بھی نہیں ہو سکتا البتہ

ناپ تول سے دوسروں کی حق تلفی سے اس کا تعلق ہوگا

یعنی میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں تم کو تو دوسروں کی حق تلفی

اور بددیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں رَآیَ مَا آتَمَّهَا كُفْرًا

مَا آتَمَّهَا كُفْرًا یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے، شرک اور بددیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت نہیں بلکہ میں تو حق والو سے تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا

ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس کے ارادے ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

موضع قرآن فلا جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکیوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو نیکیں چڑانے ہی حصلت ہے کفری ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فلا یہ حصلت ہے خدا کے لوگوں

فتح الرحمن فلا یعنی حلال چکونہ سخن شمارا غنوم ۱۲ منہ یعنی نئی خواہم کہ بیکار نیک بفرمایم و فود نکلم ۱۲۔

فتح الرحمن فلا یعنی حلال چکونہ سخن شمارا غنوم ۱۲ منہ یعنی نئی خواہم کہ بیکار نیک بفرمایم و فود نکلم ۱۲۔

فتح الرحمن فلا یعنی حلال چکونہ سخن شمارا غنوم ۱۲ منہ یعنی نئی خواہم کہ بیکار نیک بفرمایم و فود نکلم ۱۲۔

فتح الرحمن فلا یعنی حلال چکونہ سخن شمارا غنوم ۱۲ منہ یعنی نئی خواہم کہ بیکار نیک بفرمایم و فود نکلم ۱۲۔



هودا

514

وَكَا مِیْن دَا شِدَّةِ ۱۳

نکاح میں تیری کچھ عزت نہیں۔ بولا اے قوم تمہارے کیا میرے بھائی بندوں کا دیاؤ تم پر زیادہ ہے۔

المتر سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے بے قابو

میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لو گے

رسو اکرنے والا اور کون ہے حصہ ۱۱ اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

تاکر باہوں و اور حجب ۱۵۵ ہمارا حکم بجا دیا ہم نے شعب کو اور جو

ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آپکے ان ظالموں کو

سکرٹک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اونہے بڑے ہوئے گور پا کبھی

وہاں سے ہی زنجبیل سن بو مٹھکا رہے مدین کو جسے مٹھکا رہوئی تھی ہنسی ہو

اور البتہ بھجج چکے ہیں ہم موسیٰ کو لے کر اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر

فرعوں اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

مَنْزِل ۳

طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذا میں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورہ اعراف ۲۰ تا ۲۴ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو  
اور تمہا ہمارے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے ہو اگر تمہیں تمہارا  
قبیلے کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر دیتے ہوتے  
حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین  
کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان دھطہ  
من اهل ملتهم فلذلك اظهروا المیل الیہم و  
الاکرام لہم مدارک ج ۲ ص ۸۵ حضرت شعیب  
علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم ایہ  
کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک  
اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلے کا لحاظ  
کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے جو جس کا میں  
پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی  
سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْٓ بِمَا نَعْمٰكُوْنَ  
مُحِيطٌ لَّیْدَارُ کھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم  
سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر بر فعل کی پوری پوری  
سزا دے گا۔ وَیَقُوْلُوْا عَلٰی صٰکٰتٍ کُمْ اِچھاتم اپنے  
موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں  
بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو  
گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے  
ہلاک ہوتا ہے۔ ۸۱ آخر وقت موعود پر اللہ  
کا عذاب آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان  
کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک  
ایک آسمانی گرجہ دار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔  
وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے  
تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے  
تھے۔ ۸۲ یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے  
دعویٰ سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے  
پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی  
انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس

۱۴

۱۲ سے متعلق ہے اور یہی قصہ



فَرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۙ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ

فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن تہہ پھر پہنچا دے گا

النَّارَ وَيُسْـَٔلُ يُورَدُ الْمَوْرُودُ ۙ وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

ان کو آگ پہ اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةُ ۙ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ طَبَسُ الرَّفْدِ الْمَرْفُودُ ۙ ذٰلِكَ

لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا ہے

مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَىٰ نَقِصُهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَ

مختوڑے سے حالات ہیں سمجھ بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں مجھ کو بعض ان میں سے اپنے ظلم پر اور

حَصِيدٌ ۙ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوا ۙ أَنْفُسَهُمْ

بعض کی جرئت تھی دل اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا قصہ لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

پھر کچھ کام نہ آئے ان کے بٹھا کر (معبود) جن کو پرکارتے تھے سوائے

اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لِّمَا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۙ وَمَا زَادُهُمْ غَيْرُ

اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا ان کے حق میں تیرے

تَنْبِيٍّ ۙ وَكَذٰلِكَ أَخَذْنَا مِنْكَ آثَارَ الْقُرَىٰ ۙ وَ

ہلاک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور

هِيَ ظَالِمَةٌ ۙ اِنْ أَخَذْنَا آلِيمٌ شَدِيدٌ ۙ اِنْ فِي

وہ ظلم کرتے ہوئے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی اس بات

ذٰلِكَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۙ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۙ ذٰلِكَ يَوْمُ

میں نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہوں

مَجْمُوعٌ لِّلنَّاسِ ۙ وَذٰلِكَ يَوْمُ مَشْهُودٍ ۙ وَمَا

میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

منزل

۵۱۳ تحریف انخروی ہے قیامت کے دن فرعون

جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس

جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بڑی ہے

یعنی نار جہنم۔ وَأَتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

اور انخروی تحریف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی

پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت

سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا

ہے۔ ۵۱۴ یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف

اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں

کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مروجہ معبودوں اور

خود ساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی

اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ

سورہ احقاف میں ہے فَكَوَلَا كَصَرَفَهُمُ الَّذِينَ

الْمُتَحَدِّثِينَ دُونَ اللَّهِ قُرْبَانًا إِلَىٰ إِلَٰهِهِمْ يَرْجِعُهُمْ

معترضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ ۵۱۵ ان قوموں

کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں

نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر

جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں اپنا کارساز سمجھ کر

پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ

آیا۔ وَكَذٰلِكَ أَخَذْنَا مِنَكَ آثَارَ الْقُرَىٰ ۙ وَ

ہے اِنکے فی ذلک لآیۃ لِّمَنۡ اَتَاہُمۡ اَقْوَامٌ مِّنۡ ذٰلِکَ لَیۡسَ لَہُمۡ

میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت

ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے

جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی

غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضح قرآن

ف قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ



۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ يَأْتُ لَكُمْ نَفْسُ لَحْمٍ اور جب اسے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا تَخْوِيفَ اخْرُؤِي ہے۔ ذَرْفُو كُفْرًا ھے کی ابتدائی اور بہت آواز۔ مَشْرِئِي كُدْ ھے کی بلند آواز۔ مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ یہ دوام اور عدم انقطاع عذاب سے کنایہ ہے کیونکہ یہ زمین و آسمان تو وہاں موجود ہی نہ ہوں گے واجری ذلک علی عادۃ العرب فی الاخبار عن دوام الشئ و تا بیدار (قرطبی ج ۹ ص ۴۹) ۵۸۷ الا بمعنى سوى ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لك على الفان الا لا لفا لتي

ہود ۱۱

۵۱۴

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۱۲

تَوَخَّرَ إِلَّا رَجَلٌ مَّعْدُودٌ ۱۲ یَوْمَ يَأْتُ لَكُمْ نَفْسُ لَحْمٍ

نَفْسُ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۱۵ فَأَمَّا

الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ خَلَدُوا

فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ

إِنَّ رَبَّكَ فَاعْلَمْ بِمَا تُرِيدُ ۱۶ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ

إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ فَحْدٍ ۱۷

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ مَا يَعْبُدُونَ

إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّا لَنُوفِّهُمُ

نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۱۸ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

فَاخْتَلَفَ فِيهِ فَاكْفَلَهُ سَبْغَتٌ مِنْ رَبِّكَ

صَنْزِلٌ

کانت یعنی سواھا یہ قول امام زہاج، فرار اور سجاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ

جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے

والمعنى سوى ما شاء ربك من الزيادة السقى لا آخر ليها روح ج ۱۲ ص ۱۳ اس کی مثال یوں ہے

کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا جگت رہا ہو اور دوسرا عمر قید بامشقت ۵۸۸ یہ بشارت اخروی ہے ما

دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ اور اَلَا مَا شَاءَ رَبُّكَ کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۵۸۹ یہ

چوتھے دعوے سے متعلق ہے مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہ

کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کوشک نہیں کرنا چاہیے

مَا يَعْبُدُونَ اِلَّا اَنْ اَنْ مَشْرُكِينَ کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں

جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودان باطلہ کو کالہ ساز سمجھ کر بکارتے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے اسی طرح

یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس ہے۔ ۵۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ

کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موسیٰ

علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے

اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے اَمِنْ به قوم و کفر به قوم كما اختلف في القرآن وهو تسلية لرسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (دارک ج ۲ ص ۵۸) ۵۹۱ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر تم

نہیں مانتے تو ہمارا مؤقفہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤقفہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت ہرائے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

موضع قرآن ۱۔ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پر جا ہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہاں کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو جا ہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن ۱۔ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در جہم کسی نمی گنجد اعتبار کنند حاصل بیان دوام است باطل و جود ۱۲

سزا و عذاب اخروی

مبارکات اخروی

سزا و عذاب اخروی

سزا و عذاب اخروی

سزا و عذاب اخروی



لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَأَنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ قَرِيبٌ ۝۱۱ وَأَنَّ

تو فیصلہ ہوتا تھا ان میں اور ان کو اس میں شک ہے کہ شک نہیں ہونے دینا اور جتنے

كَلَّا لَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ مَّرْثُكُ أَعْمَالُهُمْ أَنَّهُ يُعْمَلُونَ

لوگ ہیں اللہ جب وقت آیا پورا دیکھا کہ یہ ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ

خَبِيرٌ ۝۱۲ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَ

خبر ہے میں تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اسے اور جس نے توبہ کی میرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۳ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا جسے

مِنْ أَوْلِيَاءٍ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝۱۴ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کرو نماز کو لکھ دو لوں طرف

النَّهَارِ وَزُلْفَا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ الشَّيْئَاتِ

دن کے اور کچھ حکمتوں میں رات کے اچھے نیکیاں دور کرتی ہیں بُرائیوں کو

ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ ۝۱۵ وَأَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

یہ یاد گاری ہے یاد رکھنے والوں کو اور صبر کر لیتا اللہ ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۶ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكَ

ثواب پہنچا کر لے والوں کا سو کیوں نہ ہوتے وہ ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

أُولُو الْأَبْقِيَاءِ يَنفَعُونَ عَنِ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے رہا کرنے سے ملک میں مگر کھوڑے

مِّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں بیش سے

منزل

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جا چکے ہوتے۔ ۱۱۔ یہ تکلیف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) محلا اسم ان اور لسانی شرط محذوف ہے اسی باعث ہم اور کیو قیبت ہم نما ہے اور شرط و جزا مجموعہ ان کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) کیو قیبت ہم شرط اور ان کے بعد لعملمون خبیتر اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا ان کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ ۱۲۔ سورت میں ابتداء سے یہاں تک پیاروں دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ جس طرح آپ کو اور ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے عمل پیرا رہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سرمو

انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ يَظْلَمُونَ

اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی

طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے

ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَلَا تَكُونُوا

مِن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءٍ جملہ فتمسککم کی ضمیر منصوب سے

مال ہے والو واللحال من مفعول فتمسککم التاثر

مظہری جہ ۱۳ ص ۱۳ ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے

تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اس وقت اللہ کے سوا

تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۱۴۔ یہ امر چہارم ہے

یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طرہ کی

التہار سے صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زکفا

مِّنَ اللَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی مظہری و روح ۱۵۔ اِنَّ

الْحَسَنَاتِ يَذْهَبْنَ الشَّيْئَاتِ۔ الحسنات اعمال حسنة

نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں

وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو

صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔

فی الحدیث ان الصلوات تکفروا بذنبا ای فی یوحھا اذا

اجتنبت الکبائر فی ذلک۔ البیوہ روح ج ۱۲

۱۶۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں

اور مصیبتیں مراد ہیں اس طرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی

تویل کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی

صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے بخش کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ

گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ ۱۷۔ اَصْبِرْ اِنْج اور

صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے غلام کے

ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ غلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا ۱۵

لَوْلَا بِمَعْنَى هَلَّا برائے تخصیص ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں

جو لوگ غفل ورہے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے

لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اہل شر و فساد کی جرہ ہے۔

بقیۃ ای اصحاب طاعة و دین و عقل و بصیرت قرطبی ج ۱ ص ۱۱۱۔ اِلَّا قَلِيلًا استثناء منقطع ہے یعنی

الغالبہت غفلت والے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۱۶۔ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں مہمک

تھے اس لئے انہوں نے ان محدود و چند مصلحتیں کی ایک نہ سنی۔ ۱۷۔ تکلیف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضع قرآن۔ یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا یہ کہ دنیا میں حق اور حقوٹ صاف نہ ہو ۱۲۔ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خیر برائیوں کی چھوڑے اور جس ملک میں

نیکوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابون ۱۲۔ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔



کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کر رہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے آیا۔ ۹۸  
 اُمّہ وَاٰحَدَۃٌۭ کَے بعد وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوْکُمْ مَّحْذُوْفَ ہے بقرینہ آیت سورہ مائدہ ۷۷ وَکُوْنُوْا مِّنْ اُمَّۃٍ وَّاٰحَدَۃٍۭ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوْکُمْ اَلّٰہِ یعنی اگر اللہ چاہتا تو  
 سب لوگوں کو ایک ہی دن (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلا و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہوتا حالانکہ جبری ایمان  
 مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کیساتھ دلوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر جبار و سزا دہی ہے ۹۹

ہود ۱۱

۵۱۶

وَمَا مِنْ دَابَّةٍۭ

فِیْہِ وَاٰحَدَۃٍۭ وَّکَانَ رَّبُّکَ لِمٰہِکَ الْقُرْۡمَۃِ ۱۱۶

رہے تھے خدا اور تھے گنہگار کا اور تیرا رب محفہ ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بسطیوں کو

بِطٰلِمٍ وَّاٰہِلَہَا مُّصْطٰحُوْنَ ۱۱۷ وَکُوْنُوْا مِّنْ اُمَّۃٍ وَّاٰحَدَۃٍۭ لِّیَجْعَلَ لِّلنَّاسِ

زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر دے اٹا لوگوں کو دفعہ

اُمّۃٍ وَّاٰحَدَۃٍۭ وَّلاَ یَزَالُوْنَ مُّخْتَلِفِیْنَ ۱۱۸ اِلَّا مِّنْ رَّحْمَۃِ رَبِّکَ

ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں دفعہ مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے

وَلِذٰلِكَ خَلَقْنٰہُمْ وَتَنَسَّیْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ لَا فَلَئِنَّ جَہَنَّمَ مِّنْ

اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ جہنم دوڑے گا دوزخ

الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ اٰجْمَعِیْنَ ۱۱۹ وَکَلَّا تَقْصُ عَلَیْکَ مِّنْ

جنوں سے اور آدمیوں سے اکتھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں نلہ ہم تیرے پاس

اَنْبَاِ الرُّسُلِ مَا نُنَشِّتُ بِہِۭ فَوَاْدَکَ وَجَآءَکَ فِیْ ہٰذِہِ

رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس صورت میں

الْحَقِّ وَمَوْعِظَۃٍۭ وَذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۱۲۰ وَقُلْ لِلَّذِیْنَ

تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو نلہ

لَا یُؤْمِنُوْنَ اَعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنَّا عَمَلُوْنَ ۱۲۱ وَ

ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر نلہ ہم بھی کام کرتے ہیں اور

اَنْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۱۲۲ وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ

انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور

الْاَرْضِ وَالْبَیْہِ یُرْجِعُ الْاَمْرَ کُلَّہٗ فَاَعْبُدْہٗ وَتَوَكَّلْ

زمین کی نلہ اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سوا اسی کی بندی کرادے اسی پر

عَلَیْہِۭ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۱۲۳

بھروسہ رکھو اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

منزل ۲

تمام دعویوں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْبَیْہِ یُرْجِعُ الْاَمْرَ کُلَّہٗ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر متصرف  
 صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاَعْبُدْہٗ کَاَعَادَہٗ دَعْوٰی اُولٰٓئِکَ جِبِ عالم الغیب اور قادر متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَكَّلْ عَلَیْہِ  
 اعادہ دعویٰ ثالوث مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَکَلَّا تَقْصُ عَلَیْکَ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادہ دعویٰ رابعہ۔ اے  
 مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔  
 موضح قرآن و یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔  
 فتح الرحمن و یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔

لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہو گا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہو گا۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقْنٰہُمْ اِی للاختلاف او الابداع اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کے مطابق جبار و سزا ہوگی۔ وَتَنَسَّیْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ اَلْحَمْدُ فاضل و قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک حیوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ نلہ یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلام بدل منہ، مَا نُنَشِّتُ بِہِۭ بدل اور مِّنْ اَنْبَاِ الرُّسُلِ مَا نُنَشِّتُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کھٹن سے کھٹن وقت کا صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں الْحَقُّ توحید و رسالت کے دلائل، مَوْعِظَۃٌ اقوام سابقہ کے انجام بد سے عبرت آموزی و ذکر اِی اعمال صالحہ اور آخرت کی ترغیب۔ (درازی، قرطبی) نلہ زجر مع تحویف نبوی و دلائل توحید، ام سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب و تنبیہ کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی دگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ نلہ اس آخری آیت میں سورت کے تمام دعوؤں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْبَیْہِ یُرْجِعُ الْاَمْرَ کُلَّہٗ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاَعْبُدْہٗ کَاَعَادَہٗ دَعْوٰی اُولٰٓئِکَ جِبِ عالم الغیب اور قادر متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَكَّلْ عَلَیْہِ اعادہ دعویٰ ثالوث مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَکَلَّا تَقْصُ عَلَیْکَ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادہ دعویٰ رابعہ۔ اے مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔ موضح قرآن و یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔ فتح الرحمن و یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔



## سورہ ہود آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ————— تا ————— عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۔ اَلَا اِنَّهُمْ يَشْتَرُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ————— تا ————— كُلٌّ فِیْ كِتَابٍ مُّحِیْنٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔
- ۳۔ اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۝ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مَّا لَیْکُمْ ۝ (۳۷) اعلان توحید از نوح علیہ السلام۔
- ۴۔ وَ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ ————— تا ————— وَ لَا اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلٰکٌ ۝ (۳۷) نفی شرک فی التصرف و العلم۔
- ۵۔ قَالُوْا اِنُّوْهُمۡ قَدْ جَدَلْتَنَا ————— تا ————— وَ مَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام۔
- ۶۔ وَ نَادٰی نُوْحٌ رَبِّهٖ ۝ ————— تا ————— اٰکُنۡ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (۳۷) نفی اختیار و تصرف و نفی شفاعت قہری از حضرت نوح علیہ السلام۔  
یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۷۔ تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ ————— تا ————— اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (۳۷) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸۔ یَقُوْمُوْا عِبَادُ وَاَللّٰهُ مَا لَکُمْ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ (۵۶) اعلان توحید از حضرت ہود علیہ السلام۔
- ۹۔ قَالُوْا اَیْہُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنٰتٍ ————— تا ————— بَعْضُ اِلٰہِیْنَا یَسُوْۤءٌ ۝ (۵۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔
- ۱۰۔ وَ کَلَّمَا جَاۤءَ اَمْرُنَا نَحْنُ الْغَیْبُ ۝ ————— تا ————— مِّنۡ عَدَابِ عَلَیْظٍ ۝ (۵۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی پہنچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔
- ۱۱۔ قَالَ یَقُوْمُوْا عِبَادُ وَاَللّٰهُ مَا لَکُمْ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ (۵۶) اعلان توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔
- ۱۲۔ قَالُوْا اِیْطَلِحُ قَدْ کُنْتَ ————— تا ————— اِلَیْہِ مُّرِیْبٍ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔
- ۱۳۔ نَادٰہُمْ وَاَوْحٰسَ مِنْہُمْ ۝ (۵۶) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
- ۱۴۔ وَ کَلَّمَا جَاۤءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ————— تا ————— ہٰذَا یَوْمُ عَصِیْبٍ ۝ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔
- ۱۵۔ یَقُوْمُوْا عِبَادُ وَاَللّٰهُ مَا لَکُمْ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ (۸۶) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔
- ۱۶۔ قَالُوْا اَیْشَعِیْبُ اَصْلُوْتَاکَ ————— تا ————— الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔
- ۱۷۔ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرْاٰنِ نَقَّصْنٰہُ عَلَیْکَ مِنْہَا قٰسًا وَ حَصِیْدًا ۝ (۹۶) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۱۸۔ فَمَا اَخْنَتُ عَنْہُمْ اِلٰہُہُمْ ۝ ————— تا ————— غَیْرَ تَنْبِیْیٍ ۝ نفی تصرف از معبودانِ باطلہ۔
- ۱۹۔ فَلَا تَنۡکُرُ فِیْ مِرَیۃٍ ————— تا ————— غَیْرَ مَنْقُوصٍ ۝ (۹۶) معبودانِ باطلہ کی عیارت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔
- ۲۰۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ————— تا ————— عَمَّا تَعْبَلُوْنَ ۝ (۱۰۶) عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورہ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ خیرہ و خلائہ و آخرہ  
و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی سائر عبادہ الصالحین لیلۃ و نھاۃ۔



## سورۃ یوسف

**ربط** | سورۃ یوسف کو سورۃ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ ہود کا دوسرا دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں۔ اب سورۃ یوسف میں اس دعویٰ پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۃ ہود کا مقصود دعویٰ توحید ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعویٰ جو نیکو پہلے دعویٰ کے لئے بمنزلہ علت و دلیل ہے اور علت و دلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت و استحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعویٰ کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۃ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعویٰ ذکر کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۃ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر کا باپ پیغمبر و داد پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ وہ غیب جانتے تھے نہ متصرف و مختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند اجمد کی جدائی میں عرصہ دراز تک غمگین و آزرده رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہو سکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

**خلاصہ** | سورۃ یوسف میں چار دعویٰ مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں (۲) غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا (۳) مالک و کار ساز اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۴) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۵) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح و ظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

### پہلا اور دوسرا دعویٰ — عالم الغیب اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعویٰ ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں **وَآتَىٰ حَقَّ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ لَكُمْ كَيْفَ تَدْعُونَ** تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعویٰ کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ **الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ** — **تِلْكَ اٰیٰتُ الْغٰیْبِ** تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

**پہلا حال** - **اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہٖ** — تا — **اِنَّیْٓ اِلَیْکَ اِلٰتٌ سَیِّئَاتٍ** (۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ہدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

**دوسرا حال** - **اِذْ قَالَ لَوِ اَیُّوْسُفُ** (۲۶) — تا — **وَاللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ** (۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تا مل کے بعد قبول کر لیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جا کر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈال دیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور لات کوروتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیے نے بھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتے ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہو سکا۔

**تیسرا حال** - **وَجَآءَتْ سَیِّئَۃٌ رَّکَّۃٌ فَاَرْسَلُوْا اَدْرِیْہُمْ** — تا — **وَکَاثُرًا فَبِیْہِ مِنَ الذَّٰہِدِیْنَ** (۲۷) دوسرے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جا کر فروخت کر دیا مگر فرزند کی اس نقل و حرکت حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

**چوتھا حال** - **وَقَالَ الَّذِیْ شَرَّیْہٖ مِنْ مَّصْرَ** — تا — **وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ** (۲۸) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور بیوی کو ان سے حسن سلوک اور اعزاز و کرام سے پیش آئینگی ہدایت کی۔

**پانچواں حال** - **فَلَمَّا بَلَغَ اَشَدَّکَ اٰتٰیہٖ حُکْمًا وَّعِلْمًا** — تا — **اِنَّکَ کُنْتَ مِنَ الْخٰطِیْنَ** (۲۹) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر زہر پختہ ہو گئی اور انہیں درغللے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچالیا۔ اسی اثنا میں عزیز مصر بھی گھر پہنچا اور حقیقت حال جاننے کے بعد اسے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

**چھٹا حال** - **وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ** — تا — **لَیْسَ بِجُنَّتٍ حَتّٰی جَلِیْنَ** (۳۰) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدعتی سے درغللے کی کوشش کی ہے عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کر کے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہو گئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوا دیا۔

**ساتواں حال** - **وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتٰیْنِ** — تا — **فَلَمَّیْتُ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ** (۳۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانے میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۃ ہود کے پہلے دعویٰ کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

**اٹھواں حال** - **وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ** — تا — **وَفِیْہِٗ یُعْصِرُوْنَ مَآءً** (۳۲) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کر سکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی جو درباری



الزام سے بری ہو کر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیریں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً اجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اَنْتَ يُسُفُ - تا۔ وَكَاْنُوا اٰیَةً قُوْن (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوجا جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برات سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلائے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنا لیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا حکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر کی جدائی کے غم میں گھریاں گن گن کر وقت گزار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

وَسَوَاءٌ حَالٌ - وَجَاءَ اخُوهُ يُوسُفَ قَدْ خَلَّوْا عَلَيْهِ - تَا - وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلْ لِيُتْرِكَ لَوْنَ (۸۶) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس و پیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی عمر دے گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیا رہا حال۔ وَكَسَّادَ خَلْقُوا مِنْ حَيْثُ أَصْرَهُمْ أَبُوهُمْ (۸۶)۔ تا۔ اِنَّا اِذَا الْظُلُمُوتِ (۸۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا نوکر نام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کر نیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شبہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیزِ مہر حضرت یوسف علیہ السلام، سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال - فَكَلِمَاتُ السَّيِّئِينَ أَمْنُهُمْ يَخْلَصُونَ بِهَا - تَا - اَلَا الْفَوْزُ الْكَفَرُونَ (۱۰۶) آخر سب بھائیوں نے مایوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکھ گئے ہیں اس لئے وہ تو مہرے میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال۔ فَكُنَّا دَعَاؤًا عَلَيْهِ قَالُوا۔ تَاوَلْتُمْ بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (۱۰۶) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے مولیٰ سرہائے بڑے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجیے۔ اب گی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پردہ و باتیں سن کر تڑپ اٹھ گئے اور اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی شیطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجی تاکہ تمام اہل و عیال کو مصلے آئیں۔

چودہواں حال - وَكَلَّمَا فَصَلَّتْ الْحَيْرُ - تا - إِنَّهُ هُوَ الْخَفِيُّ الرَّحِيمُ (۱۱۶) جب فرزند ان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیرا بن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہہ دوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیرا بن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالاجس سے ان کی بینائی جو کثرت بکار سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال - قَلَمًا دَحَلُوْا عَلَیْ یُوْسُفَ - تَا - وَ اَحْقَنُوْا بِالصَّدِیْقِیْنَ (۱۱۶)، حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے نہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر آنا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بحال تھے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ — آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یحییٰ جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورہ یوسف میں فرمایا۔ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْعَنَيبِ  
نُوحٍ اِلَيْكَ (۱۱۶) بلاشبہ آپ اللہ کے پیسے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعہ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی  
خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

اَفَاْمِنُوْا اَنْ يَّاتِيَهُمُ الْخَوْفُ رِغْوًىۙ ۝۱۲۶۔ خوريف ريوى ہے۔ قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِيْٓ اِلٰھٍ طَرِيقٌ مُّبِيْنٌۙ ۝۱۲۷۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا بِرِسَالَةٍ مِّنْ قَدْرٍۭ ۝۱۲۸۔ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکين نے



کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ دُيُوءٌ فِي اُولٰٓئِكَ لَا تَتَذَكَّرُونَ

## جو متضاد دعویٰ — تبلیغ کی راہ میں اگرچہ صائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

یوسف ۱۲

۵۲۰

وَقَامِنْ ذَا الْبَيْتِ ۱۲

يُوسُفُ بْنُ يَكْنَظَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي بَيْتِهِ عَشْرَةَ اَيَّامًا عَشْرًا كَوْنًا

سورۃ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۱ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ

یہ سہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْءٰنُ ۳

بہتر اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۴ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں تھے جس وقت کہہ

یُوسُفُ لَا یَبِیْہُ یَا بْتَ اِنِّیْ رَاِیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو تھے اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَاِیْتُہُمْ لِّیْ سَاجِدِیْنَ ۵ قَالَ یٰ بُنَیَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے

لَا تَقْصُصْ رِءْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ فِیْکِیْدُوْا لَکَ کِیْدًا وَّ

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بناکیں گے تیرے کچھ قریب

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۶ وَ کَذٰلِکَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن و اور اسی طرح کہ

یُحْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

برگزیدہ کرے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

منزل ۳

حَتّٰی اِذَا السُّیُفُ السَّیْفُ اَنْبِیَآءُ سَابِقِیْنَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ  
کو تبلیغ تو حید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا  
پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے  
دشمن غائب و خاسر ہوئے۔ ۱۷ یہاں سے لَمَّا الْغَفْلِیْنَ  
تک تمہید ہے اَلْکِتَاب سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت  
جیسا کہ ارشاد ہے صَحْحًا فَکَرَّمْنَا فِیْہَا کُتُبًا قَبِیْمَةً  
والبیتہ یہاں مکتب صحیفوں کے قصوں کو فرمایا۔ اَلْمُبِیْنِ  
یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔  
قُرْءٰنًا حال مؤطوع ہے عربی کے لئے یہ حال ہے اور عربی  
اس کی صفت ہے (منظہری) ۱۸ علماء یہودی نے مشرکین سے  
کہا کہ محمد سے پوچھو آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی او  
حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت  
نازل ہوئی ربیضاوی، حضرت سعد بن ابی وقاص سورت راوی  
ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ  
آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ  
نے سورۃ یوسف نازل فرمائی (دخان)، اَحْسَنَ الْقَصَصِ  
اس قصہ کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دنیاوی  
اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب  
نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری  
مخلوق اس کی قضاء و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس  
ہے و قد افادت انہ لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ و لا فاعل  
من قدرہ و انہ سبحانہ اِذَا قَضٰی لَاسْنٰنَ یُجِیْرُوْ  
مکرمۃ فلوان اهل العالم اجتمعوا علی دفع  
ذٰلک لہم یقدر و اذ روح ج ۲ ص ۱۷۱ یا احسن القصص  
اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن  
ادار سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے یا غیر توں،  
نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص  
ہے۔ موند احسن القصص لما فیہ من العبر و

النکت والحکم والعجائب لقی لیست فی غیرہا کہ یہ ج ۱۸

ص ۱۷۱ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اسکی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ کُنْتَ مِنْ اِنْ مَخْفَفٍ مِنَ الثَّقَلِ ہے اور ضمیر شان مخدوف ہے اِنْ مَخْفَفَةٍ مِنَ الثَّقَلِ و  
اللام فارقة بینہا و بین التافیۃ یعنی وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱) یہاں سے قصہ کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ طرف ہے  
جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ یعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذ کو مقدر مانتے ہیں  
اذ کو چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصۃ مفعول مقدر ہوگا اسی اذ کو القصۃ اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو  
معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے  
موضع قرآن و یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔



یوسف ۱۲

سے دوسرا حال ہے



سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل التوحید فیہا مشارکۃ الی المسبوقۃ وقرطبی ج ۹ ص ۱۳ اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا غطا کرنا مقصود ہے۔ بیان وصل لہم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الآخرۃ ای جعلہما انبیاء فی الدنیا و ملو کما ونقلہم عنہا الی الدجیات العلی فی الجنۃ ردارک ج ۲ ص ۱۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کر نبیوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے باتو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل واولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت

صلى الله عليه وسلم کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے وحی کے ذریعے یہ قصہ پورا پورا صحیح تفصیلات کے ساتھ بیان فرما دیا۔ یا سائلین سے معترضین مراد ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے تھے اس قصے میں ان کے لئے بھی بہت بڑی عبرت و نصیحت ہے کیونکہ قصے کی ہر گزری سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف و مختار اور کار ساز نہیں۔ ۱۲ یہ قصے کی دوسری کڑی ہے۔ برادران یوسف نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف اور بنیامین کو ہمارے والد بزرگوار ہم سے زیادہ چاہتے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں مگر اس کے باوجود مقترم ابھمان ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتے معلوم نہیں کہ وہ کس بھول میں ہیں اُفْتُلُوا یوسف الخ اس لئے یوسف کو راستہ سے ہٹانے کے لئے یا تو اسے قتل کر دیا جائے یا اسے کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ دیا جائے جہاں سے اس کی کوئی خبر نہ آئے تاکہ ہم ہی والد بزرگوار کی محبت و شفقت کا مرکز بن جائیں اور بعد میں اس گناہ سے توبہ کر لیں۔ ۱۳ یہ اذَقُوا کا متعلق ہے لہذا اس سے پہلے اذَقُوا مفہور ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی جب بھائیوں نے مذکورہ بالا مشورہ کیا اس وقت ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے جنگل میں سرراہ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی گڈرنے والا فائدہ اسے نکال کر کسی دوسرے علاقے میں بیچ جائے گا اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یوسف کی جان بھی بچ جائے گی۔ اکثر مفسرین کی رائے میں یہ قائل ہوا تھا جو سب سے بڑا تھا۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ یوسف کو قتل کرنے کے بجائے کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس سے ان کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ۱۴ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا پروگرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم

موضع قرآن واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کٹا لے کو پڑ کر وہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدمی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالنا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد ولادے گا ان کا کام۔ ۱۵ یعنی کرتے پر لہو وای تھا ان کا جھوٹ بھڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

نکھان ہیں۔ بولا مجھ کو غم ہوتا ہے سنا اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور

اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۱۳

ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھڑیا اور تم اس سے بے خبر ہو

قَالُوا لَیْنُ اَکَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا

بولے اگر کھا گیا اس کو بھڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو تو ہم نے

لَخَسِرُوْنَ ۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْا اَنْ یَّجْعَلُوْہٖ

سب کچھ گنوا دیا بھر جب لے کر چلے اس کو ملے اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

فِیْ غٰیْبَتٍ اُحْبَبَ وَاَوْحٰیْنَآ اِلَیْہٖ لَتَنْبِتْ لَہُمْ بِاَمْرِہُمْ

گم نام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتنا لگانا کوں کا یہ کام

ہٰذَا وَاَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۱۵ وَجَآءُ وَاٰبَاہُمْ عِشَآءً

اور وہ سمجھ کو نہ جانتے تھے اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پئے

یَبْكُوْنَ ۱۶ قَالُوا یَا بَا نَا اِنَّا ذَہَبْنَا لَنَسْتَبِقُ وَتَرَکْنَا

روتے ہوئے کہنے لگے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا

یُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ

یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھڑیا اور تو باور نہ کرے گا

لَنَا وَاَوْکُنَّا صٰدِقِیْنَ ۱۷ وَجَآءُ عَلٰی قَمِیصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ

ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر لہو کا جھوٹ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْ رَاَیْتُمْ اَصْبٰرَ جَمِیْلِ

بولے یہ ہرگز نہیں بلکہ بنادی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات سنا اب صبر ہی بہتر ہے اور

اَللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۱۸ وَجَآءَتْ سَبَّارَةً

اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ایک اور آیا ایک فخریہ

۱۲

منزل ۳



پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں باہر سے وافر منج سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبارک تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیے کی تفصیل اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصه بالذکر لان الارض علی ما قیل کانت مذنبۃ (روح ج ۱۲ ص ۱۹۱) قَالَ الْاِدْنِ اَحْلَکَ الْاَنْه بیٹوں نے جواب دیا ہم دس جوانوں کی ایک طاقت ورجاعت ہیں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہو گیا تو پھر ہم تو کمزور اور بزدل ٹھہرے۔ ۱۴ آجہ عوا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذہبوا پر معطوف ہے اور

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَمِنْ دَابَّۃٍ ۱۲

فَاسْئَلُوْا وَاٰرِدْهُمْ فَاَدْلٰی دَلُوْہٗ قَالَ یٰبَشٰرٰی ہٰذَا غُلْمٌ

بھیر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کھنکھاتا خوشی کی بات ہے ایک اور

وَاسْرُوْہٗ بِضَاعَۃٍ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ لِّمَا یَعْمَلُوْنَ ۱۹ وَشَرُوْہٗ

اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال بھیر کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف اور بیچ آئے ہلکو

بَشٰرِیْنَ اَبْخَسِ دَرَاہِمَ مَعْدُوْدَۃٍ وَكَانُوْا فِیْہِ مِنْ

بھائی ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں اور ہو رہے تھے اس سے

الْزٰہِدِیْنَ ۲۰ وَقَالَ الَّذِیْ شَاتَرْتِہٖ مِنْ مِّصْرَ رَا مَرَاتِہٖ

بیسہ ارف اور کہا جس سے خرید کیا اس کو شہ مصر سے اپنی عورت کو

اٰکْرَمٰی مَثْوٰیہٗ عَلَیْہِ اَنْ یَّنْفَعِنَا اَوْ یَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ۲۱

آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور

كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لَیُوسُفَ فِی الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَہٗ مِنْ

اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو قلعہ اس ملک میں اور اسے اسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ

تَاْوِیْلَ الْاَحَادِیْثِ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنْ اَکْثَرُ

ٹھکانے پر بیٹھنا باتوں کا اور اللہ طاقت ور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۲۲ وَکَلَّمَا بَلَعَ اَشَدَّۃً اَتٰیْنِہٖ حَلْمًا

لوگ نہیں جانتے ق اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو نہ دیا ہم نے اس کو حکم

وَعِلْمًا ۲۳ وَكَذٰلِكَ فَجَنٰی لِمُحْسِنِیْنَ ۲۴ وَرَاوَدَتْہٗ

اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو ق اور چھلایا اس کو ق

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِہَا عَنْ نَفْسِہٖ وَعَلَّقَتْ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیے دروازے اور بولی

ہَیْتَ لَکْ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنُ مَثْوٰی

مشتابی کر کہا خدا کی پناہ سے وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہو چھلکو

۱۳ ایضاً (معارک ج ۲ ص ۱۶۳) وَأَوْحٰیْنَآ اِلَیْہِ الْاِحْسٰنَ مجاہد ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَوَحٰی رَبُّکَ اِلَیْہِ اِلَی النِّحْلِ (قرطبی وروح) ۱۴ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دور رہے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔ وَجَاءَہٗ عَلٰی قَمِیصِہٖ الْاَخْ ذَلٰلٌ وَّیُکَذِّبُ فِیْہِ اَوْ ذٰی کَذِبٍ اور بدھم میں بازتعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ (معارک، قرطبی) ۱۵ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیے نے نہیں کھا یا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منہ بولے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جَبْرِ لَمَّا جَاءَہٗ عَلٰی قَمِیصِہٖ بَدْرٌ کَذِبٌ وَمَا كَانَ مُتَخَفًا قَالَ کَذَبْنٰہٗ لَوَ اَکَلَدِ الذِّئْبُ خَدَّیْ قَمِیصِہٖ الْاَخْ

۱۳ ایضاً (معارک ج ۲ ص ۱۶۳)

۱۴ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دور رہے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔

موضع قرآن ۱۵ کنوئیں میں حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھ کھینچنے والے نے ان کا من دیکھ کر خوشی سے بکا کہ بڑی قیمت کو بکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرنے میں شاید مراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قہقہے لگتی ہیں تو ریت میں بدل ڈال دیتے تھے باپ دادوں پر عیب نہ آوے ۱۶ اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دعویٰ کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤں کے۔ نو بھائیوں نے دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صریحاً ایک بیٹنا فرمایا پر وہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ۱۷ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو ہسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت و کھینچ تار و نشانہ کھینچنے کا سلیقہ کمال بچوں اور علم خدا کی پور پادیں اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گراویں اسی میں یہ چڑھ گئے ۱۸ حکم دینے والے عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم اللہ کا دین۔

فَتَخْرُجُ الرِّجْلُ مِنْ اَحْسَنِ حِیَاتٍ اَوْ تَوَاتُرِ اَعْمَارٍ ۱۲



رکیرجہ ۸ ص ۱۸) مَا تَصِفُونَ اِی علی احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم و اندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب والے تھے۔ لختِ جگر چند سیلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷۔ یہ قصہ کا تیسرا حال ہے۔ یسٹریس اصل میں یا للبشر ہے متاخری، لام کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین جمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چپٹا ہوا دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی د آسٹو وکھ بھٹا

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا

اِنَّهٗ لَا يَفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۝۳۰ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا

بیشک بھلائی نہیں ملے تھے جو لوگ بے انصاف ہوں اور البتہ عورت نے فکر کیا ہے اس کا اور اس کی فکر کیا

لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لَنَصْرِفَ عَنْهٗ السُّوءَ

عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی قیامت یونہی ہوا تاکہ بھٹا میں ہم اس سے بڑائی سے

وَالْفَحْشَاءُ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۳۱ وَاسْتَبَقَا

اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے ہرگز بید بندوں میں وہ اور دونوں دورے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَا سَيِّدَهَا

دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خوف سے

لَكَ الْبَابُ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوءًا اِلَّا

دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں بُرائی مگر

اَنْ يُسَجَّنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۳۲ قَالَ هِيَ رَاوَدْتَنِي عَنْ

یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک یا یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کرنے

نَفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيصُهٗ قَدْ

مقاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے علیہ اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذٰبِيْنَ ۝۳۳ وَاِنْ كَانَ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيصُهٗ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۴

کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ بھوٹی ہے اور وہ سچا ہے

فَلَمَّا رَا قَمِيصَهٗ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيِّدِكُنَّ اِنْ

پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كَيِّدِكُنَّ عَظِيْمٌ ۝۳۵ يُّوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اسْكُوْ

تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

منزل ۳

۱۷۔ یہ پانچواں حال ہے اشد کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباسؓ نے تینتیس سال سے اس کی تفسیر فرمائی ہے امام لازمی کے نزدیک ہی راجح ہے رکیرجہ ۸ ص ۱۸) حُكْمًا وَّعِلْمًا حُكْمٌ سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے عن ابن عباس ان الحكم النبوة والحكم الشرعية (روح ج ۲ ص ۲۸) وقال مجاهد هذا لعقل والفهم والنبوة۔ ۱۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال میں بیگانہ روزگار موضح قرآن و یعنی اسکے ناموس میں کیونکر جمل کیوں۔ و نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ و حضرت یوسف دورے نکل جانے کو وہ دھڑی پکڑنے کو فک اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دو دھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمن و یعنی صورت یعقوب حضرت رافعت راہندان گرفتہ ۱۲۔

سازگار ہوا فریب اور اس کی بڑائی مقدم ہے بولی ہے



اَسْتَغْفِرِيْ لِدَٰثِيْكَ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ۝۲۹

عورت تو بخوشا اربنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور

قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ

کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں تھہرے عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے

فَتَهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرَاهَا

اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں

فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

اس کو صریح خطا پرست پھر جب سنا مسئلہ اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا

اَكِيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لِهِنَّ مِتْكَا وَاَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرِجِيْنَ عَنْ هٰذَا اِنَّكُمْ اَكْبَرُنِيْ

ایک چھری اور بولی یوسف مکمل آن کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں

وَقَطْعَنْ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا للہ ہمیں یہ شخص آدمی

اِنَّ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝۳۱ قَالَتْ فَاِذَا كَانَ الَّذِي

یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ بولی یہ وہی ہے جسے کہ

لَمُتْنِيْ فِيْهِ وَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاَسْتَعْصَمَ

طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھریں نہ تھا اور

وَلٰكِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امَرَ اَلَيْسَ جَنًّا وَّكَيْفَ يَكُوْنُ اَمْسًا

اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہوگا

الصَّغِيْرُ ۝۳۲ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ السَّوْءِ

بے عزت ہے یوسف بولا اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جسکی

مانزل ۳

اور کتنا زمانہ تھے عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں گناہ پر اکسائیں لگ گئی عَنْ نَفْسِهِ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعا مدارک جہ ۲ ص ۱۱۱، عَلَّقَتْ الزَّجُوْرَ گھر کے تمام دروازے بند کر لئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيِّئْ لَكَ یہ اسم فعل ہے یعنی تعالٰی واسرع یعنی جلدی کر۔ ۵۳۲ مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعود معاذ اللہ۔ کوئی سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔

اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نسیان فرمایا کہ کنوس سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ ۵۳۳ زلیخا چونکہ بڑے کام کا پختہ الادہ کر چکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لام اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعل بدکارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمت خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کر چکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہان رب نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے۔ امام ابو عبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے کَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهِمْ شرط مؤخر ہے اور ہتھکڑیاں جوار مقدم ہے قال ابو عبیدہ ہذا علی تقدیم والتاخیر کا نہ ارادہ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَلَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ لَهَمَّتْ بِهٖا (قرطبی ج ۹ ص ۲۲۲) برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخانے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعل بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو اس بے حس و بے شعور خدا سے شرماتی ہے تو میں اپنے عظیم و خیر خدا سے کیوں نہ شرماؤں اس لئے انہوں نے بڑے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہو کر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں

برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرمادیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ ۵۳۵ لَمْ يَفْعَلْ کا متعلق محذوف ہے ای کَذَلِكْ ثَبِتْنَا کہ نہ صرف یعنی ہم نے یوسف کو یوں ثابت قدم رکھا کہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشاء زنا مدارک ۱ ص ۱۱۱، عِبَادَتَا الْمُفْلِحَيْنِ جملہ تعبیل برائے ماقبل۔ ۵۳۶ حضرت یوسف نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے موصول قرآن وال یعنی غلام اس قابل کیا ہو گا کہ چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہو گئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے و ل ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔



ان کا کرتہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر پہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھ کر زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر سوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قائل ہی راود شنی زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ ۱۲۷ یہ شاید چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ مصیبت کی روایت میں جن تین بچوں کا مہر میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عکرمہ، عتادہ اور عباد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہد یوسف شیر خوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سدی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چچا زاد بھائی تھا قال الحسن وعکرمہ وقتادہ وعبادہ لم یکن صبیاً ولکنہ کان رجلاً حکیماً ذارعی وقال ہوا بن عم المرأة فحکم دھان ومعلم ہر ۲۷۱ اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ یوسف بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگ کر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھ پائی میں یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہوتا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ نتیجہ یہاں معنی حکم ہے۔ وحکم حاکم دھان ومعلم، ۱۲۸ عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاؤں پھینکتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو یہ میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصور دار ہو ایک تو تم نے بُرے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برائت اور پاکدامنی کا اعلان کرا دیا۔ ۱۲۹

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا ۱۳ دَافِعٌ لِّهَا ۱۴ یوسف ۱۳ ۵۲۶

یَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبَأ إِلَيْهِنَّ  
طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کر لیا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤ لڑکا اٹکی  
وَإِنْ مِنْ الْجَاهِلِينَ ۱۳ كَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ  
طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس  
كَيْدَهُنَّ طَائِفَةٌ ۱۴ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۱۵ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ  
ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ہے پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو  
مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا الْآيَاتِ لَيْسَ بِجِنَّةٍ ۱۵ حَتَّىٰ حِينٍ ۱۶  
ان لٹانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت تک اور  
دَخَلَ مَعَهُ السَّجَنَ فَتَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي  
داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان پہنے لنگان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں  
أَعِصْرُ خَمْرًا ۱۶ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمِلُ فَوْقَ  
پھوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے  
رَأْسِي خَبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبْدًا ۱۷ وَبِئْسَ لِلدَّائِئِ  
سر پر روئی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم  
نَزِيلٍ مِنَ الْمُسْنِينَ ۱۸ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِ  
دیکھتے ہیں مجھ کو سیکی دالا قہ بولا نہ آنے پاسے کا تم کو کتہ کھانا جو ہر روز تم کو ملتا رہے  
إِلَّا نَبَاتًا شَكْمًا ۱۹ وَبِئْسَ لِلدَّائِئِ قَبْلُ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا ۲۰  
مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ  
عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ  
مجھ کو سکھا یا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر  
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۲۱ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي  
اور آخرت سے وہ لوگ مستکبر ہیں اور پکڑائیں نے دین اپنے باپ داداؤں کا

مآزل ۳

موضع قرآن قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے انتہائی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں آدمی کو چاہیے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے! اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ۱۳ جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شاہب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت مسیں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ ۱۴ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر جواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تانہ گھبرا دیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔ فتح الرحمن ۱۵ مترجم گوید یعنی مشورت کر دند کہ یوسف را بزدلان باید کرد تا نزدیک مردمان برائت زلیخا ظاہر شود واللہ اعلم ۱۶۔



إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام

لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكُمْ مِنْ

ہمیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ

فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنْ

فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝۳۸ يَصَاحِبِي

بہت لوگ احسان نہیں مانتے اے رفیقو ۳۸

السَّجْنِ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمَّا اللَّهُ

قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ

الْوَّاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

اکھلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے

إِلَّا أَسْمَاءَ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَإِبَادُكُمْ

مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ

نہیں اتار ہی اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی

إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ

اسی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے

الرِّدَّيْنِ الْقَيِّمِ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا

راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ۝۴۰ يَصَاحِبِي السَّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمْ

جانتے اے رفیقو قید خانے کے میں ایک جو جو تم دونوں میں

پندرہ اتوال میں سے چھٹا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو چکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبُّكَ یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبہ شغاف قلبہا حتی وصل الی الفؤاد مدارک ج ۲ ص ۱۶۸، کئی ضلیل قہیبین وہ نری بے عقل اور مرتج غلطی میں ہے۔ ۳۷ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے۔ نیز اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انہما لما سمعت انہن یلمنہا علی تلک المحبة المفردة ارادت ابداء عذرہا فالتخذت مائدة ودعت جماعة من اکابرہن الخ کبیر ج ۱ ص ۱۲۷

زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ بجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکیے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو چانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیچ حسن و جمال چہرے کو دیکھا تو اس بافتہ اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اُکْبَرَتْ عَظَمَتُهُ وَهَبْنَهُ۔ ابن عباس (قرطبی) یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن و جمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفین منه البشرية لغرابہ جمالہ واثبتن له المملکیۃ و تسبن بها الحکم لما ذکر فی الطبائع ان لا احسن من الملائک الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۹) والمقصود من هذا اثبات احسن العظیم المفطر لیوسف لانه قد رکز فی النفوس ان لا شیء احسن من المملک دھان ج ۲ ص ۱۷۰ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و برات کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن و جمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بین الجمال

۳۸ ای ص ۱۶۸

الرائق والکمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائکة مظهری ج ۵ ص ۱۷۱، ۳۷ زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور ارتجائی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ کیا یوسف کو دیکھ کر تم خود مہیوت و مدہوش ہو گئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدَتْهُ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلائے کی کوشش کی ہے قَالَتْ عَصَمَ لَکِن وَهَافَ نَجَّیَا ہے اور گناہ سے محفوظ و معصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَکِن لَّحَمٌ یَفْعَلُ اب تک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو متوجہ قرآن و یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سبب طلق کے حق میں نقص ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔



کو ایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ ۳۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی غربت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کو محتاج تھے۔ فَأَسْتَجِابَ لَهُ رَبُّهُ الْخَمْرُ اَللّٰهُ تَعَالٰی نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچالیا ثُمَّ بَدَا لَهُمُ الْخَمْرُ يَهْفَوْنَ لَهُ كَيْدًا لَّهٗنَ كَا بَيَانَ هٖ عَزِيزٌ

یوسف ۱۲

۵۲۸

وَمَا هِيَ دَايِمَةٌ ۱۲

فَيَسْقِي رَبُّهُ خَمْرًا ۚ وَآمَّا الْاٰخَرُ فَيَصْلُبُ

سو پلانے کا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جوچے سو مولیٰ دیا جائیگا

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَاسِهٖ ۚ قُضِيَ الْاَمْرُ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام

الَّذِي فِيْهِ تَسْتَفْتِيْنَ ۚ وَقَالَ الَّذِي

جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس

ظَنَّ اَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ

کو گمان کیا تھا تھے کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس

فَاَنْسَاهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي

سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

السَّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۚ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْ

قید میں کئی برس و اور کہا بادشاہ نے میں

اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمٰنٍ يَّا كَلٰهٖنَ سَبْعَ

خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موئی ان کو کھاتی ہیں سات

عِجَافٍ ۚ وَ سَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خَضِرٍ ۚ وَ اٰخِرُ يٰ لَيْسَ

گائیں ڈبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

يَّا يٰ هٰذَا الْمَلَا ۙ اَفْتُوْنِيْ فِيْ سُرِّ يَّائِيْ اَب

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر

كُنْتُمْ لِلرُّءُءِ يَّا تَعْبُرُوْنَ ۚ قَالُوْٓا

ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلٍ

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

منزل ۳

دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں درود و قرطبی وغیرہ ۳۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ تو جید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ مَوْضِعَ قُرْاٰنٍ فرمایا کہ ایک بار اجائے گا اسکو نہ کہا کہ تو ہے یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو انکار نہ کرے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں ہے بلکہ پیغمبر جو مکمل کرے سونیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سہی کی کہ میرا ذکر کر لیا بادشاہ پاس وہ بھول گیا تاہم تعبیر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی غربت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کو محتاج تھے۔ فَأَسْتَجِابَ لَهُ رَبُّهُ الْخَمْرُ اَللّٰهُ تَعَالٰی نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچالیا ثُمَّ بَدَا لَهُمُ الْخَمْرُ يَهْفَوْنَ لَهُ كَيْدًا لَّهٗنَ كَا بَيَانَ هٖ عَزِيزٌ

۵۲۸



یہ تعبیر کا علم ان علوم و معارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّی تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّخِيْمٌ مَّا قَبْلَہِ کے لئے بمنزلہ علت ہے ان اللہ حصہ بھذا العلم لانه ترك ملة قوم لا يؤمنون بالله الخ (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم و معارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین و ملت ابتداء ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۳۵ اور میں اپنے آباء کرام حضرت ابراہیم، اسحق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیروار و متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے لئے تو یہ شایان شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ الْخَمِيْرُ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثر ہم لایشکرون اللہ علیٰ ہذا النعم التي انعم بہا علیہم لایہتوکوا عبادة و عبدوا غیرہ (خازن ج ۳ ص ۲۸۴) اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خدا داد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت نہ کروے اور جن کے سامنے سر نیاز مندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاصر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھی یا ایک قادر و توانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ الْاَشْجَاثُ کے سوا جن معبودوں کو تم کار ساز اور متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آباء و اجداد کے خود ساختہ ہیں تم لوگوں نے ان کو بلا دلیل و حجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ۱۰۷ سمیتہ ما لا یستحق الالہیۃ الہۃ ثم طففتم تَعْبُدُوْنَ ذٰنِبًا مَدَارِکَ ج ۲ ص ۱۱۱) اِنَّ الْحٰکِمَ الرَّحِیْمَ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اِی مَا الْحٰکِمَ فِی شَآءِ الْعِبَادَةِ الْمُتَفَرِّغَةِ عَلٰی تِلْكَ التَّسْمِیَةِ وَفِی صَحَّتِهَا اِلَّا لِلّٰہِ درج ۱۲ ص ۲۸۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو امر اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا رَکِّبًا اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور

یہاں اندمان ہے یعنی بادشاہت ہے جو یوسف علیہ السلام کے لئے ہے ان کے علاقے کے ان سے منسوب کیا گیا

## اَزْ حَلَامٍ یُّعْلِنُ ۳۴ وَقَالَ الَّذِیْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو ہے

نَحْبًا مِنْهُمْ مَا وَاذْكَرَ بَعْدَ اَمْسٍ اَنَا

بہیمان ان دونوں میں سے اور یاد آگیا اس کو مدت کے بعد میں

اَنْبِئْكُمْ بِتَاوِیْلِهِ فَارْسَلُوْنَ ۳۵ یوسف

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو جا کر کہالے یوسف

اِیْہَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرَاتٍ

اے چھپے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

سِمَانٍ یَّآ کُلْهُنَّ سَبْعُ عَجَافٍ وَ سَبْعُ

سولی اور ان کو کھائیں سات ذیلی اور سات

سُتْبَلَاتٍ خَضِرٍ وَّ اُخْرَیْلِبَسَاتٍ لِّعَلٰی

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَرْجِعُ اِلَی الْاَنْسَاۤیِ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ ۳۶

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سَنَیْنٍ ذَا بَآءٌ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر ۱۰ سو جو

حَصَدُ ثَمَرٍ قَدْ رَوٰہُ فِیْ سُنْبُلِہٖ اِلَّا قَلِیْلًا

کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

وَسَمَاتٌ کُلُوْنَ ۳۷ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ نَّشَآدٌ یَّآ کُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَہُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

منزل ۳

کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْفَتِیْحُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط و محکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی ذلت علیہ البراہین العقلیۃ و الثقلیۃ درج ۱۲ ص ۲۸۵) ۳۷ دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساتی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت ہو صحیح قرآن و معنی تیری قدر معلوم ہو۔



نہیں ہو سکے گا۔ لیکن دوسرا یعنی شاہ کا باورچی مجرم ثابت ہو گا اس لئے اسے سوئی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوح کھائیں گے۔ قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّهُ تَمَّ بَارِعاً  
خوابوں کی جو تعبیریں نے بیان کی ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ تعبیر وحی سے بیان کی تھی یا علم تعبیر کی بنا پر آپ چونکہ نبی تھے اس  
لئے آپ کی تعبیر اس تھی انہما لئلا سألنا عن ذلك المنام صدقاً فيه أو كذباً فان الله تعالى اوحى اليه ان عاقبة كل واحد منهما تكون على الوجه  
المخصوص فلما نزل الوحي بذلك الغيب عند ذلك السؤال وقع في الظن انه ذكره على سبيل التعجب يدركه (کبیر ج ۱۸ ص ۱۳۳)

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا ۖ ۱۲ ۵۳۰ یوسف ۱۲

إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصُونَ ۖ ۱۳ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ

مگر محض اسی جو روک رکھو گے بیچ کے واسطے پھر آئے گا اس کے

ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يُعْصَرُونَ ۖ ۱۴

وہ بھی ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس پھوٹیں گے وادیاں

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ

اور کہا بادشاہ نے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی

قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسَأَلَهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

کہا اے لوٹ جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے کہ ان عورتوں

الَّتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۖ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۖ ۱۵

کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے کہ

قَالَ مَا خَطْبُكُمْ ۖ إِذْ رَأَوْهُنَّ يَمْشِينَ يَوْسُفَ عَنْ

کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے

نَفْسِهِ ۖ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ

نفس کی حفاظت سے بولیں حاشا اللہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ

سُوءٍ ۖ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْغَن حَصْحَصَ

برائی بولی عورت عزیز کی اب کھٹکھٹ

الْحَقُّ زَانَا رَأَوْهُنَّ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ

سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ

لَيْنَ الصَّدِيقِينَ ۖ ۱۶ ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ

سچا ہے کہ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کرے کہ میں اس کی چوری

بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ۖ ۱۷

کی چھپکھپکات اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا

۵۳۸ ظن بمعنی علم و یقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعہ وحی

بیان کی گئی تھی۔ ۵۳۹ یہ آنکھوں حال ہے۔ شاہ مصر

نے خواب میں دیکھا کہ سات دہلی پٹی گائیں دوسری سات

مونی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات ترو

تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ

گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے

علماء کا ہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا

خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔

قَالَ لَوْ أَصْنَعْتَ أَحْكَامَ ان میں سے کسی کی سمجھ

میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ

کر مائل دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے

ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۵۴۰ امة

مدت طویلہ مراد ہے بعد مدد طویلہ الخ

(مدارک ج ۲ ص ۲۷) ساقی جب الزام زہر خورانی سے

بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف

علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس

پر ایک عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا

معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے

عاجز ہو گئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد

آئے اس نے کہا اٹھو اس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا

ہوں قَدْ رُسِلُونِ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے

کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۵۴۱ اس سے پہلے

اندر ماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف

علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا

خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای

فأدسلوه فاتاه فقال یا یوسف الخ

(روح ج ۱۲ ص ۲۵۵) آیتھا الصِّدِّيقِ اے بہت ہی سچ

بولنے والے۔ ساقی قید خانے پہنچا تو حضرت یوسف

علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں

ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۵۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضع قرآن فلا رس پھوڑنا واسطے شراب ساز کے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھو یا تازمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے وں دنی نفسہ

یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں کہ تفسیر اس کی ہے وں یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس

کی مددگار تھیں اور فریب دانی کا نام نہ لیا حق پرورش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمن ہاں بادشاہ ابن تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برات ذمہ اٹھ ظاہر گرد و ۱۲ وں یعنی مشہادت بر اقرار

زینبنا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔



وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو کہ بے شک جی تو سبھی کرتا ہے بُرائی

إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۵۲ وَقَالَ

مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا

النَّيْلُ أَتَوْنِي بِهِ أَسْتَخْلِصُهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ

بادشاہ نے اے آؤ شکے اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے ہاں میں جہالت جیت کی

قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۵۳ قَالَ

اس سے شکہ ہلا کہادہتی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ملے یوسف نے کہا

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۵۴

مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر شہ میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں

حَبِثٌ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا

جہاں چاہتا پیہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور

نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۵۵ وَلَا جُرْأُولَ الْأُخْرَىٰ خَيْرٌ

ضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے

لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۵۶ وَجَاءَ أُخُوهُ يُوسُفَ

ان کو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں وہ آئے بھائی یوسف کے

فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۵۷ وَ

پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے وہ

لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِآخِ لَكُمْ

جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب سفر کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

مَنْزِل ۳

الجزء الثالث عشر

یوسف علیہ السلام کی تعریف  
یوسف علیہ السلام کی تعریف  
یوسف علیہ السلام کی تعریف

ع ۱

میلہ سوال والہ

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ اگاؤ گے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کر لینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کھڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ شکر بآتی الخ پھر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کر ڈالو گے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں مدتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہو جائے۔ ۵۲ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال ہے ساتی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مہر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیے اور اس کے علم و تدبیر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرتا چاہیے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا وَاَتُوْنِي بِهٖ مَلَأْسَاۤیٰ

من علمہ وفضلہ وَاخْبَارہٗ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اِلَّا اللّٰطِیْفُ

الخبر درج ۱۲ ص ۲۵۴ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برائت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشی ان یخروج وینال من المملک مرتبہ و یسکت عن امر ذنبہ صغافیراۃ الناس بتلاف العین ابداً ویقولون هذا الذی راودا امرأة مولاہ فاراد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یبتر براءتہ ویحقق منزلتہ من العفۃ و الخیر و حینئذ یخرج للاحظاء و المنزلۃ و قرطبی ج ۱ ص ۱۵۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

موضع قرآن ف اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا انہوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی ف یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد براہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا اہل اسے حضرت کو ف جب حضرت یوسف ملک مصر پر فخر ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھائی نے باندھ کر لیا اپنے ملک والوں اور پریشیوں کو برابر کر پڑی کو ایک دنٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق کی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خرید کو۔

فتح الرحمن فتح یعنی وقابلیت و شناخت ۱۲ ص مترجم گوید بعد ازاں قحط افتاد و در جمع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف متوجہ شدند ۱۲ واللہ اعلم۔



وَمَا اَبْرَىٰٓۤ اِیۡٓ

پیر جس کے پاس اپنی پوری

نورامیرے پاس لاڈ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنالوں اور  
(قرطبی ج ۲، ص ۲۷۹) جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھ  
میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے ہم  
ہیں۔ ذو مکانة ومنزلۃ امین مؤمن علی کل شی  
مبوضح قرآن و سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا  
فتح المؤمنین یعنی بسبب دادن طعام و دیگر فتن سرمای

فوتاً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنالوں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کردوں۔ اے اچھلے خالصاً نفسی، افوض الیہ امر مملکتی (قرطبی ج ۹ ص ۱۹۹) جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے دہیم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ دو مکانہ و منزلتہ امین مؤتمن علی کل شیء (ردارک ج ۲ ص ۱۸۱) حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا موضوع قرآن و سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا گنا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا و لا جو قیمت لائے وہ چھپا کر اناج کے پوتھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔

فتح الرحمن - که یعنی بسبب دادن طعام و بگرفتن سرمایه و غیره بار طمع کنند ۱۲-



خاتے سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصر ان کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں جہاں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر فاع نہیں کرتے۔ **وَلَا جُزْءَ الْآخِرَةِ لَاحِزٌ تِلْكَ الدُّنْيَا** میں جزا دے اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ **۵۲** یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندماج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزان الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمیں کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد فحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آئے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسف اس قدر بلند و بالا مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ **۵۳** جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ **فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِهَذَا** اگر تم اسے ساتھ نہیں لاؤ گے تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا **فَإِنْ لَّمْ تَأْتُوا وَذُنُوبُهُمْ** نے کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ **۵۴** حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی بوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور ازراہ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ

یوسف ۱۲

۵۳۳

وہ آ ابوی ۱۳

يَا بَانَا مَا نَبْغِي هَذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَ

اے باپ ہم کو اور کیا چاہیے یہ بلوچنی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب

سَيُرْأٰهُلَنَا وَتَحْفَظُ أَخَانَا وَتَزِدُّ أَدْكِيْلَ بَعِيْرُ ذٰلِكَ

جانیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خیر داری کریں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں سمجھتی ایک

كَيْلُ يَسِيرٍ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُوا

اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ کشتہ یہاں تک کہ دو مجھ کو

مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنِي بَلَاءُ وَإِنْ كُنْتُمْ

بعد خدا کا کہ البتہ یہی خدا دو گئے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ تجھے عاؤ تم سب

١٧

فلما اذبحوا فاعلم ان الله قد اذبح عنكم ذنوبكم

پھر جب دیا اس کو سب کے بعد جو ان کے ہاتھوں پر

وقال يبرئ اترحلوا من باب واحد وادخلوا

اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا

مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا غَنَىٰ عَنْكُمُ اللَّهُ

کئی دروازوں سے جدا جدا ادیں نہیں بچا سکتا تم کو مشہد اللہ کی

مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَمَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ

کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر محمد کو بھی وسع ہے اور اسی پر

فَوَاقِلْكَ الْيَمْنَينِ: وَالْأَخْلَافِ: مِنْ حَيْثُ

کتابوں کی بیرونی دنیا

جھوسہ چاہیے جھوسہ لڑیوں لوگ اور جب داخل ہوئے۔ جہاں سے لکھ

۱. مَرَهُمَا بُوْهُمَا مَا كَانَ يَحْيٰى عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ

کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی سی

شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسٍ يَعْقُوبُ فَصَلِّهَا وَإِنَّهُ

بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

مَنْزِل ۳



ہمیں اور کیا چاہئے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آگیا والمعتدی شیء نطلب وراء هذا وفي لنا الكيل ورد علينا الثمن (قرطبی ج ۹ ص ۱۲) وَمَقِيلُوا أَهْلًا وَنَحْفُظُ أَرْحَامَهُمْ دوبارہ جاکر اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ ۱۷۵ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دو گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَنِي إِسْرٰءِیلَ حَتّٰی تَخْرُجُوا مِنْهَا

یوسف ۱۲

۵۳۴

وما ابزئ ۱۳

لَذُوْ عَلِيمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو

لَا يَعْلَمُونَ ۱۷۸ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوْسُفَ أَوْىٰ إِلَيْهِ

خبر نہیں د اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس تھے اپنے پاس

أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو

يَعْمَلُونَ ۱۷۹ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ

انہوں نے کئے ہیں وہ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا لٹھ رکھ دیا اپنے کایا

فِي رُحْلٍ أَخِيهِ ثُمَّ آذِنَ مُؤَدِّنَ آيَتِهَا الْعِزُّ اُنْكُمْ

اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اسے قافلہ داروں کو اب

لَسَارِقُونَ ۱۸۰ قَالُوا أَوْ آقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا اتَّفَقُوا

چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی

قَالُوا انْفِقْدُ صَوَاعَ الْمَلِكِ وَلَيْسَ بِنَا بِيَدِهِ حِمْلُ

بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے بلکہ اس کو ایک بوجھ

بَعِيرٍ وَأَنَّا بِهِ زَعِيمٌ ۱۸۱ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا

اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن کہ بولے قسم اللہ کی قسم تم کو معلوم ہے ہم

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۱۸۲ قَالُوا

شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے

فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ۱۸۳ قَالُوا جَزَاؤُهُ

پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم لٹکے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ

مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذٰلِكَ نَجْزِي

جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں

۱۷۸

کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَنِي إِسْرٰءِیلَ حَتّٰی تَخْرُجُوا مِنْهَا میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بدنہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت و طاقت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وَاَمَّا اَمْرُهُمْ بِذٰلِكَ لِاَنَّهُ خَافَ عَلَيْهِمُ الْعَيْنِ لَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَدْ اَعْطُوا جَلَالًا وَّ قُوَّةً وَّ اَمْتَدَادًا قَامَةُ اَمْرِهِمْ (عازن ج ۳ ص ۲۹۵) ۱۷۹ میں تقدیر الہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنْ اِلَّا اَمْرُ اللّٰهِ قَضَا وَّقَدَّرَ اللّٰهُ كَيْفَ يَشَاءُ اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں نے تو محض ایک حیلے کے طور پر یہ کہا ہے۔ ۱۸۰ یہ گیارہواں حال ہے۔ لہذا کا جواب مخدوف ہے۔ ای وقع ما قضی اللہ مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کر دی۔ اِلَّا حَاجَةً مِّنْ شَيْءٍ مِّنْقَطَعٍ ہے۔ الا یعنی لیکن ہے اور حاجت سے پہلے نعل اظہر مقدر ہے قضیہ کا جس کی تفسیر ہے۔ قضیہا ای اظہر ہا فوضی بہا (مظہری ج ۵ ص ۲۷) ۱۸۱ جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ ہونا واسلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجوا اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ ۱۸۲ جب بھائیوں کو غلہ دیکر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال و متاع تیار کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آٹھ سو روپے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے بنیامین کے سامان میں حوزہ رکھ دیا یا کسی نوکر سے

وضع قرآن اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ ۱۸۳ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اور ان کو جس طرح اس کو ہر بات پر بھڑکتے اور طعنہ دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی دی کہ باسن بادشاہ کے پینے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سہا ہوا یا مانج اپنے کا اور گھوڑے اس میں پانی پیتے، حضرت یوسف نے ان کو جو رکھلوا یا بھوٹ میں حضرت یوسف کو باپ کی پوری سے بیچ ڈالا۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی اور غلام گیرندہ ۱۲۔



رکھو ادیار۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُوَذَّنٌ مُّذْنِبٌ اَنْخَبَ وَه اِذَا مَالٌ وَمَتَاعٌ اُوْنُوْنَ پَر لاد کر روانہ ہو گئے تو پیمانے کی غلہ ناپنے کے لئے ضرورت پڑی مگر پیمانہ مفقود تھا ملازموں نے خیال کیا کہ ابھی ابھی کنعانی قافلہ روانہ ہوا ہے شاید وہی چرا لے گئے ہوں چنانچہ وہ ان کے پیچھے دوڑے اور ان میں سے ایک نے انہیں آواز دی اے قافلہ والو! تمہارے چور معلوم ہوتے ہو۔ قَالُوا وَاَقْبَلُوا الْخِزْيَةَ يَجْعَلُ بَيْنَهُ اُورَان سے پوچھا کہ تمہاری کیا چیز چوری ہو گئی۔ قَالُوا اَنْفَقَدُ صَوَاعُ الْمَلِكِ اَنْهَوْنَ نے کہا بادشاہ کا صواع گم ہو گیا ہے۔ آواز دینے والے نے کہا جو شخص بادشاہ کا پیمانہ واپس کر دے گا میں اسے اونٹ کا بوجھ غلہ دلاؤں گا اور میں اس کی ضمانت لیتا ہوں۔ سفایہ اور صواع

ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کیونکہ اس سے دونوں کام لئے جاتے تھے وَالسَّقَايَةُ وَالصَّوَاعُ شَيْءٌ وَاحِدٌ

و قرطبی ج ۲ ص ۲۲۹ ۵۳۲ فرزند ان یعقوب

علیہ السلام نے کہا تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم

یہاں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ چوری کرنا ہمارا

کام ہے۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام نے اپنے

اونٹوں کے منہ باندھ رکھے تھے تاکہ وہ لوگوں کی تحقیق

باری کا نقصان نہ کریں نیز انہوں نے وہ سرمایہ بھی واپس

کر دیا تھا جو پہلی بار ان کے سامان میں واپس چلا گیا

تھا۔ استشهدوا بعلہم لہما ثبت عندہم من

دلائل دینہم واما نہم حیث دخلوا وافوا

رواحلہم مشدودۃ لئلا تتناول نزعاً او طعناً

لاحد من اهل السوق ولا نہم رد وابطاعہم

التي وجدوها في رحالہم

و مدارک ج ۲ ص ۲۲۹ ۵۳۳ انہوں نے کہا اگر تم جھوٹے

ثابت ہو جاؤ اور تم ہی میں سے کوئی چوں ہو تو پھر اس

کی سزا کیا ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا جس کے سامان

سے پیمانہ برآمد ہوا اسے غلام بنالیا جائے اور ہمارے

یہاں یہی دستور ہے۔ آل یعقوب علیہ السلام میں دستور

تھا جو شخص چوری کرے وہ ایک سال تک صاحب

مال کی غلامی کرے۔ مدارک ۵۳۴ سب کو حضرت

یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا گیا انہوں نے پہلے

بڑے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی اور آخر میں بنیامین

کے سامان سے پیمانہ برآمد ہو گیا۔ كَذَلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ

كَا فَبَيَّنَ كَمَالُ كَيْفِ يَسْمَعُ يَسْمَعُ يَسْمَعُ يَسْمَعُ

سُجَّحَانِي وَرَنَ بَادِشَاہ كَيْفِ تَانُونَ كَيْفِ تَانُونَ كَيْفِ تَانُونَ

اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ شاہ مصر کا دستور یہ تھا

کہ چور سے مال مسروقہ کی قیمت سے دو گنا جرمانہ وصول

کر کے اسے چھوڑ دیا جائے (کبیر) ۵۳۵ فرزند ان یعقوب

۱۳

الظَّالِمِينَ ﴿٥٥﴾ فَبَدَّ أَبَاوَعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ

ظالموں کو پہلے بد کر دیا کہیں یوسف نے ان کی خیریاں دیکھنی اپنے بھائی کی خیر سے

ثُمَّ اسْتَخْرِجَهَا مِنْ وَعَاءِ أَخِيهِ كَذَلِكَ كِدْنَا

پہلے ان کو برتن نکالا اپنے بھائی کی خیر سے یوں داد بتا دیا ہم نے

لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَاخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ

یوسف کو وہ میر گز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین میں اس بادشاہ کے

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ طَرَفُ رَجَبٍ مِّنْ شَأْنٍ وَ

مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں اور

فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٥٦﴾ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ

ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا کہنے لگے اگر اس نے چور کیا ہے تو

سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ فَأَسْرَهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ

چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے تب آہستہ سے کہا یوسف نے اپنے بھائی میں

وَلَمْ يَبْدُهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانٍ وَاللَّهُ

اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو رہے ہیں اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٥٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ

خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو وہ کہنے لگے اے عزیز اس کا

أَبَا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ

ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے

مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ تَأْخُذَ إِلَّا

اسان کرنے والا بولا اللہ پناہ دے کہ تم کسی کو پکڑیں مگر

مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَكَ إِنَّا آذَاءُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٩﴾

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

موضع قرآن حضرت یعقوب کے دین میں تھا کہ چور غلام ہو رہے ایک برس تک و یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کر لو، اسی پر پکڑے گئے نہیں تو

اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا و یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا طعن زیادہ

قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو بھونپنے لگا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں، پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک ٹھکان کی کمر سے باندھ دیا پھر اس کو ڈھونڈنے لگیں لوگوں میں

چرا ہوا آخر ان کی کمر سے نکلا، موافق اس دین کے ایک برس بھونپنے لگا پس یعنی یہ بیٹا بوڑھے باپ کا ہاتھ پکڑے پھر تلے۔

فتح الرحمن حضرت یوسف جی اڑتلا اذان جدہ مادری خود بد زید تا از عبادت صمغ باز ماند یا مشاہدین قہر چیری کہ سبب تہمت او باشد بد زوی

یوسف آدمہ بود ۱۲۔



علیہ السلام نے یہ واقعہ دیکھ کر شرم سے سر جھکا لئے اور کہنے لگے اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ بنیامین کے بھائی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی چوری کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بچپن میں پھوپھی نے پرورش کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس رہتے تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کی پھوپھی انہیں بہت چاہتی اور ان سے والہانہ محبت کرتی تھیں وہ ان کی واپسی پر راضی نہ تھیں اس لئے انہوں نے یوسف کو اپنے پاس رکھنے کا ایک حیلہ نکالا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا منطقہ جو انہیں

یوسف ۱۲

۵۳۶

دعا میری ۱۳

فَلَمَّا أَسْتَأْيَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ

پھر جب تا امید ہوئے اس سے فلا اکیلے ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا

کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

مِّنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَطْتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَن

اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز

أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۚ وَ

نہ سرکوں گا اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکا دے اللہ میری طرف اور

هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۚ ۱۰ اِرْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا

وہ ہے سب سے بہتر چکائے والا اور پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو

يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمَنَا

اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی وہ

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَفِظِينَ ۚ ۱۱ وَسَّئِلَ الْقَرْيَةَ الَّتِي

اور ہم کو غیب کی بات نہادھیان نہ تھا اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں

كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۚ ۱۲

ہم تھے نہ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْ رَأَيْتُمْ أَصَابَرُ جَمِيلٌ

بولا کوئی نہیں بنائی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے

عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ

شاید اللہ نے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار

الْحَكِيمُ ۚ ۱۳ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَفْ عَلَىٰ يُوسُفَ

حکمتوں والا اور الٹا پھرا ان کے پاس سے لٹہ اور بولا اے افسوس یوسف پر

منزل ۳

اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑ لیا گیا۔ جو کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ اصل حقیقت کا نہیں موضع قرآن چوری کی خبر نہ تھی، یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق، نہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہے۔ پہلی بار کی بے اعتباری سے اب کے بھی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی گفتن جزاء من وجد فی رملہ فہو جزاء ۱۲۵ -

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وراثت میں ملا تھا یوسف علیہ السلام کی گھر میں کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور پھر کہا کہ میرا منطقہ گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کی جائے تلاش کرنے پر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی گھر سے بندھا ہوا پایا گیا، اس دستور کے مطابق یوسف پھر ان کو واپس مل گیا۔ دیکھو قرطبی وغیرہ ۵۶۱ بھائیوں کی بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا تم اس سے بھی بدتر اعمال کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے دھوکہ دے یوسف کو باپ سے جدا کیا اور اسے جنگل کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور رات کو گھر جا کر باپ کے سامنے غلط بیانی کی کہ یوسف کو پھیرنے نے پھاڑ کھایا ہے تم جو کچھ کہہ رہے ہو اللہ تعالیٰ تو اس کی حقیقت سے باخبر ہے۔ ۵۶۲ اب وہ عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کرنے لگے کہ بنیامین کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ بیٹے کی عیاشی کا مدد نہ برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے آپ اسے جھوڑ دیں اور اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں آپ ہمیں نیکو کار اور محسن نظر آتے ہیں اس لئے اُمید ہے کہ آپ ہماری درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے ۵۶۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ظلم سے خدا کی پناہ۔ ہم تو صرف اسی کو رکھیں گے جس سے ہمارا مال بڑھ سکے اور اس کی جگہ دوسرے کو رکھیں تو ہم ظالم ہیں۔ ۵۶۴ اَلَا مَن وَجَدْنَا مِنَ الْاَلَامَنِ سَوًی ہے ۵۶۵ یہ ہارسواں حال ہے۔ جب وہ بنیامین کی واپسی سے ناامید ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کیا قَالَ كَبِيرُهُمْ اِنْ بَرَّ بھائی یہود نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم اپنے باپ کو اللہ کا عہد دے کر آئے ہو اور اس سے پہلے تم یوسف کے بارے میں بھی غلطی کر چکے ہو اس لئے میں تو یہاں سے نہیں ہوں گا یہاں تک کہ باپ مجھے اجازت دے یا اللہ تعالیٰ مجھے ذریعہ الہام واپس جانے کا حکم فرما دے یا اللہ تعالیٰ میرے واپس جانے کی کوئی اور



وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٣﴾ قَالُوا

اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا کہ کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ عمل جائے

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّمَا اَشْكُو

یا اللہ ہو جاوے مردہ یا بولا میں تو کھولتا ہوں

بَنِيَّ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥﴾

اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے لکھ اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

يٰبَنِيَّ اِذْ هَبُوا فَيَحْشَسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ

اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی تلاش اور اس کے بھائی کی

وَلَا تَيْسُرُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَأْتِيْشُ مِنْ

اور نا امید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک نا امید نہیں ہوتے

رُّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَمَّآ دَخَلُوا

اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے

عَلَيْهِ قَالُوْا يَا اَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلٰنَا الصَّرُّ

اس کے پاس لکھ بولے اے عزیز ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی

وَجِئْنَا بِضَاعَةٍ مُّزْجٰٓةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

اور لائے ہیں ہم بلوچنی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ

خیرات کرہم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو کہہ

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

کچھ تم کو خبر ہے لکھ کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ لکھ آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کر لیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرمائیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ قَالَ بَلْ نَسْوَكَمُ الْاَحْمٰسَ سے پہلے اندام ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہو کر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا انہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو مصر ہی ہے یہ دیکھ میرے لئے مقدّر رہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب دال نہ تھے

کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

۱۳ بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کرامت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم

یوسف علیہ السلام تازہ ہو گیا وَاَبْيَضَّتْ عَيْنَاكَ غَم فراق یوسف میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب

علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں فَهُوَ كَظِيمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں

کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج و حزن کا اظہار بقائے

بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم و اندوہ کے موقع پر وہ اپنے کوتاہیوں میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ

ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ وَيَجُودُ لِلْبَنِي عَلَيْهِ السَّلَامِ اِنْ يَبْلُغْ بِهِ الْجُزْءُ ذَلِكَ الْمُبْلَغُ اِنْ

اِنْ اِنْسَانَ مَجْبُولٌ عَلَى اَنْ لَا يَمْلِكْ نَفْسُهُ عِنْدَ الْحُزْنِ فَلِذَلِكَ حَمْدٌ صَبْرُهُ اَلْحَمْدُ دَارُكَ ج ۲ ص ۱۸

۱۴ حَرَضًا قَرِيبَ الْمَوْتِ یا جسمانی اور روحانی لحاظ سے ہیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسف کو نہیں بھلانے

وہ خدا جانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جو

دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسف کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ ۱۵ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

فرمایا میں اپنا غم و اندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ وہی غمزدہ اور اندوہ گیس لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے

اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسف

زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً تم سے ملے گا اور میں اور تم سب

اس کے سامنے سجدہ بجالائیں گے۔ مَعْنَاكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ان روایا یوسف حق و صدق دانی و انتہا سنسنہ وجد لہ دھازن ج ۳ ص ۱۲ یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آتے رہتے ہیں لیکن آخر میں آرام و راحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسف کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

۱۶ غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا درو تھی مذت دبار کھنکس کا کام ہے سوا بیٹے کے اس بیٹے کے جانے سے، پھر یوسف موضع قرآن کا غم تازہ ہوا اس یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے در دیا ہے اور یہ بھی

جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ ۱۷ قوط میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور بنیامین اور ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو۔ یہ حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تنہا ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

میرے گھر والے  
ہو ۱۴



۱۷۷ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کہ فرس کا شیوہ ہے۔ ۱۷۸ یہ تیرہواں حال ہے فرزند ان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اسے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تنگدستی میں پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مَرْجَاۃً مَعْمُولً ناقص بہت تنگدستی ای بیضاعہ ردیۃ کا سدۃ لا تنفق فی الطعام

وفا الیٰزی ۱۳ ۵۳۸ یوسف

جَاهِلُونَ ۱۹ قَالُوا اِنَّكَ لَآ اَنْتَ یُوْسُفُ قَالِ

سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا

اَنَا یُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِیْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا طِرِیْۤتَ

میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ

مَنْ یُّشَاقُّ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِ ۲۰

جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکو والوں کا

قَالُوْۤا اِنَّا لَنَنۢبِتُکَ اللّٰهَ لَقَدْ اٰثَرُکَ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَاِنۡ کُنَّا لَخٰطِیۡنَ ۲۱

بولے قسم اللہ کی قسم البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تجھے جو کئے دے

قَالَ لَا تَثْرِیۡبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمۡ ذَو

کہا کچھ التزام نہیں تم پر آج بخشتے اللہ تم کو اور

هُوَ اَرْحَمُ الرَّحِیۡمِ ۲۲ اِذۡ هَبُوْۤا بَقِیَّۃَیۡ حٰی هٰذَا قَالُوْۤا

وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتے میرا حصہ اور ڈالو

عَلٰی وَجْهِ اُمِّیْ یَاۤتِ بِصِیۡرَۃٍ وَّاَتُوْنِیۡ بِاَهْلِکُمۡ

منہ ہم میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا

اَجْمَعِیۡنَ ۲۳ وَکَیۡۤا فَصَلَّتِ الْعِیۡرُ قَالِ اَبُوْهُمۡ اِنِّیۡ

سارا قلم اور جب جدا ہوا قافلہ دیکھ کہا ان کے باپ نے میں

لَا جَدْرِیۡجَ یُوْسُفُ لَوْ لَا اَنْ تُفِیۡدُوۡنَ ۲۴ قَالُوْۤا

پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا ہو گیا لوگ بولے

تَاللّٰهِ اِنَّکَ لَفِیۡ ضَلٰلَۃٍۭ کَبِیۡرَۃٍ ۲۵ فَلَمَّا اَنَّ حَبَۤاءَ

قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے پھر جب پہنچا

الْبَشِیۡرُ اَلْقَہُ عَلٰی وَجْہِہٖ فَارْتَدَّ بِصِیۡرَۃٍ ۲۶ قَالَ

خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتا اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا بولا

مَنْزِل ۳

۱۷۷ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کہ فرس کا شیوہ ہے۔ ۱۷۸ یہ تیرہواں حال ہے فرزند ان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اسے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تنگدستی میں پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مَرْجَاۃً مَعْمُولً ناقص بہت تنگدستی ای بیضاعہ ردیۃ کا سدۃ لا تنفق فی الطعام

۱۷۸ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل و عیال کی

تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام

بے اختیار ہو گئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا

کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی

بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا

مَسْتَنَّا وَاٰهَلُنَا الظُّرُوۡرَ وَتَضَرَّعُوۡا اِلَیۡہِ وَطَلَبُوۡا مَنۡ

ان یتصدق علیہم ارفضت عیناہ ولم یتمالک

ان عرفہم نفسہ ودارک ج ۲ ص ۱۷۸ قَالُوْۤا اِنَّا کُنَّا

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا

تھا وہ ایک راز تھا جسے ان کے اور یوسف علیہ السلام کے

علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے یہ یوسف

ہی ہے اور بول اٹھے کیا تم یوسف ہی ہو؟ قَالَ اِنَّا

یُوْسُفُ الْحَمِیۡمِ ۲۷ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور

یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل

جدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملا دیا حقیقت یہ ہے کہ جو

شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ

تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۱۷۹

اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری

اور فوقیت و فضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اتر

کر لیا۔ قَالَ لَا تَثْرِیۡبَ اَیۡمَکُمۡ یُوْسُفُ عَلَیۡہِ السَّلَام

نے کوئی سرزنش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کر دیا

کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں

اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں

معاف فرمادے۔ ۱۸۰ حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور

محترم ابا جان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی

میں جو نقص واقع ہو گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا اور تمام

اہل و عیال کو دے کر میرے پاس آ جاؤ قمیص میں شفا

کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قَالَ الْمُحَقِّقُونَ اِنَّ عَلَمَ یُوْسُفَ بِاَنَّ الْقَاءَ ذٰلِكَ الْقَمِیۡصَ عَلٰی وَجْہِہٖ

یعقوب یوحب رد البصر کان بوحی اللہ الیہ ذلک وغازن ج ۲ ص ۱۷۹ فرزند ان یعقوب علیہ السلام

تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں

میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہو جائے گی۔ کوڑا کا جواب بخدوف ہے ای لتعلمون ذلک حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام

موضع قرآن صاحب پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہوا اور گھبراہٹ سے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ہے ہر مرض کی

اللہ کے ہاں دوا ہے۔ انہیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے جنگی ہوئیں۔ یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔



تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انه تعالیٰ اوصل تلک الراتحة الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الراتحة الیہ من ہذہ المسافة البعیدة امر من اقض للعادة فیکون معجزة الخ دیکر ج ۸ ص ۲۸۵ ، قالوا تالله الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا دادا اباجان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزو مند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ ۵۳۹ البشیر فو شجری دینے والا مراد یہ ہے کہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر والد کے پاس گیا تھا لہذا آج بشارت کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے۔ قال یہود انا احمل قمیص لشفاء کما ذہبت بقمیص الجفاء مدارک ج ۲ ص ۱۸۲، جب قمیص آپ کے چہرہ مبارک پر ڈالی گئی تو آپ کی بینائی بحال ہو گئی اور آپ نے فرمایا دیکھا تم نے میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تمہیں حاصل نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوشخبری لانے والے سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے جواب دیا اسلام پر، فرمایا اب اللہ کی رحمت تمام ہو گئی۔ عن سفیان لما جاء البشیر الی یعقوب قال لہ علی ای دین ترکک یوسف؟ قال علی الاسلام۔ قال الان تتمت النعمة قرطبی ج ۷ ص ۲۷۱، اب بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی درخواست کی کہ وہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہم نے بلا وجہ آپ کو غم والہ میں اتنا طویل عرصہ بتلا رکھا۔ قال سوف استغفر فرمایا غفریب تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سو وقت تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت و عار کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ) ۵۴۰ یہ پندرہواں حال ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین یعنی والد اور خالہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے محل میں اتارا۔ کیونکہ آپ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ قال ادخلوا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام والدین اور دیگر افراد خاندان کے استقبال کی خاطر شہر سے باہر تشریف لے آئے تھے۔ امینین تکلیف و مصیبت کا جو دور آپ پر گذر رہا ہے اور بیٹوں کی جدائی اور قحط سالی کی

یوسف ۱۲

۵۳۹

وما ابرئ ۱۳

الْمَاقِلُ لَكُمْ اِنِّي اَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾

میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

قَالُوا يَا بَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿۹۷﴾

بولے اے باپ! لے بخشو ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے

قَالَ سَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا

الرَّحِيمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی يُوسُفَ اَوٰی اِلَيْهِ

مہربان پھر جب داخل ہوئے صفہ یوسف کے پاس مگر دی اپنے پاس

اَبُوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ اَمْنًا ﴿۹۹﴾

اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے

وَرَفَعَ اَبُوَيْهِ عَلٰی الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۚ وَ

اور اونچا بٹھا یا لے اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور

قَالَ يٰ اَبَتِ هٰذَا اَوْيلُ رُءُيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلْنَا

کہا اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے

رَبِّي حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِي اِذَا خَرَجْنِي مِنَ السِّجْنِ

رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر شہ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے

وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدُوِّ مِنْ بَعْدِ اَنْ تَزْعُمَ الشَّيْطٰنُ

اور تم کو لے آیا گھاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان

بَيْنِي وَبَيْنَ اِخْوَتِي اِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ اِنَّهُ

مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک

هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اَتَيْتَنِي مِنَ الْمَلِكِ

وہی ہے تیرا دار حکمت و لاف اے رب تھے تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

مَنْزِل ۳

وجہ سے تو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آچکے ہو۔ ۵۴۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلہ قبلہ تھے اور لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔ موضع قرآن ۱۰۱ حضرت یوسف نے کرتہ، سواری اور خرچ بھی اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے اگر کرتہ منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں۔ ۱۰۲ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا واصل جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دھل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، محل سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَاَنْ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ اَلَا يَہ۔ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدم کے وقت ہوا ہے۔



المعنى خروا لشكر الله سجداً ويوسف كالقيد للتحقيق رؤيا وسروى عن الحسن رحمه الله قريبي ج ٢ ص ٢٢٧، يا سجد حضرت يوسف عليه السلام هي كوتها كيونك ان كى شريعت ميں غير الله كو تعظيمى سجدہ جائز نہ تھا۔ مگر سجدہ عبادت كسى شريعت ميں جائز نہيں ہوا۔ دونوں سجدوں ميں فرق صرف نيت كا ہے اگر سجدہ كو نفع و نقصان كا مالك و مختار اور مافوق الاسباب متصرف و كار ساز سمجھ كر سجدہ كرے تو يہ سجدہ عبادت ہے جو اللہ كے سوا كسى كے ليے كجى جائز نہيں ہوا اور اگر مذكورہ نيت سے نہ ہو تو وہ سجدہ تعظيمى ہے جو بھى شرايح ميں جائز نہ تھا مگر شريعت محمدية على صاحبها الصلوة والسلام ميں حرام كر ديا گيا ہے۔ سجدہ تعظيمى كى حرمت احاديث نبويه ميں صراحت سے مذكور ہے۔ امام

يوسف ١٢

٥٢٠

و ما ايدى ١٣

وَعَلَّمَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَ

اور سكھا يا مجھ كو كچھ پھيرنا باتوں كا اسے پيدا كرنے والے آسمان اور

الْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ تَوْفَنِي

زمين كے تو ہي مير كا ساز ہے دنيا ميں اور آخرت ميں موت دے مجھ كو

مُسْلِمًا وَأَحِقْنِي بِالصِّلِحِينَ ۝١٠١ ذَلِكُمْ مِنْ أَنْبَاءِ

اسلام پر اور ملا مجھ كو نيك بختوں ميں ۝ ١٠١ ذلڪ ميں انباء

الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا

غيب كى ہم بھيختہ ميں تيرے پاس عہ اور تو نہيں تھا ان كے پاس جب وہ بھرانے

أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَنْكُرُونَ ۝١٠٢ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَ

لگے اپنا كام اور فریب كرنے لگے ۝ ١٠٢ اور اكثر لوگ نہيں ہيں يقين

لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ۝١٠٣ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ

كرنے والے اگرچہ تو كتننا ہی چاہے ۝ ١٠٣ اور تو مانگتا نہيں ان سے اس پر كچھ

أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝١٠٤ وَكَأَيِّنْ مِنْ

بدلا ۝ ١٠٤ تو اور كچھ نہيں مگر نصيحت سارے عالم كو اور بہت سيري

آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ

نشانہاں ہيں آسمان اور زمين ميں ۝ ١٠٤ جن پر گزر ہوتا رہتا ہے ان كا اور

عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝١٠٥ وَمَا يَوْمُنْ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ

ان پر دھيان نہيں ديتے اور نہيں ايمان لاتے بہت لوگ اللہ پر

إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝١٠٦ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ

مگر سامنے ہی شريك بھي كرتے ہيں ۝ ١٠٦ كيا نہر ہو گئے اس سے كہ آؤ گئے ان كو ايك دف

مِنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ

اللہ كے عذاب كى نشہ يا آہنچي قيا مت اچانك اور ان كو

مَنْزِل ٢

احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت كی ہے لا يصح لبشر ان يسجد لبشر يعنى كسى بشر كے ليے جائز نہيں كہ وہ كسى بشر كو سجدہ كرے۔ اس طرح صحيحين ميں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے كہ حضرت بنی كويم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ اليهود والنصارى اتخذوا قبوراً أنبياءهم مساجدًا مشكوة ص ١٢٠، وسلم از ابو ہریرہ آوردہ مرفوعاً مسلم از ابن عباس مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابی شیبہ از عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدہ تعظيم آوردہ وابن ابی شیبہ از معاذ وعائشہ وجابر رضی اللہ عنہم مرفوعاً آوردہ۔ و در مسلم انى انما كره عن ذلك (قال الشيخ رحمه الله تعالى) امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابوداؤد نے حضرت قيس بن سعد سے روایت كيا كہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غير اللہ كو سجدہ كرنا جائز ہوتا تو ميں عورتوں كو حكم ديتا كہ وہ اپنے شوہروں كو سجدہ كيا كويس لو كنت اصراً احد ان يسجد لاحد لا موت النساء ان يسجدن لا زواجهن بما جعل الله لهن عليهن من حق مشكوة شريف ص ٨٢، تفسير فائز و معالم ميں آن المساجد للہ كے تحت سجدہ بن جبر سے نقل كيا ہے لا تسجد والخير الله وخازن و معالم ج ١ ص ١، يعنى غير اللہ كو سجدہ مت كرو۔ وكذا فى الكبير حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز تفسير غزيرى ميں نظر اڑيں۔ ہا احاديث متواترہ سجدہ تعظيم منع است۔ تفسير غزيرى ص ١٢١، شيخ عبدالحق شمس المصنفات ج ١ ص ١٢١ ميں فرماتے ہيں۔ در شرح شيخ ابن جرير ص ١٢١ ميں در شرح حديث لعن اللہ اليهود والنصارى ما اے اتخذوا قبوراً أنبياءهم مساجدًا گفته است كہ بر تقدیرى است كہ نماز گزارو بجانب قبر از جهت تعظيم وے كہ آن حرام است باتفاق۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز نے فتاوى غزيرى ميں سجدہ تعظيم كى حرمت پر اجماع كا ذكر كيا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب

سید تیسرا دینی

ع ١١

تجوید و تنوین

سجدہ تعظيم كے حاميوں كے دلائل كا جواب ديتے ہوئے فرماتے ہيں۔ دريس تقرير سراسر غفلت از اجماع قطعى است بر تحريم سجدہ فتاوى غزيرى ج ١ ص ١٢١، تمام فقہانے سجدہ تعظيم كى حرمت كا اور بعض نے اس كے كفر ہونے كا فتوى ديا ہے۔ فتاوى عالمگيرى ج ٥ ص ١٢١ ميں ہے من سجد للسلطان على وجه التحية او قبل الارض بين يديه لا يكفر ولكن يا ثمة لا يكفر ولا يكفر هو المخنأ اور البحر الرائق ج ١ ص ١٢١ ميں ما يفعل من السجود بين يدي السلطان فخره والفاعل والراضى به يا عثمان وقال شمس لا ثمة السجود لغير الله على وجه التعظيم كفر كفر فتاوى عالمگيرى ميں جواب افلاطى سے اور رد المحتار ميں شمس الائمة سے سجدہ تعظيم كا كفر واضح قرآن و علم كا بل پايا، دولت كا بل پائی۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے كے مراتب كا حضرت يقوب كى زندگى تك رہے دنيا كے كام ميں بچھ اپنے اختيار سے چھوڑ ديا۔ ۝ ١٠٦ يعنى يہ مذكور توريث ميں اول پيلى كتابوں ميں بھي نہيں ۝ ١٠٦ يعنى منہ سے سب كہتے ہيں كہ خالق و مالك سب كا وہي ہے پھر اوروں كو كہتے ہيں۔



ہونا نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الرموزہ فتاویٰ ملا علی قاری، تفسیر کبیر، فتاویٰ بنائے یہ وغیرہ میں بھی سجدہ تعظیم کو کفر کہا ہے۔ اور ملقط میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام ہے۔

نہا لکیری جہ ۵ ص ۵۸، لہذا ملقط کی طرف جواز کی نسبت غلط ہے اسی طرح تفسیر تیسیر کی طرف بھی جواز کی نسبت غلط ہے کیونکہ تفسیر تیسیر مطبوعہ میں کہیں جواز مذکور نہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ جواز سجدہ تعظیم در بیح کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در بیح کتاب حدیث

نیا مدہ۔ و مکتوبات دفتر اول ص ۵۷، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے رونگٹے

کھڑے ہو گئے اور فوراً کہا ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر

ہے جسے اللہ نے سچ کر دکھانا تھا یعنی آپ اللہ کی جانب سے

سجدہ کرنے کے مکلف تھے ورنہ مجھے سجدہ کرنا لائق نہ تھا۔

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لما رأى سجدوا

واخوته هاله ذلك واقشعر جلده منه وقال

ليعقوب هذا تاويل رؤياي من قبل . . . . .

يا ابت لا يلىق بمثلک علی جلا لتک فی

العلم والدين والنبوة ان تسجد لولدک الا

ان هذا امر امرت به وتکلیف کلفت به

دکبر ص ۱۸ ص ۵۵، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت

بڑا احسان فرمایا جبکہ قید خانے سے مجھے رہائی دیکر تخت

سلطنت عطا فرمایا۔ میرے اور میرے بھائیوں کے

درمیان شیطان نے جو پھوٹ ڈالی تھی وہ ختم ہوئی اور

اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو میرے پاس لا کر جدائی کا خاتمہ

فرمایا۔ اور تمام واقعات و حوادث میں جو اسرار اور

حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور وہ

ہر چیز کو جاننے والا اور ہر حکمت سے باخبر ہے۔ ۵۶

اس سے پہلے حرف نادر محذوف ہے ای یاد رہے اسی

طرح قاطر السموات الخ سے پہلے بھی حرف نادر محذوف

ہے۔ اَنْتَ ذٰلِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ یہ مقصود

بالندار ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت میں تو ہی کارساز اور

یار و مددگار ہے۔ غم و اندوہ کو خوشی اور سرور میں تبدیل

کرنا اور رنج و تکلیف کو آرام و راحت میں بدل دینا

تیرا ہی کام ہے۔ تَوَفَّیْ مُسْلِمًا یہ بھی مقصود بالندار ہے

الصَّالِحِیْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی مجھے بھی

درجات و منازل اور ثواب میں ان کے ساتھ ملا دے۔

یہ والدین اور بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام

کی تقریر ہے جس میں انہوں نے عجیب و غریب انداز میں

اپنے خواب کی سچائی، بھائیوں کی ان سے نزاع اور اللہ تعالیٰ

کے عظیم احسانات و انعامات کا ذکر فرمایا ہے اور آخر میں نہایت عجز و انکسار سے حسن خاتمہ کی دعا کی ہے۔ ۵۷ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ذریعہ

وحی آپ کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بھی ایک امر غیبی تھا جس کی ہم نے آپ کو ذریعہ وحی اطلاع دی اور سارا قصہ

تفصیل سے بیان کر دیا حالانکہ جب برادران یوسف علیہ السلام اپنا پردہ گرام بنارہے تھے اور جب انہوں نے یوسف کو کنوئیں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود

نہ تھے۔ اَلَمَعْنٰی اَنْ هٰذَا النُّبَا غِیْبٌ لَمْ یَحْصُلْ لَكَ اِلَّا مِنْ جِهَةِ الْوَحْیِ لَا ذٰلِكَ لَمْ یَحْضُرْ بَنی یعقوب حٰلِیْنَ اتَّفَقُوا عَلَی الْقَاءِ اخِیْهِمْ فِی الْبَیْتِ۔ مدارک ج ۲ ص ۵۸

موضع قرآن و یعنی وعدہ عذاب کو دیکھ لیگی یہاں تک کہ رسول نوید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا تجھے آدے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید

یوسف ۱۲

۵۴۱

وما ابڑی ۱۳

لَا تَشْعُرُونَ ۝ قُلْ هٰذَا سَبِيلِیْ اَدْعُوْا اِلٰی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ

خبر نہ ہو کہہ دے یہ لفظ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کے

اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِ ۚ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا لَا تُوحِیْ اِلَیْهِمْ مِنْ

اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے لکھ وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کو

اَهْلَ الْقَرْیٰ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَمَنْ یَنْظُرْ وَاَکِیْفَ

بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لینے کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَیْرٌ

ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے

لِلَّذِیْنَ اٰتَقُوا ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۱۹ ۝ حَتّٰی اِذَا اسْتَأْیَسَ

پرسوزمیز کرنے والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے

الرَّسُلُ وَظَنُوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِّبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

رسول اللہ اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کیا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد بھر کچا دیا

مَنْ نَّشَآءُ ۚ وَلَا یَرُدُّ بَاسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ ۲۰ ۝

جن کو ہم نے جہاں لکھ اور پھر تا نہیں عذاب ہمارا قوم گنہگار سے

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولٰٓئِیْ لَا لُبَّابَ مَا کَانَ

البتہ ان کے احوال سے لکھ اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو کچھ بنانی ہوئی

حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ

بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور

تَفْصِیْلُ کُلِّ شَیْءٍ وَهٰذَا لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ ۲۱ ۝

بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

منزل ۳

شیخونفیسوی

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲



ولم يصدقوا شرفيه (مدارك ج ٢ ص ١٨٤)



حضرت علامہ النور شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخطوب بمآ لا یلزمہ کا تادمہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے زمرہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیسا کہ فرمایا وَطَنَکَ اَنْ لَّنْ نَقْدِرَ عَلَیْکَ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گویا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے ویم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہو گئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزام فرمایا۔ قُضِنَ اَنْ لَّنْ نَقْدِرَ عَلَیْکَ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزام فرمایا اَوْ کَہُ تُوْمِنُ اِلَیَّ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کا ملکہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رسل علیہم السلام پر غم و تأسف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ ۹۹۷ مَن نَّشَاءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تھا ہی انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچ لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ۹۹۵ کَانَ کَا اسم قرآن ہے۔ تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلِّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (ل) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحتہ خواہ بحوالہ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا اَتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اُنکی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ کُلِّ شَیْءٍ یَحْتَاجُ اِلَیْہِ فِی الدِّیْنِ وَدَارِکَ ج ۲ ص ۱۸، علامہ قرطبی رقمطراز ہیں ہما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام امام بغوی فرماتے ہیں ہما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامور والنہی ومعالم ج ۳ ص ۲۲۲ اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای ہما یحتاج الیہ فی الدین وروح ج ۲ ص ۱۸، وَهْدَیْ وَرَحْمَۃُ الْخَیْرِ قرآن انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔



## سُورَةُ يُوسُفَ مِائَاتُ آيَاتٍ تَوْحِيدِ اِلهِ اِسْكِ خُصُوصِيَا

- ۱۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (۲۶) نفی استعانت از غیر اللہ۔
- ۲۔ فَاسْتَجَابَ لَكَ رَبُّهُ — تا — اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۳۔ اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ — تا — وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۵۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی۔
- ۴۔ وَمَا اَعْطٰی عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ — تا — وَعَلِیْهِ فَلِیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۸۶) نفی شرک فی التصرف۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔
- ۵۔ رَبِّ کَذٰلَکَ اَنْتَ بَیِّنٌ مِنَ الْمَلٰٓئِکَ — تا — وَهُمْ یُکْفِرُوْنَ ۝ (۱۱۶) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔
- ۶۔ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ (۱۳۶) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔
- ۷۔ قُلْ لّٰھِذِہٖ سَبِیْلُیْ — تا — وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (۱۴۶) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے مشرک سے بیزار ہیں۔

آج ہمارے ۲۹ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت  
۶ بجے سورۃ یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ و ائمہ اہل اہل علی  
جمع عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔ سجاد بخاری،



دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی نثریہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ سورۃ یوسف تک یہ دونوں دعوئے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ پڑ ہی ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوئے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں جگہوں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۃ رعد میں گیارہ لائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

پہلی عقلی دلیل - اَللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰت - مَا - اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ (۱۶) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کارساز اور متصرف  
وغیرتاہوئے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں وَهُوَ الَّذِي مَدَّ  
الْاَرْضَ اَلْحِیْ اَلْحِیْ میں سفلیات مثلاً زمین، پہاڑوں، دریاؤں، میوؤں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و فلی میں متصرف ہے وہی سب کا  
حاجت روا اور کارساز ہے۔ وَ اِنْ نَّجِبْ فَجَبْ قَوْلُهُمْ اَلْحِیْ مَنكُرٍ بَدِثْ دَنُورٍ پر شکوی ہے۔ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ زَجْرٍ ہے۔ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا  
یہ شکوی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ اَلْحِیْ جواب شکوی۔ آپ کا کام پیغامِ ہدایت پہنچانا اور نہ  
ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

تیسری عقلی دلیل۔ ھُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرَقَ۔ تَا۔ وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۝ (۲۶) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جَوّ (فضہ آسمانی) میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیاء پر موقوف فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کار ساز بھی وہی ہے۔ کہ دَعَوْهُ الْحَقُّ يَهْدِي لِيَمِينٍ عَقْلِي دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہذا دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَمْ يَمْلِكِ لَكُمْ شَيْئًا ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ باطلہ کے عجز اور ان کی بچاری کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ كُلُّ مَنْ رَزَقَ الشَّعْمُوتَ وَالْأَرْضِضِ اَنْتَ مُشْرِكٌ بِحِجَابٍ مَانْتَهُ بِيْنَ كَرَمِ زَمِينِ وَاسْمَانَ كَاخَالِقِ وَمَالِكِ اللّٰہِ تَعَالٰی ہُوَ  
ہے تو پھر اس کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں ہو سکتا۔ كُلُّ آفَا تَخَذَ لَكَ فَنَدُوْنِہِ اَنْتَ یَوْمَ دُوسرا شرمہ ہے۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز صرف  
اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کارساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی  
الظُّلُمَاتِ وَالتُّوْرَادَامَ جَعَلُوا لِلّٰہِ شُرَكَاءَ زَحْرِیْنَ ہوں۔

پہلی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں معبود حق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہو گیا اور غیر مفید ہے جبکہ معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ **لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ اَحْسَنُ بَشَارَاتِ اٰخِرٰی۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَيُجْزَوْنَ اَلْاَلَمَ الْخٰوِفِ اٰخِرٰی۔ اَفَمَنْ يَعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ (۳۶) بَشَارَاتٌ وَتَحْوِیْفٌ بِطَوْرِ لَعْنٍ وَنَشْرٍ مَّرْتَبٍ مَّتَفَرِّعٍ ہے۔ اَفَمَنْ يَعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ بَشَارَاتٌ مِّنْ رَّبِّكَ ہے گمراہی یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو بول کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تحویف پر متفرع ہے۔ اَلَّذِينَ یُؤْفِقُوْنَ اَلْحِجْمَ جَمَاعَتٍ مَّشْرُہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ اَوَّلَیْكَ لَہُمْ عُقُبَةُ الدَّارِ (۳۷) یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ اَلْحِجْمَ عَذَابُ جَمَاعَتٍ کے ذکر کا اعادہ ہے۔ اَوَّلَیْكَ لَہُمْ اللَّعْنَةُ وَلَہُمْ سُوْرَةُ الدَّارِ اس کا اعادہ تحویف اٰخِرۃ کی ہے۔**



ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہذا وہی کارساز ہے۔ وَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا (۶۷) یہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم مندی اور معاند ہو تم مجھ پر دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِينَ آمَنُوا الْخَبْرَ بَشَارَتِ بَرَاءِ الْمُؤْمِنِينَ۔

پہلی دلیل وحی۔ گَدَالُكَ اَرْسَلْنَاكَ فِي اُمَّةٍ الْخَمِمْ نَعْنِ اَپْ كُو اَسْ اَمْتِ مِی اَسْ لَعْلَ بَیْجَا اَیْ تَاكِهْ اَپْ اَسْ مَسْلَهْ تُو حِیْدِی كِهْ كُھُول كَر تَبْلِیْغِ فَرَا دِی اِیْ جُو اَم نَعْنِ اَپْ كِهْ پَاسْ ذَرِیْعَهْ وَحِیْ بَیْجَا اَیْ۔ وَ كُو اَنَّا فَرَا اَمَّا سَبَرْتِ الْخَمِمْ یَزْ حَرْبَیْ مَتَفَلِّقْ بِشَكْوِیْ مَذْكُورَهْ یَهْ مَضِیْ لُؤْگْ یَهْ تَمَامْ مَحْجَزَاتْ دِیْ كُھُ كَر بَیْ اَیْمَانْ نَہِیْمِیْ لَا مِیْنِ كَیْ۔ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنِ كَفَرُوْا اِلَّا یُخَوِّفُ ذَرِیْعَهْ۔ وَ لَقَدْ اَسْتَهْزِیْ الْخَمِمْ اَسْلَمَیْ بَرُئْ اَنْحَضَرْتْ صَلِیْ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَم۔

آھوئیں عقلی دلیل۔ اَقَمْنٰ هُوَ قَائِمٌ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ اَللّٰهُ تَعَالٰی ہر بر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ ہا فضاظر ہے  
وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْاِزْجَارَ لِرَاۤءِ مُشْرِكِيْنَ۔ کہہ عذاب فی الحیوة الدُّنْیَا الخ تخویف دیوی و اخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ہ بشارت اخروی۔  
دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مؤمنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذْتُمْ اَوْلَادًا مِنْ دُونِ الْحِلٰلِ لَا یَرْثُوْنَ مَا کَانَ مِنْکُمْ وَارِثًا لِغُلَامٍ وَلَیْسَ بِالْوَثِقِ الْوَعْدَةُ فَذَرْنُوْهُمْ فَمَا یَصْعَدُوْنَ

[illegible]

مختصر خلاصہ

سورہ اعراس میں سورۃ یوسف کے دونوں دعویٰ والہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں اور کار ساز نہیں، پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کار ساز اور متصرف و مختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل - اللہ الَّذِی رَفَعَ السَّمَوَاتِ - تا - لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (ع) دوسری عقلی دلیل - اللَّهُ يُعَلِّمُ مَا تَحْمِلُ - تا - وَسَارِبُوا بِالْأَنْهَارِ تَسِيرًا عقلی دلیل - هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ - تا - وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ه ان تینوں دلیلوں کے بعد کہ دَعَا إِلَى الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ سے مثال دیکر معبودان باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل - وَلِلَّهِ كَيْدٌ مِّنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الخ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم - قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَيْنِ جب تم اللہ ہی کو زمین و آسمان کا خالق و مالک مانتے ہو تو کار ساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ أَفَأَتَّخِذُهُمْ سے دوبارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل - معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لازوال ہے۔ اس کے بعد الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلْحَيَاءِ سے ماننے والوں کو بشارت اخروی اور وَالَّذِينَ كَفَرُوا كَيْدًا جَدِيدًا الخ سے نہانے والوں کو تحریف اخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر أَمْ نَكُنْ لَكُمْ كَوْلًا ونشر مرتب کے طور پر بشارت اخروی اور تحریف اخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد الَّذِينَ يُؤْفِكُونَ الخ سے مستحقین بشارت کے اوصاف اور بشارت اخروی کا اعادہ کیا گیا اور الَّذِينَ يَنْهَضُونَ سے مستحقین عذاب کے اوصاف اور تحریف اخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل - اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ الخ اس کے بعد كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ الخ سے پہلے دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل - أَمْ نَكُنْ لَهُمْ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِخَصْمًا الخ اس کے بعد وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنهُمْ أَلَيْسَ لَهُمْ الْكِتَابُ يَقْرَهُونَ مؤمنین اہل کتاب سے دلیل نقلی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ إِنَّمَا أُحِصِّي أَنَا عَبْدُ اللَّهِ اللَّهُ اخبر سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا - تا - وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زجریں، بشارتیں اور تحفیں مذکور ہیں۔



۲۷ حروف مقطعات تشابہات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ مع ترغیب۔ تِلْكَ سے اشارہ اس سورت کی طرف ہے اور الْكِتَاب سے قرآن مراد ہے۔ وَالَّذِي الْحَمُ موصول مع صلہ مبتدا اور الْحَقُّ اس کی خبر ہے خبر کی تعریف مفید حصہ ہے ای ہوا الحق (معالم) یہ سورت قرآن حکیم کی آیتیں ہیں اور وہ اس کتاب حکیم ہی کا ایک حصہ ہے اور جو قرآن ہم نے آپ پر نازل کیا ہے وہ حق ہے اور اس میں بیان کردہ عقائد و احکام مستقل محکم، واضح اور ظاہر ہیں کہ ان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوا الحق الذی لا شک فیہ (خازن ج ۲ ص ۲۷) مگر اس کے باوجود ضدی اور معاند لوگ نہیں مانتے ای مع هذا البیان والجلال و

الوضوح لا یؤمن اکثرهم لما فیہم من الشقاق العناد والنفاق دا بن کثیر ج ۲ ص ۲۷، ۳ پہلی عقلی دلیل۔ سورہ یوسف میں مسئلہ توحید پر پہلو سے واضح ہو گیا اور سورہ یوسف میں دلیل نقلی تفصیلی سے ثابت کر دیا گیا کہ کار ساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مسئلہ اب بالکل بدیہی ہو چکا ہے۔ اب مسئلہ کو اور زیادہ کھولنے کے لئے سورہ رعد میں مزید گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ آٹھ عقلی، دو وحی اور ایک نقلی۔ یہی عقلی دلیل ہے۔ خبر کی تعریف مفید حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات دو حصوں میں منقسم ہے علویات اور سفلیات علویات سے وہ عالم مراد ہے جو کرات عناصر سے ماوراء ہے۔ آسمان، سورج اور چاند وغیرہ اور سفلیات سے کرۂ ارضی کی مخلوق مراد ہے۔ یہاں بِلِقَاء رَبِّکُمْ تُؤَقِّنُونَ تک علویات کا ذکر ہے اور اس کے بعد آیت لِقَوْمٍ یَعْقِلُونَ تک سفلیات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی پر اپنا کامل قبضہ و اقتدار اور مکمل تصرف و اختیار بیان کر کے واضح فرمایا کہ ساری مخلوق کا کار ساز اور ہر ایک کی پناہ گاہ بھی میں ہی ہوں میرے سوا اور کوئی کار ساز نہیں ہو سکتا پس اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر قائم رکھا ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ عَظِیمٍ طوریہ تخت پر بیٹھنا مراد نہیں بلکہ سارے جہاں پر بلا شرکت غیر سے اقتدار و سلطنت مراد ہے استوی یا لا اقتدار و نفوذ الشَّاطِطَانِ مدارک ج ۲ ص ۱۸۷، اس کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ ہو (حاشیہ نمبر ۲۷) وَ سَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ سَورج اور چاند کو اس نے جس کام پر لگا دیا ہے وہ باضابطہ اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں اور قیام قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔

مرتبہ مع ترغیب  
عقلی دلیل

الرعد ۱۳

۵۴۷

دمآب پڑی ۱۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورہ رعد کہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ

رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۱

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُوتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ

مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ

تُوقِنُونَ ۲ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا

رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا

زُجُجًا ثَمِينَ يُغَشِّي اللَّيْلَ الظَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳ وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مِّنْ مَّجْمُورٍ

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۳

منزل ۳

یُدَبِّرُ الْأَمْرَ کائنات کا نظام اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اس میں کوئی اور دخل نہیں۔ ۳ یہ بھی پہلی دلیل کا حصہ ہے اور اس میں عالم سفلی کا ذکر ہے مبتدا کے ساتھ خبر کی تعریف مفید حصہ ہے۔ کلام کے بعض اجزاء میں حصہ ہو تو باقی اجزاء بھی حصہ پر معمول ہوتے ہیں۔ زُجُجًا ثَمِينَ، اثنین، زوجین سے بدل ہے۔ پھلوں میں زوجین سے ذائقہ، رنگ اور حجم کے اعتبار سے اس کی مختلف اقسام و اصناف مراد ہیں مثلاً سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، چھوٹا بڑا اور سرد و گرم وغیرہ۔ ای جعل من کل نوع من الانواع الثمرات الموجودة فی الدنیا ضربین و صنفین اما فی اللون کالابيض و الاسود او فی الطعم کالحلو و الحامض او فی القدر کالصغیر و الموضع قرآن قسم کا بل ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگ جیسوں بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز غاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔



الکبیر اور فی الکہف ص ۱۲۸ وما أشبه ذلک درود ج ۱۲ ص ۱۲۸ ۵ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے کہ زمین کے ساتھ ساتھ واقع ملکوتوں میں اس نے مختلف خاصیتیں ودیعت فرمادی ہیں کوئی زرخیز ہے کوئی بخر کوئی سخت ہے اور کوئی نرم۔ صنوان، صنو کی جمع ہے جس سے مراد وہ درخت ہے جس کی تیر ایک ہو اور اس سے بہت سی شاخیں پھوٹ نکلیں۔ یہ بھی قدرت الہی کا کرشمہ ہے کہ ایک ہی زمین میں پیدا ہونے والے کھجور کے درخت بعض شاخدار ہوتے ہیں اور بعض غیر شاخدار پھر سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کا بھل کم و بیش ہوتا ہے اور بڑا اور ذائقہ وغیرہ

الرعد ۱۳

۵۴۸

دعا ابڑی ۱۳

وَجَنَّتْ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٍ وَنَخِيلٍ صُنُوانٌ وَ

اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی ہے

غَيْرِ صُنُوانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنَفْضٍ

بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے وں اور ہم ہیں کہ برعادتہ ہیں

بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝۴ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ

ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو تعجب بات چاہے تو تعجب ہے ان کا کہنا

إِذَا كُنَّا تُرْبًا ۖ إِنَّا لَنَعْلَمُ خَلْقَ جَدِيدِهِ أُولَٰئِكَ

کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَابْرَأَهُمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَعْلَىٰ فِي أَعْنَاقِهِمْ

جو مسکرو ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں

وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۵

اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے برابر اور

لَيَسْتَخْلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

بلکہ مانگتے ہیں تجھ سے بُرائی کو پہلے بھلائی سے اور

خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُتُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

گذر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب وہ معاف بھی کرتا ہے

لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ

لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے وں

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْوَلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

منزل ۳

المسنہ ہنٹین درود ج ۱۲ ص ۱۲۸ ۵ باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تاہین سے درگزر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تحویف اخروی ہے۔ ۵۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ہندی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ لِّقَوْمٍ جَوَابِ شکوی ہے۔ معجزہ لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔

موضع قرآن وں دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں محکومے ہیں ملے ہوئے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینے جاتے ہیں۔ وں بڑا ہی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پادیں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب دیسے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلاً واحد سزا عذاب۔

میں بھی مختلف ہوتا ہے پہلی عقلی دلیل ختم ہوئی۔ دلیل کے تمام اجزاء میں حصر ہے یعنی یہ تمام امور صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ ۶۰ یہ شکوی ہے۔ عجب ای محجب یعنی اسے پیغمبر اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاسرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کار ساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذ المشركين ما لا يضرهم ولا ينفعهم الهة يعبدونها مع اقرارهم بان الله تعالى خالق السموات والارض وهو يضر وينفع وقد راوا من قدرة الله وما ضرب لهم به الامثال ما راوا فاعجب قولهم اخازن ج ۲ ص ۲۷، اولئك الاغلل انهم تخويف اخروي برائے منكرين توحيد وبعث۔ ۶۱ مع شکوی۔ سنیہ سے عذاب اور سنہ سے عافیت مراد ہے اور قبل الحسنة حال ہے ای حال کو نہم جا علیہا قبل الحسنة یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزائی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈرو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی کذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں کو ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرکوں کی مکہ کا خوائے طلیون العقوبة بدلہ من العاقبة استہزاء منہم الخ و مظہری ج ۵ ص ۱۲، وَقَدْ خَلَّتْ الْخُجُلُ حالہ ہے والحال انہ مصنت العقوبات الفاضحة الناذلة علی امثالہم من الممكن بین

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی

مشتکوی



وما أبرئى ۱۳

৫৮৭

الرَّعْدُ ۱۳

— ۱۸۷ —

رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝٤٤ اللَّهُ

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا اللہ

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَ

مانتا ہے نہ جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سبکڑتے ہیں پیٹ اور

مَا تَزِدُادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۝ عَلِيمُ الْغُيُوبِ

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

وَالشَّهَادَةُ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَاءٌ مِّنْكُمْ

اور ظاہر کا اللہ سب سے بڑا بہتر ہوا ہے تم میں

مَنْ أَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ

جو آہستہ بات کہے اور جو بے پکار کبر اور جو پھلچھپ رہا ہے

بِالْيَلِ وَسَارِبٍ بِالنَّهَارِ ۚ لَهُ مَعْقِبَتٌ مِّنْ بَيْنِ

رات میں اور جو کلیوں میں پھرا ہے دن کو اس کے پہرے والے نہیں بندہ کے

يَدِيهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يُحْضِرُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

لا یغیر ما بقو ورحی یغیر واما بالفسیم ورا دا  
 نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے خیوں میں ہے اور جب

١٠٠٠

چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت بھروسہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اسکے سوا

② ۱۱

مردگار ہے وہی کہ تم کو دھلاتا ہے جسکی ڈر کو اور امید کو

وَنُشِئُ السَّرَابَ الثَّقَالَ ۝ كَسِرَ السَّعْدُ الْكَحْمَلُ ۝

اور اٹھاتا ہے! دل بھاری اور پڑھتا ہے گرجے والا خوبیاں اس کی

منزل ۳

انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسبب ای يحفظونه من المصنار بسبب امر الله تعالى لهم بذلك (دوج ج ۱ ص ۱۳۱) يحفظونه من اجل امر الله تعالى من اجل ان الله امرهم بحفظه مدارك ج ۲ ص ۱۸۳، پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ فرمائی اور معصیت کے وبال سے آگاہ فرمایا (روح ص ۱۸۳) مَا يَقْوَمُ بِهِ مَا مَوْصُوفٌ بِهِ اور مراد نعمت و عافیت ہے۔ مَا يَأْتِي نَفْسَهُ هُوَ مَعْنَى مَا مَوْصُوفٌ بِهِ اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی موضع قرآن یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا دے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ یعنی اللہ اپنی تمییزی اور مہربانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اس کی طرف سے لٹی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔



نعمت و برکت سے نوازا ہوا اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بد اعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا تحقیق ضائع نہ کر دیں۔ اور جب کسی قوم کی بد اعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے نباہ و بر باد کرنے کا ارادہ فرمائے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔  
 ۱۴۔ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان جود فضل، پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برسانا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے **خَوْفًا وَطَمَعًا** جب بھی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے لیے جلتے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا

الرعد ۱۳

۵۵۰

وما ابتری

**وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقُ**

اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے لوگ بجلیاں

**فَيَصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اللّٰهِ**

پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں

**وَهُوَ شَدِيْدُ الْحٰلِ ۝۱۴** **لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ**

اور اس کی آن سخت ہے اسی کا پکارنا سچ ہے کھلے دلوں لوگوں کو

**يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ لٰٓئِيْ**

کہ پکارتے ہیں اس کے سوا کہ وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی

**اِلَّا كِبٰٓسٌۢ يَّكْفِيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ**

مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ بھی

**بِاِلٰغِهٖ وَمَا دُعَاۤءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝۱۵** **وَلِلّٰهِ**

پہنچنے کا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے اور اللہ کو

**يُسَبِّحُوْنَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ**

سجدہ کرتا ہے طے جو کوئی ہے آسمان میں خوشی سے اور زور سے اور

**ظُلُمًاۭ يَّالْغَدُوِّ وَالْاَصْدٰٓءُ ۝۱۶** **قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ**

ان کی بر جھانیاں صبح اور شام و پلوچھ گھون ہے رب آسمان

**وَالْاَرْضِ قُلْ لِلّٰهِ قُلْ اَفَاَتَتَّخِذُكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ**

اور زمین کا فلاح کہہ دے اللہ ہے کہہ فلاح کیا پھر تم نے پلڑے ہیں اس کے سوا

**اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ اَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ**

ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے کہہ

**هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ ۚ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي**

کہا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے

مذکر

ہے کہ کہیں بجلی گر کر تباہی نہ مچا دے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ **وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ** رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادل میں بولتا ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کر دیتا ہے۔ **وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ** زجر برائے مشرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال و جبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا و یگانہ نہیں مانتے۔ ۱۵۔ یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے طرف کی تقدیم مفید تھوے۔ دعوت الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ **دَعْوَةُ الْحَقِّ الْتَوَّابُ** قال ابن عباس شہادۃ ان لا اله الا الله اخازن و معالیم ج ۴ ص ۱۷، یعنی دلائل بالاسے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف و رجاء میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل **دَعْوَةُ الْحَقِّ دَعَاؤُهُ عِنْدَ الْخَوْفِ** فانہ لا یدعی فیہ الا رایا کہما قال **فَلَمَّا قُلْنَا مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا رَاۤیَا** قال ما وردی و هو اشہد بسبق الایۃ (قرطبی ج ۲ ص ۱۶) یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو صلوات و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت و حاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔

۱۴۔ دلائل مذکورہ

۱۵۔ مثال معبودان باطلہ

۱۶۔ جسے عقلی دلیل سے چھوٹی بات متعلق

۱۷۔ جو پچھلے عقلمندان نے

۱۸۔ جسے عقلی دلیل سے چھوٹی بات متعلق

۱۹۔ جو پچھلے عقلمندان نے

۲۰۔ جسے عقلی دلیل سے چھوٹی بات متعلق

موضع قرآن ۱۶۔ کافر جن کو پکارتے ہیں بعض خیال ہیں بعض جن ہیں اور بعض چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کا پکارنا اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پر جھانپاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمن ۱۷۔ یعنی اور اس زور کہ بجناب او میا ز کنند و مدعا طلبند و اداجات فرماید ۱۸۔ کافران و منافقان ناخوانان سجدہ می کنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر و مشتگان و مسلمانان خوانان ۱۹۔







ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل کچیل اوپر آ جاتی جو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کارآمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین ضربہما اللہ للحق فی ثباتہ والباطل فی اضلالہ (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳)

۵۲۳ وَهَآؤُا يُوْحَدُوْنَ خَيْرٌ مِّمَّنْ ذَبَدُوْا مَثَلَهُ

مبتدا مؤخر۔ مجازاً بیکار۔ ۵۲۳ بشارت

آخری ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔

اجابالی ماد عام اللہ من التوحید النبوا (قرطبی) والذین کم یستحبون الخ نہ ماننے والوں کے لئے تحویف آخری۔

۵۲۴ یہ بشارت اور تحویف مذکور پر بطور

لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص

یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل

ہوا ہے وہ سب احق ہے۔ یہ بشارت و متفرع

ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو

دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تحویف پر متفرع

ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں

شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور

بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ

برابر نہیں ہو سکتے۔ ۵۲۵ یہ اولوالالباب

کی صفت ہے اور اس میں جماعت بشر کے

اوصاف مذکور ہیں عہد اللہ سے اللہ تعالیٰ

کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای

جمیع عہود اللہ وہی اواخرہ و نواہیہ

التي وصی بہا عبیدہ۔۔۔

قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳، یا اس سے توحید اور دین

حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرت

سليمہ میں ودیعت ہیں۔ وعن القفال

حلہ علی ما فی جبلتہم وعقولہم من

دلائل التوحید والنسبوات

الی غیر ذلک (روح ج ۳ صفحہ ۱۳۰)۔

ابتغاء معقول لہ ہے وہ مہائب و ہلیات

میں جزع نزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ

تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار

بناتے ہیں۔ وَیَذَرُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے اتمام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ ۵۲۶ یہ بشارت آخری کا اعادہ ہے

وَمَنْ صَلَّاهُ الخ مذکورہ بالا اقیام کے جو رشتہ دار بحالت ایمان دنیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات

عطا فرمائے گا۔ صرح سے ایمان و تصدیق مراد ہے قال ابن عباس هذا الصلاح الايمان بالله والرسول (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۳۰) معنی صلہ صدق و امن و وحد

(خازن ج ۳ صفحہ ۱۳۰) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے یَقُولُوْنَ مقدم ہے۔

فتح الرحمن ص یعنی بطلب رضائی ۱۲۱۔

الرعدا

۵۵۲

وفا ابی ۳

سُوْءُ الْحِسَابِ ۵ وَمَا أَوْهَمُ جَهَنَّمَ ۶ وَبِئْسَ

بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری

الْیَمَادُ ۱۸ اَقْسَنُ يَعْلَمُ اَنْشَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ

آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے

رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْلٰی اَنْتَا يَتَذَكَّرُ

رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اس کے جواز ہے سمجھتے وہی ہیں

اُولٰٓءِیْ الْاَلْبَابِ ۱۹ الَّذِیْنَ یُوفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ

جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں عہد اللہ کے عہد کو اور

لَا یَنْقُضُوْنَ الْیَمِیْنَ ۲۰ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ

نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا

بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْءَ

لانا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے

الْحِسَابِ ۲۱ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا وَابْتَغَاءُ وَجْهَ رَبِّهِمْ

حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی مدد

وَآقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآَنَفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَ

اور قائم رکھی نماز اور خفیہ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور

عَلٰنِیَةً وَیَذَرُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ اُولٰٓئِكَ

ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے بدلے میں بھلائی ان لوگوں

لَهُمْ عَقِبَةُ الدَّارِ ۲۲ جَنَّتٍ عَدْنٍ یَدْخُلُونَهَا وَ

کے لئے ہے آخرت کا گھر عدا باغ میں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور

مَنْ صَلَّاهُ مِنْ اَبْدَانِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیَّتِهِمْ

جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جوڑوں میں اور اولاد میں

منزل ۲

سب سے زیادہ مذکورہ بشارت اور تحویف پر غور کریں

یہ بشارت و متفرع ہے۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ سب احق ہے۔ یہ بشارت و متفرع ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تحویف پر متفرع ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ ۵۲۵ یہ اولوالالباب کی صفت ہے اور اس میں جماعت بشر کے اوصاف مذکور ہیں عہد اللہ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای جمیع عہود اللہ وہی اواخرہ و نواہیہ التي وصی بہا عبیدہ۔۔۔

یہ بشارت کا اعادہ ہے



وَاللّٰیكَةِ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلَامٌ

اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں سے سلامتی

عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۚ وَالَّذِیْنَ

تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب لا عاقبت کا گھر اور جو لوگ

یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیثَاقِهِۦ وَیَقْطَعُوْنَ

توڑتے ہیں اللہ کے عہد کا مضمبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں

مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ

اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں

اُولٰٓئِكَ لَہُمْ اللّعْنَةُ وَلَہُمْ سُوۤءُ الدَّارِ ۚ اللّٰهُ یَبْسُطُ

ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۚ وَفِرْحُوۡا بِالْحَیٰوَةِ الدُّنْیَا

روزی ملے جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر

وَمَا الْحَیٰوَةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۚ ۝۱۶ وَّیَقُوْلُ

اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَلَوْ لَا اَنْزَلَ عَلَیْہِۤ اٰیۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖۤ اَقُلُّ

کافر مشہد کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے سب سے کم ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیۡ اِلَیْہِۤ مَنْ اَنْۢ اَبَیۡ

اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف سے جو چاہے اور

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمِیْنُ قُلُوْبُہُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ۚ اَلَمْ یَذِکِّرِ اللّٰہُ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے سننے سنتا ہے اللہ کی یاد

تَطْمِیْنُ الْقُلُوْبُ ۚ ۝۱۸ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی جماعت کی ضد ہے۔ اولئک لہم اللعنة الخ

یہ ساری کائنات کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے اس پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وفیرحووا الخ

یہ ساری عینیں ہیں جو پہلی جماعت کی ضد ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکارہ کی وجہ سے کرتے تھے۔ قل ان اللہ لہ جواب شکوی ہے یعنی ہمیں مزید معجزہ دکھانے کی کوئی فائدہ نہیں تم ضدی اور معاند ہو تم پھر بھی نہیں مانو گے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔ ۱۷ یہ من اناب کی صفت ہے۔ امکا

بذکر اللہ اور اعمال الہی ہے۔ آ لکذین آمنوا الخ بشارت اخروی ہے۔

### موضع قرآن

ول یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لائے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بچے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔



الرعد ١٣

১১৭

وما ابرئى ۱۳

طریقہ کی دیسی دوا

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے  
مشرکین سے فرمایا الرحمن کو سجدہ کرو وہ بولے الرحمن  
کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لمہما النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم اسجد والرحمن قالوا  
ما الرحمن فنزلت قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
(قرطبی ج ۱ ص ۱۷۱) ۵۳۲ یہ ترجمہ اور شکوی مذکورہ  
سے متعلق ہے لو کا جواب کَلَّمَ بِهِ الْمَوْتِی کے بعد  
لَا یُؤْمِنُونَ مخدوف ہے یہ کفار ضد عناد اور عناد کا  
کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو  
سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سمجھا چل پڑے یا  
زمین میں شکاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے  
لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد و عناد کی وجہ  
سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے  
توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ ہذا متصل  
بقولہ کَوْلَا أَنْزَلَ عَلَیْهِ آیَۃً مِّنْ رَبِّہٖ (قرطبی، ۵۳۳)  
یَنْسُرُہُ بمعنی یَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن  
عباس سے، فرما نے کبھی سے اور جوہری نے صحاح میں  
نقل کیا ہے اِیْ اَفْلَحَ یَعْلَمُوا دَقَازِنَ وقرطبی وغیرہما  
یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے  
لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب منیب کو ہدایت کی توفیق  
دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ  
چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا  
مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان  
و ابتلا کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَمَهْدَى النَّاسَ جَمِیْعًا  
کے بعد وَلَٰکِنْ لِّیَبْلُوْکُمْ مِّمَّا اَنْتُمْ بِہِ بِغُیْرٍ وَّلَٰکِنْ  
یَبْلُوْکُمْ فِیْمَا اَنْتُمْ مِّنْہٗ عَمَّا ۵۳۴ یہ توفیق دینوی  
ہے۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَسَے کفار کہ مراد ہیں بِمَا صَنَعُوْا  
ضد و عناد اور انکار و طغیان کی وجہ سے قَارِعًا و  
لا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اہل مکہ علی

بسم الله الرحمن الرحيم

خوف و غری ۱۲

مکتبہ اسلامیہ

عليه وسلم

طُوبَى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿١٩﴾ كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي

خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا۔ اسی طرح سبھ بھوکو بھیجا، ہم نے ایک

أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لَتَلَوْا عَلَيْهِنَّ

اُمت میں کہ غمزدہ چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سُنادے تو ان کو

الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ

جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوئے ہیں۔

قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

تو کہہ دے کہ میں نے اس کی پستی سے بڑھ کر کچھ اور بھی جانتا ہے اور ان کی

متاب (۳۰) وَلَوْ أَنَّ فِرْعَانَ سِئِرَ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ

مس - و و ج د ف ح ط ز

نکڑے ہوئے اس سے زمین یا بولیں اس سے مُردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ

اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا غلط جمع نہیں ہے ایمان والوں کو اس پر کہ اگر

يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسِ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ

چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا سب

لَقُرْ وَالصَّيْبُ لَهُمْ رِزْقًا وَإِن كُنْتُمْ لَفَرِحِينَ

منکروں کو ان کی کمرہات پر ہدمہ یا اترے گا ان کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِينٌ قَبْلَ الْإِسْلَامِ وَكُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهُ لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَفُتِنْتُمْ بِهِ مُبِذِينَ

ان کا دعا و دعا کی

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100

مَنْزِلُ ۳

ما روى عن مقاتل نصيبه لم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الكفر والتمادى فيه... قارعة الوزية التي تقزع قلب صاحبها (روح ج ٣ ص ١٨٥)

**ۛۛۛ** یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود چھوڑ کر

موجودہ قرآن دوسرا کھڑا فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں۔ وہ مسلمان جانتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی اُسے تو کافر مسلمان ہو جاوے سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن

سے یہ کام ہوئے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختصار اللہ کا ہے اور غلطہ جمع اسی پر جائے کہ اللہ نے لوں نہیں، ہاں اگر حاستا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان لوں میں گئے کہ

ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر ٹرے یا مسمارہ بوجھ تک سارے عرب ایمان میں آجاء و آفت کی فتح جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔

فتحة الرحمن. وما منة حمير كبد وآن كنات است از شدت زکری از وی خوف ملاک به ایشان مستولی شود و آنوقت نجات یابند و الله اعلم بالصواب.

١٠٠٠



مشرکین کو پرموت سے پہلے ان کے ضد و عناد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہے گی یا ان کے سروں پر منڈ لائی رہے گی جس سے وہ ہر وقت خوف زدہ اور ہراساں رہیں گے۔ مثلاً مسلمانوں کے خوف سے یا کسی دوسرے دشمن کے ڈر سے مرعوب رہیں گے۔ اوٹھال لقارۃ قریباً منہم فیفزعون ویطأ یس علیہم شمس ہا۔ یعادی الیہم شمس و رہا امدارک ج ۲ ص ۱۹۳، ۱۹۴ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ یعنی آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی استہزاء و تمسخر کیا گیا ہے میں اپنی حکمت بالغہ کے تحت کافروں کو مہلت دیتا ہوں اور پھر اچانک ان کو پکڑ لیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کے دشمنوں کا انجام نہایت دردناک ہوگا۔ ۳۶ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ آخر میں

۲۱۲

۵۵۵

وما ابرئ ۱۳

فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ

سو دھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا

كَانَ عِقَابُ ۳۱ أَقْسَنُ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ

بھیا میرا بدلہ بھلا جسے جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر

بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ

جو کچھ اس نے کیا ہے وہ اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو ۳۲

أَمْ تَتَّبِعُونَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَضَاهِي

یا اللہ کو بتلاتے ہو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو ادھر سے ادھر

مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زَيْنٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَ

ہاتھیں دے یہ نہیں بلکہ بھلے بھلا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور

صُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ

روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بھلا دے اللہ سو کوئی نہیں اس کو

هَادٍ ۳۳ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْآخِرَةِ

بتلنے والا ان کو مار پڑتی ہے عذاب دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو

أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّاقٍ ۳۴ مَثَلُ الْجَنَّةِ

بہت سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا مال جنت کا

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

أَمْ كَلِمَاتٍ أَعْمَى وَظَلَمَ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا

میسو اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے ہیں

وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۳۵ وَالَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ

اور بدلہ منکروں کا آگ ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب

منزل ۲

کمن لیس کڈ لک خبر مخدوف ہے اور استفہام انکار کیلئے ہے۔ و مدارک یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر ایک کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمْ يَكُنْ بِرَبِّكَ أَتَىٰ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (حم سجدہ ۶) وہ ان معبودان باطلہ کی مانند نہیں ہو سکتا جو نہ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر۔ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ زَجْرٌ ہے مگر اس کے باوجود مشرکین صفات کار سازی سے عاری اور عاجز مخلوق کو خدا کے شریک بناتے ہیں۔ قُلْ سَمُّوهُمْ یعنی ان خود رختہ معبودوں کے وہ کمالات تو بیان کر دین کی وجہ سے تم انہیں الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ قل اذکروا صفاتہم انظروا هل فیہا ما لیستحقون بہ العبادۃ ویستأهلون الشریکۃ روح ۱۳ ص ۱۷۱، ۱۷۲ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا۔ اَمْ یَضَاهِی مِنَ الْقَوْلِ یا ویسے ہی کہو اس کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ٹھاکروں کو معبود کہتے ہیں اگرچہ وہ صفات معبودیت سے عاری ہیں۔ بَلْ زَيْنٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا لَکُمْ بَلَدٌ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان کو اپنی تمام مشرکانہ اور معاندانہ چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اس طرح توفیق ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے راو راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ۳۸ یہ مذکورہ بالا معاندین کے لئے دنیوی اور اخروی تحویف ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الْخَالِیۃِ ملنے والوں کے لئے بشارات اخروی ہے۔ ۳۹ یہ مؤمنین اہل کتاب سے نقلی دلیل ہے۔ اہل کتاب کے علماء جو کتب سابقہ کے عالم ہیں وہ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی یہ بھی اس کی سچائی کی ایک

بہت بڑا

دعا

مذکورہ

دلیل ہے علماء اہل کتاب قرآن کی تصدیق اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے تمام بیانات کتب سابقہ کے عین مطابق ہیں۔ مراد اہل کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں ان میں تو اکثر لوگ نہیں مانتے۔ روح یا آتینہم الکتب سے صحابہ کرام مراد ہیں اور احزاب سے مشرکین کہ اس صوبت میں آتینہم الکتب سے قرآن مراد ہوگا۔ (قرطبی)

موضع قرآن و یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی اوصاف ایشان را ذکر کنی تا باوصاف خدا مقابلہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد و ص ۱۲ یعنی تقلید آباء میکنند در سخن ہے ص ۱۲۔



یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اس لئے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ اللہ کا ہر بیان کمال کے لفظ ہے یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے و لکن اتبعت آھو آھو ہر جہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپ کے پاس عقل و فہم اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم یقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعض فرقے

مَنْ يُشْكِرْ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ

نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں

اللَّهُ وَلَا أَشْرِكُ بِهِ ط إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَابِ

اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف ہر میرا ٹھکانا

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ط وَلَكِنْ أَتَّبَعْتُ

اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں تہ اور اگر تو چلے

أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ط مَا لَكَ

ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا

مِنَ اللَّهِ مِنْ وَرَثَةٍ ط لَا وَاقِ ط وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اللہ سے حمایتی اور نہ بھاننے والا اور بھیج چکے ہیں ہم

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمُ آذُنًا جَاوِ

کتنے رسول تجھ سے پہلے لکھ اور ہم نے دی تھیں ان کو جو روئیں اور

ذُرِّيَّةً ط وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ

اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے

بِأَيَّةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط لِكُلِّ آجَلٍ كِتَابٌ

کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا

يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ط وَعِنْدَكَ

مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے

أَمُّ الْكِتَابِ ط وَأَنْ مَّا تُرِيدُكَ بَعْضُ الَّذِي

اصل کتاب کا د اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

بھروسہ ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر بعض محال آتے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی تو آپ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ ۵۵۳ دلائل و تمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدار اول کا جواب ہے مشرکین کہتے یہ عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی فرمایا آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مَا كَانَ لِرَسُولٍ الْخ یہ سوال مقدار دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لازم نہیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دیتا ہے۔ لِكُلِّ آجَلٍ كِتَابٌ یہ سوال مقدار سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں ملتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پراڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر نہ آئے گا۔ فَكَشَفْنَا مَا يَبْتَغِيكَ یہ سوال مقدار چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لا محالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا عموماً ثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لوگ تو عذاب ٹل جائے گا۔ ۵۵۴ تخیل و تخیل ہے آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور حدود انکار ہر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپ کی زندگی میں خواہ آپ کی وفات کے بعد۔ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ دشمنان اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا و آخرت میں تکذیب و انکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

دعا ۱۳ ص ۵۵۶

مَنْزِل ۳

موضح قرآن و دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعض اسباب ظاہر ہیں بعض چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کبھار سے مرتا ہے اور کوئی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اللہ ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبہم۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی جوں بھڑا الہی بوجہی متحقق شود آندا در عالم ملکوت ثبت میبکشد ۱۲ صورت حادثہ در عالم ملکوت خلق میفرماید بعد از ان اگر خواہد محو کند و اگر خواہد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنین باشد ہر زمانہ را بشری بہت نسخ میکند غلائی تعالیٰ آنچہ میخواند و ثابت میگذارد آنچہ خواہد و نزدیک اوست لوح محفوظ ۱۳۔



الرعد ۱۳

552

وَمَا اَبْرَىٰ ۙۙۙ

دعوت جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو افاضالیوں سے سو تیرا ذمہ تو

بہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کہا وہ نہیں دیکھتے کہ

ہم پہلے آتے ہیں زمین کو سٹکھ گھٹاتے اس کے کناروں سے

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہتی ہے ڈالے اس کا حکم اور وہ

جلد لیتا ہے حساب و قیاس اور فریب کرچکے ہیں انہیں جو

ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب قریب جانتا ہے

جو کچھ کہتا ہے میرا ایک جی اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر

کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور سمیتے میں

کافر سے تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ

کافی ہے گواد میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو

فہر ہے کتاب کی طرف

منزل ۳

مہر شاہ کوئی

فتح الرحمن **ف** یعنی روز بروز شوکت اسلام بر زمین عرب منتشر میشود و دارا الحرب ناقص میگردد و اطراف آن عامه مفسرین این آیت را مدنیّه دانند و نزدیک مترجم لازم نیست که مدنی باشد و مراد از نقصان دارا الحرب اسلام است و غفار و حمید و قباکلمین است پیش از هجرت ۱۲ و ۱۳ یعنی احباب یهود می دانند که رسالت آنحضرت صلی الله علیه وسلم معصوم است ۱۲ -



## سُورَةُ الرَّعْدِ آيَاتُ تَوْحِيدٍ رَّاسِخَةٍ خُصُوصِيًّا

- ۱۔ اَللّٰهُ يَعْزِمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثَىٰ — تَا — سَا رَبِّ الْاَنْهَارِ نَفِي عِلْمِ غَيْبٍ اَزْ غَيْرِ اللّٰهِ۔
- ۲۔ وَكَيْسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ — تَا — وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۳۔ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ — تَا — وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِي هِوَالٍ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ اِعْتِقَادِي دِشُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ دِشُرْكَ فِي الدَّعَاۃ۔
- ۴۔ وَلِلّٰهِ كَيْسَبُ الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ — تَا — بِالْعُدُوِّ وَالْاَصْقَالِ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۵۔ كُلُّ مَنْ رَزَقَ السَّمَوَاتِ — تَا — وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۶۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّسْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ (ع ۳) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۷۔ كُلُّ اَنْثَىٰ اُمِرْتُ — تَا — وَاِلَيْهِ مَوَابِ (ع ۵) نَفِي شُرْكَ اِعْتِقَادِي دِشُرْكَ فِي الدَّعَاۃ۔
- ۸۔ وَمَا كَانَ لِرَّسُوْلٍ — تَا — بِحُكْلٍ اَجَلٌ كِتَابٌ (ع ۶) نَفِي تَصَرُّفِ دَاخْتِيَارِ اَزْ رَسْلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامِ۔
- ۹۔ اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔
- ۱۰۔ اللہ کے سوا جن کو مشرکین کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارتا ہے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔
- ۱۱۔ مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہر گز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ اٹھنے عناد کی وجہ سے بے تکیے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔
- ۱۲۔ مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

د آج بتاریخ ۴ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے  
صبح سورۃ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاد و آخراد الصلوٰۃ والسلام علی  
رسولہ دائماً ابداً



رابطہ معنوی - گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔ اس کے بعد سورہ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین بھر بھی نہیں مانتے اب سورہ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی و اخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈر سن گمراہ راست پر آجاتی ہیں۔ وقائع سے تحویفات دنیوی و اخروی اور انعامات مراد ہیں۔

**خلاصہ** اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں دو مختصر اور ایک مفصل، ایک نقلی دلیل اجماعی از تمام انبیاء علیہم السلام و مؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ و اخرویہ کا بیان ہے۔ مکتبہ اشرفیہ نے تمہید مع ترجمہ قرآن جو دلائل و وقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل و وقائع بیان کر کے لوگوں کو کفر و شرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں۔

[illegible]

دوسری عقلی دلیل - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَیَّ حِجَّتٍ (ع۳) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذریعے ذریعے کو توحید پر دلیل و شاہد بنایا ہے۔

تیسری عقلی دلیل مفصل۔ اللہ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (۴۵) زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع و اقسام کے پھل وہی پیدا کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تنہا منے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد و حساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود ہم شرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکرا ادا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و جملہ مومنین۔ اَلْحُرَّ كَيْفَ فَهَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا وَكَلِمَةً طَيِّبَةً۔ تا۔ يَتَذَكَّرُونَ (ع ۴) کلمہ طیبہ سے کلمہ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ۔ تا۔ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيعٌ الدُّعٰوٰءِ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کار ساز نہیں۔



## وقائع دنیویہ و اخرویہ

اس سورت کا مقصد وقائع دنیویہ و اخرویہ بیان کر کے لوگوں کو راہ راست پر لانا ہے اس لئے اس میں سات وقائع دنیویہ و اخرویہ مذکور ہیں۔  
دو دنیویہ اور پانچ اخرویہ۔ وقائع سے تخویفات اور انعامات مراد ہیں۔

اول۔ اَلْكَوْبَاۤیَا۟ تَكْفُرُ الْاٰیٰتِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ تا۔ مَحَلَّۃً جَبَّارٍ عَنِیۡنٍ (ع ۳) یہ تخویف دنیوی اور خطاب اہل مکہ سے ہے فرمایا گیا تمہیں قوم نوح قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم کہ کس طرح ہمارے پیغمبر دلائل و معجزات لے کر ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ توحید ان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قویں کٹ جتی اور مجادلہ پر تڑپیں اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گونا گون مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر و استقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ و برباد کر دیا۔ اقوام گذشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد و عناد سے باز آ جاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

دوم۔ مِنْ دَرَآئِہِ جَهَنَّمَ۔ تا۔ عَذَابٌ عَلَیْہِمْ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیوی عذاب کے بعد آخرت میں انہیں دردناک سزا دی جائیگی جس کی ہولناکی اور درد انگیزی کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مشرکین کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوْا اَلْحِمْ کُفَّارٍ وَّ مُشْرِکِیۡنَ اَعْمَالُ اِیۡسَے میں جیسا کہ راہ پڑی ہو اور تند و تیز ہوا کا طوفان اسے اڑا لے جائے اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اسی طرح مشرکین اپنے زعم میں یا فی الواقع جو نیک کام کرتے ہیں وہ بوجہ شرک سب باطل ہیں اور ان کا کچھ ان کو ہاتھ نہ آئے گا۔

سوم۔ سَرَّانٌ یَّشَآءُ یَذۡہِبُ کُلُّہٗ اَلْحِمْ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

چہارم۔ وَ بَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا (ع ۳)۔ تا۔ اِنَّ الظَّالِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (ع ۴) یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تابعین اور منبوعین و مشرک لوگ اور ان کے راہنما، اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وَ اَدْخَلَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا اِلَیۡہِ بَشَارَتِ اَخْرٰوۡی ہے۔

پنجم۔ اَلْكَوْبَاۤیَا۟ اَلَّذِیۡنَ۔ تا۔ بَشَرٌ اَلْقَدَرُ (ع ۵) یہ تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کر کے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰہِ اَشْدَادًا ۱ یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی امر مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلْ لِّعِبَادِیۡ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا یُفۡضِلُوْا اَلۡصَّلٰوۃَ اَلْحِمْ۔

ششم۔ قُلْ اَتَحْسِبَنَّ اللّٰہَ عَآفِیًا۔ تا۔ وَ اَفۡئِدَتُہُمۡ هُوَ اَعۡ (ع ۶) یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمال مشرکانہ و افعال مسرفانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

قُلْ اَتَحْسِبَنَّ اللّٰہَ مُخَلِّفٌ وَّ عٰدِیۡہِ رُسُلُہٗ اَلْحِمْ یہ تخویف اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ اٰخِرِیۡنَ ہٰذَا اَبَلُکُمۡ لِّلۡنَّآسِۡ سَے تمام مذکورہ بالا دلائل و وقائع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض و غایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

## مختصر خلاصہ

سورۃ ابراہیم کا مقصد وقائع اہم سابقہ اور ایام اللہ تعالیٰ کی تذکرے لوگوں کو راہ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اس سورت میں سات وقائع مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

## عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اللہ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) جب ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے تو کار ساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ اَلْكَوْبَاۤیَا۟ اَلَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرْضِ بِالۡحَقِّ (ع ۲) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔



تیسری عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِٖ لَكٰفٍ اُكْرًا (۴۵) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا نظام عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کار ساز ہے۔

### نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام۔ فَخَرَّبَ اللّٰهُ كَلِمَةً طَيِّبَةً (۴۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصد زندگی تھا۔  
دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ۔ تا۔ اِنَّكَ رَءِیُّ لَسَمِیْعٍ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (۵۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

### وقائع اہم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تجویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تجویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔  
اول دنیوی۔ اَلَمْ یَا تَكْمُلْکُمْ فِی الدُّنْیَا (۲۴) معاندین اہم سابقہ کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔  
دوم اخروی۔ مِنْ وَاٰیٰتِہٖ جَعَلْنَا لَکُمُ الدُّنْیَا زُحْرًا (۳۴) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔  
سوم دنیوی۔ اِنَّ یَسْأَلُکُمْ فِیْہِکُمْ اَلْحَمْدُ (۳۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔  
چہارم اخروی۔ وَ یَرْزُوا اللّٰہَ جَمِیْعًا اَلْحَمْدُ (۳۴) آخرت میں تمام مشرکین (اتباع و تبعوعین) کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔  
پنجم اخروی۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ یَبْکُوْنَ اَلْحَمْدُ (۵۴) مشرکین کی سزا جہنم ہے۔  
ششم اخروی۔ وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا اَلْحَمْدُ (۷۷) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔  
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخَلِّفًا وَّعْدَہٗ مُسْلٰکًا (۷۷) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو رسوا کن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ اَلْحَمْدُ یہ دلائل و قائع اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آجائے۔



وَمَا اَبْرَىٰٓۙ

١٠٠

پہلے بن گئے دونوں میں انا بتا ہوا صدقہ الی الوہ المعتمد دونوں  
فتح الرحمن والے یعنی شبہات ثابت می کنند کہ گج اس

مستحق کتاب

منزل ۳

فتح الرحمن و یعنی بشبهات ثابت میکنند که حج است ۱۲۔



۱۷۔ یہ تخصیص بعد تمہیم ہے اور یہ بھی ابتداء سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع اہم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے اور کہا اگر تم شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع اہم

ماضیہ یاد دلا کر ڈرائیں۔ ۱۷

یہ اصل میں تھا واذکر بیان موسیٰ

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ الْيَوْمَ لَكُمْ مَوْسَىٰ

علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے

وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ

تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے آپ

بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ بِهِنَّ نِجْمَةُ اللَّهِ

پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا مقولہ ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَهْجُرُونِي أَنِّي

ہوں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی

قوم کو یاد دلانے۔ ۱۸ یہ واقعہ

اوی ہے جو تحریف دنیوی پر مشتمل

ہے۔ یہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود

اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات

ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر نوید

کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں

نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکرایا

پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے

اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں

سے مطعون کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ

تعالیٰ کے عذاب سے تباہ ویرباد

کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے

واقعات بیان کرنے سے مقصد

موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے

تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام

سے عبرت حاصل کر کے راہ راست

پر آجائیں۔ والمقصود منه انه

علیہ الصلوٰۃ والسلام یدکرکم

بأمر القرآن الماضیہ والامم

الخالیہ والمقصود منه حصول

تخصیص بعد تمہیم

ابراہیم ۱۲

۵۶۳

وما ابری ۱۳

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۷ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ

ہے زبردست حکمت والا اور بھیجا تھا ہم نے ۱۷ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ

رکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اچالے کی طرف اور یاد دلا ان کو کہ

بِأَسْمَاءِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۱۸

دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرے و اللہ شکر گزار

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر

إِذْ أَنجَلَكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ كَيْسَ مَوْسُكُمْ سُوءَ

جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ وَيَذُبُّونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۱۹ وَإِذْ تَأَذَّنَ

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنا دیا

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تمہارے رب نے اگر ا حسن مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کرو گے

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۲۰ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا

تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کرو گے

أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے

حَسِيدٌ ۲۱ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

سب غویوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے ۲۱

مذہل ۳

ساقان اہم واقعہ میں پہلا واقعہ تحریف دنیوی

العبادة بأحوال من تقدمه وهلاكهم (خازن ج ۴ ص ۳۷)

موضع قرآن کا فرماتے تھے کہ اور بولی میں قرآن آتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لاتا ہو اُس کا یہ جواہر و یاد دلاؤن اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمن و قائلہ کہ از جانب او بودند ۱۲۔



۹ سرادوا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسل علیہم السلام نے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدت غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ فی قوله تعالیٰ قَدْ دُؤِاْ اَیْدِیْہُمْ فِیْ اَفْوَاهِہُمْ قَالِ عَضُوْا عَلَیْہَا غِیْظًا رَّطْبٰی ج ۹ ص ۳۵۵) یا ساد واکافل کفار ہیں اور اَیْدِیْہُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِہُمْ کی ضمیر مجرور رسل کے لئے ہے

وما ابتری ۱۳ ۵۶ م ابراہیم

قَوْمٌ نُّوحٍ وَعَادٍ وَشُودَہُ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِہُمْ ۚ

قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے

لَا یَعْلَمُہُمْ اِلَّا اللّٰہُ جَاۤءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو ہوا ان کے پاس ان کے رسول لٹائیاں لے کر

قَدْ دُؤِاْ اَیْدِیْہُمْ فِیْ اَفْوَاهِہُمْ وَقَالُوْا اِنَّا

پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں قلم اور بولے ہم

کَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا

نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا گیا اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جس

تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٌ ۙ ۱۰ قَالَتْ رُسُلُہُمْ اِنَّا لِلّٰہِ

کی طرف ہم کو بلاتے ہو مصلحان میں ڈلنے والا بولے ان کے رسول اللہ کیا اللہ میں

شَکٌّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْکُمْ

شہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ تم کو بلاتا ہے

لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُخْرِکُمْ اِلَیْ اَجَلٍ

تا کہ بخشے تم کو سب کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ

مُسَمًّی قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَرِّدْنَ

تک جو پھر چکا ہے کہنے لگے تم تو سبھی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو

اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّاۤ اَنَّ یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاتُّوْنَا

کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سوا اور

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۙ ۱۰ قَالَتْ لَہُمْ رُسُلُہُمْ اِنْ تَحْنُ

کوئی سند کھلی ہوئی ان کو کہا اللہ ان کے رسولوں نے ہم تو

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ

یہی آدمی ہیں جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

منزل ۳

روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا ہے تو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں ہمیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دے ہیں مگر مشرکین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناد مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلب کان بعد ان نیا نھ علیہم السلام لہم من الایات الظاہرۃ والبیئات الباہرۃ ما تحزله الجبال الصمۃ اقد مہم علیہ العناد والمکابیرۃ درجہ ۱۳ ص ۱۵۱) عَمَّا ہیں ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراویں۔ ۱۱ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں فتح الرحمن فل یعنی عدد و صفات ایشان را ۱۲ فل یعنی از نہایت تعجب و انکار انگشت ہمدان گزیدند ۱۲۔

مع

سما سے مسئلہ توحید مراد ہے

الاشکاء

تکذیب



وَمَا اَبْرَىٰ ۙ۝۱۳

پیپ کا گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گھر سے نہیں اتار سکتا اور چلی آتی ہر اس پر

گاہوں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ ۱۷۸ توالہ تعالیٰ نے رسول علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو ضرور ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذائیں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بنائیں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور یہ ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اڑ جائیں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَنْبَغِيَ رَسُولًا مِّنْ دُونِ اسرئیل ۲۷۔ ۱۷۹ ظالموں کو ہلاک کر کے ان کی جگہوں میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ۱۸۰ اس کا فاعل رسول علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری موضح قرآن و یعنی سند دیکھو سے ایمان ہمیں آتا اللہ کے دینے سے آتا ہے۔



فیصلہ فرمادے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ يَا اسَ کافا بل مشرکین ہیں۔ مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہو جائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کر دے قال الرسول انہم کذبونی فافتح بینی و بینہم فتحا و قالت الامم ان کان ہوا لاء صادقین فعد بنا وعن ابن عباس ایضا نظیرہ اسْتِئْذِنَا بَعْدَ اَبِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنِ تقریبی ج ۳ ص ۲۴۹ اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

ابراہیم

۵۶۶

وما ابرئ ۳

۲۔ یہ واقعہ آخر وہیں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت

اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارتا بھی مشکل ہوگا۔ وَیَا نَبِیُّہِ الْمَوْتُ مَوْتُ سَبَابِ مَوْتُ یعنی گونا گوں عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے عذاب ہی عذاب ہوگا اور ہر عذاب ایسا شدید اور المناک ہوگا کہ انسان کی موت واقع ہو جائے مگر کفار جہنم میں اس عذاب سے مرعوب گئے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ اسی اسباب الموت من کل جہۃ و هذا انقطاع لہا یصیبہ من الارامی لو کان شمة الموت لکان کل واحد منہا مہلکا مدارک ج ۲ ص ۱۹۰ ۲۔ یہ مشرکین نیک اعمال کی مثال ہے ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ شرک تمام اعمال کو باطل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اوپر سے ہوا کا تیز و تند طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑا لے جائیگا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے مشرکین کے اعمال صالحہ کا بھی حال ہے۔ اسرا ۷۰ بِالْاَعْمَالِ الَّتِیْ عَمِلُوْہَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اِنَّہَا فِیْہَا غِیْرُ اللّٰہِ فَانْہَا لَا تَنْفَعُہُمْ لَٰنْہَا صَادِرٌ کَالْمَادِ الَّذِیْ ذَرَبَہُ الرِّیْحُ وَ صَارَ هَبًا ۚ لَا یَنْفَعُہُ الْخِزَّیْنُ دُخَانُ ج ۴ ص ۲۳۰ ۳۔ دوسری عقلی دلیل برائے توحید۔ بِالْحَقِّ میں بار بمعنی لام ہے اور مجرور مضاف محذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ احمی لا ظہار الحق یا بار اپنے اصل پر ہے اور ملا بہت کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔ ۲۳۔ تیسری بار واقعہ کا ذکر۔ یہ تحریف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الامشیاء قسمہ فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شیء وان جل وعظم و معالم ج ۴ ص ۲۸۰ ۴۔ ۲۴۔ واقعہ کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آ رہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو فتح الرحمن ملے یعنی اسباب موت بیاہش ۱۲ ص ۱۲۰ اعمال ایشان ہمہ ضبط شوند و بدن منتفع نہ گردند ۱۲۔

سودہ موت  
دیس  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ

موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مریا اور اس کے

عَذَابٌ غَلِيظٌ ۱۰ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِبْرَہِیْمَ اَعْمَالُہُمْ

عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا اللہ جو منکر ہوئے اپنے رب کے لئے عمل ہیں

کَرَّمَ اِدْرِیْ شَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمِ عَاصِفٍ ط لَا

جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن

یَقْدِرُونَ فَمَا کَسَبُوا عَلٰی شَیْءٍ ذٰلِکَ هُوَ الضَّلٰلُ

ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہت کمزور

الْبَعِیْدُ ۱۸ لَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جا بڑنا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ اَنْ یُّشَآیِذَہُ بِکُمْ وِیَآتٍ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۱۹

میں چاہے اگر چاہے کو لے جائے اور لائے کوئی پیدا کرے

وَمَا ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ۲۰ وَبَرَزُوا لِلّٰہِ جَمِیْعًا

اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہوئے اللہ کے سامنے

فَقَالَ الضَّعِیْفُو الدِّیْنِ اسْتَکْبَرُوْا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ مُّبْعَا

پھر کہیں گے کمزور دینی بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے

فَہَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ط

سو بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ

قَالُوْا لَوْ هَدٰنَا اللّٰہُ لَهَدٰی نَکْمٌ سَوَآءٌ عَلٰی نَا

وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو اللہ ہم کو ہدایت کرتے اسد برابر ہمارے حق

اَجْزَ عَنَّا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ۲۱ وَقَالَ

میں ہم ہیکراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

منزل ۳



دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہل اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے نہیں گئے کہ تم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبب باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم تمہارے کسی کام آ سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ہی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قَالُوا كَوْنُوا مُلْكًا اللَّهُ الْمَلِكُ الْمُشْرِكُ رُؤُوسًا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہِ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذاب الہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہر حال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَهَذَا نَبِيُّهُمُ الَّذِي كَفَرُوا بِهِمْ اُولَٰئِكَ سَوْفَ يُعَذِّبُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُوْنَ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ سُلْطٰن اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاَسْتَجِبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُمُوْنِيْ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو وَلَوْ مَوْءَا انْفُسَكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيْ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا اسْتُرِكْتُمُوْنَ مِنْ قَبْلُ میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱۲؎ وَاَدْخَلَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنَا مِنْ قَبْلِهِ سُلٰطٰتًا اَمْ نَاۤءُ a

مذکورہ بات  
مذکورہ بات

مذکورہ بات  
مذکورہ بات

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قَضٰى اَمْرًا نَّالَهُ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقُّ

شیطان ہوتا جب فیصل ہو چکا وہ سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ

وَعَدْتُكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنْ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ

سُلْطٰن اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاَسْتَجِبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُمُوْنِيْ

حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو

وَلَوْ مَوْءَا انْفُسَكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ

اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم

بِمُصْرِخِيْ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا اسْتُرِكْتُمُوْنَ مِنْ قَبْلُ

میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱۲؎ وَاَدْخَلَ الَّذِيْنَ

البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک اور داخل کئے گئے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ يَدْخُلُوْنَ مِنْ تَحْتِهَا

ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک جنت باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

اَنْهَارٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں

سَلٰمٌ ۱۳؎ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

سلام تو نے نہ دیکھا کیسی بات بیان کی اللہ نے ایک مثال بات

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا

سُخْرٰی جیسے ایک درخت ستمنا اس کی جڑ مضبوط ہے اور پھلنے میں

فِي السَّمَاءِ ۱۴؎ تَوَاتٰی اَكْلُهَا كُلَّ حَيٍّ بِاِذْنِ رَبِّهَا ط

آسمان میں آتا ہے پھل اپنا ہر وقت پھر اپنے رب کے حکم سے

جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو محرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچاؤں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّيْ كَفَرْتُ لَكُمْ طَرَفَ اسْتُرِكْتُمُوْنَ کے متعلق ہے (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شریک بناتے رہے ہو اور میرے اقوال و افعال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں اس سے بری ہوں و معنی کفرہ یا شرک کہ حدیث بروہ منہ و استدکارہ لہ مدارک ج ۲ ص ۲۶۔ ۲۷ یہ ایمان والوں اور اعمال خیر موصح قرآن و شیطاں کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت و تامل سے ہی وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ ۱۵؎ دنیا میں سلام و عذاب سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مہارک باد ہے سلامتی ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۵۱ یعنی وقتیکہ بہشتیان بہشت در آیند و دوزخیان دوزخ ۱۲۔



بجالاتوں کے لئے بشارت اخروی ہے پہلے روسا مشرکین، داعیان شرک، ان کے پیروؤں، اہلس اور اس کے متبعین کا المناک انجام بیان کیا گیا یہاں اہل توحید کا نیک انجام بتایا گیا کہ آخرت میں ان کا بدی اور دائمی ٹھکانا جنت میں ہوگا اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہوں گے اور فرشتوں کی طرف سے انہیں سلام کا تحفہ ملے گا۔ **۵۶۸** یہ توحید پر پہلی دلیل نقلی ہے اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و جملہ مؤمنین کلمہ طیبہ سے مراد توحید اور کلمہ خبیثہ سے مراد شرک ہے۔ توحید ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو نہایت مضبوط ہے جس کی جڑیں بھی محکم اور اس کی ٹہنیاں بھی پائیدار اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔

**۵۶۸** یہ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ آخرت کے عالم برزخ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مؤمنین کو دنیا میں اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے ایسی ثبوتی بقا علیٰ ذلک مدۃ حیاتہم تاحیات ان کو ایمان پر قائم رکھتا ہے و فی الآخرة فلا یتلعمون اذا سئلوا عن معتقدہم هناك ولا تہتہم الا سوال و روح جہنم میں اور قبر میں سوال و جواب میں گھبراہٹیں گے نہیں اس تقریر کے مطابق یہ آیت عذاب قبر کے ثبوت پر دلیل ہے۔ یا اس سے قیامت مراد ہے اس صورت میں اس کا متعلق محذوف ہوگا ایسی عجز و ہمت یعنی آخرت میں ان کو ثواب دے گا اس طرح یہ ترکیب علفہا تبناً و ماءً بارداً کے قبیل سے ہوگی۔ ویضلل اللہ الظالمین اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے لئے سے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (ویضلل اللہ الظالمین) ایسی حجتہم فی قبورہم کما ضلوا فی الدنیا بکفرہم موضح قرآن و مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اٹھ رکھتا ہے اور روز جزا میں۔ اور کافروں کا دعویٰ جو نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اس سے کچھ ٹوٹے۔ قلعہ قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پائے گا اور جو کجی بات کہے گا خراب ہوگا قلعہ کے کے سردار مراد ہیں کہ جنہوں کو گمراہ کیا۔

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٦﴾

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں  
وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ  
اور مثال گندمی بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا

مَنْ فَوْقَ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٥٧﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو بٹھراؤ فلان مضبوط کرتا ہے  
اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو اللہ مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں  
وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ

اور آخرت میں اور بھلا دیتا ہے اللہ بے الصافوں کو اور کرتا ہے اللہ  
مَا يَشَاءُ ﴿٥٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ

جو چاہے وہ تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدل کیا اللہ کے احسان کا  
كُفْرًا وَآخَلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٥٩﴾ جَهَنَّمَ يَصَلُّونَهَا

ناشکری سے اور اتار اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے دہل ہوئے انہیں  
وَبَسَّ الْقَرَارَ ﴿٦٠﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِيُضِلُّوا

اور وہ برا ٹھکانا ہے قلعہ اور بٹھرائے اللہ کے لئے لگے مقابل کہہ کائیں لوگوں کو  
عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزا اللہ پھر تم کو لوٹنا ہے طرف  
النَّارِ ﴿٦١﴾ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ

آگ کے کہہ دے میرے بندوں کو اللہ جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز  
وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِمَّنْ قَبْلُ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

منزل ۳

فتح الرحمن کہ مترجم گوید یعنی شریعت حق و ملکوت ثابت است و در دنیا ہر روز سے روایتی تازہ می یابد و مردمان منتفع شوند و ملت جاہلیت در ملکوت استقرار دارد و یکنہ در میان مردم شائع شود باز بر ہم کردہ آید واللہ اعلم ۱۲ و معنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر و کبیر قبول حق گویم یا سزاوار  
۱۲ مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲۔



فلا یلقنہم کلمۃ الحق فاذا استلوا فی قبورہم قالوا لا ندی الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۹) وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ انابت کرنے والوں کو توفیق ہدایت سے ہمکنار کرتا ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلال میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ) عن تشبیت بعض اختلاف خیرین حسبما توجہ مشیئتہ التابعة للحکم البالغة المقتضیۃ لذلك راہ السعوج ۵ ص ۲۹ پانچویں بار وفات کا ذکر ہے۔ یہ تحریف آخری ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو بھلایا اس طرح اپنی قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے رعیت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار کہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تو رعیت سے رعیت بصری مراد ہوگی والمراد مشرک و قریش وان الایۃ نزلت فیہم عن ابن عباس وعلی وقرطبی ج ۹ ص ۳۶۲ مشرکین کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بعثت محمدیؐ کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسکنہم اللہ حرملہ وجعلہم قوام بدیۃ واکرمہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکفروا نعمة اللہ الخ دہر ج ۵ ص ۲۲۲ یہ زجر ہے اور لیفرسوا میں لام عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحْلَوْا پر معطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا لو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ دفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِیْذُوا بِالْغَدْرِ وَالْقُلُوۡۃِ (بقیہ) یقیمواصل میں صیغہ امر فاعل ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لَیُقِیْمُوْا مَحْضًا بقریہ قل کیونکہ پہلے امر کے قرینہ سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرہبی امام کسائی اور

یہ تفسیر ہے

وما ابرئ ۵۶۹ ابراہیم ۱۳

اَنْ یَّآتِیَ یَوْمٌ لَاْ یَبِیْعُ فِیْهِ وَلَا یُخَلِّی ۲۱ اللّٰهُ الَّذِیْ  
کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی و اللہ وہ ہے جس  
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ  
نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے  
مَآءً فَاَخْرَجَ بِہِ مِنَ الشَّجَرٰتِ رِیْقًا لَّکُمْ ۲۲ و  
پانی پھر اس سے نکالی روئی تمہارے میوے اور  
سَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہِ ۲۳ و  
رکھنے میں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور  
سَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْہٰرَ ۲۴ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ و  
کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگادیا تمہارے سورج اور  
الْقَمَرَ ۲۵ اَیَّٰتِیْنَ ۲۶ وَسَخَّرَ لَکُمُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۲۷  
چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگادیا تمہارے رات اور دن کو  
وَاَنْتُمْ مِّنْ کُلِّ مَآسَا لْتَمُوْہُ ۲۸ وَاِنْ تَعَدُّوْا  
اور دیا تم کو ہرچیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر چنو  
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْہَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ  
احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے  
کَفَّارٌ ۲۹ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ہٰذَا  
ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۰ اس  
اَلْبَکْدَ اٰمِنًا وَاَجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۳۱  
شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو وہ اس بات سے کہ ہم بتوں کو  
رَبِّ اِنَّہُمْ اَصْلٰکُنْ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ  
اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۲ بہت لوگوں کو سو جس

۵  
ع  
۱۴

یہ تفسیر ہے

منزل ۳

زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذہب الکسائی والزجاج وجماعۃ الی انہ مقلول لبقول وهو محذور ولام امر مقدرة ای لبقولہما وینفقوا الخ رروح ج ۱۳ ص ۲۲۲۔ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی و آسمان، سورج، چاند، عالم سفلی زمین، دریا، سمندر، حجر و شجر و ہر اور فضا آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور بھل بھی وہی پیدا کرتا ہی ہندوؤں کا موضح قرآن و یعنی نیک عمل کہتے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی پھر ان بے واسطہ راہ۔



میں بحری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، دریا اور ندیاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مہر و ف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کار ساز اور مالک و مختار ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متعرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کر دیا ہے۔ مگر یہ استدلال سراسر باطل ہے اول اس لئے کہ کلمہ میں ضمیر خطاب ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ فقیر سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے

فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔ ۳۳ جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دنیا نہ دنیا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے۔

نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ملی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ ۳۴ وَاذْكُرْ اَن تَاْتِيَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْحِسَابُ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ هٰذَا الْبَيْتُكَ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اصلاً نسبت کے لئے ہے ای ذالٰصلٰحٰ یعنی شہر مکہ کو پُر امن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَاَجْتُمِعْنِيْ وَبَنِيَّ جگہ اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبنتنا علی صا نحن علیہ من التوحید وصلۃ الاسلام والبعث عن عبادة الاصنام فالانبياء معصون عن الکفر وعبادة غیر اللہ تعالیٰ روح ج ۱ ص ۱۳۷

۳۵ اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما كانت سبباً للاضلال ضاف الفعل لیهن مجازاً وقرطبی ج ۱ ص ۱۳۷ یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ والمحصن انهم ضلوا بعد اذ تھا کہا تقول فتنتہم الدنیا ای اقتتنواھا موضح قرآن و حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک انجیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اُس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پہچھے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چننے و نرم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ بیوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر بیوے وہاں ہوویں اور شہر مکہ میں نہ ہنچیں۔ واما ہم چھاپوں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

تَبْعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۶ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بُوَادٍ غَيْرِ ذٰلِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفِیْدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوٰی

پیردی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا رحیم ۳۶ ربنا اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں کرتے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفِیْدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوٰی رَکھیں نماز کو سہ سہ سہ بعض لوگوں کے دل کہ مائل ہوں اِلَیْہُمْ وَاَرْسَلْہُمْ مِّنَ الشَّجَرِ لَعَلَّہُمْ

ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ یَشْكُرُوْنَ ۳۷ رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا تُخْفٰی

شکر کریں و اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے وہ جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر

وَمَا نَعْلِنُ وَمَا نُخْفٰی عَلٰی اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ فِی

اور جو کچھ کرتے ہیں دیکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کسی کو فی

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ۳۸ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

زمین میں اور نہ آسمان میں و شکر ہے اللہ کا جس نے

وَهَبَ لِیْ عَلٰی الْکِبَرِ سَمْعِیْلَ وَاسْحٰقَ طٰرِقَ

بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں و اسمعیل اور اسحق بے شک

رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدَّعَآءِ ۳۹ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ

میرا رب سنتا ہے دعا کو و اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں

الصَّلٰوةَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۴۰

نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا

منزل ۳

۳۸ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زمین میں اور نہ آسمان میں و شکر ہے اللہ کا جس نے وہب لی علی الکبر سماعیل و اسحاق طارِق بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں و اسمعیل اور اسحق بے شک ربی لسمیع الدعاء ۳۹ رب اجعلنی مقیم الصلوة و من ذریئتی ربنا و تقبل دعاء ۴۰ نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا



واعتراف سببہا (بحرہ ۵ ص ۲۳) ۳۶ لَقِیْمُوْا۔ اس کائنات کے متعلق ہے اور ربنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ تیرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تہنوی (آلہم ای تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت و الفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرما دے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے لگائیں۔ وانما یكون المراد عمارۃ القرۃ بالقرب منها لتحصیل تلك الثمار منها (کبیر ج ۵ ص ۲۳) ۳۷ یہ اسم اعظم ہے یعنی تو سب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح ان ربی لتسبیحہم اللہ عا بھی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ۱۵۶ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں ہے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا تَخْفَعُ عَنكَ اَنْفُ مِنَ شَیْءٍ اَلَمْ یَا اِلٰہِیْ ہِیَ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ ۳۸ تمام صفات کلا سازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے جڑھاپے میں مجھے روبیئے اسمعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ۳۹ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دعار ان کے ایمان سے مایوسی اور نئی رہائی سے قبل کی ہوگی ای آدم و حوا اوقالہ قبل الذہی و الباس عن ایمان ابویہ مدارک ج ۲ ص ۲۴۰ ۴۰ آخر میں پھر وقائع اخرویہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تحویف اخروی بیان کی گئی۔

یہ تحویف اخروی ہے جس کا مقصد توحید کا اظہار ہے

ابراہیم ۱۲

۵۷۱

وما ابترئ ۱۳

۴۱

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُومُ الْحِسَابُ

اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو شکہ اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہوگا

وَالْمُحْسِنِیْنَ اللّٰہُ غَافِلٌ عَمَّا یَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ہَا اِنَّمَا

اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے لکن ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف انکو تو

یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ ۴۲ مَطْمَعِیْنَ

ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پھرا جائیں گی آنکھیں دور سے ہونے

مُتَقِیْعِ رُؤُوسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْہِم طَرَفُہُمْ وَاَفِیْذُہُمْ

ادھر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل

ہُوَآءُ ۴۳ وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَأْتِیْہُمْ الْعَذَابُ

اڑ گئے ہوں گے دل اور دُرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب

فَیَقُولُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا اَخْرَجْنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ

تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک

تُجِبْ دَعْوَتَکَ وَتَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۴۴ اَوْ لَمْ تَكُوْنُوْا

کہ ہم قبول کریں تیرے بلائے کو اور پیروی کریں رسولوں کی کیا تم پہلے

اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۴۵ وَ سَکَنْتُمْ

قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ملنا اور آباد تھے تم لکھ

فِیْ مَسٰکِنٍ ۴۶ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ وَتَبٰیۡنَ لَکُمْ کَیْفَ

بستیوں میں اپنی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کیا

فَعَلْنَا بِہُمْ وَصَرَّیْنَا لَکُمُ الْاَمْتَالَ ۴۷ وَقَدْ مَكَرُوْا مَکْرَہُمْ

کیا ہم نے ان سے اور بتائے ہم نے تم کو سب فتنے اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤد

وَعِنْدَ اللّٰہِ مَکْرُہُمْ ۴۸ وَاِنْ کَانَ مَکْرُہُمْ لِتَزْوُلِ مِنْہُ

اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤد اور نہ ہو گا ان کا داؤد کہ مل جائیں ان سے

مَنْزِل ۳

اِنَّمَا یُؤَخِّرُہُمْ اَلَمْ یَا اِلٰہِیْ وہ جلدی انہیں اس لئے نہیں پکڑتا کہ وہ قادر نہیں یا ان کے اعمال سے واقف نہیں بلکہ گرفت میں تاخیر اس لئے کرتا ہے تاکہ آخرت میں ان کو ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے۔ تَشْخَصُ لَمْ قِیَامَتِ کے دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی مَطْمَعِیْنَ دھیل دے ہوئے بلائے والے کی طرف جارہے ہوں گے مُتَقِیْعِ رُؤُوسِهِمْ اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا یَرْتَدُّ اِلَیْہُمْ ان کی نگاہیں بھی اوپری کو اٹھی ہوں گی اور وہ اپنی ہلکوں کو نیچے نہیں کر سکیں گے۔ وَاَفِیْذُہُمْ ہُوَآءُ ان کے دلوں پر حیرت و دہشت طاری ہوگی اور فرط خوف و ہیبت کی وجہ سے عقل و فہم سے خالی ہوں گے۔ ۴۷ عذاب سے دیوی عذاب مراد موضح قرآن و قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔



ہے بقرہ آج کل ان معاندین کو اس دن سے ڈرائے جو تمام اقوام معاندہ پر آیا ہے جب ان پر اللہ کا عذاب آجاتا تو وہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگتے تھے کہ پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مہلت ہی دیدے اب ہم تیری توحید کو مانیں گے اور تیرے پیغمبروں کا اتباع کریں گے اور کہہ کر گھوٹا الخ ان کو جواب دیا جاتا تھا تم قسمیں کھا کر نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم پر عذاب آئے گا ہی نہیں۔ نروال سے مراد عذاب ہے یا زوال سے مراد موت ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم بیک وقت تمام نہ مریں گے بلکہ باری باری مریں گے۔ ۵۲ جن ظالموں نے ضد و عناد سے توحید کا انکار کیا اور ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا جن کو عذاب سے ہلاک و برباد کیا انکی تباہی کے بعد ان کے شہروں اور علاقوں میں تم آباد ہوئے اور تم نے ان کی تباہی کے آثار سے معلوم کر لیا کہ ہم نے ان

وما ابرئ ۱۳ ۵۷۲ الحجر ۱۵

الْجِبَالِ ۚ فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ خَلِيفَ رَسُولِهِ إِنَّ اللَّهَ

بہاؤ دلا سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے بیشک اللہ

عَزِيزٌ ذُو انتقامٍ ۚ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَ

زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن پہلی جائے اللہ اس زمین سے اور زمین اور

السَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ لِقَاءً ۚ وَتَرَى الْبَحْرَ مِیْنِ

بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ کیلئے زبردست کے اور دیکھے تو کہہ گا در

يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۚ سَرَّابِلُهُمْ مِنْ قَطَرٍ

اس دن لکھ باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ان کے پیل گندھک کے

وَتَغْشَىٰ وَجُوهَهُمُ النَّارُ ۚ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَا

اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ ملے تاکہ بد کہے اللہ ہر ایک کی کو اس کی

كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ هَذَا بَلَدٌ

کماؤ کا بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب یہ خبر پہنچا دینی ہے

لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهٌ

لوگوں کو ملے تاکہ جو تک جائیں اس سے اور تاکہ جان کہ معبود وہی ہے

وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرُوا وَلِأَلْبَابٍ ۚ

ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے

وَنُفُوسٍ مُّكِيدَةٍ ۚ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ رُفُوفًا

سورہ فجر کی ہے اور اس میں نفاذ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۚ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْقُرْآنِ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ۚ

یہ آیتیں ہیں کتاب کی ۵۷ اور واضح قرآن کی

منزل ۳

عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں سے وعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور آخرت میں ان کو مراتب عالیہ عطا فرمائے گا اور ان کے دشمنوں سے ان کا انتقام لے گا اور دنیا و آخرت میں ان کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ اس لئے کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کئے گئے وعدے کو خلاف کرے گا۔ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتقامٍ یہ بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور دشمنان اسلام سے انتقام لینے والا ہے۔ ۵۷ فَرَنَ الْخُلَفَاءُ کے متعلق ہے (روح) یعنی جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اور ساری مخلوق ایک صاف میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو موع قرآن والے کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھہرائیں تھیں حضرت کو سب مل کر قتل کریں یا آپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے۔

فتح الرحمن ۷۱ یعنی مکر ایشان ضعیف است ۱۲ فلے قطران چیزی سیاہ بد بو نیست کہ آتش در آن زور میگیرد و فلے یعنی نازل کرہ شدہ است برای تبلیغ ۱۲۔

ملا کوفہ فدی ۱۱

ساری تمام مذکورہ

ع ۱۹

تجہ سب سے خیر



کے خلاف نہیں کرے گا۔ زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو مہوار کر دیا جائے گا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وحبائلہا وادیتہا وشیجرہا ودمافہا وتمدنہا وادیہا وکما وتمدنہا مستویۃ لا تری فیہا عوجاً ولا امتناً وبتبدل السموات یدھا شبھھا وقرھا ونبھا (روح ج ۱۲ ص ۲۵۴)۔ یہ تفسیر معطوف ہے اصفاد، صفا کی جمع ہے یعنی گے کا طوق اور پاؤں کا زنجیر قیامت کے دن مجرموں کے گلوں میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی۔ تفسیر بیہوشی و سہال کی جمع ہے یعنی قمیص۔ قَطْرَانِ ابھل یعنی درخت دیو دار کا عصا یہ ایک آتش گیر مادہ ہے جو آگ کو تیزی سے پکڑ لیتا ہے درج، مظہری، یعنی اس قسم کا کوئی آتش گیر مادہ ہو گا جسے جہنمیوں کے بدنوں پر لپیٹ دیا جائے گا تاکہ اس آتش گیر مادے کو آگ فوراً پکڑے اور ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت پہنچے اس کے علاوہ اس مادے میں تیزی اور حدت ہوگی جو بدن میں جلن پیدا کرے گا اور اپنی بدبو کی وجہ سے ان کے لئے مزید تکلیف کا باعث ہوگا۔ وهو عصا رة الابهل... وهو اسود منتن لیشعل فیہ النار بسرعۃ بطلی بہ جلو اهل النار حتی یكون طلاوة لہم کا قمیص لیجتمہ علیہم لیسع القطران وحشة لونه وتتن لمجہم النار (مظہری ج ۱ ص ۲۵۴) یا قَطْرَاتِ سے گندبک مراد ہے کیونکہ یہ بھی ایک آتش گیر مادہ ہے جو جلتے وقت بدبو بھی چھوڑتا ہے، لیجزی اللہ الخ اس کا متعلق مفرد ہے ای یفعل بہو ذلک لیجزی الہر روح، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔ آخر میں سورت کے خلاصہ مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہذا سے تمام مذکورہ وقائع اور دلائل کی طرف اشارہ ہے۔ وَلَیْسَ تَدْرُکُکَ مَعُطُوفٌ عَلَیْہِ مَقْدَرٌ ہ ای لیوم مسنوا یعنی یہ تمام وقائع اور دلائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ایمان لے آئیں اور وقائع امم سابقہ سنا کر ان کو ڈرایا جائے اور وقائع اور دلائل کے بیان سے جو مسئلہ یعنی مسئلہ توحید سمجھنا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو مان لیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا کارساز اور ساری کائنات میں اکیلا وہی متصرف و مختار ہے اور وہی پکارنے کے لائق ہے۔ اور تاکہ عقل و فہم اور ہوش و خرد والے لوگ ان (وقائع و دلائل) میں غور و فکر کریں اور ان میں سے جن کے دلوں میں اخلاص و انابت ہو وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور راہ راست پر آجائیں۔

## سورۃ ابراہیم علیہ السلام میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ کَتَبْنَا لَکَ الْیَاقِیْنَ لَیُخْرِجَ الْاِنْسَ مِنْ الظُّلُمَاتِ اِلَی السُّوْرِ (ع ۱) خصوصیت سورت ہے یعنی ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو وقائع امم سابقہ سنا کر کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر اسلام اور توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔
- ۲۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَکَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔
- ۳۔ قَالَتْ لَہُمْ رُسُلُہُمْ۔ تَا۔ قَلِیْلٌ مِّنْکَ الْمُرْسَلِیْنَ (ع ۲) اثبات بشریت انبیاء علیہم السلام و نفی اختیار و تصرف از ایشان علیہم السلام۔
- ۴۔ وَمَا لَنَا اَنْ لَا نَتَّوکلَ عَلَی اللّٰهِ اَسْمَ الْعَظَمِ۔
- ۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْحَقِّ (ع ۳) نفی شرک اعتقادی۔
- ۶۔ اِنْ یَّشَآئِذْہِمْکُمْ وَیَا تِجِلَّتْ حَیٰدِیْدُ (ع ۴) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔
- ۷۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ صَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً۔ تَا۔ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (ع ۵) توحید کی تمثیل۔
- ۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تَا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمًا کَفَّارًا (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔
- ۹۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ۔ تَا۔ وَکَانَ فِی السَّمٰوٰتِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے محفوظ رکھے۔ اور رَبَّنَا اِنَّکَ نَعْلَمُ مَا نَخْفِیْ وَ مَا نُغْلِیْ اَسْمَ الْعَظَمِ سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب و الشہادہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

آج بتاریخ ۵/ربیع الثانی ۱۴۸۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۶ء بروز اتوار بجے دوپہر سورہ ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر ختم ہوئی فالحم للہ الاول و آخر والصلوۃ والسلام علی رسولہ و آلہ اہل البیت



## سُورَةُ الْحَجَرِ

**ربط** نامی ربط سورہ کو سورہ ابراہیم سے نامی ربط یہ ہے کہ سورہ ابراہیم میں دلائل اور قانع اہم سابقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسے مان لو ورنہ پھٹاؤ گے جس طرح اصحاب الحج نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ معنوی ربط۔ سورہ ابراہیم میں قانع بیان کر کے ڈرایا گیا کہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورہ حجر میں یہ بیان ہو گا کہ مان لو ورنہ اہم سابقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پھٹناؤ گے۔

**خلاصہ** سورہ حجر میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر اور تحریف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں جن میں گذشتہ قوموں کے اور دو کفار مکہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں۔ اَلْا۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَمِيْدِ مَعَ تَرْغِيْبٍ رُّبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰہِ سُوْرَتِ كَا مَقْصُوْدِيْ حَقِّہٖ ہِے اہم سابقہ کے حالات تم نے سن لئے لہذا اب مان لو ورنہ ان کی طرح پھٹاؤ گے جب عذاب آئے گا تو کہیں گے کاش ہم نے مسئلہ توحید مان لیا ہوتا۔ وَہَا اَھْلَکُنَا مِنْ قَرْيَةٍ تَخَوَّفَ دَنِيوٰی ہر قوم کو جہالت دی گئی اور پھر ضد و انکار کی وجہ سے مقررہ وقت سے پہلے اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ وَقَالُوْا يٰہِیْہَا الْاٰیٰتُ الْاٰیٰتُ شَکُوٰی ہِے مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو دیوانہ کہتے اور فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ کرتے۔ مَا تَنْزِيْلُ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔ الحج جواب شکوی ہے فرشتے ہمارے خاص پر وگرام کے تحت نازل ہوتے ہیں ہر کس و ناکس کے مطالبے پر نازل نہیں ہوتے اِنَّا نُنَزِّلُ الْاٰیٰتِ الْکَرِیْمَہِ تَخَوِّفَ دَنِيوٰی کے لئے تمہید ہے جس طرح آپ پر ہم نے قرآن اتارا ہے اسی طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کئے مگر ان کی قوموں نے تکذیب کی اور مبتلائے عذاب ہوئے مشرکین مکہ بھی اگر قرآن کی تکذیب پر ڈٹے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا وَ اِنَّا لَہٗ لَخٰفِضُوْنَ۔ جملہ معترضہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الْاٰخِرَ تَخَوِّفَ دَنِيوٰی ہِے استہزار و مسخر سے اللہ سے پیغمبروں کی توہین و تحریف کر نیوالوں کے لئے۔ وَ کَوْفٍ تَحْنٰ عَلَیْہِمْ حَرًا بَاۡلَہٗ زَجَرِہٖ مُتَعَلِّقٌ بِشَکُوٰی۔ فرشتے اتارنے کے بجائے اگر خود ان کو آسمانوں پر لے جائیں اور وہ سب کچھ دیکھ لیں پھر بھی نہیں مانیں گے۔

**پہلی عقلی دلیل مفصل** وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمٰوٰتِ بُرُوْجًا۔ تا۔ مِنْ تٰرِ السَّمُوْمِ (۲۶) زمین سے لے کر آسمان تک اور عرش سے لے کر فرش تک سارا کائنات عالم اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تمام کائنات ارضی و سماوی کا بنانے والا بھی وہی ہے۔ وہی بارش برساتا اور زمین سے اقسام و انواع کے غلے، پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ اس نے تمہارے لئے بے شمار وسائل رزق پیدا کر رکھے ہیں اور ہر چیز کے بھرپور خزانے اسی کے پاس ہیں۔ اب تم ہی بناؤ کہ اس کے سوا کوئی اور کار ساز ہو سکتا ہے؟ وَلَقَدْ عَلِمْنَا لَمُسْتَقْدِمِیْنَ الْاٰخِرِ جَمِیْعَ مَا کَانَ وَاٰیٰکُوْنَ کَا عَالَمٍ تُوْمِیْنَ ہوں پھر میرے سوا عالم الغیب اور کون ہو سکتا ہے؟۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اِنْ شَآءَ (۴۶) یہ بھی دلیل اول سے متعلق ہے۔ جس اللہ نے اپنی ساری کائنات کو انسان کی معاش مہیا کرنے پر لگا دیا ہے اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ جو انسان کا خالق و رازق ہے وہی اس کا کار ساز اور حاجت روا بھی ہے وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ الْاٰخِرِ اس میں ابلیس کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اولاد آدم ذریعہ ابلیس کی چالوں اور اس کے مکر و فریب سے خبردار رہے اس کے بعد اگلی سورتوں میں جہاں کہیں یہ قصہ آئے گا اس سے یہی تنبیہ مقصود ہوگی۔ وَ اِنَّا جٰہِشُہُمْ لَمَوْعِدُہُمْ اٰخِرَ تَخَوِّفَ اٰخِرَ وِی ہِے۔ اِنَّا لَمُتَّقِیْنَ فِیْ جَمْعِ الْاٰیٰتِ بَشٰرَتِ اٰخِرَ وِی ہِے۔ اس کے بعد تحریف اٰخِر وِی کے پانچ نمونے مذکور ہیں۔

وَدَبَّ ثَمْرُہُمْ عَنْ صَنِیْفٍ اَبْرَ اٰہِیْمَ (۴۴) یہ نمونہ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ الْاٰخِرِ یہ تحریف اٰخِر وِی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکام خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بسنی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

دوسرا نمونہ وَلَآ اَن كَانَ اَصْحٰبُ الْاٰیۃِ الْاٰخِرِ ان سے مراد اہل مدین ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام ان کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا، شرک و کفر اور دیکر جبرائیل پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہولناک آواز سے ان کو ہلاک کر دیا۔

تیسرا نمونہ وَلَقَدْ کَذَّبَ اَصْحٰبُ النَّجْرِ اَلْمُرْسَلِیْنَ الْاٰخِرِ (۴۵) یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اللہ کے حکم سے ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ بھی دکھایا مگر بائیں ہمہ وہ انکار و عناد سے باز نہ آئے اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دلدوز چنگھاڑ کی صورت میں عذاب نازل کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تینوں نمونے اقوام گذشتہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کی دوسری عقلی دلیل مذکور ہے۔

**دوسری عقلی دلیل مختصر** وَمَا خَلَقْنَا السَّمُوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِاَحْقَ (۴۷) زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَ اِنَّا لَلسَّاعِۃُ لَآتِیٰہُ تَخَوِّفَ اٰخِرَ وِی ہِے قَا صَفِہُ الصَّفِہِ الْجَحِیْلِ تَسْلِیۃً اَوَّلَی بَرَاۡئِے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ اَتٰیٰکَ الْاٰخِرَ تَسْلٰی دوم۔ لَا تَمْلِکُ عَلَیْکَ زَجَرِہٖ مُتَعَلِّقٌ بِتَسْلٰی دوم۔ وَلَا تَحْزَنُ عَلَیْہِمْ وَ اَخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلسَّمُوْمِیْنَ تَسْلٰی سوم۔ وَقُلْ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ مُجْہِے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انذار ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تحریف دنیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ کَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی الْمُقْتَسِبِیْنَ اَلْمُقْتَسِبِیْنَ اَلْمُقْتَسِبِیْنَ مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے دعا ذاب اللہ اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔



تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱)، فَاَصْفَحَ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (۲)، وَلَقَدْ اَتَيْنَكَ  
سَبْعًا مِّنَ الْمُنَافِي الْاُخْرٰی (۳)، وَلَا تَكْمُلُكَ اَعْيُنُنَا وَلَا تَحْزَنُ عَلَيْنَا (۴)، وَاخْفِضْ جُنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۵)، اِنَّا كَفَيْنَاكَ  
الْمُسْتَهْزِئِيْنَ (۶)، وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يُضَيِّقُ صَدْرُكَ اٰخِرِيْنَ مَقْصُوْدِیْ سَلَاكًا بَيَانًا هُوَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ بس اللہ کی حمد و  
ثنا اور اس کی پاکیزگی بیان کرنے رہے۔ اسی کو سجدہ بھیجے اور اسی کو صلوات میں غائبانہ پکار رہے۔ یہ اصل مقصد کے لئے نوطہ و تمہید ہے اور اس میں ترغیب لائی  
گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سنا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا جس سورت  
کی ابتداء میں تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتٰبِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے



بقدر مقام تورات و انجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورہ حجریٰ ابتداء میں الکتب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے الکتب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تحویف دنیوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تحویف دنیوی کے آخری دو نمونے قال مجاہد و قتادہ الکتب ہذا ما نزل من الکتب قبل القرآن الخ (روح ج ۵ ص ۴۴۷) ۱۷ تہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورہ ابراہیم میں وقائع اہم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو

دسمبر ۱۳۴ ۵۷۶ الح ج ۱۵

كَذَلِكَ نَسُكُّهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۱۲ لَا يُؤْمِنُونَ

اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دلی میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے

بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۱۳ وَكُوفَتْ حَنَانًا

اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی و اور اگر ہم کھول دیں

عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۱۴

ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں

لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ

تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ۱۵ ہم نہیں بلکہ ہم لوگوں پر

مَسْحُورُونَ ۱۵ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَ

جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج ۱۶

زَيَّيْنًا لِلنَّظَرِ ۱۶ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

رواق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں و اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان

رَّجِيمٍ ۱۷ إِلَّا مَن اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ

مردود سے مگر جو جوری سے سن بھاسکا سواں گئے بھڑا انگارا

مُبِينٌ ۱۸ وَالْأَرْضُ مَدَدُ ذُنُوبِهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رِوَاسِي

چمکتا ہوا ق اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ

وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ۱۹ وَجَعَلْنَا

اور لگائی اس میں ہر چیز انداز سے ۲۰

لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرُحَقِيقِينَ ۲۰

تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے

إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنْزِلُ لَهُ

اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں ۲۱

منزل

اور عذاب کے ڈر سے مسئلہ مان لو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کر لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھتے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۱۷ مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا يَسْتَأْذِنُ خَوْفًا نَّكَرًا اور تحویف دنیوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورہ ابراہیم کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع اہم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر مشرک سے تو بہ کر لیں۔ اب تحویف دنیوی سنانی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر لڑتے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر حق سے خوب غافل ہو لیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو الیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ ۱۸ یہ تحویف دنیوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کریں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوچ بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پاسکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمیٰ تک انکار و عناد پر ڈٹے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ یہ خبر تعالیٰ اندہ ما اھلک قریۃ

۱۷ سورہ ابراہیم

۱۸ سورہ ابراہیم

موضع قرآن ۱۷ یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ ۱۸ حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانگ ہے جیسے خربوزہ

وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ ۱۹ فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جانتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کو وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ ۲۰ یعنی جانوروں کی روزیاں۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی ہر نوع نامور کی وصفی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۸۔ ۱۹ یعنی غلامان و جانوران ۱۲۔



لَا يُؤْخِرُ صَاعًا هَلَاكُهُمْ عَنْ مِقْدَامٍ وَلَا يَتَّقِدُونَ عَنْ مَدَامٍ ۝ ۵۷ ۝ ابْنِ كَثِير ج ۲ ص ۵۷۲ یہ اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ انکار و عناد سے باز آجائیں ورنہ ان کا بھی ایسا ہی حشر ہوگا۔ وھذا تنبیہ لاهل مکة وارشا دلہم الى الاقلام عما هم عليه من الشرك والعناد والاحاد الذی لیستحقون به الہلاک (ایضاً) ۵۷ یہ شکوی ہے۔ مشرکین ماننے کے بجائے الٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے اور آپ کو دیوانہ ہونے کا طعن دیتے اور پھر ازراہ عناد آپ سے مطالبہ کرتے کہ آپ کی تصدیق کرنے کے لئے فرشتے آپیں جو باواز بلند آپ کی صداقت و رسالت کا اعلان کریں۔ مَا تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ یہ جواب شکوی ہے۔ فرشتوں کا

اتارنا ہماری حکمت بالغہ کے ماتحت ہوتا ہے اور فرشتوں کے نازل نہ ہونے ہی میں تمہارا بھلا ہے کیونکہ جب فرشتوں کی آمد کے بعد بھی تم نہ مانو گے تو پھر نورا ہلاک کر دیے جاؤ گے اور ہرگز مہلت نہ ملے گی۔ اِی لَوْ تَنَزَّلَتِ الْمَلَائِكَةُ تَشْهَدُ لَكَ فَكُفُّوا بَعْدَ ذَلِكَ لَعَنَیْظُرُوا۔ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) کہ اِنَّا لَنَحْنُ نَنْزِلُ۔ تَا سُبْحٰنَ الْاَوَّلٰیْنَ تَخْلِیْفُ دُنُو ی ہے۔ اَلَّذِیْ کُمَا سے قرآن مجید مراد ہے تَسْلُکُہ کی ضمیر منصوب استہزاء کی طرف عائد ہے جو کِسْتَهْزِؤُنَ کے ضمن میں مذکور ہے یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم قیامت تک ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے یہ قرآن آپ اپنے پاس سے نہیں ہٹا کر لے آئے، مشرکین اسے ماننے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا آپ کو غیور کہتے اور آپ سے استہزاء و تمسخر کرتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اَنۡحٰرِیْہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلی قوموں میں بھی ہم نے اپنے پیغمبر بھیجا اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کئے وَمَا یَاۤتِیْہُمُ الْاَنۡحٰرِیْہ اور ان قوموں کے سرکش و ضدی لوگوں نے اسی طرح پیغمبروں سے استہزاء کیا گنڈ لٹک تَسْلُکُہ الہ پیغمبروں کے ذریعہ مسئلہ تو حید واضح اور ہماری حجت تام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں ان کے دلوں پر ہم مہر جباریت ثبت کر دیتے اور ان میں کفر و شرک اور استہزاء و تمسخر کو جاڑیں کر دیتے ہیں اس لئے وہ ایمان لانے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لے کر انکار کرتے اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں وَقَدْ خَلَقْتُ الْمُسْلِمَ الْاَوَّلَیْنَ اور پہلے منکرین و معاندین کے بارے میں ہمارا دستور نافذ ہو چکا ہے کہ انہیں دنیا میں شدید ترین عذاب سے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس لئے مشرکین مکہ اگر ضد و عناد اور کفر و انکار سے باز نہ آئے تو وہ بھی ایسے ہی انجام سے دو

۱ کھچر دا  
۲ دوسرا دعویٰ ہے

۱ کھچر دا

۵۷۷

ربما ۱۴

اَلَا یَقْدَرُ مَعْلُومٌ ۝ ۲۱ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّیْحَ لَوَاقِحَ

اندازہ معین پر اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری

فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاسْقِیْہُمْ مَّوۡءَہٗ وَمَا

پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ بلایا اور پھٹائے

اَنْتُمْ لَہٗ بِخَازِنَیْنِ ۝ ۲۲ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ نَحۡیِ وَنُمِیۡتُ

پاس نہیں اس کا خزانہ قی اور ہم ہی ہمیں جلاتے والے اور مارنے والے

وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ ۝ ۲۳ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقِدَّ مِنْہِ

اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے قی اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو ملے

مِنْکُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاخِرَیْنِ ۝ ۲۴ ۝ وَاِنۡ رَبَّکَ

تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب

ہُوَ یَحۡشُرُہُمْ اِنَّہٗ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ۝ ۲۵ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

وہی اکٹھا کر لائے گا ان کو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے

اِنۡسَانَ مِنْ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَآءٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۝ ۲۶ ۝ وَ

آدمی کو کھنکھناتے سے ہوئے گھارے سے قی اور

اَلۡحٰجَّۃَ خَلَقۡنَہٗ مِنْ قَبۡلُ مِنْ تَّارِ السَّمُوۡمِ ۝ ۲۷ ۝ وَاِذۡ

جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے قی اور جب

قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقُۃٌۢ بَشَرًا مِّنۡ

کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا تلہ ایک بشر

صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَآءٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۝ ۲۸ ۝ فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ

کھنکھناتے سے ہوئے گھارے سے قی پھر جب ٹھیک کر دوں اس کو

وَتَفَخَّتۡ فِیۡہِ مِنْ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سَجۡدَیۡنِ ۝ ۲۹ ۝

و تک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے قی

منزل ۳

چار ہوں گے۔ مضمت طریقہم التي سنہا اللہ فی اہل اکہم حین کن بوارسلہ وھو وعید لاهل مکة علی تکذیبہم (مدارک ج ۲ ص ۲۷) ۵۷ یہ تجربہ ہے موضع قرآن کما فی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ قی مٹی پانی میں ترکی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ مندرج قی یعنی لطیف آگ ہوا ہوئی ابلیس بھی اسی قسم میں ہے ۱۲ مندرج قی بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ مندرج قی اپنی جان یعنی خاص میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد رقی کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ مندرج۔



جو انکوہ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سموات کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم

پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آرہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لَقَالُوا الْفِرْطُ عَنَادُهُمْ وَغُلُوهُمْ فِي الْمَكَابِرَةِ الْخَرُوجِ ج ۱۲ ص ۱۲۷

جیسا کہ سورہ رعد ۶۴ میں مشرکین کے عناد و مکابیرہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَكَوْا أَنْ قُرْآنًا سُبُوتٍ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةً مِّنْ لِّمُوتَىٰ أٰی لَیْؤُمِنُونَ ۙ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا تفسیر سے مراد ہے نظر بندی کرنا یعنی کسی چیز پر ایسا اثر ڈالنا جس سے دیکھنے والوں کو وہ چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آئے مثلاً سی یا لا ٹھی جو نظر بندی کی وجہ سے تمام دیکھنے والوں کو سانپ نظر آئے۔ اور جادو سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کی آنکھوں پر اثر ڈالاجائے جس سے اس شخص کو مثل سانپ کے نظر آئے لیکن باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ خاص ہم پر جادو کر دیا گیا ہے یا سُبُوتٌ أَبْصَارُنَا سَے آنکھوں پر جادو کرنا اور مَسْحُورُونَ سے عقل و فہم پر جادو کرنا مراد ہے یعنی نہ صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو کر دیا گیا ہے کہ (عیاذ باللہ) یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں ٹھوس اور واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں۔ دِجِیُّ قَوْلُهُ يَلْ لَحْنٌ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ اِنْ تَقَالَا لَا لِي دَرْجَةِ عَظَمَتِي مِنْ سِحْرِ الْعَقْلِ دَجْر ج ۵ ص ۲۷۹

اور اِنْ تَقَالَا سُبُوتٌ میں اِنْ تَقَالَا کا معنی مآلات نہیں بلکہ یہ مطلق تحقیق و تائید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں تو مطلب ہو مآسکوت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ ابصارنا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۖ إِلَّا إِبْلِيسَ ۚ

تب سجد کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر ملے

أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۚ قَالَ يَا بَلِيسَ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے

مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۚ قَالَ لَمَّا كُنْتُ

کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہو سجدہ کرنے والوں کے

لَا سَجْدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ

کہ سجدہ کروں ایک بشر کو جسے میں کو تو نے بنایا گھٹنکھٹاتے سے ہوئے

مَسْنُونٍ ۚ قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ

خارج سے فرمایا تو نکل یہاں سے

وَأَنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۚ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو

فَاظْطَرُّنِي إِلَىٰ يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۚ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ

تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو مجھ کو

الْمُنْظَرِينَ ۚ ۙ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۚ قَالَ

ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا

رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُنْزِلَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے گھوڑا میں بھی ان سب کو ہمارے دکھلاؤنگا زمین

وَأَغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۚ ۙ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ

میں اور راہ سے گھوڑوں کا ان سب کو

الْمُخْلِصِينَ ۚ ۙ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۚ

بندے میں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی سیدھی

منزل ۳

توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے الا مَنِ اسْتَرْقَى السَّمْعَ متشبی منقطع ہے اس دلیل سے دعوے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتداء دلیل سے وَتَحْنُ الْوَارِثُونَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملا اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر لیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَمَنْ لَّسْتُمْ كَ بَرَزَقَيْنِ وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق ہم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ اللہ حرف نفی اور حرف استثناء مفید ہرے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بادشہ، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت موضح قرآن و شاید ہی مراد ہو کہ انکار سے بھینکتے ہیں اور کالازمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ منہ رح و یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا ۱۲ منہ رح۔



غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَاَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ الْيَمَّ الْخَمِيمَ ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے خوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوئی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّيحَ حَوَافِلَ بِالْسَّحَابِ لَتَهْبِطَ السَّحَابُ فِي جُوفِهِمْ دھارک جہ ۲ ص ۲۷) وَمَا اَنْتُمْ اِلَّا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقٍ سَے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاَنْتُمْ كُنْتُمْ تَكْفُرُ پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام مخلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں تَحْنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۳ یہ دوسرا دعویٰ ہے یعنی سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ المستقل مین اور المستأخِرین جمع مآکان وما یکون سے کنایہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوا کیونکہ دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَكَلَدْنَا خَلْقًا اِذَا نَسَّاتُ الْخَبْرَ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کچر سے پیدا کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے یہ شیاطین ابلیس کی ذریت واولاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو تمہیں عقل و فکر جیسی نعمتیں دی ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارُ السَّمُومِ میں اضافت بیانہ ہے المسموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر جاتے۔ من نَارِ السَّمُومِ الشَّدِيدِ النَّافِثِ فی الْمَسَامِیْخِ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفات ہے یعنی آتش سوزاں۔ ۱۴ اس قصہ سے آدم اور اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی پرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم ان کو

الحج جبر ۱۵

۵۷۹

رہما ۱۳

اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَن

اَتٰبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۴۲ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

اَجْمَعِيْنَ ۝۴۳ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ

جُزْءٌ مَّقْصُومٌ ۝۴۴ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنَّتٍ وَعِيُوْنَ ۝۴۵

اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِيْنَ ۝۴۶ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۴۷ لَا يَمَسُّهُمْ

فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝۴۸ نَبِيٌّ

عِبَادِيْ اِنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۴۹ وَاَنَّ عَذَابِيْ

هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝۵۰ وَنَبَّأَهُمْ عَنْ ضَيْفِ

اِبْرٰهِيْمَ ۝۵۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا ۝۵۲ قَالَ

اِنَّا مِنْكُمْ وَاجِلُوْنَ ۝۵۳ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نَبِّئُكَ ۝۵۴

ماتزل ۳

جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو میرے پیچھے ہیں ان پر اور دوزخ پر عذاب وعدہ ہے اَجْمَعِيْنَ ۴۳ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے جزء مقسوم ۴۴ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنَّتٍ وَعِيُوْنَ ۴۵ ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا ف پر ہیز گاریں باغوں میں اور چشموں میں فہ کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے ف اور نکال ڈالی ہم نے جو انکے جیوں مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۴۷ لَا يَمَسُّهُمْ میں بھی خفگی بھائی ہو گئے سختوں پر بیٹھے آٹنے سامنے ف نہ پہنچے گی ان کو فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۴۸ نَبِيٌّ وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے عِبَادِيْ اِنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۴۹ وَاَنَّ عَذَابِيْ بہرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا ہر بان عذاب اور یہ بھی کہ میرا عذاب هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۵۰ وَنَبَّأَهُمْ عَنْ ضَيْفِ وہی عذاب دردناک ہے ف اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے ہم انوں اِبْرٰهِيْمَ ۵۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا ۵۲ قَالَ کا ۱۴ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا اِنَّا مِنْكُمْ وَاجِلُوْنَ ۵۳ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نَبِّئُكَ ۵۴ ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہوگا اس سے یہی مقصود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں وضع قرآن کا جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بد عمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعض لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ ۱۲ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرمی نہیں یا سلام علیک سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرت کے اصحاب ۱۲ الا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے امارے ایک چاخوٹ بھری دیتے اور ایک پر پتھر برساتے تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفتیں پوری ہیں بندے نہ دیہ ہوں نہ آس توڑیں ف ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈر کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔



آدم کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نفوٹ اور اس کے اعضاء کو مکمل کر لوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجدی اللہ العادۃ بان یخلق الحیوۃ فی البدن مع ذلک الجسم حقیقۃ اضافۃ خلق الی خالق فالروح خالق من خلقه اضافۃ الی نفسه تشریفاً و تکرماً قرطبی ج ۱ ص ۱۰۷

۱۲۷ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس لئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اَلَا ابْلِیْسُ مَسْتَنیٰ مَنۢ مَّطَّعٌ ہِے

الحجرہ ۱۵

۵۸۰

ربما ۱۳

بِخَلْعٍ عَلَیْمٍ ۝۵۳ قَالَ ابْشِرْ تَمُوْنِیْ عَلٰی اَنْ مَّسِّنِی الْکِبَرُ

ایک ہوشیار لڑکے کی بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا

فَیَمَ تَبْشِرُوْنِ ۝۵۴ قَالُوْا ابْشِرْ نَّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ

اب کا ہے پر خوشخبری سناتے ہو بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی ہے سورت ہو تو

مِّنَ الْقَنَیْطِیْنِ ۝۵۵ قَالَ وَمَنْ یَّقْنُطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّہٖ

نا امیدوں میں بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے

اِلَّا الضَّالُّوْنَ ۝۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۷

مگر جو گمراہ ہیں ابھی بولا پھر کیا ہم سے تمہاری لگے اے اللہ کے بھیجے ہوئے

قَالُوْا اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ۝۵۸ اِلَّا اَل لُّوْطُ

بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہ کار پر مگر لوط کے گھر والے

اِنَّا لَمُنَجِّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۵۹ اِلَّا اَمْرًا تَہَۡ قَدْ اَرٰنَا لِاِنَّہَا

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو مگر ایک اس کی عورت ہم نے بھرا لیا وہ ہے

لِیَمِّنَ الْغَابِرِیْنَ ۝۶۰ فَلَمَّا جَآءَ اَل لُّوْطُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۶۱

رہ جانے والوں میں ابھی پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے

قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ۝۶۲ قَالُوْا اَبْلُ جُنْدَکَ بِمَا

بولا تم لوگ ہو ادھر سے بولے نہیں ہند ہم لے کر آئے ہیں تیرے پاس

کَا نُوْا فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ ۝۶۳ وَ اَتٰیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا

چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے ابھی اور ہم لائے ہیں تیرے پاس سچی بات اور ہم

لَصِدِّقُوْنَ ۝۶۴ فَاَسْرٰۤی بِاَہْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الْاَیْلِ وَ اتَّبِعْ

سچ کہتے ہیں سولے نکل اپنے گھروں کو کچھ رات رہے سے اور تو چل

اَدْبَارَہُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ وَّ اَمْضُوْا حَیْثُ

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں

مزل ۳

کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا بیساکہ سورہ کہف ۷۷ میں ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں تھے کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تنلیباً اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اس طرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ مکان جنیا مفقاً معذوراً بالوف من الملائکۃ فعد منہم تعلیباً ازہ تعلیباً روح ج ۱ ص ۱۴۷ حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِیَّا بَلِیْسَ مَا مَنَعَكَ اَنْ اَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ۝۱۷ لیکن یہاں تعبیر میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے جیسا کہ کوئی غلط کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توجید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کر دیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کر دیا گیا ہے۔ ۱۵۷ ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایان شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہر حال مٹی سے افضل دانی ہے۔ اراد ابلیس انہ افضل من آدم لان آدم طینی الاصل و ابلیس ناری الاصل والنار افضل من الطین دھان ج ۱ ص ۱۷۷ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تاقیامت اس کو ملعون و مغضوب کر دیا۔ ۱۵۸ بِمَا اَغْوٰیْتَنِیْ میں مٹا مصدر یہ ہے۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تو نے مجھے راندہ بارگاہ تو کو دیا ہے اب میں بھی تیرے

موضع قرآن کی جہر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ ۱۵۹ وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تفسیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اس سے نہ ہوسکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ ۱۶۰ یعنی ہم اوپر سے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔



مرد وسط قصه حضرت لوط را یاد کرده شد تا تنبیه باشد بر  
سنگ شده والله اعلم ۱۲۔

منزل ۳

مرکز تحقیقات بین‌المللی  
در امور اسلامی

وقف لازم

فتح الرحمن تطبیق حال مشربین که بر حال قوم لوط و امثال ایشان و الله اعلم ۱۲ و مترجم گوید یعنی گل پخته مثل سنگ شده و الله اعلم ۱۳ -



مابوس نہ ہوں اور مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید تر میں عذاب ہوگا۔ ۱۳۵ یہ ابتداء سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتداء سورت میں فرمایا مسئلہ مان لو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین ائمہ سابقہ کی طرح پچھتاؤ گے اب یہاں سے تحویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جا رہے ہیں تین ائمہ سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِمْ عَنْ جُلُوسِهِمْ يَهْلِكِ اَدَمَاج ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اٹھ کر اندر چلے گئے اور قہاروں کے لئے پھر اذبح کر کے اور تل کر لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورہ ہود اور ذاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالَ لَوْ اَبَشَرْتُ بِاَنَّكَ بِاَلْحَقِّ اَتَيْتُ فَرِشْتُوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر ہے گا۔ ۱۳۶ قَالَ قَمًا خَطْبُكُمْ تَنَا اِنِّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (ع)

ربہا ۱۳ ۵۸۲ ۱۵ حجرہ

لَا يَمَامٍ مُّبِينٍ ۱۳۷ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحَجَرِ

داغہ میں کھلے راستہ پر وا اور بے شک جھٹلایا ۱۳۸ حجر والوں نے

الرَّسُلِ ۱۳۹ وَاتَيْنَهُمْ اٰيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا

رسولوں کو مل اور دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سورہہ ان سے

مُعْرِضِينَ ۱۴۰ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ

منہ پھیرتے اور پتھریں کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے

بُيُوتًا اَمْنِيْنَ ۱۴۱ فَآخَذَ تِلْكَ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۱۴۲

گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو پتھریاڑنے صبح ہونے کے وقت

فَمَا اَغْنٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ ۱۴۳ وَمَا خَلَقْنَا

پھر کام نہ آیا ان کے لئے جو کمایا تھا اور ہم نے بنائے نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ ۱۴۴

آسمان ۱۴۵ اور زمین اور جو دیکھا ان کے مٹنے میں ہے بغیر حکمت اور

اِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاَصْفَحْ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۱۴۵

قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ مل

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيْمُ ۱۴۶ وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ

تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار اور ہم نے ذی میں تجھ کو کتبہ

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ ۱۴۷

سات آیتیں و خلیفہ اور ستر آں بڑے درجے کا مل

تَمَدَّنْ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَاهُ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۱۴۸

کو اور نہ غم کھا لے ان پر اور جھکا اپنے بازو ۱۴۹ ایمان والوں کے واسطے

منزل ۳

تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور غم کرو، یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو پناہ دے کر ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اِیْ عَنِ اجَاۃِ اٰحَدٍ مِنْهُمْ وَحِیْلُوْا لَکَ بَیْنَنا وَبَیْنَهُمْ اَلْخُذُ رُوحَ ج ۱۴ ص ۱۳۷ ۱۳۸ یہ اذخال الہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَنُکُمْ اَبَدًا ہے اور قسمی اس کی خبر و جواب

موضح قرآن ۱۳۹ بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ ۱۴۰ حجر والے فرمایا تمہو کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ ۱۴۱ پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہاں خالی نہیں پڑا سر پر ایک بدر ہے ہر چیز کا تدارک کر نیوالا تدارک آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا دے اور کا فرض نہ پڑے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

۵۸۲

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱



خدا وف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کرم و محترم کوئی شخصیت پیدا نہیں فرمائی اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ما خلق الله تعالى وما ذرأ وما برأ نفساً اكرم عليه من محمد صلى الله عليه وسلم وما سمعت الله سبحانه اقسماً بحياة احد عن احد (روح) میرے پیغمبر مجھے تیری زندگی کی قسم وہ اپنی گمراہی میں مبتلا اور سرگردان تھے یا یہ فرشتوں کا قول ہے اور حضرت لوط علیہ السلام سے خطاب ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا: مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا بشرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ من حلف بغیر اللہ فقد اشرک (۲) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر و بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَفْسِخٍ خَسِرٍ مندرجہ ذیل مصرع میں بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع قسم ہلب نے گون تو وزلف شبگون تو کہ تو محبوب دلربائی یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (۳) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے غلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ع

ثكلت بنيتي ان لم تروها  
تشيرا النقم من طرفي كذا

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو گدا پرہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے دیکھ کر کو فتح کرنے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے، نہ دیکھو چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام گدا پرہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہو تاکہ حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ثکلت بنیتی کو قسم قرار دیا ہے۔ (۴) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں

تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے، اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَنَ لَكَ اسی نوع کی قسم ہے ۵۸۳ ترتیب قصہ میں یہ مَذْمُوعٌ مُّصِيبٌ جِنِّ کے بعد ہے۔ مُّشْرِقَيْنِ یہ آخِذٌ تَهْمُورٍ میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سوز چمکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتداء صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ موضع قرآن ولا یعنی تیرا کام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لاوے تو غم نہ کھا۔ و لا کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لیا گیا مانکہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ و لا یعنی موت کہ بے شک ہے فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی براہی کتاب کہ بعض آیات عمل میگردند و بعض نہ واللہ اعلم ۱۲۔

وَقُلْ اِنِّي اَنَا السَّيِّئُ الرَّسُولُ كَمَا

اور کہہ کر میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر و جیسا

اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْسِمِينَ ۹۰ الَّذِيْنَ

ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر اللہ جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ ۹۱ قَوْمِكَ

کیا ہے قرآن کو بوٹیاں مل سوہتم ہے تیرے رب کی

لَسْئَلَتَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۹۲ عَمَّا كَانُوا

ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ۹۳ فَاَصْدَعُ بِمَا تُوْمَرُونَ

کرتے تھے و سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور

اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۹۴ اِنَّا كَفَبْنَاكَ

پروا نہ کر مشرکوں کی ہم یس ہیں تیری طرف سے

الْمُسْتَهْزِئِيْنَ ۹۵ الَّذِيْنَ يَجْعَلُونَ مَعَ

مٹھٹھ کرنے والوں کو جو کہ مٹھراتے ہیں اللہ کے

اللَّهِ الْهٰ اٰخَرَةً فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۹۶ وَ

ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقت سب معلوم کر لیں گے اور

لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يٰحْزِقُ صَدْرُكَ بِمَا

ہم جانتے ہیں کہ تیرا لٹ جی رکتا ہے ان کی

يَقُولُونَ ۹۷ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ

باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو

السَّاجِدِيْنَ ۹۸ وَاَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۹۹

سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات و



قِيلَ اُولَٰئِكَ عَذَابُكَ كَانَ تَمَامُ الْهَلَاكِ عِنْدَ ذَٰلِكَ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۰) اَلْمُتَوَسِّمِينَ اِی الْمَتَفَكِّرِينَ  
یعنی وہی ان دینے اور غور و فکر کرنے والے اصل میں اس کے معنی ہیں الناظرین الی سمة الشئ یہاں سوچ بچار سے کنایہ ہے۔ سَبَّیْلُ مُقِیْمٍ شاہراہ عام  
جریشی سڑک، قائم اور ثابت راستہ جو ابھی تک موجود ہے اور لوگ اس پر آمد و رفت رکھتے اور قوم لوط کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔  
(لَبَسَیْلُ مُقِیْمٍ) ثابت یسلكہ الناس لم یندرس بعد و هم یبصرون تلك الاثار و هو تنبیه لقریش الغرمدارک ج ۲ ص ۱۰۰۔ اہل مکہ!  
دیکھ لوط قوم نے ہمارا پیغام نہ مانا تو ہم نے ان کا کیا حشر کیا تم ان کی بستی کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کی تباہی کے آثار اپنی آنکھوں سے  
دیکھتے ہو۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور عناد و الحاد سے باز آ جاؤ۔ ۲۷۶ یہ تحویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ اَصْحَابُ الْاَیْکَةِ حضرت  
شعیب علیہ السلام کی قوم الایکۃ درختوں کے جھرمٹ کو کہتے ہیں یہ درختوں کے جھرمٹوں میں آباد تھے اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے  
اصحاب الایکۃ هم قوم شعیب علیہ السلام کبیر ج ۵ ص ۱۰۰ ان لوگوں نے بھی پیغام توحید کی تکذیب کی اور ہلاک کر دیئے گئے یہ دونوں آبادیاں  
(یعنی قوم لوط اور قوم شعیب کی) شاہراہ عظیم پر واقع ہیں تم اپنے سفروں میں ان کے پاس سے گزرتے ہو پھر عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔ ۲۷۷  
یہ تحویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اَلْحُجْرَیْکِ وادی کا نام ہے جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود آباد تھی۔ قَالَ الْمَفْسِدُونَ الْحِجْرَ  
اسم واد کان یسکنہ ثمود کبیر، قوم ثمود کے پاس بھی ہم نے اپنا پیغام بھیجا مگر انہوں نے ماننے کے بجائے اس سے اعراض کیا۔ وہ پہاڑوں کو  
کاٹ کر رہنے کے لئے مکان بنا لیتے تھے اور نہایت پُر امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر مسئلہ توحید کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب اور  
عتاب کے مورد ٹھہرے۔ ۲۷۸ مَا کَانُوا یُکْسِبُونَ سے شرک اور اعمال مشرکانہ دمجودان باطلہ کو پکارنا وغیرہ، اور افعال خبیثہ مراد ہیں۔ مَا کَانُوا  
یکسبون من الشرک والاعمال الخبیثۃ دمعالم و خازن ج ۴ ص ۱۰۰ یعنی جب ہمارا عذاب آگیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔  
اور نہ ان کے مزعومہ کار سازوں نے ان کی مدد اور دستگیری کی مشرکین مکہ! تمہارا بھی حشر ہو گا اور جن کو تم نے خدا کے سوا کار ساز اور  
منتصرف سمجھ رکھا ہے اُسے وقت میں ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہی مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ مَثَلًا  
فَمَا اَعْنَتُ عَنْهُمْ اَلْمَثَلُ الَّذِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الْخ (ہود ۶۴) اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَ کَوْلَا نَصْرَهُمُ الَّذِیْنَ اَتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ  
اللّٰهِ قُرْبَانًا اَلْمَثَلُ (الحقافہ ۲۹) تحویف دنیوی کے تین نمونے اہم سابقہ سے بیان کرنے کے بعد دوسری مختصر عقلی دلیل کا ذکر فرمایا۔ یعنی ہم نے زمین  
و آسمان کو اظہار حق اور اثبات توحید کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری قدرت کاملہ پر شہادت دے وَ اِنَّ الشَّاعِیْنَ اَلْخ  
تحویف اخروی ہے۔ فَاَصْلَحَ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی تسلی ہے کہ معاندین استہزار کرتے ہیں تو آپ درگزر فرمائیں  
استہزار کا بدلہ ہم ان کو دے دیں گے۔ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِیْمُ الْخَلْقِ مبالغہ کا صبیحہ ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنا اس پر کوئی دشوار نہیں اس کے  
لئے بہت ہی آسان ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اللہ کے لئے یکساں ہے چنانچہ ارشاد ہے مَا خَلَقْکُمْ وَلَا بَعَثْکُمْ اِلَّا  
کُنُفً وَّ اِیْدٍ (لقمان ۲۷) یہ دوسری تسلی ہے۔ سَبَّحًا مِّنَ الْمُتَشَافِیْ سے سورہ فاتحہ مراد ہے اور الْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ کا عطف تفسیری ہے اور اس سے  
بھی سورہ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث میں ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ هَلْ لِّسَبْعٍ مِنَ الْمُتَشَافِیْ وَالْقُرْآنِ  
الْعَظِیْمِ الَّذِیْ اُوْتِیْتَهُ اَخْرَجَ الْبَخَارِیْ رُوْح ج ۴ ص ۱۰۰ یعنی ہم نے آپ پر سورہ فاتحہ جیسا عظیم الشان انعام فرمایا ہے اس لئے آپ کافروں کی  
دنیوی مٹاؤں کی طرف توجہ نہ دیں۔ یا عطف تفسیر کے لئے ہے اور القرآن العظیم سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَا تَسْمَعُ عَنَیْکَ الْخَبْرَ جبر ہے  
متعلق بما قبل اَدْوَا جَا اِی اصنافا من الکفاد کا لہود والنضادی والمجوس دمدارک ج ۲ ص ۱۰۰، یعنی ہم نے آپ کو سورہ فاتحہ اور قرآن ایسی نعمت عظمیٰ  
عطا فرمائی ہے اس لئے کفار کی مختلف جماعتوں کو ہم نے جو دنیوی دولت و ثروت دے دی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ یہ  
دنیوی ساز و سامان محض چند روزہ ہے قَدْ اَعْنَتَکَ بِالْقُرْآنِ عَمَافِیْ اِیْدِی النَّاسِ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۰) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا  
لَا یَعْرِیْکَ تَقَلُّبُ الْاَیْمَانِ کَفَرُوا وَاِی الْبِلَادِ (ال عمران ۶۴) یہ تیسری تسلی ہے فرط رحمت و شفقت کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ تمام مشرک ایمان لے آئیں  
اور دوزخ سے بچ جائیں اس لئے بطور تسلی آپ سے فرمایا کہ آپ مشرکین کے متواتر انکار اور مسلسل عناد کی وجہ سے بھی آپ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام  
تبلیغ رسالت ہے جسے آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا ہے اگر وہ نہیں مانتے تو یہ ان کی بد بختی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہُمْ حِیْثُ اَنھُمْ لَمْ یُؤْمِنُوْا وَ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ  
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یُودِیْنَ یَوْمَ یُؤْمِنُ کُلُّ مَنْ بَعَثَ اِلَیْہِ وَلِیْشَقِّ عَلَیْہِ عَلِیُّہِ لِسْلَامَ لَمْ یَدِ شَفَقَتَہُ بِقَاءِ الْکُفْرِ اَعْلٰی کُفْرَہُمْ رُوْح ج ۴ ص ۱۰۰،  
۲۷۹ آپ نہ کافروں کی ظاہری شان و شوکت اور دنیوی مال و دولت کی طرف دیکھیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کریں بلکہ آپ اپنی توجہ مومنوں کی  
طرف رکھیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اور جو معاندین معجزات طلب کرتے ہیں ان سے صاف صاف فرمادیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میرے  
قبضہ میں نہیں ہیں میں تو کھلا کھلاؤں سناؤں والا ہوں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الہی سے خبردار کرنے والا ہوں کہ اگر نہیں مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ ۲۸۰ یہ  
تحویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے جس میں مشرکین مکہ کی ایک جماعت کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اَلْمُتَقَسِّمِیْنَ و بانٹنے والا، یہ مشرکین مکہ کے حسب ذیل سولہ آدمی  
تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ کے دروازوں کو آپس میں تقسیم کر کے ان پر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر اور بدظن  
کرنے تاکہ وہ آپ کے پاس نہ جائیں اور آپ سے قرآن نہ سن پائیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابو جہل،



عاص بن ہشام، ابوقیس بن الولید، قیس بن الفاکہ، زبیر بن امیہ، بلال بن عبد اللہ، اسود، سائب بن صفی، نصر بن حارث، ابوالخثری بن ہشام، زمعہ بن حجاج، امیہ بن خلف، اور اس بن مغیرہ دروح ج ۱۲ ص ۱۷۷، ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا۔ جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ پنہال لینا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔ قال مقاتل والفراء ہوسستہ عشر رجلا بعثہم الولید بن المغیرۃ ایاہما لموسم فاقتمسوا اعقاب مکہ وانقا بہا وفجا جہا یقولون لمن سلکھا لا تغتروا بهذا الخارج فینادی علی النبوة فاندھمون وربما قالوا لیسوا عرو ربما قالوا کاهن وقربی ج ۱۰ ص ۱۷۷، ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ ۵۳۴ یہ المقتسب سب سے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فلنسألتہم یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ فاصدعہم بما تووہم۔ صدع کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور برملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزاء و تمسخر کی پروا نہ کریں۔ یا یہ صدع الزجاجة سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح ٹیٹے کو توڑ کر اس کے اجزاء کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں دروح، ۵۳۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو تھی باریک بینی کا ذکر اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستہزئین ہے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوزمعه، اسود بن عبد یغوث و بحیرہ ۵ ص ۱۷۷، مقتسمیں اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بکھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھینکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ سے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان غبار کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پروا نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ بِہِ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ کے لئے صفت کاشفہ ہے۔ ان بد بختوں نے صرف استہزاء پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انہم لم یقتصروا علی الاستہزاء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل اجتروا علی العظیمۃ الہی الا شملاک بہ سبحانہ دروح ج ۱۲ ص ۱۷۷، ۵۳۶ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزاء سے آپ آزرده خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ الْوُجُہِ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثنائیں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں، ہر قسم کی عبادت رزہانی، بدنی اور مالی، اسی کے لئے سجلائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذرین منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰی یَا تِیْکَ الْیَقِیْنُ الیقین سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخر میں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منہ واعبد ربک فی زمان حیاتک ولا تغفل لحظۃ من لحظات الحیاۃ عن هذه العبادة (کبیر ج ۵ ص ۱۷۷) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالاختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔



## سورۃ الحج میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ رَبِّمَا يَوْمَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ كَانُوا مُمْسِكِينَ ۝ (۱۷) خصوصیت سورت، وقائع اہم سابقہ سے عبرت حاصل کر کے مسئلہ مان لو ورنہ بچتا وگے۔
- ۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۝ تَـٰ- مِنْ تَنْجَاتِ السَّمُومِ (۱۸) نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فی العلم۔
- ۳۔ إِنَّا مَنكُمُ وَحِيدٌ ۝ (۱۹) نفی علم غیب از اہل ایم علیہ السلام۔
- ۴۔ أَلَا أَمْرًا أَتَىٰ قَدْ رَزَقْنَاهَا لَيْسَ الْغَيْبُ رَيْبٌ ۝ (۲۰) نفی تصرف و اختیار از لوط علیہ السلام۔
- ۵۔ قَالَ إِنَّا كُنَّا قَوْمٌ مُّتَكَبِّرُونَ ۝ (۲۱) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔
- ۶۔ فَمَا آغْنَىٰ عَنْهُمْ مَتَٰكِنُهُمْ وَلَهُمُ الْآيَاتُ بَاطِلَةٌ ۝ (۲۲) نفی اختیار و تصرف از معبودان باطلہ۔
- ۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۝ (۲۳) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کا ملسر پر شاہد ہے۔
- ۸۔ قَسَبْنَاهُ بِمُحَمَّدٍ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ (۲۴) وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَبْرُكَ إِلَيْكَ ۝ (۲۵) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ۔ دعار، سجدہ، نذر و منت تمام اقسام و انواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
- ۹۔ اس سورت میں تخیلی و خیالی کے پانچ نمونے بیان گئے ہیں۔ تین اہم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔
- ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

آج تاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے  
سورۃ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و  
صحبہ دائماً ابداً



**خلاصہ** آئی اُمُّ اللہ الخ شروع میں سورہ حجر کے تعلق و ربط سے فرمایا سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی نہیں مانتے ہو تو نیا رہو ماؤ اللہ کا عذاب آگیا ہے اب جلدی نہ کرو چنانچہ اہل مکہ اسکے فوراً بعد قحط کے شدید عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے جیسا کہ آخر میں اس کا بیان ہے وَحَرَّبَ اللَّهُ مَثَلًا قُرَيْشَ الخ (۱۵۶)

مضمون کے اعتبار سے سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر یہاں کَانُوا يَصْنَعُونَ (۱۵۶) تک ہے اور دوسرا حصہ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ سے لے کر بَغْفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۵۶) تک ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْكُونَ (۲۶) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کار ساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ تَا۔ يَسْعَوْنَ۔ یہ ثمر و ثمنوں دلیلوں پر متفرع ہے کہ يَخْلُقُونَ نَسِيًا وَهُمْ يَخْلُقُونَ۔ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے، اور اموات عَلٰٓى اَحْسَاۤءٍ مَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يُبْخَتُونَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مغلوب ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں ہٰ اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُ تَوَّاحِدٌ (۴۶) یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَرَادَّ اَرْحَمَ الرَّحْمٰنِ یہ شکوی ہے منکرین از راہ عناد و تعنت قرآن کو جو سر پادایت ہے قصوں اور کہانیوں کی کتاب کہتے لِيَجْهَلُوْا وَاذْكُرْهُمْ الْخَيْرَ لام عاقبت کا ہے اور اس میں تحویف اخروی ہے۔ فَكُذِّبُوا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (۴۶) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنے والوں کیلئے تحویف دنیوی



وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا يَهْدِيهِمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا  
کرم بھیجا کہ اپنی امتوں کو حکم دیں کہ صرف خدا کے واحد کی بندگی بجالاؤ اور اس کے سوا کسی کو کار ساز اور حاجت روا مت سمجھو اور ہر غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ فَسَيُؤْمِنُ وَفِي الْأَمْزِجِ الْخَوَافِ دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ آيَاتِهِمْ الشِّرْكَ يَنْحَرُونَ پر شکری ہے کہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے۔ لَبِيبِينَ کہ ہمارے حشر و نشر کی حکمت ہے۔ اِنَّمَا كُنَّا لِكُلِّ امْرِئٍ بِمَا يَكْفُرُ جواب فکری ہے مشرکین حشر و نشر کو کیوں بجید از عقل اور مشکل سمجھتے ہیں۔ ہماری قدرت تو اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہی کر لیں تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ توفیق امت بپاکرنا اور مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام ہے؟ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ أَهْلٌ شَرٌّ عَلَيْهِمْ سَوَاءٌ بَيْنَهُمْ أَشْرُوهُنَّ مَا يُكْفَرُونَ یہ درمیان میں مہاجرین رضی اللہ عنہم کے لئے دنیوی اور آخر وی بشارت ہے جنہوں نے محض مسئلہ توحید کی خاطر اپنے وطن سے ہجرت کی۔

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّبِعُوا دَعْوَةَ الْفَاسِقِينَ ۖ إِنَّ دَعْوَتَهُمُ لَمَكْرٌ مَكْرٌ مُبِينٌ ۖ يَدْعُوهُم بِأَعْيُنِهِمْ إِلَى ابْتِلَاءٍ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۝۱۰۰  
 میں جکڑی ہوئی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے احکام کا مطیع فرمانبردار ہے، جانور اور فرشتے بھی اسی کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں تو اسے بنی آدم تم نے اللہ کے ساتھ ساتھ اوروں کو کیوں کار ساز بنا رکھا ہے تم بھی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو کیونکہ عبادت اور پکار کے لائق صرف وہی ایک ہی ہے۔ وَكَذَٰلِكَ صَافٍ لِلشَّامُوتِ وَالْأَرْضِ الْخَبِيرِ دلیل مذکور ہی سے متعلق ہے۔

وَاللّٰهُ أَخْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ (۸)۔ تا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (۹) توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر کے قابل کاشت و زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو پایوں کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکالتا ہے جو ہر ایک کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ شہد کی بھی کوہ کھود ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے جس میں لوگوں کے لئے شفا رہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ اَنْثَىٰ مَوْتٍ وَحَيَاتٍ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ اَلَا مِثَالٍ برائے معبودیت معبود حق و بطلان معبودیت معبودان باطلہ جب تم اپنے غلاموں کو یہ اختیار نہیں دیتے ہو کہ وہ تمہاری طرح تصرف کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر اپنے اختیار و تصرف میں شریک کر سکتا ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْحَامَ تَمَّارًا سے تمہاری بیویاں اس نے پیدا کیں اور تمہیں بیٹے اور پوتے بھی اسی نے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی لیکن تمہارے خود ساختہ معبودان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ الْاَنْحَامَ (۱۰) زجر بطور ثمرہ۔ یعنی سب کچھ بنانے والا اور سب کچھ دینے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہذا کار ساز بھی وہی ہے



مگر نادان مشرکین اللہ کی ایسی عاجز مخلوق کو کار ساز سمجھتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکنے۔ فَلَا تَقْضِيْهِمْ جُزْءَ اَلَّذِيْ لَكُمْ بِمَنْ فَرَسْتُمْ لَكُمْ فِرْسَانًا مِّنْ فِرْسَانِكُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَیْضَعُ الَّذِيْ يَرٰكُمْ فَاِذَا تَوَلَّیْتُمْ لَیَّطْعَنَ مِنْ وَّرَیْهِ فَاَیُّ مَوَاقِعَ تَعْلَمُوْنَ (مائدہ: ۹۰)۔ یہ مثال غلط ہے صحیح مثالیں یہ ہیں۔ اس کے بعد معبودانِ باطلہ کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔

معبودان باطلہ کی مثال ایک گونگے اور عاجز آدمی کی سی ہے جو دوسروں پر بوجھ ہے مگر معبود حق قادر و قیوم ہے اور سارا نظام عالم اس کے ہاتھ میں ہے۔ وَلِلّٰهِ عِیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ دَعْوٰی کُلِّ دَاعٍ اِلٰیہِ کَادُوْسًا رَّجَزٌ ہ یعنی سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا و تعلیل ہے اور ماقبل کی علت ہے یعنی کار ساز وہی ہے کیونکہ غیب ان وہی ہے وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا خَوْفٌ وَّ حِیْثُ ہ

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ اٰمَمَتِكُمْ اَنۢتُمْ تُوٰحِدُوۡنَهَا عِظٰی رَیْلٌ هَیۡ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں عطا کیں۔ اَوَلَمْ یَدْرَاۤ اِلَی الطَّیْرِ اِلَٰخ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے پرندے فضائیں اڑ رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمۡ جَوَیۡلًا مِّنۡ جَوَیۡلِکُمۡ فَاَنۢتُمْ تَعۡبُدُوۡنَ مَا کُفَرۡتُمْ بِہِ یَۤاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا۔ یہ سارے انعامات اس نے اس لئے تمہیں دیئے کہ تمہیں کُفَرِے کہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ فَاَنۢتُمْ تَعۡبُدُوۡنَ مَا کُفَرۡتُمْ بِہِ یَۤاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا۔ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور انکی جزا محذوف ہے یعنی اگر ان دلائل کے باوجود بھی نہ مانتے تو ان پر تلافی ہے۔ وَیَۤاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِنۡ کُنۡتُمْ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡا اَمۡرَیۡنِؕ وَیَۤاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِنۡ کُنۡتُمْ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡا اَمۡرَیۡنِؕ وَیَۤاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِنۡ کُنۡتُمْ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡا اَمۡرَیۡنِؕ تَا۔ بِمَا کَانُوۡا یُفۡسِدُوۡنَ (۱۲۶) تحریف اخروی ہے اس میں قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان ہے۔ وَیَۤاۤ اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اِنۡ کُنۡتُمْ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡا اَمۡرَیۡنِؕ یعنی دو چیزیں زائد بیان کرنے کے لئے اعادہ کیا گیا اول یہ کہ ان کے اعضاء گواہ ہوں گے دوم یہ کہ حضور علیہ السلام بھی ان پر گواہی دیں گے۔

[illegible]

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ - تا۔ فی الْآخِرَةِ هُمْ اَلْخٰسِرُونَ ۝ (۱۴۶) تحریفِ اخروی ہے۔ تَنْهَاتُ رَبِّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوا مِنْهَا جَرِمَ كَمَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ دُونِهَا سَبِيلٌ - تا۔ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے۔ ابتداء میں فرمایا جلدی مت کرو اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے یہاں اہل مکہ پر عذاب واقع ہو چکا ذکر کیا۔ مشرکین مکہ کئی سال تک شدید قحط میں مبتلا رہے۔ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ اَنذَرُهُمْ اَنَّكُمْ سَيَكُونُونَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ - تا۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ان کے پاس اللہ کا رسول آیا تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اس لئے ان پر عذاب الہی آگیا۔

دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ سے لیکر لَعَنُوا كَافِرِيكُمْ (۱۵۶) تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو دفعوں کا رد کیا گیا ہے تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ الخ تحریمات مشرکین کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں سے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام مت ٹھہراؤ مثلاً بکھرو، سائبہ وغیرہ۔ اِنْ شَاءَ اللہ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ نذر غیر اللہ کی نفی ہے مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی کے لئے جو نذریں تیا زیں دیتے ہیں وہ حرام ہیں انہیں حلال مت سمجھو اور انہیں مت کھاؤ۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا نَصَبْنَا لَكُمُ الْكَذِبَ یہ مذکورہ بالا دونوں حکموں پر متفرع ہے بطور نفی و نشر غیر مرتب یعنی نذر غیر اللہ حرام ہے اسے حلال مت کہو اور تحریمات غیر اللہ باطل ہیں لہذا بکھرو سائبہ وغیرہ کو حرام مت سمجھو۔ اِنَّ الْكَافِرِيْنَ يَقْتُلُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الخ زجر مع تخویف انمروی۔ وَ عَلٰی لٰذٰنِ لَئِنْ هَا دُوْنَا اللّٰہ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں جواب دیا گیا بیشک حلال جانوروں کی خود ساختہ تحریم باطل ہے۔ حلال جانوروں کے بعض حصوں کو پہنچایا حرام سمجھتے ہیں وہ انکی کشتی کی پاداش میں ہم نے خود ہی انہیں حرام کئے تھے۔ ثُمَّ اِنَّ الْكَافِرِيْنَ بَشَارَتِ انمروی۔

خاتمه

اِنَّ اَبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً ۝ تَا ۝ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۶۶) دونوں حصوں میں نفی شرک فی التعرف اور نفی شرک فعلی کو واضح کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے۔ وَكَوْنِكَ مِنْ الْمَشْرِكِيْنَ یعنی کسی قسم کا شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ الْاٰمِلْ دِلِی وَحٰی وُثُوْنُوْنَ دَعُوْا بِرِ ۝ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی عظمیٰ دیا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کروں جو تمام باطل مذاہب سے بیزار اور ہر قسم کے شرک (شرک اعتقادی و شرک فعلی) سے پاکدامن تھے۔ اِنَّمَا جَعَلَ السَّنْبُتُ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں تو انہیں



جمعہ کے بجائے سبت (یوم شنبہ) کی تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ براہیم علیہ السلام یوم شنبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا کہ براہیم علیہ السلام کی طرف تعظیم سبت کی نسبت سراسر غلط ہے یوم السبت کی تعظیم تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرض کی گئی تھی جو براہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد ہوئی۔

اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ الْخَيْرِ طریقی تبلیغ کی تعلیم ہے یعنی دلائل عقل و نقل اور وحی سے مسئلہ توحید کو واضح کر کے پیش کرو اور انداز گفتگو میں نرمی اور حسن اخلاق سے کام لو۔ اگر مخالفین کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا ان سے بدلہ لینا چاہو تو اس میں حد سے تجاوز نہ کرو اور ان کو اسی قدر تکلیف پہنچاؤ جس قدر تم نے ان سے یا تمہوں تکلیف اٹھائی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو اور درگزر سے کام لو تو اس میں تمہاری بہت بہتری ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا فِي حُضُورِ عَلِيهِ السَّلَامِ کے لئے تسلی ہے، فرمایا آپ مشرکین کی شرارتوں پر صبر کریں اور ان کے سلسلہ انکار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب کی وجہ سے بے یقینی کا اظہار کریں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الْخَيْرُ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کا اور مخلص بندوں کا حامی و ناصر ہے وہ مشرکین کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور ہر موقع پر آپ کی حمایت اور مدد فرمائے گا۔

## مختصر خلاصہ

مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لیکر یہاں تک کہ آتی آمُرُ اللّٰهَ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے مشکیں کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پہ آ پہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعویٰ توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید سے ایک پہلو یعنی نفی شرک فی انفسہ پر چھ عقلی دلیلیں ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ اس حصے میں دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔

دعویٰ توحید کا پہلی بار ذکر۔ جِيْزِلُ الْهَيْكَلِكُمْ بِالْوُجُوْهِ — تا — لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْهُ یعنی میرے سوا کوئی کار ساز اور متصرف نہیں اور پکارنے کے لائق نہیں۔ دوسری بار ذکر دعویٰ۔ اِلٰهَكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (۳۶) تیسری بار دعویٰ توحید کا ذکر۔ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ الْخَيْرُ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو صفات کار سازی سے متصف مت سمجھو اور حاجات میں اس کے سوا مافوق الاسباب کسی کو مت پکارو۔

## دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الْخ (۱) جو انسان اور زمین و آسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوبائے پیدا کئے وہی سب کا کار ساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ الْخ (۲) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز و شاداب کھیتیاں اور باغات اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات، بحر و بر، چہرہ اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے لہذا مختار و کار ساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد اَقَمْنَا لَكَ الْخ (۳) سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَسْكُرُوْنَ الْخ (۴) اس سے نفی شرک فی انفسہ مقصود ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ — تا — اَبْسَٰنٌ يُبْعَثُوْنَ مذکورہ بالاتین دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودان باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے۔ اِلٰهَكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوْ كُفِّرُوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخ (۵) ہماری کائنات اللہ تعالیٰ کے کوئی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے لہذا اس سے عالم میں متصرف و مختار بھی وہی ہے وَ اِلَّا تَتَّخِذُوْا الْخ (۶) اعادہ دعویٰ توحید و ثمرہ دلیل مذکور۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ الْخ (۷) — تا — اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (۸) یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کار ساز اور سارے عالم میں وہی متصرف و مختار ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْخ (۹) متعلق بماقبل۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الْخ (۱۰) زجر بطور ثمرہ ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ اَبْطُوْنِ الْخ (۱۱) — تا — لَعَلَّكُمْ تَسْلِمُوْنَ (۱۲) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کار ساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ كُوْنُوْا الْخ (۱۳) یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

## دلیل نقلی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا الْخ (۱۴) تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کے درمیان دلیل نقلی ذکر کی گئی یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجا اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ صرف اللہ کو پکارو اور معبودان باطلہ کی پکار سے اجتناب کرو۔

## دلیل وحی

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تَبٰیۤرًا نَّالِیْکَ شَیْءٌ الْخ (۱۵) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جس میں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔ مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواقع زجر، تنکوی، تحریف اور بشارت وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ



## دوسرا حصہ

تحریمات مشرکین اور کفار کے علیکم المسبتۃ الخ میں  
نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِلْمَا نَصِفَ أَلْسِنَتِكُمْ  
یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لاف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفق  
ہے ہذا احلال سے نذر غیر اللہ اور وَهَذَا احکام کی تحریمات  
غیر اللہ۔

خاتمه

[illegible]

## حصہ اول — نفی شرک فی التصرف

۲۷ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور عذاب مانگتے ہو لو تیار ہو جاؤ عذاب الہی آنے کو ہے۔  
 اَمْرًا لِلّٰہِ یعنی اللہ کا عذاب۔ وَاَمْرًا لِلّٰہِ عِقَابُہٗ مِمَّنْ اٰمَنَ عَلٰی الشِّرَکِ وَتَکْذِیْبِ رَسُوْلِہٖ (قرطبی ج ۱۰)  
 ۲۸ اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہذا تم بھی اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے بِمَا یُفَرِّقُونَ بَیْنَ مَا سَعٰی مَعْبُوْدِیْنَ بَاطِلَہٗ مُرَادِہِیْنَ اور اس کے بعد  
 فَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ اَحَدًا مَعْذُوْفَہٗ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے لہذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ ۲۹ یہ دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا الشِّرْکُ حَرَمٌ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا کہ اَنْ اَنْذَرُوْا اسے اس کی تفسیر کی گئی ہے یہی مضمون

ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے یُلْقَى الرُّوحُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (مؤمن ۶۷)، وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مراد دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالیٰ دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشہ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگانہ اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ **۵** یہ الروح سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح)، اور انذارِ معنی اعلام ہے والمعلم موضح قرآن ول یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

الفعل ١٤

591

ربما ۱۳

[illegible]

۱۰ سورہ نمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور سورہ نمل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

مَنزُوعُ اللّٰہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

أَتَى أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى

آپہنچا لے مکہ اللہ کا سوا اس کی جلدی مت کرو وادہ وہ پاکستہ ہے اور بدتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ

ان کے غریک بتلانے سے اتار تا ہے فرشتوں کو ۱۱ بھید دے کر

مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا

اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کردو

أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۚ (٢) خَلَقَ السَّمَوَاتِ

کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو گھبراؤ بنائے آسمان تہ

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ<sup>ط</sup> تَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ<sup>٣١</sup> خَلَقَ

در زمین مٹھیک مٹھیک وہ برتر ہے ان کے شریک بتلانے سے بنا یا

الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ﴿٢﴾ وَ

آدمی کو عہد ایک۔ لوند سے پھر بھی ہو گیا جھگڑا اگر نہ والا بولنے والا اور

الْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوبیس بنادیں تمہارے واسطے اس میں جڑا دل ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو

تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جِبَالٌ حِجَابٌ وَرِجْوَانٌ

کھاتے ہوئے اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چہرا کر لاتے ہو اور

حِينَ تَسْرَحُونَ ﴿٦﴾ وَتَحِيلُ أُنْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ

جب چمران لے جاتے ہو وہ اور اٹھالے چلتے ہیں بوجھ تھا بے ان شہروں تک

منزل ۳

فتح الرحمن - یعنی غلبه دین اسلام و تعذیب کفار بقیین شد نیست چه اشتباهی میکنند ۱۲



اعلموا الناس قولي لا اله الا انتون (مدارک ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر دیا گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعویٰ اولیٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ ۵۶ یہ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب غیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماوراء ہیں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل

النحل ۱۶

۵۹۲

ربما ۱۳

لَمْ تَكُونُوا بِلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ

تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب

كَرُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ

بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے، بیداکے اور چھریں اور گدھے

لِتَرْكَبُوها وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور

عَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَكَوَثَرَ

اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ مثلاً اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے

لَهْدِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

تو سیدھی راہ دے تم سب کو وہی ہے جس نے اتارا اسلہ آسمان سے

مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝

تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو

يُنْذِرُ لَكُمْ فِيهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ

اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور

وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

اور ہر قسم کے میوے اس میں اہل نشانی ہے ان لوگوں کو جو

يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور

وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِ رَبِّكَ

سورج اور چاند کو اسلہ اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں خدا اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے

منزل ۳

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی متصرف و کارساز ہے اور صفات کارساز میں وعدہ لا شرک ہے۔ بِالْحَقِّ یعنی یہ ساری کائنات ان نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور و فکر کر کے سمجھ لیں کہ مہربان حق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بِالْحَقِّ اِی لَدَلَالَةِ عَلٰی قَدَرْتِهِ وَاَنْ لِّهٖ اَنْ يَّتَعَبِلَ لِعِبَادٍ بِاِلْطَاعِهِ وَاَنْ يَّجْعِلَ الْخَلْقَ بَعْدَ الْمَوْتِ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) نَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُونَ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف و مختار ہے۔ ۵۷ انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے مگر انسان ایسا جگر الوداد اور ناشکر گزار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خنسیں اور حقیر نطفہ سے پیدا کر کے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ اٹا اللہ کی توحید اور حشر و نشر میں جگر تبا ہے۔ ۵۸ یہ جو پائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم لمبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ جو پایوں کی پیدائش ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں وعدہ لا شرک ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف و قادر بھی وہی ہے اور منعم و محسن بھی وہی ہے تو فکر بھی اسی کا لازم ہے لہذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ ۵۹ مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ جو پائے تمہاری زینت اور شوکت و عزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑیوں بکریوں کے رپوڑ اور گائے بھینسوں کے انہوہ صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حَبِیْنٌ تَرٰیجُحُونَ جب شام کو چراگہ لاتے ہو و حَبِیْنٌ تَسْمُرُحُونَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم باربرداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ الخ گھوڑے، چرا اور گدھے تمہاری سواری اور زینت و آرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِينَةً یہ مفعول لہ ہے اور لَمْ تَكُونُوا لَمْ تَكُونُوا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول ہے ای و جعلہا زینۃ یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای و لتتزينوا بہ زینۃ روح، ۶۰ قَصْدٌ یعنی سیدھا اور مستقیم سیدھا راستہ یعنی توحید جو

موضح قرآن و یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے ۶۱ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر ہیں ان کو کام نہیں ان کو بعد فرمایا۔



دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

کرے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پرست لال  
 کریں۔ یعنی علامۃ دالۃ علی قدرتنا و وحدانیتنا

رخازنِ جہنم ص ۸۲، ۸۳ سارا نظام سبھی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی

آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری

تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ الْخَزْيَنَ مِیْنَ اللّٰهِ  
تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و فجر وغیرہ

سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جدا گانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

اور کمال قدرت فی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات  
 کے گہرے مطالبہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ای متعظون و یعلمون ان فی سخیر هذه المكنونات  
علامات علی وحدانية الله تعالى وانه لا یقدر

عَلَىٰ ذَٰلِكَ أَحَدُ عَشَرَ دُرِّيًّا جَاحِظًا  
 عَلَيْهِ سَمْنَدٌ يَحْيَى اللَّهُ تَعَالَى كَيْفَ عِلْمُ كَيْفَ مَا تَحْتَ هُوَ أَوْ اس

اس سے ہم کو قانون کو اُن کا حاصل کرنے سے ہو چکی گمانہ کو سنت  
اس سے حاصل کرنے ہو، سمندر سے قیمتی جو اہر ات نکال

کر ریب ان کو رکے ہو۔ سہری پہلوئوں کے لئے مندر میں  
جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں

ملکوں کی مصنوعات اپنے یہاں درآمد کرتے ہو۔ وَلَعَلَّكُمْ

۱۴۷۔ زمین میں پہاڑ رکھ دیئے

یعنی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

ہوتے ہیں پیر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر لکھتا ہے۔

الفصل ١٤

593

دیس

فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً

واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اس میں نشانی ہے

لَقَدْ مَنَّكَ وَن (۱۳) وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ لَكِ

ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں کہ اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو

کہ کھاؤ اس میں سے گوشت سلاہ تازہ اور نکالو اس میں سے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَدْعُوْا لِمَآ اَدْعٰی رَبِّیْ  
 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَدْعُوْا لِمَآ اَدْعٰی رَبِّیْ

اور اس واسطے کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ احسان مالوف اور

الف في الأرض روايتي ان في يد بله وانهارا  
 رکھ دیئے زمین پر ۳۵۵ بو جھ کہ کبھی جھک پڑے تم کو لے کر اور نہائیں ندیاں

اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ گے اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے

ہُمْ یَهْتَدُونَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقْ کَمَنْ لَا یَخْلُقْ اَفَلَا

لوگ راہ پاتے ہیں وہ کھلا جو پیدا کرے مگر وہ جسے اس کے جوہر کچھ نہ پیدا کرے کیا

تَذَكَّرُونَ ﴿١٤﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۚ

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَسِرُّوْنَ وَ

مَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ  
 جَوْنًا مَرْتَعًا ۚ لَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ لَهُمْ سَوَاءٌ مَن دَعَوْا بِهِمْ  
 بِطَوَائِفٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّمَا لَدَيْهِ عَرْشٌ عَظِيمٌ ۚ

۳۱۵۰

### منزل ۳

تَشْكُرُونَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ اے لتعتدوا ولعلکم تشکرون۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا کہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کرو اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقومون بحجۃ اللہ تعالیٰ بالاطاعة والتوحید (روح چ ۴ ص ۱۱۱) ۱۱۱ زمین میں بہاڑ رکھ دیئے

ناکہ زمین میں حرکت واضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اگر صرف سُبُل کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

**موضع قرآن** شاید اس سے مراد جانور ہیں **و** تلاش کرو اسکے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں **و** یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاسکو **و** یعنی راہ میں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں **و** شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں سمجھتی سو خدا دل پر کھڑتا ہے۔



علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں و يجوز ان يكون تعليلها بالنظر الى جميع ما تقدم من ان تلك الاثار العظام تدل على بطلان الشرك (روح ج ۱۴ ص ۱۱) (لعلكم تهتدون) الى مقاصدكم او الى توحيد ربكم (مدارك ج ۲ ص ۲) وعلمت به بھی دوا سی پر موقوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جاسکے۔ و بالحق هم يهتدون اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ **۱۵** یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہو اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کار ساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ **۱۶** آقا کا تذکرہ یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو **۱۷** اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کار ساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے۔ چہ جائے کہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے ماہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً انہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ **۱۸** یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ **۱۹** وہ دونوں دعویٰ پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا **لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ** یہ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگان خدا کو بزعم خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ **آموات** غیر آجیاء یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ **الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ** سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں و يجوز ان يكون المواد من الخضر عنه بما ذكرنا يتناول جميع معبوداتهم من ذوی العقول و غیرہم فی ترکب فی (اموات) عموم المجاز ليشمل ما كان له حياة ثم مات كعزير و سيموت كعيسى والملائكة عليهم الصلوة والسلام والیس من شأنه الحیاة اصلاً كالاصنام روح ج ۱۴ ص ۱۱) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن میں اس موضع قرآن کا شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

۱۶ الفصل ۵۹۴ ربما ۱۳

لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝۱۰ آمَوَاتٌ	کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں <b>مردے ہیں</b>
غَيْرِ أَحْيَاءٍ ۝۱۱ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝۱۲ أَيَّانَ يُدْعَتُونَ ۝۱۳	جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے <b>۱۱</b>
أَلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۝۱۴ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	معبود تمہارا <b>۱۴</b> معبود ہے اکبلا سو جن کو نہ یقین نہیں آخرت کی زندگی کا
قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝۱۵ لَا جَرَمَ	ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں <b>۱۵</b> ٹھیک بات ہے کہ
أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝۱۶ إِنَّ اللَّهَ	اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں
يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝۱۷ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ قَاذَا أَنْزَلَ	پسند کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب کہے <b>۱۷</b> ان سے کہ کب اٹارا ہے
رَبُّكُمْ قَالُوا أَأَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝۱۸ لِيَحْمِلُوا	ہمارے رب نے تو کہیں کہا نہیں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں
أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝۱۹ وَمَنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ	بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو
يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۝۲۰ أَلَسَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝۲۱ قَدْ	بھرتا ہے <b>۲۰</b> بلا تحقیق سنتا ہے <b>۲۱</b> بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ
مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَاتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِمَّنْ	دغا بازی کر چکے ہیں <b>۲۱</b> جو کچھ ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر
الْقَوَاعِدُ فَحَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوَقِهِمْ ۝۲۲ وَأَتَتْهُمْ	بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت <b>۲۲</b> اوپر سے اور آیا ان پر

### منزل ۳

میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ **آموات** غیر آجیاء یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ **الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ** سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں و يجوز ان يكون المواد من الخضر عنه بما ذكرنا يتناول جميع معبوداتهم من ذوی العقول و غیرہم فی ترکب فی (اموات) عموم المجاز ليشمل ما كان له حياة ثم مات كعزير و سيموت كعيسى والملائكة عليهم الصلوة والسلام والیس من شأنه الحیاة اصلاً كالاصنام روح ج ۱۴ ص ۱۱) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن میں اس موضع قرآن کا شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔



آیت کے تحت لکھتے ہیں: "شاید یہ ان کو فرمایا جو میرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: ۱۔ یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ خواہ وہ انسان یا حیوان یا نبات یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام وصال کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکہ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ ۱۹ یہ اصل دعویٰ کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ثمروں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب

کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود و رب حق اور کارساز صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور رعار اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ) لا یشارک فی شئی فی شئی وهو تصدیق بالمدعی وتخصیص للنتیجۃ عقبا قافۃ الحجۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۸۸)۔ ۲۰ فالَّذِینَ لَا یُؤْمِنُونَ۔ تِلْكَ آيَاتُ الَّذِینَ الَّهِیُ الْمُسْتَكْبِرِینَ زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ ۲۱ توحید پر تین عقلی دلیلوں اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الہی ماننے کے بجائے اسے انگوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں لَبِیْحُمِلُوا أَوْزَارَهُمْ الْخِیَالِیَّ لاس عاقبت کا ہے۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ قرآن کو انگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔ اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ پیٹھ پر اٹھا کر سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ ۲۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ فَآتَى اللَّهُ بُنِیَانَهُمْ الْخِیَالِیَّ یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر سے گر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر جائیں۔ کمال قوم بنو بنیائنا وعمدہ بالاساطین فَآتَى الْبَنِیَانِ مِنَ الْاسَاطِیْنِ بَانَ ضَعُضَتْ فَسَقَطَ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ وَمَاتُوا وَهَلَكُوا الخ

سودا داخل ہو

سبب ثبات دینی

المحل ۱۶

۵۹۵

ربیع الثانی ۱۳

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۲۶ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی و لا پھر قیامت کے دن

يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ

رسوا کرے گا اللہ ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو

تُسْأَلُونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۲۷

بیشک رسوائی آج کے دن اور بُرائی منکروں پر ہے

الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۚ

جن کی ۲۷ جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ بُرا کر رہے ہیں اپنے حق میں

فَأَلْفَوْا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَىٰ

تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ بُرائی کیوں نہیں

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۲۸ فَادْخُلُوا

اللہ خوب جانتا ہے جم تم کرتے تھے سودا داخل ہو

أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ فَلْيَسْ مَثْوَىٰ

دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا بُرا ٹھکانا ہے

الْمُتَكَبِّرِينَ ۲۹ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ

عزور کرنے والوں کا اور کہا ۲۹ پر ہینر گاروں کو کیا اتارا

رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرٌ ۚ وَالَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ

جہاں رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَكَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب

منزل ۳

(مدارک ج ۲ ص ۲۸) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ ۲۳ تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سر محشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِینَ أُوتُوا الْعِلْمَ الْخِیَالِیَّ علم سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوتِ توحید موضح قرآن و چنائی پر پہنچا دیئے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا اٹھا مارے۔

فتح الرحمن ص ۱۸۱ تمثیل است اسناد مکر ایثانہ باطل و جوہ ۱۲۔



دیا کرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوتِ توحید کو رد کیا کرتے تھے اور غیر اللہ کو ساز اور عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ۵۴ یہ الکافریں کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فکدیش مٹوئی المٹکدیرین تک ادخال الہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ خالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ خالمی انفسہم یہ تتوقفہم کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین مشرک کی وجہ سے اپنے اور پر ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک مشرک پر ڈگے رہے۔ تتوقفہم المملکۃ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے

۱۶ النحل

۵۹۶

دہما ۱۳

دَارِ الْمُتَّقِينَ ﴿۵۴﴾ جَنَّتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَى

گھر ہے پر ہمیز گاروں کا باغ میں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں  
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ

ان کے نیچے نہریں ان سے واسطے دیاں ہے جو چاہیں ایسا

يُجْزَى اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴿۵۵﴾ الَّذِينَ تَتَوَقَّاهُمْ

بدلہ دینا اللہ پر ہمیز گاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں

الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا

فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۶﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ

بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے کیا کا فر اب اس کے منتظر ہیں

إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رِيبَكَ

کہ آئیں ان پر فرشتے ۵۶ یا پہنچے حکم تیرے رب کا

كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ

اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۵۷﴾ فَأَصَابَهُمْ

ان پر پسین وہ خود اپنا بُرا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر

سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

ان کے بُرے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

يَسْتَمِزِعُونَ ﴿۵۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ

سمٹھا کرتے تھے اور بولے مشرک کرنے والے ۵۸ اگر چاہتا

اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَ

اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

منزل ۳

مأمور ہیں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس

سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک

عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں

حاضر ہو کر لوگوں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو پھر حضور

علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ فَاذْخُلُوا

أَبْوَابَ جَهَنَّمَ الْخِزْيُ الْأَخْزَى ﴿۵۵﴾ كَذَلِكَ

کاحال اور ان کے لئے تخویف اخروی ذکر کرنے کے بعد

اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی و اخروی

کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے

میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار

دیتے ہیں۔ لَكِنَّ يَنْ أَحْسِنُوا خَيْرٌ مَقْدَمٍ حَسَنَةٍ

مبتدا مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَكَذَلِكَ الْأَخْرَى

یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِينَ تَتَوَقَّاهُمْ الْخِزْيُ

ادخال الہی ہے۔ طَيِّبِينَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے

یعنی در آنجا لیکہ وہ مشرک کی نجاست سے پاک تھے۔

۵۵ تخویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس

عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا ہے مگر اس

کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب

مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈرتا

ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذَلِكَ فَعَلَ الْخِزْيُ

سرسکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ

نے انہیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ ان کے

اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَأَصَابَهُمْ

السلام کا انکار کرتے، دعوتِ توحید کو ٹھکراتے اور بطور

استہزاء و تمسخران سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ

تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کر کے ان کو ان کے مشرکانہ

اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھا دیا مشرکین

کہہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ

روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ ۵۷

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْمُنِجُ ۚ شَوْه ۚ



۳۸ یہ توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے نیز جواب شکوی ہے۔ ہم اس سے پہلے ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں اور ہر رسول کو ہم نے بھی وحی بھیجی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ جب ہم نے ہر پیغمبر کے پاس اسی مضمون کی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو تو تمہارا یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے تحریکات کی جائیں۔ ۳۹ طاعنوت ہر وہ معبود ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔ الطاعنوت وہو اسم کل معبود من دون اللہ (خازن)

و معالوجہ ۴ ص ۹) المراد به اجتنبوا عبادة ما تعبدون من دون الله فسمي الكل طاعنوتاً (کبرجہ ص ۲۵) یا طاعنوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاعنوت هو الشيطان دکل من يدعوا الى الضلالة (ابو السورجہ ص ۳۵) ۳۰ تخويف دیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ ان خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل ضد اور عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ۳۱ یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو متصرف و کار ساز جان کر فائز بن چکے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بلی وعداً علیہ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لاحالہ پورا کرے گا۔ لیکن انہیں انہی میں حشر و نشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر و نشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جاسکے کیونکہ جب اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے پیا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے۔ اس میں کافروں کے لئے تخويف اخروی بھی ہے۔

الفصل ۱۶

۵۹۷

ربیعاً ۱۳

لَا آبَاءُ وَلَا أَوْلَادُ وَلَا حَرَمٌ مِّنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ط كَذَلِكَ

نہ ہمارے باپ اور نہ حرام بھڑا بیٹے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو مداخلت

فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَلَّ عَلَى الرُّسُلِ

کیا ان سے انگوٹے سوسو رسولوں کے ذمہ نہیں

إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ

مگر پہنچا دینا صاف صاف اور ہم نے اٹھائے ہیں صاف ہر امت میں

رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۚ

رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہر شے سے ۳۶

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَىٰ اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ

پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی

الضَّلَالَةُ ۖ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ

مگر ابھی سو سیر کرو ستھ ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۳۶ إِنَّ تَخْرُصُ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ

انجام جھٹلانے والوں کا و اگر تو طمع کرے ان کو راہ ہدایت کی

قَالَ اللَّهُ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ۳۷

تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بھلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنًّا

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں ۳۸ کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی

يَكُونُ لَا بَلَىٰ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلَفُونَ فِيهِ

نہیں جانتے اٹھائے گا تاکہ ظاہر کرے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

مازل ۳

موضع قرآن ولا یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ ولا ہڑونگا وہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سندن رکھے ایسے کو طاعنوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور نبردست ظالم سب یہی ہیں۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی سلف اجماع کردہ اندوآن بدون رضائے خدا منعقد نہیں ہوا ۱۲۔



۳۲ یٰمُشْرِكِينَ كَيْفَ تَقُولُ لَا يَبْعَثُ مَنْ يَمُوتُ الخ کاروبے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ ہر سہولۃ الخلق علیہ ای اذا ارادنا ان نبعث من موت فلا تعب علينا ولا نصب في احياهم ولا في غير ذلك مما نختار (قرطبی ج ۱ ص ۱۰۷) ۳۳ مہاجرین کے لئے بشارت دینیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہم رسول اللہ و اصحابہ ظلہم اہل مکہ ففرق ابدینہم الی اللہ منہم من ہاجر الی الحبشۃ ثم

النحل ۱۶

۵۹۸

ربما ۱۳

وَلْيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبِينَ ﴿۳۹﴾ إِنَّهَا

اور تاکہ معلوم کریں کافر کہ وہ جھوٹے تھے و ہمارا

قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۰﴾

کہنا کسی چیز کو ۳۹ جب ہم اس کو کہنا چاہیں یہی ہو کہ کہیں اسکو ہو جا تو وہ ہو جائے و

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا

اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے ۴۰ بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا

لَنُبَوِّئَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً طَوْلًا يَجْزِي الْآخِرَةَ

البتہ ان کو ہم ٹھکانا دینگے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو

أَكْبَرُ لَكُمْ كُنتُمْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ

بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۴۲﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا

اپنے رب پر بھروسہ کیا و اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے نہ بھی

رَجُلًا مِّنْ قَبْلِهِمْ فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ

مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سوچو چھوڑا رکھنے والوں سے اگر تم کو

لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ

معلوم نہیں و ہم بھیجا تھا ان کو نشانیاں دیکر اور ورتے اور تیری ہم نے نہ بھیجے پھر

الذِّكْرُ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

یہ یاد داشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے اور تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۴﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ

غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو بڑے فریب کرتے ہیں و انہیں کہ

يُخَسِّفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب

منزل ۳

میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ فَإِنَّ رَبَّكُمُكَرُّوْهُوَ رَحِيْمٌ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو غریبوں کو فوراً انہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

موضع قرآن و یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا ظہور ہوا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھکڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا ویں و یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ و یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمن و این وعدہ محقق شد و مہاجرین را بمدینہ جانی داد ۱۲ و یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ و یعنی در حق پیغامبران و مؤمنان ۱۱

الی المدینۃ فجمع بین الہاجرین و منہم من ہاجر

الی المدینۃ مدارک ج ۲ ص ۲۱۱ اللہ تعالیٰ نے

مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور

پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب

اس سے کہیں بڑھ کر ہو گا۔ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوا الْغَیْمَ اَلَّذِیْنَ

ہَاجَرُوْا اِی صفت ہے۔ یہ گویا نذ کوں الصدر اجر و

ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام

مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی کر داشت کیا اور دین

اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت پر

بھروسہ کیا۔ ۳۴ یہ ایک شبہ یا سوال مقدر کا جواب

ہے مشرکین نے کہا ہم دعویٰ توحید کو اس لئے نہیں

مانتے کہ اس دعویٰ کو لانے والا انسان اول بشر ہے۔

نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو

نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات

مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر

کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب

انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر

تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء

علیہم السلام بشر تھے۔ قَالَ الزَّجَاجُ قَالُوا سَأَلُوا أَهْلَ

الْكِتَابِ لَیْزِنَ یَعْرِفُونَ مَعَانِیَ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاَنھَم

یَعْرِفُونَ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْھِمْ السَّلَامُ کُلُّھُمْ بَشَرٌ

دکیر جہ ص ۱۱۱ ۳۵ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم

نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان

کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ

اَلَّذِیْنَ مَكَرُوا الْاَلْحَ اِنَّ اِلٰھَ شَبَہ اور ترغیب کے بعد معاذین

کو تحویف دینیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے

ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور

منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور

مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین

میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ فَإِنَّ رَبَّكُمُكَرُّوْهُوَ رَحِيْمٌ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو غریبوں کو فوراً انہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔



منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔  
مِنْ شَيْءٍ كِي تَعْبِيرُهُ اسْتِغْرَاقٌ ہے۔ ۳۷۷ یہ دعوائی توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمر ہے یعنی جب تک وہی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ اللہ یعنی کار ساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو اَلْهَاقِیْنَ کے بعد اثنین اس لئے فرمایا کیونکہ جس اللہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعدا آلہ کی نفی مقصود ہے۔  
وَلَا مَا فِی السَّمٰوٰتِ الْغَرِیْبَةِ جو بھی دلیل سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاَصْبَآءُ اَیْ دَآءِمًا (قرطبی) ریح بن انس سے منقول ہے وَاَصْبَآءُ اَیْ خَالَصًا (روح)، اور اَلْاَلِیِّیْنَ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَلِیِّیْنَ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن یحییٰ العبادۃ وَاَقَامَ عِکْرَمَہُ شَہَادَۃَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَقَامَہُ الْحَدُّ دَوَالِفَ اَنْضَ رَجَحْرَجَ (ص ۵۷) یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کر و اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہذا وہی سب کا کار ساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے خلوص کیساتھ پابندی کرو اَفْغِیْرُوا اللّٰہَ تَتَّقُوْنَ یزجر ہے۔ فرمایا ہمیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب

عقلمند و عاقل

مدد غوثی توحید کا  
دوبارہ اعادہ اور  
ویل مذکورہ کا مرقہ  
۱۲

۱۳۴۱

منزل ۳

موضع قرآن رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کو قی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف  
فل پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ فل ہر بندے  
کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے جھکنا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔  
فتح الرحمن فل یعنی بعد اقامت قرآن ہلاک ۱۲۔



۱۷۵ یہ امتنان ہے بطور جزا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنا والا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو مگر اگر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو تو کھرا اذاکشف الخ پھر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرمادیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرمادیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مافی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے معنی لا کر مرلیض کو پلائی تھی تو وہ چنگا بھلا ہو گیا وغیرہ۔ والفریق هنا هم

المشركون المعتقدون حالة الرجاء ان الهتهم تنفع وتضر وتشفي وتجرح ۵۷۸ سید محمود

آلوسی منفی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آجکل اپنی مانتوں اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں ان کی گمراہی تو پہلے گمراہوں سے بھی بدتر ہے۔ وفي الآية ما يدل على ان صديح اكثر العوام اليوم من الجوار الى غيره تعالى من لا يملك لهم بل ولا لنفسه نفعاً ولا ضرراً عند اصابته الضرر لهم واعراضهم عن دعائه تعالى عند ذلك بالكلمية سفر عظيم هلال جان لكنه اشد من الضلال لقد روي ج ۱۴ ص ۱۷۱ ۵۷۹ لام باقبت کا ہے یعنی ان کے اس رویے کا انجام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے قسمت عوازم یہ تخويف اخروي کی طرف اشارہ ہے یعنی ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھا لو اور ناشکری کر لو کب تک ایسا کرو گے آخر اپنی تمام بد اعمالیوں کا انجام بد اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور اپنی غلطی معلوم کر لو گے ۵۸۰ یہ زجر ہے اور اس میں دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ یعنی تم غیر اللہ کو منصرف و کار ساز سمجھتے ہو اور ان کی خاطر نذرین دیتے اور تحریمات کرتے ہو۔ اور جو نعمتیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے غیر اللہ کے لئے حصے نکالتے ہو شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مویشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو بھرنے بدے ثواب کسی اور کو دلوا دے۔ المراد من هذا النصيب البعيرة والسائبة والوصيلة والخاص وهو قول الحسن (کبیر ج ۵ ص ۳۷۷) ۵۸۱ یہ تخويف اخروي کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شرک فعلی کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ ۵۸۲

تَتَّقُونَ ۵۸۰ وَمَا يَكُم مِّن نَّعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ تَمَرَّادًا

اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت اللہ کی طرف سے پھر جب

مَسَّكُمُ الضَّرْفُ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ۵۸۱ ثُمَّ إِذَا كُشِفَ

پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے

الضَّرْعَ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ يَرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۵۸۲

سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شرک بتانے

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمْتَعُوا أَفَ تَسُوفُونَ

تاکہ منکر ہو جائیں اللہ اس چیز سے جو کہ ہم نے ان کو دی ہے سو مرنے والا اور آخر

تَعْلَمُونَ ۵۸۳ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا

معلوم کر لو گے اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ۵۸۴ ایک حصہ

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَأْتِلُهِمْ لِشُعْلَةٍ عَمَّا كُنْتُمْ

ہماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھتا ہے ۵۸۵ جو

تَفْتَرُونَ ۵۸۶ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَنَهُ

بہتان باندھتے ہوں اور ٹھہراتے ہیں اللہ سے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ۵۸۷ وَإِذَا الْبُشْرَىٰ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ

اور اپنے لئے بدول چاہتا ہے قحط اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی ۵۸۸

كُلُّ وَجْهٍ مَّسْوُودٌ ۵۸۹ وَهُوَ كَظِيمٌ ۵۹۰ يَتَوَسَّرُ

سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے چھپتا پھرے

مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ أَيُمْسِكُهُ

لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے

عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ

ذلت قبول کرے یا اس کو داب دے معنی میں سنتا ہے بُرا

منزل ۳

یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل و خزا اور کنانہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحَنَهُ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی مصلی بیٹیاں مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور وہ نہیں کرتا جیسا کہ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ کی تعبیر موضع قرآن فل یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں مویشی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو بھرنے بدے ثواب کسی کو دلوا دے فل یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی پسران ۱۲۔



بننا رہی ہے یعنی وہ اللہ کے لئے پیٹیاں بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورہ زحرف ۲۷ میں مشرکین کا قول اس طرح بیان کیا گیا ہے **أَمْ يَتَّخِذُونَ مَا يُحْلِقُونَ بَدَنًا آلِهَةً يَنْشَأُونَ مِنَ اللَّيْلِ** یعنی یہ اللہ کی بیٹیاں بنا لیں تاکہ پھر بتا رہی ہے کہ وہ فرشتوں کو صلی بیٹیاں نہیں بلکہ بیٹیوں کی مانند سمجھتے تھے۔ **۲۷** یہ مشرکین کے مذکورہ بالا قول کا الزامی جواب ہے کہ انکا اپنا حال تو یہ ہے اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جائے تو غم و اندوہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ **يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ الْخَوِیُّ** اور کئی کئی دن وہ لوگوں سے چھپا رہتا ہے اور بارے شرم کے کسی کو ممتہ نہیں دکھاتا اور پھر سوچتا ہے کہ کیا ذلت و رسوائی برداشت کر کے اسے زندہ رکھوں یا اسے زندہ ہی کوزمین میں دفن کر دوں۔ **أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ** یہ کس قدر بری اور شرمناک بات ہے کہ جس چیز کو وہ خود

**مَا يَحْكُمُونَ ۝۹۹ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ**

فیصلہ کرتے ہیں جو نہیں مانتے **۱۰۰** آخرت کو ان کی بری

**السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱۰۰**

مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اعلیٰ اور وہی جو بدست حکمت والا

**وَكُوَيْدًا أَخَذَ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلُمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا**

اور اگر پکڑے **۱۰۱** اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر

**مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى**

ایک چلنے والے لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک

**فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَ**

پھر جب آجائے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے **۱۰۲** ایک گھڑی اور

**لَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۱۰۲ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ**

نہ آجے سرک سکیں گے اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے **۱۰۳**

**وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذْبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ**

اور بیان کرتی ہیں نہ باتیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے **۱۰۴**

**وَجَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ۝۱۰۴ تَاللَّهِ**

آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور وہ بڑھکے جا رہے ہیں **۱۰۵** قسم اللہ کی

**لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ**

ہم نے رسول بھیجے **۱۰۶** مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھرا چھ کر کے دکھائے انکو

**الشَّيْطَانُ أَعْمَا لَهُمْ فَمَوْءُودٌ لَّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمُ**

شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے واسطے

**عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۰۶ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا**

عذاب دردناک ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے

منزل ۳

نہایت ہی سے متعلق ہے اور اس میں مشرکین کے قول مذکور کی شفاعت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشرکین جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں آخرت کی جواب دہی کا ذکر نہیں وہ بہت بری صفتوں کے مالک ہیں۔ مثلاً لڑکوں کو پسند کرنا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا اور شرم و عار اور تنگدستی کے ڈر سے ان کو زندہ درگور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ باندہ صفت کا مالک ہے اور ان گھٹیا صفتوں سے منزہ ہے۔ صفتہ السوء وہی الحاجة الى الاولاد الذکور وکراهة الافان ووادھن خشية الاملاق (وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ) وهو الغنى عن العالمين والنزاهة عن صفات المخلوقين رمدارک ج ۲ ص ۲۷۷ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ اور اولاد سے مستغنی ہے۔ اسے نہ کسی نائب اور معاون کی حاجت ہے اور نہ وہ کسی کی سفارش کا تابع ہے۔ **الْعَزِيزُ فِي الْخِزْيَانِ وَالْحَكِيمُ فِي التَّأْخِيرِ** یعنی وہ پکڑنے میں زبردست ہے اور ڈھیل دینے میں بھی اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے **۱۰۷** یہ تخویف دنیوی ہے مشرکین کفر و انحراف میں اتہار کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پکڑنے میں عملت سے کام نہیں لیتا اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً پکڑ لیتا تو بے تک زمین پر کوئی جائدار زندہ باقی نہ رہتا اور سب ہلاک ہو چکے ہوتے اور زمین زندگی سے خالی ہو چکی ہوتی۔ کیونکہ معصوم تو صرف انبیاء علیہم السلام ہیں باقی سب لوگ دُشمن و کافر کسی نہ کسی درجہ میں ظالم و خطاکار ہیں، جب تمام بدکار اور خطاکار لوگ ہلاک کر دیئے گئے تو اب انبیاء معصومین کو زمین پر بھجھکی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی جب زمین تمام نیک و بد انسانوں سے خالی ہو گئی تو پھر دیگر حیوانات کو زمین پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ **وَوَجِہُ الْمَلَاذِمَةِ** افسہ تعالیٰ لو اخذ ہم بما کسبوا من کفر وادھن معصية لعجل

ہلا کہ ہم و حینئذ لا یبقی لہم نسل و من المعلوم ان لا احد الا و فی ابائہ من یشحق العقاب و اذا ہلکوا جمیعاً و بطل نسلہم لا یبقی احد من الناس و حینئذ یہلک الدواب لانہا مخلوقہ لمنافع العباد و مصالحتہم الخ روح ج ۱۴ ص ۱۷۱ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں **مَا تَرَكَ عَلَيْهَا** ظہور ہائیں **دَابَّةٍ** یہ کنایہ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر جا سکتا ہے یہ طلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ **۱۰۸** اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اہل مسیحی (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا موضح قرآن و ایضاً لوگوں کو یہ یاد دلاتا ہے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی موبس فٹ پکڑ لیا جونا کارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو مہلت ملے اور وہ روز بروز دُرخ میں بڑھتے ہیں۔ **فتح الرحمن** ص ۱۷۱ یعنی دُرخ انرا ۱۰۸۔



## الفصل ١٤

4.2

رجب ۱۳۱۳

کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو

ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی نہہ

پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پہلے اس میں

نشان ہے ان لوگوں کو جو سفتے نہیں دے اور تمہارے واسطے جو پاؤں ہیں

سوچنے کی جگہ ہے پلائے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے

لہو کے بیخ میں سے دودھ بھرا خوشکوار پیپے والوں کے لئے اور

١٠٠

١٠٠٠

مِنْ الْجِبَالِ مِمَّا مَوْجِبُ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ (٩٨)

مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ فَأَسْبِغْ بِسُيِّبٍ رَبِّكَ

(天)

منزل ۳

و غیرہ کو بخیر گروہوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ و اشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس کی پرواہ نہ کریں عیسیٰ مارا با قبولے کا زمیت۔ **شہ** یہ تجدید پر انچوں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ اور ناکارہ زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔ سمجھو رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ **وَرَأَىٰ لَكُم فِي الْأَنْحَاءِ جِبَالٍ مِّن مَّحْمُودٍ** میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گوبر اور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور پاکیزہ دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور سبزا ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے جو پائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں مضخم معدے کے بعد پھر اس کے کارآمد اجزاء اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور گوبر و مدہ میں رہ جاتا ہے۔ مگر اس سیال مادے کو مزید طبع دینے کے بعد خون کے اجزاء الگ کر کے دل کی طرف بھیج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کر کے دودھ کی نالیوں کے ذریعہ تھنوں میں موثّق قرآن و یعنی اسی طرح قرآن سے جانوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے و ل یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو۔



پہنچا دیتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ کعبۃ اٰی دلالت علی قدرۃ اللہ و وحدانیتہ و عظمتہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۱۱) کھجور اور انگور سے تم شراب کشید کرتے ہو جو تمہارا بہت ہی مرغوب اور دلپسند مشروب ہے اور اس کے علاوہ ان میوؤں سے تم کھانے پینے کی عمدہ اور اچھی چیزیں بھی تیار کرتے ہو مثلاً مشربت، نبید اور سرکہ وغیرہ۔ یہ سورت کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ میں جب شراب کی حرمت کا اعلان ہو گیا تو پھر کسی مسلمان نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سگڑا کے بعد رِسْرُقًا حَسَنًا کا علیحدہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ شراب رزق حسن نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ (الذیۃ سَابِقَہ)

۱۲۳ ربیع الثانی ۶۰۳ ۱۶ النحل

ذَلَّلَہُ یَخْرِجُ مِنْ بُطُونِہَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہُ

صاف ہے ہیں دیکھتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں

فِیْہِ شِفَاۃٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَا یَہْدِیْ لِقَوِّہِمْ

اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۶۹ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفَّکُمْ وَ

دھیان کرتے ہیں اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم کو موت دیتا ہے اور

مِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لَکِی لَا یَعْلَمَ

کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے سبکی عمر کو کہ سمجھنے کے

بَعْدَ عِلْمٍ شَیْءًا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝۷۰ وَاللّٰہُ

پہنچے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا اور اللہ نے

فَضَلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۚ فَمَا

بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں ۷۰ سو جن کو

الَّذِیْنَ فَضَّلُوْا اِبْرَادِیْ رِزْقِہُمْ عَلٰی مَا

بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے

مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَہُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ اَفَبِیْعَمَہُ

مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی

اللّٰہُ یُحَدِّثُ ۝۷۱ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ

نعمت کے منکر ہیں خدا اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے

اَنْفُسَکُمْ اَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَکُمْ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ

تمہاری ہی قسم سے عورتیں اور دیئے تم کو وہ تمہاری عورتوں سے

بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً وَرَزَقَکُمْ مِنْ الطَّیِّبٰتِ

بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو سستری چیزیں

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے کمرشے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواع رزق اور اقسام مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قدر

دعیم اور منعم و رحیم کے ساتھ غیروں کو صفات کار سازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت، بحالانا عقل و خرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق و مالک اور موضح قرآن مجملہ نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشا کے انگور کھجور سے روزی پاک اور نکلی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جانوروں کی اولاد عالم نکلے گی حضرت کے وقت بھی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی فلا یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے فلا رسول نے فرمایا کہ جب کبھی کاغلام اس کا کھانا پکا کر لے گئی اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچاوے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلا دے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

فتح الرحمن ص ۱۱۱ یعنی پہنچ کس نئی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔



متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ چوپایوں، پھلوں اور شہد میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ ۵۲ موت و حیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلقت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچیں میں موت سے سہکنار فرمادینا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے جس طرح وہ نطفہ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے، یہ منکرین قیامت پر

دسمبر ۱۳ ۶۰۴ الفحل ۱۶

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو

يَكْفُرُوْنَ ۝۴۱ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

نہیں مانتے اور بلو جتے ہیں عہہ اللہ کے سوا ایسوں کو جو

لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے

شَيْءًا وَّ لَا يَسْتَطِيعُوْنَ ۝۴۲ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ

کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں سو مت چسپاں کرو اللہ پر وہ

الْاَمْثَالَ ۝۴۳ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۴

مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

ضَرْبَ اللّٰهِ مِثْلًا عَبْدًا اَقْسَمُوْا كَاَنَّ يَقْدِرُ عَلٰی

اللہ نے بتلائی ایک مثال لہہ ایک بندہ پر یا مال نہیں قدرت رکھتا کسی

شَيْءٍ وَّ مِّنْ رَّزْقِنَا مِثْلًا رَّزْقًا حَسَنًا فَهُوَ

پہیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی کہ خاصی روزی سو وہ

يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا هَلْ يَسْتَوِيْنَ ط

خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے برابر کہیں برا بر ہوتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝۴۵ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶

سب تعریف اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے

ضَرْبَ اللّٰهِ مِثْلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ

بتائی اللہ نے دوسری مثال لہہ دوسری ایک گورگا

لَا يَقْدِرُ عَلٰی شَيْءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰی مَوْلٰہٗ اَيْنَمَا

کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

منزل ۳

انتخاب ہے۔ ۵۲ یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال ہجاہل هذا مثل الالهة الباطلة دین کثیر اللہ تعالیٰ نے رزق اور دیوی دولتیں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض لوگ بڑے دولت مند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بچا لے ان کے نوکر اور کارکن ہیں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم و قدرت اور ملک و تصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنائے۔ اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک و مملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفات کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالیٰ منکوا علیہم دای علی المشرکین، انتم لا ترضون ان تسادوا عبیدکم فیما رزقتم فکیف یرضی ہو تعالیٰ بمساواة عبیدلہ فی الالوہیۃ والتعظیم، ابن کثیر ۲ ص ۲۷۸ قہم فیہ سواۃ یہ منفی پر متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النفی کان فلیستوا دبحر ج ۵ ص ۵۵، ۵۵ یہ تمام نذر و بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

تو یہی ہے جو

پہلی مثال

دوسری مثال

۵۳ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام و سکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ لیکن یہ نافرمان گدار انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یسترون نعمۃ موضح قرآن و یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا گیا یا بیاد یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گزار نہیں و یعنی نہ آسمان سے میہم برسائیں نہ زمین سے اناج نکالیں و مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اس کی سرکاریں مخدایں اس واسطے انکو پوجتے ہوئے غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پریر نہیں کر لکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو اس کے دو مثالیں فرمائیں و یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سودے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پر یا مال ہے۔







ریما ۱۴

ممنکروں کو قتل اور نہ ان سے توبہ لی جائے قل اور جب

فتح الرحمن ۱۱ یعنی وازسروی نیز ۱۲ ول و آن نبی آن قوم باشند ۱۳ ول یعنی تا عذر خود نکنند ۱۴۔



رَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھسر ہلکا نہ ہوگا ان سے

وَالَّذِيْنَ يُظْهِرُونَ ۱۵) وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور نہ ان کو ڈھیل ملے اشد جب دیکھیں مشرک سے

شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ

اپنے شریکوں کو دیکھ کر بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو

كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ

ہم پکارتے تھے میرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات

إِلَيْكُمْ لَكُنْ بُؤْنٌ ۱۶) وَأَلْقُوا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامَ

کہ تم جھوٹے ہو اور آپڑیں اللہ کے آگے اس دن نغمہ عاجز ہو کر

وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۷) الَّذِينَ كَفَرُوا

اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں

وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۱۸) وَيَوْمَ نَبْعَثُ

عذاب بدلے اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم

فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ

ہر فرقہ میں شہید بتلانے والا ان پر انہی میں سے کا ہے اور

جِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَتَرْنَا عَلَيْكَ

آجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر

الْكِتَابَ تَبْيَا نَا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَ

کتاب مجھ کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مکیبی احکام کے تابع ہیں۔ ۱۵) یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس کے افسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ جو پائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چٹروں سے گھر یعنی خیمے اور سائبان بناتا ہے جو بیکے پھلے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے غمانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، مہدے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۱۶) اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنا دیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفان باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اونٹ اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سائبانوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی نہ ہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ تَفْقِيْكُمْ تَبَا سَكُمُ لَوْ هِيَ كِزْرًا يَسْ جَوْ جَنَگ میں پہنچی جاتی تھیں تاکہ بدن پر تلوار یا تیر اثر نہ کر سکے۔ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ لَكُمْ نِعْمَتَهُ الْخَبِيْرَةَ ساری نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ منعم و نعمت دہندہ کو پہچانو، اس کا شکر بجالاؤ، اس کی پوری پوری اطاعت کرو اور اس کے ساتھ شکر نہ کرو اور اسی کو منعم سمجھو اور اسی کو متصرف و کار ساز سمجھ کر حاجات میں پکارو یعنی لَعَلَّكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ تَخْصَوْنَ لِلَّهِ الْوَحْدَانِيَّةَ وَالْاَلُوْهِيَّةَ وَالْعِبَادَةَ وَالطَّاعَةَ وَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلٰی هَذِهِ الْاَنْعَامَاتِ اِلَّا اللّٰهُ (خازن ج ۴ ص ۳۸)

۱۷) یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور ان کی جزا محذوف ہے ای فان تولوا بعد هذه الدلائل الواضحة والبيّنات القاهرة قَافٍ لِمَعْنٰی بِه معاندین اگر ایسے واضح دلائل و بیّنات کے بعد بھی سہ تو حید کو نہ مانیں تو تف ہے ان کی عقلوں پر۔ اگر وہ نہ مانیں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ آپ کا فرض تبلیغ ہے جو آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا۔ صاحب مدارک نے فلا تبعۃ علیک جزا مقدر مانی ہے۔

ای فلا تبعۃ علیک وفي ذلك لان الذی علیک هو التبلیغ الظاهر وقد فعلت (مدارج ص ۲۸۴) ۱۸) وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں سچی طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود علمائے انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرنے اور انہیں راہ عناد و تعنت ان نعمتوں کو اپنے محبوبان باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای یعرفون لان اللہ تعالیٰ هو المصدق الیہم ذلك وهو المتفضل به علیہم ومع هذا ینکون ذلك و یعیدون معه غیبرہ ویستندون النص والبرق الی عنبرہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۸۵) ان کے دلوں پر مہم جہارت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہو گا نہ انسان کا موضوع قرآن و جولوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا دینی نام رکھ کر آپ کو بھولتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی محبوبان باطل طود ص ۱۲ ص ۱۲ و آن نبی آن قوم باشر ص ۱۲



۵۶۸ تحریف اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں ماننے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطور گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوت حق کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس دن ان مشرکین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاَذْأَلْذِئْنَ الْاَنْحِلْ اَنْبِیَارِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دے جائے گی۔ ۵۶۹ قیامت کے دن جب مشرکین ان

النحل ۱۶

۴۰۸

ربیع الثانی ۱۳

بَشَرًا لِّلْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا

وَالْاِحْسَانِ وَایْتَاٰ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ

اور بھلائی کرنے کا لکھ اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے

الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعْظُمُ لَعْنُکُمْ

بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم

تَذْکُرُوْنَ ۝۹۱ وَ اَوْفُوا۟ بِعَہْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاہَدْتُمْ

یاد رکھو اور پورا کرو عہد اللہ کا لکھ جب آپس میں عہد کرو

وَلَا تَنْقُضُوا۟ الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا وَقَدْ

اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے

جَعَلَتْہُمُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا ۝۹۲ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا

کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن بنا لیا اللہ جانتا ہے جو تم

تَفْعَلُوْنَ ۝۹۳ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْ نَقَضَتْ غَزْوَہَا

کرتے ہو اور مت رہو جیسے وہ غزوت کو توڑا اپنا سوت اس نے کاٹا

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاۡطٌ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا

محنت کے بعد حکمرانوں کے پھراؤ اپنی قسموں کو چلنے کا بہانہ

بَیِّنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّۃٌ ۭ ہٰی اَرْبٰی مِنْ اُمَّۃٍ ط اِنَّہٗ

ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہو دوسرے فرقے سے کہ یہ تو

یَبْلُوْکُمْ اللّٰہُ بِہٖ وَلَکُمْ یَوْمٌ الْقِیَمَۃِ مَا

اللہ یہ رکھتا ہے تم کو جس سے اور آئندہ گھول دیا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات

کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۴ وَ کَوْشَاۡ اللّٰہُ لَجْعَلْکُمْ

میں تم جھگڑ رہے تھے اور اللہ چاہتا تو جسے تم سب کو

منزل ۳

۱۲

سلاطین و مملوکین کا بیان

توڑنے والوں کا بیان

خاص خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہماری حقیقی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں۔ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر بھجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ فَاَلْقُوا الْحِیۃَ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بتا رہے ہوں ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں تکفیر یا کفر شہید اکبرینا وَبَیِّنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ عِبَادَکُمْ (نورس) قیامت کے روز مشرکین سرافندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہوں گے اور جن خود ساختہ حمایتیوں اور سفارشوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْحِیۃِ یہ تحریف اخروی ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ماننے دیتے تھے انہیں دو گنا تک عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے غلطی خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ اِیْ عَذَابًا یَّکْفُرُہُمْ وَ عَذَابًا یَّصْدُہُمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دمارک ج ۲ ص ۲۷۱ کے اعادہ بوجہ بعد عہد ہر لئے بیان امر زائد میں اَنْفُسِہُمْ یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ پکاریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِکَ الْاَنْحِلْ اور آپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور

سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اَقُولُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْاَنْحِلْ میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک موضع قرآن ہے کہی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا اور اسے اقبال وہی لاوے تو آوے اور بد کوئی کا خیال تب ہی آتا ہے جب ادھر آنا ہوتا ہے۔ دوسرے کا گویا نہ گرا اول آپ گزرا ہے اپنے بنے کام کو خراب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مادر سارے برس سوت کو اتنی کہ جڑ اول دوں گی اقرار کو جب جاڑ شروع ہوتا سوت کٹر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی نام اوراد و قسم مذکورہ کردہ ایدہ ص ۱۲ یعنی برائے منفعت دنیا ممال و منال زیادہ بدست آیدہ ص ۱۲ مترجم گوید مراد تحریک عین غموس و حاصل مثل آنست کہ اعمال خود را ضبط کنی چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کردہ واللہ اعلم گویا انجا اشارہ است بآنکہ عین غموس ضبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ص ۱۲۔







ریاست ۱۳

\_\_\_\_\_

پانچویں کتاب کا دوسرا  
جلد  
شکوئی (معنا)  
جواب شکوئی  
جلد ۱۲

مال و دولت میں زیادہ، ازید عدد وافر و مالاً  
(مدارک ج ۲ ص ۷۲) یعنی مشرکین کی کثرت تعدد اور فرا  
جماعۃ بسبب ان تھیں جماعۃ اخروی اکثریت ہا و  
موضع قرآن سرچہ فتناء بلکہ اللہ کی شاہ میں ووڑے  
ہر وقت ہر موافق اس وقت کے حکم بھیجے توفیقین والوں کا دل قوی  
فتح الرحمن و یعنی یک آیت لا بایت دیگر نسخ کنیم



احمرت میں۔ ہی خوں شراب ہیں پھر بات یہ ہے کہ میرا رب ان لوگوں پر کہ

تعمیر و ترمیم

منزل ۲

کا نہیں پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جہاں دولت دنیا کے فریب میں آنے سے ڈرایا جاتا ہے وہاں عام طور سے تین باتیں مذکور ہوتی ہیں (۱) دولت دنیا کا ایک شخص کا غلام رومی نصرانی کے میں تھا حضرت کے پاس آ بیٹھنا محبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے **و** یعنی جتنا **موضع قرآن** سمجھائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں **و** پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہ اب فرمایا کہ جو کوئی شبہ سُن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم زبردستی سے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہو دے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر منہ قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے **و** اور جو کوئی ایمان سے پھرے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر تیار کر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ و استغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔



قبل و حقیر ہے۔ (۲) اس کی وجہ سے دنیا میں مذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی مذاب ہوگا امر اول مَآ عِنْدَ كُفْرٍ يَنْقُذُ سے امر دوم وَ تَنْقُذُوا الشُّرُوءَ سے اور امر سوم وَ لَكُمُ عَذَابٌ عَظِيمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۷ جو مردوزن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہوگی کیونکہ مؤمن موصد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر و قناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہان دنیا کو تخت و تاج اور بے شمار سامان تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حَبِیۃً طَیِّبَةً سے آخروی زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور

ربہام ۱۲ ۶۱۲ الفصل ۱۶

هَاجِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلْتُمْ جَاهِدُوا وَاصْبِرُوا

انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۱۰ یَوْمَ تَأْتِي

بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے جس دن آئے گا ۱۱۰

كُلُّ نَفْسٍ نَحْدِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

ہر جی جواب د سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۱۱۱ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۱۱۱ اور بتلانی اللہ نے صفہ ایک مثال ایک بستی کی

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا اَمِّنًا كُلٌّ

تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَاذَاقَهَا اللَّهُ لَبَاسًا

پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے

اَلْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۱۱۲ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ

تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے ۱۱۲ اور ان کے پاس پہنچ چکا

رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آپکڑا ان کو عذاب نے اور وہ

ظٰلِمُونَ ۱۱۳ فَكُلُوا مِنْ اَرْزَاقِ اللَّهِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا

گنہگار تھے ۱۱۳ سو کھاؤ صفہ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو

نِعْمَتَ اللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ اَبْنَاءَ نَعْبُدُ وَنُؤْمِنُ ۱۱۴ اِنَّا حَرَمَ

اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو تو اللہ نے تو ہی حرام کیا ۱۱۴

عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ وَالْذَّمَّ وَالْحَمَّ الْخَنَزِيرُ وَمَا اُھْلُ

تم پر ۱۱۵ مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام لکھا

مازل ۲

وضوح قرآن عماران کے ہاں یا سر اور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مگر پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں فل یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ فل ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا کہ کاکہ کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے غالی نہ رہنے لگے یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمن فل این قصہ اجمالی انشراح کردہ شدہ است از قصہ ہائے بسیار و منطبق است برواقعہائے بے شمار و لہذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است دو تشبیہ در یک سیاق ۱۲۔

پر لطف ہونا کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں۔ والمراہ بالحیاء الطیبۃ الحیاءۃ الی تکتون فی الجنة اذ ہناک حیاۃ بلا موت وغنی بلا فقر وصحۃ بلا سقم و ملک بلا ہلاک وسعادۃ بلا شقاوۃ (روح قبضہ) ۱۷ یہ دلیل وحی یعنی وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ الْخِ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمام ضروریات دین کی پوری تفصیل موجود ہے اور جس میں مذکور الصدر امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو پس جب آپ اس کی تلاوت فرماتے لگتے تو اس کی ابتداء میں شیطان سے استعاذہ ضرور کر لیا کریں کیونکہ وہ دوران تلاوت وسوسے ڈالنے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ آپ پر اس کا کوئی کمزور فریب اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ مؤمنین صادقین جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا البتہ اس کے درغلانے اور وسوسے ڈالنے کا ان لوگوں پر اثر ہوتا ہے جو وسوسوں پر عمل کرتے اور اس کے گمراہ کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ یہ میں بار سبب ہے والہی بے سببہ۔۔۔ اہی من اجلہ من اجل حملہ آیا ہم علی الشریک یا اللہ صادر امتحان کبیر جہاد ملک تلاوت قرآن سے پہلے استعاذہ کو مشہور الفاظ جو حدیثوں میں وارد ہیں یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۱۷ یہ مشرکین پر شکوی ہے جو قرآن مجید پر شیطانی وسوسوں سے بے جا شبہات وارد کرتے تھے یہ ان کا پہلا شبہ ہے جو دلیل وحی سے متعلق ہے قرآن مجید میں جو احکام اجتہاد میں وقتی مصالح کی بنا پر نازل کئے گئے تھے جب ان کی ضرورت باقی نہ رہی تو انہیں منسوخ کر دیا گیا اس پر مشرکین طعن کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بات کہے پھر اسے واپس لے لے

بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا کہ کاکہ کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے غالی نہ رہنے لگے



اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا ذابا اللہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ خدا کا کلام ہے جسے وہ غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ مشرکین ظالم ایسے بیباک تھے کہ حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے پورے وثوق سے کہنے لگے اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتٍ اے محمد! بات صرف یہی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا ہے یعنی اللہ نے یہ کلام نازل نہیں فرمایا (اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتٍ) متفقوں علی اللہ تعالیٰ تا صمد نبی شہید و لك فتنة هي عنه روح بهم (ص ۲۳) یہ درمیان میں جملہ محترفہ ہے جس میں نسخ کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اس کی مصلحتوں اور اس کے مواقع کو وہ خوب جانتا ہے یہ گور باطن محض نادانی سے اعتراض کرتے

ہیں۔ ۱۵۵ یہ جواب شکوی ہے اور شبہ الہی کا رد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افتراء نہیں بلکہ یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مومنوں کا امتحان کرے۔ چنانچہ جب کوئی آیت منسوخ کی جاتی ہے تو مومنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب منسوخ کے بجائے نسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیس بلوہم بالسنم حقا اذا قالوا فيه هو الحق من ربنا والحمد لله الحكيم لا يفعل الا ما هو حكمه وصواب حكم له مثبتات القدم وصحة اليقين وطمانينة القلب ومدارك ج ۲ ص ۲۳) ۱۵۶ یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک رومی غلام بعام نامی رہتا تھا یہ اسلام لا چکا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لیس ان الذی یبذل عن الذی الخ یہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبیث باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف شمسۃ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجمی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے مشرکین کا یہ طعن بھی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض ازراہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت محقول دیا گیا۔ ۱۵۷ یہ معاندین کے لئے تحوایف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْخَبِیْرَ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افتراء وہی شخص کر سکتا ہے

۱۶ النحل  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

لَا يَغِيْرُ اللّٰهُ بِهِ فَمَنْ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۵ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمْ كَذِبًا هٰذَا حَلَلٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلٰی اللّٰهِ ۝۱۱۶ اَلْكَذِبُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْكَذِبُ بِاَنَّهُمْ لَا يَفْلَحُوْنَ ۝۱۱۷ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۱۸ اِنَّ كَا بَهْلًا لَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۱۱۹ اِنَّ اَبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا ۝۱۲۰ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۲۱ شَاكِرًا لِّنِعْمَةِ اللّٰهِ ۝۱۲۲ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۲۳ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۲۴ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۲۵ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۲۶ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۲۷ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۲۸ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۲۹ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۳۰ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۳۱ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۳۲ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۳۳ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۳۴ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۳۵ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۳۶ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۳۷ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۳۸ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۳۹ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۴۰ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۴۱ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۴۲ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۴۳ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۴۴ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۴۵ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۴۶ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۴۷ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۴۸ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۴۹ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۵۰ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۵۱ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۵۲ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۵۳ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۵۴ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۵۵ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۵۶ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۵۷ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۵۸ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۵۹ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۶۰ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۶۱ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۶۲ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۶۳ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۶۴ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۶۵ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۶۶ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۶۷ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۶۸ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۶۹ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۷۰ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۷۱ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۷۲ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۷۳ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۷۴ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۷۵ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۷۶ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۷۷ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۷۸ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۷۹ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۸۰ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۸۱ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۸۲ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۸۳ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۸۴ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۸۵ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۸۶ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۸۷ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۸۸ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۸۹ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۹۰ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۹۱ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۱۹۲ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۱۹۳ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۱۹۴ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۱۹۵ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۹۶ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۱۹۷ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۱۹۸ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۱۹۹ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۰۰ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۰۱ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۰۲ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۰۳ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۰۴ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۰۵ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۰۶ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۰۷ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۰۸ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۰۹ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۱۰ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۱۱ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۱۲ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۱۳ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۱۴ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۱۵ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۱۶ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۱۷ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۱۸ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۱۹ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۲۰ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۲۱ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۲۲ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۲۳ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۲۴ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۲۵ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۲۶ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۲۷ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۲۸ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۲۹ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۳۰ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۳۱ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۳۲ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۳۳ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۳۴ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۳۵ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۳۶ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۳۷ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۳۸ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۳۹ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۴۰ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۴۱ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۴۲ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۴۳ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۴۴ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۴۵ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۴۶ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۴۷ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۴۸ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۴۹ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۵۰ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۵۱ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۵۲ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۵۳ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۵۴ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۵۵ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۵۶ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۵۷ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۵۸ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۵۹ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۶۰ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۶۱ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۶۲ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۶۳ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۶۴ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۶۵ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۶۶ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۶۷ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۶۸ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۶۹ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۷۰ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۷۱ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۷۲ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۷۳ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۷۴ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۷۵ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۷۶ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۷۷ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۷۸ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۷۹ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۸۰ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۸۱ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۸۲ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۸۳ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۸۴ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۸۵ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۸۶ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۸۷ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۸۸ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۸۹ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۹۰ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۹۱ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۲۹۲ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۲۹۳ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۲۹۴ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۲۹۵ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۲۹۶ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۲۹۷ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۲۹۸ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۲۹۹ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۳۰۰ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۳۰۱ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۳۰۲ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۳۰۳ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۳۰۴ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۳۰۵ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۳۰۶ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۳۰۷ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۳۰۸ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۳۰۹ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۳۱۰ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۳۱۱ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۳۱۲ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۳۱۳ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۳۱۴ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۳۱۵ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۳۱۶ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۳۱۷ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۳۱۸ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۳۱۹ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۳۲۰ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۳۲۱ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۳۲۲ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۳۲۳ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۳۲۴ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۳۲۵ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۳۲۶ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى ۝۳۲۷ اَوْرَثْنَا دَاوُدَ ۝۳۲۸ اَوْرَثْنَا سُلَيْمٰنَ ۝۳۲۹ اَوْرَثْنَا اٰدَمَ ۝۳۳۰ اَوْرَثْنَا نُوْحًا ۝۳۳۱ اَوْرَثْنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝۳۳۲ اَوْرَثْنَا اِسْحٰقَ ۝۳۳۳ اَوْرَثْنَا يٰحٰقَ ۝۳۳۴ اَوْرَثْنَا مُوْسٰى



ربیعہ ۱۴۱۱ھ

۱۲۸) **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ**  
 اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

二

منزل ۳

فتح الرحمن میترجم گوید یعنی یهود و مسیح میگردند در شنبه طائفه گفتند که خدا یتعالی روز شنبه از خلق فارغ شد پس در شنبه عبادت باید کرد و طائفه سکوت کردند



اس حصہ میں شرک فعلی کی دو شکوہوں کا رد کیا گیا ہے۔ تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہذا اب فکلو اسے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذرین ماننے سے بھی باز آ جاؤ۔ اس میں تحریمات غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال و طیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہونی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بکیرہ، سائبہ وغیرہ نہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورہ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو مائتہ ۱۲۷۔ ۲۹۸ یہ حکم رب اللہ ھملاً الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارا۔ معبودان باطلہ کی تحریمات کرنے اور نذرین ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجالاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذرین دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ ۹۴ اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بکیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے موطر، دم مسفوح رزق کے وقت بہنے والا خون، خنزیر اور نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ حاشیہ ۲۱۷ ص ۴۷۔ ۹۵ یہ مابل پر متفرع ہے بطولف و نشر غیر مرتب ھذا احلل یہ نذر غیر اللہ پر اور ھذا احرام تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریر انھا ہو باللہ عزوجل وليس لاحد ان يقول او يصرح بهذا في عين من الاعيان الا ان يكون البادي تعاين خبر بذلك عند (قرطبی ج ۱ ص ۱۶۷)، لہذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بتاتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

[illegible]



۹۹ جب دونوں حصوں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریقہ پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمّۃ بر وزن فُعْلَکۃ بمعنی مغلول ہے ای ما مومناً اور ما مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمّۃ بمعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس قدر خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عندہ علیہ السلام من الخیر ما کان عند اُمّۃ وہی لجماعۃ الکثیرۃ .... وقیل لاصۃ ہنا فعلۃ بمعنی مغلول کما لرحلۃ بمعنی المغلول البیرویح ج ۱۴ ص ۱۸۷ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قائلاً رب اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حذیفاً تمام باطل دینوں سے مغرور ہو کر صرف دین توحید کو ماننے والے، و کہو کیف ہذا المشرک لکن اور ہر قسم کا شرک و شرک فی التصرف اور شرک فعلی، کہنے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَیْءٌ کَرِہٌ اِلَّا نَعُدُّہ الذلّٰی لنعتمون کا شکر ادا کرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذیریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَنَبَہُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا اور صراطِ مستقیم در راہ توحید کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی۔ وَ اَتَيْنٰہُ الْکُتُبَیْنِیْنِ ہم نے ان کو یہ رتبہ بلند عطا کیا کہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ ۱۱۰ دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اسے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اسے مشرکین مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھ بھی حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیم کی پیروی کروں اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اسے مان لو۔ پھر اللہ کو پکارنا بھی جھوٹا دو اور غیر اللہ کی نذیریں نیازیں دینے سے بھی باز آ جاؤ۔ ۱۱۱ یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملت ابراہیم کے تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سبت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجالانے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فیہ علی نبیہم حیث امرہم یا لجمعة فاختاروا السبت وھما الیہود وروح ۱۴ ص ۱۸۷ حضرت شیخ رحمہ فرماتے ہیں فیہ میں فی معنی لام اعلیہ ہے ای اختلفوا الاجل تعظیم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا ۱۱۲ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و حکمہ جن سے دعویٰ ذنب واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَۃُ الْحَسَنَۃُ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تخویف و انداز کے ساتھ نہ غیب و تبشیر بھی ہو۔ اَلَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ درود و مدارک، آپ دلائل و براہین کے ساتھ نفع و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستہ انداز گفتگو سے دعوت توحید پیش کرتے ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پر واہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّکَ کَھُوَ اَعْلَمُ الْخٰمِنِے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یعنی اِنَّمَا عَلَیْکَ یَا حَمْدُ تَبْلِیْغُ مَا اُرْسَلْتَ بِہِ الِیْہِم و دعائے اہم و عا اہم ھذہ الطرق الثلاثۃ وھو اعلم یا لفریقین الضالّ المہتدی فیجادی کل عمل بجملة (خازن ج ۴ ص ۱۵۵)۔ ۱۱۳ اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لے لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجر و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ ۱۱۴ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے ضد و عناد پر ڈٹے رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الْاِجْمَلہ ماقبل کے لئے تحلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمال صالحہ بجالائیں یا تحسین سے غلصہ میں مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام تک و دو نہضتیں رضائے الہی کے لئے ہوائی ہو ولی لذین اجتلبوا السیئات ولی العاقلین بالطاعات فیل من اتقى فی افعاله واحسن فی اعماله کان اللہ معہ فی احواله ومعینہ نصیر فی ملامتہ وعصمتہ المخطوۃ مدارک ج ۲ ص ۲۳) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجہ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لا محالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لہذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت توحید اور پیغام الہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔



## سورہ نحل میں آیات توحید و اسکی خصوصیات

- ۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ - تا - كَذَّالَهِ الْآلَاءُ أَنْفَا تَقُولُونَ - مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔
- ۲۔ تَخْلُقُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ - تا - وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ - نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - تا - وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ - (۲۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ - (۲۶) نفی شرک فی العلم۔
- ۵۔ لَا جَبْرَ مَا يَكُونُ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ - (۳۶)
- ۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ - مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔
- ۷۔ أَوْ كُمْ يُدْرِكُ إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ - (۶) - تا - أَفَعَيَّرُوا اللَّهَ تَقُولُونَ - (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ نفی شرک فعلی۔ وبقا خدا ہے لیکن اللہ کے دینے سے نذریں غیر خدا کی دیتے ہیں۔
- ۹۔ وَاللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً - (۸۶) - تا - وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ - (۱۰۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۰۔ مَرْبِّ اللَّهِ مَثَلًا عَبْدًا - تا - وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - تمثیل برائے معبود برحق و معبود باطل۔
- ۱۱۔ وَاللَّهُ غَیْبُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ - تا - إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - (۱۱۶) نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔
- ۱۲۔ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ - تا - كَذَلِكَ يُبَيِّنُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ - نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۳۔ وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ أَشْرَكُوا شَرَّكَاءَ هُمْ - تا - فَدَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْكَرُونَ - (۱۲۶) نفی شرک فی التصرف والافتیاء۔ مرسومہ غاشیہ قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔
- ۱۴۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ - تا - وَمَا أَهْلَ لَغْوِ اللَّهِ بِهِ - (۱۵۶) نفی شرک فعلی۔
- ۱۵۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً - تا - وَكَمْ يَكُ مِنَ الْكَافِرِينَ - (۱۶۶) نفی شرک فی التصرف و شرک فعلی۔
- ۱۶۔ مسئلہ توحید کون ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دنیوی تحویف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعویٰ توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور وحی ذکر کر کے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔
- ۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

(آج بتاریخ ۷ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر

۲۵ منٹ پر سورہ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله الذی بنعمته تم الصالحات والصلوة والسلام علی رسولہ

سید السادات علی آلہ وصحبہ ما دامت الارض والسموات،



# سُورَةُ بَنِي إِسْرَءِيلَ

**رابط :** سورۃ بنی اسرائیل کو سورۃ نخل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نخل یعنی شہد کی مکھی الہام الہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و منصرف اور کار ساز ہونے کا پتہ چلتا ہے اس لئے تم یہ بات مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کر کے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب خداوندی سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

**معنوی رابط :** سورۃ نخل میں مشرکین کے مطالبہ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا۔ مشرکین ازراہ عناد و استہزاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین قحط میں مبتلا کر دیا جس کا سورۃ نخل کی آیت ذیل میں ذکر کیا گیا۔ وَصَيَّبَ اللَّهُ مَثَلًا فَزَيَّبْنَاكَ لَأْتِيَ أَخَاكَ مُطْمَئِنَّةً (ع ۱۵) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا تاکہ انہیں مشرک کا اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اس کے بعد ان سے قحط کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موفع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور شرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھانے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد عناد اور انکار و وجود پر اڑے رہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہو جائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ وَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ (رعد ع ۱)

اب سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا ہم نے تمہیں معجزہ اسراء دکھا دیا ہے۔ اگر عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے کیونکہ معجزات تحویف کیلئے ہی دکھائے جاتے ہیں اور یہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہیں مانتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قوم ثمود نے معجزہ نافر دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور قوم فرعون نے معجزہ عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔

**خلاصہ :** اس سورت میں معجزہ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ معجزہ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں۔ ایک وہ جو مسئلہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تحویف ہے۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے۔ قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ - تَا - وَ كَبِّرُوْهُ تَكْبِيْرًا (ع ۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے الرحمن کہہ کر۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں۔ وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ الْخَمِيْنِ میں پکارا کا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکارو تاکہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْخَمِيْنِ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ الْخَمِيْنِ کی دلیل ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کا رسانی کا مالک ہی ہے اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیات توحید دس اور آیات معجزہ پانچ ہیں۔

## آیات توحید | ایک دلیل وحی — تین دلائل نقلیہ — چھ دلائل عقلیہ

**دلیل وحی :** سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی بَعْدَہ الْخَمِیْنِ یہ امر محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ اے سبحوا سبحاناً اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا کہ مجھے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ تورات میں بھی یہی حکم دیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو کار ساز نہ بناؤ اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے۔

**دلائل نقلیہ :** (۱) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَ اٰتٰیْنَا مُوْسٰی الْکِتٰبَ - تَا - اَلَّا تَتَّخِذُ وَاٰمِنَ دُوْنِیْ وَکِیْلًا (ع ۱) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب تورات نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کار ساز نہ بناؤ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو۔

(۲) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلْ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ - تَا - کَانَ مَحْذُوْرًا (ع ۶) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کار ساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دور کر سکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزان و ترساں رہتے ہیں۔

(۳) دلیل نقلی از علماء اہل کتاب اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہِ اِذَا نُصِّلَ عَلَیْہُمْ - تَا - وَ یَزِیْدُہُمْ خُشُوْعًا (ع ۱۲) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو کو مانو یا نہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرتے اور اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہیں تو یہ بھی قرآن، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے۔

**ولاعل عقلیہ :** (۱) اِنَّہٗ کَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی وحی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

(۲) وَ جَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ - تَا - وَ کُلَّ شَیْءٍ فَصَلْنٰہُ تَفْصِیْلًا (ع ۲) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبّر سب کا کار ساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پکار کے



لائق بھی وہی ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ — تا — خَبِيرًا بَصِيرًا (ع ۳) توحید پر تیسری عقلی دلیل۔ رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ زمین و آسمان سے روزی کے اسباب وہی مہیا کرنا ہے اور تمام انواع و اقسام رزق وہی پیدا کرتا ہے۔ روزی کی کمی جتنی بھی اسی کے اختیار میں ہے اور پھر خیر و بصیر یعنی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی وہی ہے۔ لہذا اس کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کے نام کی خیرات کرو اور اسی کی رضا جوئی کیلئے نذرین منین دوا و حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔

(۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو بیشک بڑی فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے لیکن سب کچھ جاننا ساری مخلوق کے تمام حالات سے باخبر رہنا مخلوق سے مصائب و مضرات دفع کرنا اور ان کی حاجات مشکلات میں کام آنا ان کے بس میں نہیں۔ یہ صفات کار سازی ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) رَبُّكُمْ الَّذِي يُزِيلُ — تا — كَانُ بِكُمْ رَحِيماً (ع)، دریاؤں اور سمندروں کی خوفناک لہروں میں سے کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سلامت گزاری کر کے لگانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرتِ کاملہ اور رحمتِ مشاطہ کی واضح دلیل ہے۔ لہذا اس قادر درجیم کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں۔

(۶) قُلْ لَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرٍ فَصَادَتْ لَغَوَّيْنَاهُمْ وَبَارِئٌ مِمَّا يَصِفُونَ — تا — وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا (ع۱۸) اس آیت میں خطاب تمام مخلوق سے ہے خواہ انسان ہوں یا فرشتے یا جن۔ اے انسانو! فرشتو! اور جنو! اگر رحمتِ خداوندی کے خزانے تمہارے قبضہ و تصرف میں دے دیئے جائیں تو تم بخل سے کام لے لینے لگو گے اور مخلوقِ خدا کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچا سکو گے اس لئے اللہ کے سوا کوئی جبُّ اُتار اور کارساز نہیں۔

یہ اربعہ معجزاتِ الہیہ تھے۔

## آیاتِ معجزہ یا آیاتِ تخویف

ان سے مقصود یہ ہے کہ اگر معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ آیات معجزہ پانچ ہیں۔

۱) سُبْحَنَ الَّذِي آمَنَّا بِهِ (معجزہ اسرار اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا اعجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندہ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک و فہاں سے آسمانوں تک رات کے تھوڑے سے حصے میں سیر کرائی، مثلاً کہ اب اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانیں گے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔

۲) اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيْ اِلَى الْخَيْرِ (معجزہ اسرار کی طرح قرآن مجید بھی ایک معجزہ ہے اور یہ قرآن بھی اسی مسئلہ توحید کو بیان کرتا ہے جس کی تائید کے لئے معجزہ اسرار ظاہر کیا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُرْسِلَ الْاَحْمَرَ (۶۴) ہم معاندین کے منہ مانگے معجزے اس لئے ظاہر نہیں کرتے کہ مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد مہلت نہیں دی جاتی بلکہ فوراً عذاب سے منکرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے چنانچہ قوم ثمود کو ان کا مطلوبہ معجزہ دیا گیا مگر کچھ بھی انہوں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرَّعْيَا الْاَنْثَىٰ اَرْكَانًا لِّمَعْجَزَةٍ مَّعْجَزَةٍ مَّعْجَزَةٍ (۶۵) ایک آرائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔

۴) وَإِنْ كَادُوا لَيَكْفُرُوا بِكَ لَئِنْ لَمْ تَرْجِعْ إِلَيْهِمْ تَكُنْ مِنَ الْمُكْفِرِينَ۔ ان کے مجبور دین باطلہ کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کر لیتے تو وہ آپ کو جان و دل سے دوست بنالیتے۔ مشرکین نے تو راہِ راست سے ہٹانے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ان کی باطل آرزو کی طرف آپ کو ذرا سا بھی جھکنے نہیں دیا۔ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مَشْرِكِينَ کہ معجزہ اسرار دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے وہ پے پیلیں لیکن یاد رکھیں آپ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ ہم ان میں بھی لہٹی سنت قدیمہ جاری کریں گے۔ سُبْحَانَكَ مَنْ قَدْ أَسْلَمْتَ لَكَ دُشْمَانِيَا علیہم السلام میں ہماری یہی سنت جاری رہی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں نے جب بھی انہیں اپنے شہرِ مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا تو ان کے بعد ان قوموں کو بھی وہاں ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور انہیں نوٹا ہلاک کر دیا گیا۔

(۵) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ (۱۱) جس طرح پہلی قوموں کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے معجزات باہرہ دیکھ کر پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور سکہ توحید کو تسلیم نہ کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی معجزات دیکر قوم فرعون کے پاس بھیجا تو قوم فرعون نے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ پیغام توحید نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔ اب مجزۂ اسرار کے بعد اگر مشرکین کہہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام توحید نہ مانا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

مختصرہ اسرار دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ توحید نہ مانے پر چونکہ عذاب کی تخویف سنانی گئی اس لئے رکوع ۲ و ۳ میں دفع مذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ امراول وَ قَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تُعْبُدُ إِلَّا إِلَهًا ۖ وَإِلَآئِيَائِهِ فِي الْكُرْهِ ۚ وَأَنذَرْتُكَ نَارَ التَّوْبَتِ لَكُم مِّنْهَا مَن لَّمْ يَجْعَلْ آلِهَةً مِّثْلَ اللَّهِ فَقَدْ نُفِتَ عَنْهُ عَمَلَ فَلْيَقْ رِيَابَهُ ۚ إِنَّ يَوْمَ تَخْرُجُ السَّيَافُ فَتَقَاتُلُ مَا لَا دَعَاءَ لَكَ بِهِمْ وَمَا هُمْ بِبَالٍ بِكُمْ ۖ ذَٰلِكُمْ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ جَاهِلُونَ ۚ

اور ثانی اَمَّا بَشَرٌ مِّثْلِكَ فَأُولَٰئِكَ كَانُوا لَدَيْ اللَّهِ لَآتِينَ ۚ

اور ثالث اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور چوتھی اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور پانچویں اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور شیشویں اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور ساتھیں اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور آٹھویں اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور نوںویں اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور دسویں اَمْشِرْ بِالْحَسَنَةِ وَالْأَسَفَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَأْكُلُ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۚ وَاتَّقِ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور اسی طرح تمام سورہوں میں امر بالمعروف اور نہی عنکرہ کے احکام بیان ہوئے ہیں۔

درمیان میں طریق تبلیغ کی تعلیم فرمادی کہ تبلیغ میں نرمی اختیار کرنا اور سخت کلامی نہ کرو کیونکہ شیطان معمولی باتوں سے لوگوں کو بھڑکا کر ان کے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر دیتا ہے۔ وَقُلْ لِّلْعِبَادِ یَقُولُوا اللّٰتِیْ هُوَ اَحْسَنُ شیطان ہوتا کہ انسان کو برا بھلا دشمن ہے اس لئے قرآن فُلْنَا لِّلْمَلَائِکَةِ السُّجُودِ وَالْحَمْدُ مِیْن قِصَّةِ آدَم و ابلیس بیان کر کے بنی آدم کو اس کے مکر و فریب سے آگاہ کیا گیا۔ معجزہ اسرار اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ اسے دیکھ کر ختم مسئلہ توحید مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا۔ مبارک اوہ مکر و فریب سے تمہارے دلوں میں مشبہات ڈال کر تمہیں مسئلہ توحید سے متنفر کر دے۔

معجزہ اسرار کے بعد مشرکین ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے اَوْفُوا الصَّلَاةَ لِذُلُوْدِ الْقَتْمِیْنِ الخ میں امر صلح نماز کا ذکر کیا گیا تاکہ مصائب پر صبر و استقامت کی صفت پیدا ہو کیونکہ نماز سے صبر و استقامت اور رجوع الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں نیز رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ دل مطمئن رہے۔ اور ساتھ ہی ہجرت کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے مکہ سے نکلنا رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ اس کے علاوہ سورت میں حسب مواقع بشارتیں، تنبیہیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔



## مختصر خلاصہ

مذاہب فحوظ ہم نے اٹھا لیا ہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزہ اسرار ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ معجزہ اسرار جو مکہ مسجد توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ اول آیات توحید دوم آیات معجزہ۔ سورت کا دعویٰ جس کے لئے معجزہ اسرار ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل سے مذکور ہے۔ **قُلْ ادْعُوا اللّٰهَ اَوْ ادْعُوا السَّمٰوٰتِ الْاٰلِیٰہِ الْعٰلِیٰہِ** یعنی حاجات میں جب بھی پکارو، صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اُس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں۔ **وَلَا تَخْضَعُوا لِکَلِمَۃٍ اِلَّا بِحُکْمِ اللّٰهِ** کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو **وَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کا رازی کامل ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

## آیات توحید

ایک دلیل وحی **سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی اَسْمٰی** سے ذکر کی گئی۔

## دلائل نقلیہ

دلائل نقلیہ میں ہیں اول شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے **وَ اٰتٰیْنَا مُوْسٰی الْکِتٰبَ الْاَخْرٰی** دوم درمیان میں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے **قُلْ اَدْعُوا الَّذِیْنَ رَعٰیْتُمْ اِلَّا سُوْمَ اٰخِرِیْنَ** علماء اہل کتاب سے **اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْشُوا الْعِلْمَ الْاَخْرٰی** (۱۲۶)

## دلائل عقلیہ

دلائل عقلیہ چھ ہیں۔ (۱) **اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ** اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا وہی ہے۔ (۲) **وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ سَارِیٰ** نظام شمسی اللہ کے تصرف میں ہے لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ (۳) **اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ الْاَخْرٰی** تمام کار راز قیومہ وہی ہے اس لئے وہی متصرف و مختار اور کار ساز ہے۔ (۴) **وَرَبَّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کار ساز ہے۔ (۵) **رَبُّکُمْ الَّذِیْ یُبْرِیْجُ السَّعٰدَیْنِ** سمندروں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی کے تکوینی احکام نافذ ہیں لہذا خشکی میں بھی وہی حاکم و متصرف ہے۔ (۶) **کُلُّ شَیْءٍ کَانَ لِنَا اِلٰہِ سَارِیٰ** کائنات کا رب اور جگہ دار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی سب کا کار ساز ہے۔

## آیات معجزہ

(۱) **سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی اَسْمٰی** الٰحی مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ اسرار پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ (۲) **اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الْاَخْرٰی** معجزہ اسرار کی طرح قرآن بھی ایک معجزہ ہے اور اس میں وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کے لئے معجزہ اسرار دکھایا گیا۔ (۳) **وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نَّکَلِّمَہٗ** مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد نہ ماننے پر فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ (۴) **وَ اِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْکَ الْاَخْرٰی** مشرکین نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ آپ کو اپنے مجبوروں کے بارے میں کچھ نرم کر لیں مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ میں ان کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ **وَ اِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِیْزُوْکَ** مشرکین کہ معجزہ اسرار کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے ورپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں

## (بقیہ تحقیق مسئلہ وسیلہ)

البتہ بحرمت فلان دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔ اگر بحرمت فلان کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سننے ہیں اور حاجت ردائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں۔ اور اگر اس کا عقیدہ نہ ہو کہ تمام کتابیں توحید شرک و بدعت سے پر ہوں اور اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آئے ہوں تو ان کی توحید کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی وجہ سے معاف کر دے۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کر دے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیتھ جج سے کہہ دے میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کر دیں۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران میں **وَ اتَّبِعُوا الرَّسُوْلَ** فاکتبنا مع الشاہدین۔ اور سورہ النعام میں **وَ اتَّبِعُوا سَبِیْلَہٗ** میں پاردہ ساتواں پہلے صفحہ میں ہے **یَقُوْلُوْنَ دِیْنَا اٰمَنًا فَاکْتَبْنَا** مع الشاہدین ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اس طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل ہشتیہ اور مجدد الف ثانی وغیرہم۔ پس ایسے بزرگان دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کر دی گئی ہے لہذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی عبادت سے خالی ہیں۔ ————— ہذا تحقیق شیخی و سندی مولانا حسین علی مرحوم



رہیں گے کیونکہ ہماری سنت جاری رہی ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کر دینا خود بھی وہاں نہیں رہ سکتے (۵) وَلَقَدْ أَنْتَبَهُنَّ مَوَاقِعَ الْخُرُوجِ (۱۲۶) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہم نے معجزات دے کر بھیجا قوم نے انکار کیا تو اسے غرق کر دیا گیا۔ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین کے لئے بھی نہ مانا تو ان کا بھی یہی حشر ہو گا۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ (۴۶) — تَا — عِنْدَ رَبِّكَ فَكُلُوا وَكُلُوا — میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو مسئلہ توحید کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کی بیان سے پہلے اور آخر میں صراحتہ شرک سے منع کیا گیا۔ وَقُلْ لِّلْعِبَادِ إِنِّي لَتَيْقُوْنُ لَوِ الْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّمَّا فَخَرُوا بِشِرْكِهِمْ (۱۲۷) میں طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ نرمی سے دعوت توحید پیش کرو و درستی سے کام نہ لو۔

پھر قُرْآنِ کریم میں لَمَّا أَتَىٰ الْكَلْبُ الْمَلِكَ اسْمُجِدَّ (۸۶) سے قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے متنبہ کیا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے معجزہ اسرار کے بعد بھی یہ تمہیں مسئلہ توحید سے روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس کے فریبِ خبردار رہو۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لَدُلُوْكَ الشَّمْسِ الْخُرُوجِ (۸۶) امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مسئلہ توحید ماننے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے آپ صبر و استقامت کے لئے نماز قائم کریں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہیں۔ اور بوقت ہجرت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ اَخْرِجْنِيْ مِنْ اَخْرَجْتَهُ مِنْ مَّجْزَا اسرار کا ذکر ہے۔ معجزہ اسرار یعنی معجزہ معراج کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ روحانی تھا کہ جسمانی۔ بعض صحابہؓ اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر خواب میں کرائی گئی اور تمام ملکوت کا آپ نے حالت خواب میں مشاہدہ فرمایا۔ لیکن جمہور صحابہؓ اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج مجسمہ غفیری تھا اور حالت بیداری میں تھا۔ مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے لے کر ساتوں آسمانوں کے اوپر جہانِ ملکوت اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو عجائب ملکوت کا مجسمہ غفیری بحالت بیداری بخشیم سر مشاہدہ کرایا۔ وذهب معظم السلف والمسلمین الی انہ کان اسراء بالجسد فی المقطة الخ (قرطبی ج ۱۰) والاصح بل الصحیح ان الاسراء فی المقطة بعد البعثۃ مرة واحدة الخ (جامع البیان ص ۲۷) معراج کے دو حصے ہیں ایک مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک دوم مسجد اقصیٰ سے لے کر الیٰ اشار اللہ معراج کا پہلا حصہ یہاں مذکور ہے اور دوسرا حصہ سورہ نجم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دونوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر جمہور کا قول یہی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ وانہ ركب البراق بمكة ووصل الی بیت المقدس وصلے فیہ ثلث اسری بجسد الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین کہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورہ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ موخ قرآن و حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا کہ سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پہ پہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورہ نجم میں ہے۔

پہلی بار مدینہ کی پہلی توحید کا ذکر ہے

مشکل گذاری کا لفظ دینی

بنی اسرائیل

۶۲۱

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْ ۱۵



لائے بلکہ معجزہ کا مطالبہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج ظاہر کر کے ان کو ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا کہ اگر اس کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے چنانچہ جنگ بدر کبزی میں ان منکرین کو قتل کر دیا گیا۔ سُبْحَنَ الَّذِي الْخُسْبِيَّاتُ تَسْبِيحُهَا کے معنوں میں ہے، اور وہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ اِی سُبْحُوا سُبْحَانَا الَّذِي الْخُسْبِيَّاتُ تَسْبِيحُهَا سے پاک سمجھو جس طرح کہ پاک سمجھنے کا حق ہے اس ذات پاک کو جس نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندہ خاص کو سیر کرائی۔ تسبیح کے معنی ہر عیب اور پرانی سے پاک اور منزہ کہنے کے ہیں ومعنا التنزیه والبراءة للذی عز وجل من کل نقص الخ (قربلی ج ۱) شرک ایک بہت بڑا عیب ہے جو ذات باری تعالیٰ کے لائق نہیں اور اس کی ذات اس سے پاک ہے جیسا کہ فرمایا سُبْحَنَ الَّذِي

سُبْحَنَ الَّذِي ۱۵ ۶۲۲ بنی اسرائیل ۱۴

عِبَادَ النَّاْوْلِیْ بِاِسِّ شَدِیْدٍ فَجَاسُوا خِلَ

اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

الدَّیَّارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

کے پیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا اور پھر ہم نے پھیر دی تمہاری

الْکُرَّةَ عَلَیْهِمْ وَآمَدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَبَنِیْنَ وَ

باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرُ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

اس سے زیادہ کر دیا تھا تمہارا شکریہ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لَا نَفْسِکُمْ وَاِنْ اَسَاَنْتُمْ فَلَهَا ط فَازًا جَاءَ وَعْدُ

اپنا اور اگر بُرائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا تو وعدہ

الْاٰخِرَةِ لَیْسُوْءٌ اَوْ جَوْهَکُمْ وَلَیْدٌ خُلُوْا الْمَسْجِدَ

دوسرا بھیجو اور بندے کہ ادا اس کروں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں

کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ لَیْسَیْرٌ وَاَمَّا عَلُوْا تَبِیْرًا ۝

جیسے گھس گئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عَدُّتُمْ عَدَدَ نَامِ

بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر گھر دہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝ اِنْ

اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ نہ بیشک

هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّذِیْ هِیْ اَقْوَمُ وَ یُکَبِّرُ

یہ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سنالینے

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَّهُمْ

ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے

منزل ۴

کی ذات اس سے پاک ہے جیسا کہ فرمایا سُبْحَنَ الَّذِي عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اس طرح اس میں دعویٰ سورت کا ذکر ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسے ہر شریک سے پاک سمجھو نیز یہ دلیل وحی ہے یعنی میں تمہیں اللہ کی وحی سنارہا ہوں کہ اللہ کو شرک سے پاک سمجھو یہ پہلی آیت معجزہ بھی ہے جس میں معجزہ معراج کا ذکر کیا گیا ہے آیات معجزہ سے مقصود تحویف ہے یعنی اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ ۳۵ عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ واقعہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا شرف ہے جو کسی اور پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ایسے نام یعنی عبد سے یاد فرمایا جو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔ قال لعلماء لو کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسم اشرف منہ لسمیٰ بہ فی تلك الحالة العلییة (فرطی ج ۱۰ ص ۲۰۵) نیز آپ کی امت کو تواضع کا سبق دینا تھا اور یہ بتانا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بایں شرف و اعزاز اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور صفت بندگی کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لکن کی غیر تقلیل کے لئے ہے یعنی ہم نے رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندے کو سیر کرائی۔ ۳۷ لام عاقبت کے لئے ہے۔ اور مِنْ اٰیٰتِنَا سے وہ عجائب قدرت مراد ہیں جو آپ کو اس سیر کے دوران میں دکھائے گئے۔ من عجائب قدرتنا وقد راٰی ہذاکَ الْاَنْبِیَاءُ وَالْاٰیٰتِ الْکُبْرٰی (معا الج ۴ ص ۱۴)

دوسری آیت معجزہ  
مذہبات انوی

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مِنْ اٰیٰتِنَا سے مشرکین کی ہلاکت مراد ہے یعنی ہم یہ عظیم معجزہ معراج اپنے بندہ خاص کو اس لئے دکھایا تاکہ اس کے بعد اگر مشرکین مکہ مسئلہ توحید کا انکار کریں تو ہم ان معاندین کی ہلاکت میں آپ کو اپنی قدرت کا ایک عظیم اور حیرت انگیز نشان دکھائیں۔ چنانچہ

موضع قرآن و تورات میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پھر بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ پکڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھر کر دے، اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے، یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

فتح الرحمن ۱۷ دین وعدہ متحقق شد تسلط جالوت بادشاہ عمالہ ۱۲ ۱۷ دین متقی در طاقت حضرت داؤد ظاہر شد ۱۲ ۱۷ دین و متحقق شد و متیکہ حضرت یحییٰ راکشند میں بخت نصر اسطرافت ۱۱ و ایشان عود کردند بفساد تکذیب حضرت پیغامبر و جنگ کردند باو میں خدا تعالیٰ عود فرمودند بتغزیب ایشان بقتل و اسروہ ۱۲







نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا اس میں ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو ہر ساز مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کو معامات میں غائبانہ مت پکارو۔ کیونکہ کار ساز، تمام کاموں میں جس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے معاملات جس کے سپرد کئے جائیں ای دیا تکون امور کم الیہ اکبیر ج ۵ ص ۲۳۲) دیکھا بتو کلون علیہ فی امورہم (قو طبی ج ۱۰ ص ۲) وقال الشیخ روح اللہ روحہ ای لا تعبد الا اللہ ولا تدعوا غیرہ فی الحوائج غائباً اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو کار ساز مت بناؤ تو اس سے دعویٰ سورت کی سچائی واضح اور ثابت ہو گئی۔ کہ یہ منادی ہے اور اس سے قبل حرف

نادر محذوف ہے۔ ای یا ذریۃ الخ اس کا مقصود بالذات محذوف ای الشکروا یعنی اسے اولاد نوح شکر گزار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکر گزار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکر گزار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوحؑ شکر اور توحید بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کرو گے تو قوم نوحؑ کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کو تو اموحیدین شاکرین لنعم اللہ مقتدین بنوح الذی انتم ذریۃ من حمل معہ (بحرچچہ) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد آتینا مونسے الکتب میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذریۃ من حملت معہ نوحؑ اور اس میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہوتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا جس کا حاصل یہ ہے کہ سبھی الذی الخ میں فرمایا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزہ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی یہی تعلیم ہے لہذا اسے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ان لوگوں کو دلیل و حجت اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ کہ تحویف دنیوی کا

سورۃ النور

سورۃ النور

وَمَنْ ضَلَّ فَاتِّمَّا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بڑے کو اور کسی بد نہیں بڑتا

وَزِرًا أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ

بوجہ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا تلہ جب تک نہ بھیجیں

رَسُولًا ۝ وَإِذَا آرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا

کوئی رسول ڈ اور جب غلہ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا

مُرَفِّقِيهَا ففَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

اس کے عیش کرنیوالوں کو پھرانہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہو گئی ان پر بات

قَدْ مَرَّزْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ الْقُرُونِ

پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اکھاڑ کر اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرون

مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَّٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عَابِدٍ

نوح کے پیچھے اور کافی ہے برابر اپنے بندوں کے گناہ

خَبِيرًا ۝ ابْصِيرَ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ

جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو غلہ پہلا گھس

عَجَلْنَاهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر پھرانے کے لئے

لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مِنْ مَّوْمِنًا مَّدْحُورًا ۝ وَمَنْ

اس کے واسطے دوزخ داخل ہو گا اس میں اپنی بُرائی سن کر ڈھکیلا جا کر اور جس نے

أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

چاہا پچھلا گھر اور دوزخ کی واسطے جو اس کی دوزخ ہے اور وہ یقین پر ہے

فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ وَلَا تَنْسُوا

سو ایسوں کی دوزخ ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچاتے جاتے ہیں

مَنْزِل ۴

ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں فساد پھا کر و گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انعام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین کہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزہ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ کتبیسد فی الارض الخ فساد فی الارض سے احکام تورات کی مخالفت مراد ہے یوریل المعاصی و خلاف احکام التوراة (کبیر ج ۵ ص ۲۳۲) پہلی بار جب بنی اسرائیل نے احکام تورات کی مخالفت کی، توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے، غرات کو حلال کر ڈالا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت نصرت جو سی بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے انہیں موضع قرآن و یعنی بڑے محل آفت لائے ہیں۔ پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پھر تار رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔



یا سنہ زرار اسرائیلی قتل کر دیئے۔ باقیوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور بیت المقدس کو سمار کر دیا۔ **فَجَاسُوا** - یعنی بخت نصر کا لشکر اسرائیلیوں کے گھروں کے اندر گھس گیا اور خوب خون خرابہ کیا (کبر)۔ **ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكُرَّةَ الْحِمَامَ** اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے تمہیں غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد میں برکت دی اور تمہاری تعداد میں خوب اضافہ کیا۔ **إِنْ أَحْسَنْتُمْ الْحِمَامَ** اگر تم نیک کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر برے کام کرو گے تو ان کی سزا بھی تم ہی بھگتو گے۔ **فَلَمَّا آتَىٰ فَعْلِهِمَ أَسَاءُ مِمَّا كَانُوا** (خازن)۔ **ثُمَّ** دوسری بار جب بنی اسرائیل نے شروفساد کیا، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرودس شاہ بابل کو ان پر مسلط کر دیا جس نے لشکر بھیج کر

بخت نصر کی طرح بنی اسرائیل میں خون خرابہ کیا (فرطبی)۔

**لَيْسُوا** ۱۔ مقدر کے متعلق ہے امی **بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ**

**عِبَادًا** ۲۔ **لَيْسُوا** ۳۔ **لَهُ** ۴۔ اس کے بعد اگر تم ٹھیک

راہ پر چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے گا اور تمہیں دنیا

میں اقتدار اور غلبہ دے گا لیکن اگر پھر تم نے راہ فساد اختیار

کی تو پھر دنیا میں ویسا ہی عذاب دیں گے اور آخرت میں جہنم

میں قید کئے جاؤ گے۔ یہ یہودی کب باز آنے والے تھے چنانچہ

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی آپ کو

قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ پر جادو کرنے کی کوشش کی اور

کھانے میں آپ کو زہر دیا تو دنیا میں یہ سزا ملی کہ کچھ مسلمانوں

کے ہاتھوں قتل ہوئے اور باقیوں نے ذلت سے جزیہ دینا

قبول کیا۔ وعاد بنو قریظہ وبنو النضیر وانشباہم

قارادوا قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سحر و سحر و

وجعوا السحر فی طعامہ و حاربوا فعدا اللہ

علیہم بآلانتقام فقتل بنی قریظہ و احلی بنی

النضیر و ضرب علیہم الحزبۃ یؤد و نہا عن

بید و ہم صاعرون دمظہری ج ۵

ص ۱۱۱۔ یہ دوسری آیت معجزہ ہے بخبرہ اسرار کی

طرح یہ قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیا گیا اور اس میں وہی مسئلہ توحید کھول کر بیان کیا گیا جس

کی خاطر معجزہ اسرار دکھایا گیا۔ لہذا اب مسئلہ توحید پر ایمان نہیں

لاؤ گے تو سخت ترین عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے اور اگر

مان لو گے اور اس کے مطابق عمل بھی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں

اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ اس طرح یہ آیت دعویٰ توحید کو

ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی اور دعویٰ توحید کا انکار

کرنے والوں کے لئے تحویف اخروی ہے۔ **وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ**

بشارت اور **وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ** التحویف ہے۔

**ثُمَّ** شکی ہے، معجزہ اسرار دکھایا گیا تاکہ مشرکین مسئلہ توحید

مان لیں ورنہ اللہ کا عذاب آئے گا مگر وہ کیسے احمق اور غفلت

پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الفاظ کہتے ہیں لاؤ ناں وہ عذاب۔ اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاء منسوب بنزع الخافض کی کد عاء انسان سے کافر انسان مراد ہے کہ

وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہئے جیسا کہ نظریں حارث کے بارے میں ابن عباس رضی عنہما نے منقول ہے اس نے کہا تھا کہ اسے اللہ اگر یہ قرآن

مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما **هُوَ النُّصْرَانِ الْحَارِثُ قَالَ أَلَمْ يَحْطَرْنَ كَانَتْ هَذِهِ الْهُوَ**

**الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ الْوَيْةُ فَاجِيبْ فَضْرَتِ عَنَقِهِ صِدْقًا** انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آئے گا مطالعہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔

**ثُمَّ** یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا۔ رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج

نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمدورفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات

بنی اسرائیل ۱۱

۶۲۵

سُبْحَانَ الَّذِي ۱۵

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

۱۵ جزو انعام عشرہ

**هُوَ آءٍ وَهُوَ آءٍ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ**

ان کو اور ان کو وہ تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی

**عَطَاءِ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۲۰** انظر كيف فصلنا

بخشش کسی نے نہیں روک لی دیکھ شکہ کیسا بڑھا دیا ہم نے

**بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَآ خِرَّةٌ أَكْبَرُ دَرَجَتٍ**

ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے میں

**وَ أَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۲۱** لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا

اور بڑی فضیلت مت بھرا اللہ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

**أَخَرُ فَتَقَعُدَ مَذْمُومًا تَخْذُ وَلَا ۲۲** وَقَضَىٰ رَبُّكَ

پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر اور حکم کر چکا تیرا رب

**أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط**

کہ نہ پلو جو اللہ اس کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو شکہ

**إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا**

اگر پہنچ جائے تیرے سامنے شکہ بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں

**فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا**

تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے

**قَوْلًا كَرِيمًا ۲۳** وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ

بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر

**مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي**

نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا یا لا انہوں نے مجھ کو

**صَغِيرًا ۲۴** رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ط

چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

منزل ۳

پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الفاظ کہتے ہیں لاؤ ناں وہ عذاب۔ اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاء منسوب بنزع الخافض کی کد عاء انسان سے کافر انسان مراد ہے کہ وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہئے جیسا کہ نظریں حارث کے بارے میں ابن عباس رضی عنہما نے منقول ہے اس نے کہا تھا کہ اسے اللہ اگر یہ قرآن مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما **هُوَ النُّصْرَانِ الْحَارِثُ قَالَ أَلَمْ يَحْطَرْنَ كَانَتْ هَذِهِ الْهُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ الْوَيْةُ فَاجِيبْ فَضْرَتِ عَنَقِهِ صِدْقًا** انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آئے گا مطالعہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔ **ثُمَّ** یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا۔ رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمدورفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات



بنی اسرائیل

५२५

سُبْحَانَ الَّذِي ۱۵

إِنْ تَكُونُوا صٰلِحِيْنَ فَإِنَّهُ كَانَ لِأَوٰبِيْنَ

اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُورًا ۝۱۵۝ وَأَتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ

بخشتا ہے وہ اور دے قربت دے کو اس کا حق اور محنت ان کو

وَابْنُ السَّبِيلِ وَلَا تُبْدِرُوا تَابَ الْيَتَامَىٰ ۖ

اور مسافر کو اور مت اڑا ہے جاف ہے شک

المُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ط وَكَانَ

اڑانے والے      بھائی ہیں      شیطانوں کے      اور

الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ وَإِنَّمَا تَعْرِضُ

شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر اور اگر کسی غافل کہے تو

عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا قُلْ

ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی مجھ کو توقع ہے تو کہہ لے

لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

ان کو بات نرمی کی ہے اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ ادرتہ ٹھوس ٹھوس اس کو بائیں ٹھوس ڈھک دیا پھر او بیٹھ گئے

مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

الراہا یا ہوا مارا ہوا فداق میرا رب اہول دیدہ ہے روری

لَمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا

وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ ۚ

بصیرۃ ۳۰) ولا تقتلوا اولادکم خشية إِمْلَاقِ  
 دیکھنے والا ۱ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

پیشہ و شغل : \_\_\_\_\_

مَنْزِل ۴

نہیں پکڑا جائے گا۔ ۱۰۷ تھو یف دیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کر دے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور وحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حَسْبِيَ نَبِيٌّ وَرَسُولٌ) لاقامت الحجۃ و قطعاً للعذر ورفیہ دلیل علی ان ما وجبنا واجباً یا لسمعنا لبالعقل (خازن و معالک ج ۱ ص ۱۰۷) اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ معجزہ حق سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سمرست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کر لیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اَھْلُ نَارٍ فِیْہَا اَنْزِلُوْا یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر قسم کے کلمات منطبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہو گئے اِیْ اَمْرًا ھُمْ بِالطَّاعَةِ اَعْدَاوَانِ اَرَاؤْهُنَا وَاَوْتَحُوْهُنَا وَاَعْدَاؤُا فَنَفْسُوْا اِیْ فُحْجُوْا عَنِ الطَّاعَةِ عَاصِمِیْنَ (نہاد قرطبی ج ۱ ص ۲۳) دیکھ لو

موضح قرآن

و یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نیا بنانا مشکل ہے تو فرمادیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر غمخوار ہے اور سچ رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے و یعنی ہے جگہ خرچہ کر کہ خراب نہ کرو و

یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادات میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکرہ ہی ہے۔ **فک** یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں ہوتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ بخنوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو میٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ **فک** یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ **فک** یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو قید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گہنی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمن ۱ یعنی در صورت بخل ۱۲ و ۱ یعنی در صورت اسراف ۱۳۔







سے ہے اور مراد ساری مخلوق ہے یا خطاب ہر سامع سے ہے بقاعدہ خطاب قاص و مراد عام۔ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں میں ایسا ہے۔ والخطاب فی لا تجعل للسامع غیوالرسول وقال لطبری وغیرہ الخطاب لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والمراد لجمیع الخلق (مجموعہ ۴ ص ۲۷) فتتعد مذموماً مخذولاً تخويف ونبوی یا آخر وی ہے اور یہ بھی کہ جواب ہے یعنی اگر تو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کار ساز اور حاجت روا بنائے گا تو دنیا میں ذلت کے ساتھ کس پرستی کی زندگی گزارے گا اور جن کو تو نے اپنے مددگار سمجھا ہے وہ تیری مدد نہیں کر سکیں گے (کشاف) یا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ذلیل و خوار اور بے یار و مددگار ہوگا۔ ای لا تاصرك ولا ولیاً (قرطبی ج ۱ ص ۱۳۱)

بنی اسرائیل

۴۲۸

سبحن الذی ۱۵

كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُورٌ ۖ وَلَا تَمْسُرْ

ان سب کی اس سے بوجھ ہوگی اور مت چل

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ

زمین پر اترتا ہوا تو بھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۖ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ

اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر یہ بتنی باتیں ہیں ان سب

سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۖ ذٰلِكَ مِمَّا

میں بری چیز ہے میرے رب کی بیزاری و یہ ہے ان باتوں میں سے جو

أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۚ وَلَا تَجْعَلْ

وہی بھی میرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ مٹھرا

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا

اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَذْحُورًا ۖ أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُمُ بِالْبَنِينَ وَ

دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دے تمہارے رب نے بیٹے اور

اتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ

اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو

قَوْلًا عَظِيمًا ۖ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ

بھاری بات اور پھر پھر کہ سمجھا یا ہم نے اس قرآن میں

لَبَدًّا مَّكْرًا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۖ قُلْ لَّوْ

تاکہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدگنا کہہ اگر

كَانَ مَعَهُ إِلَهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوُا إِلَٰهَ

ہوئے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

منزل ۳

من اشرك بالله كان مذموماً مخذولاً... لما اثبت شرربك الله تعالى استحق ان يفوض امره الى ذلك الشريك فلما كان ذلك الشريك معذراً بقى بلا تاصرو ولا حظ ولا معين ذلك على الخذلان كبرج ۵ ص ۱۲۷ وقضى ربك — تا عند ربك مكرهاً (ع ۳) چونکہ معجزہ اسرار کے بعد انکار توحید پر عذاب الہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ وقضى ربك ألا تعبدوا الا انا فيكم میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہ دلائل کا قبل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت ہو گیا کہ کار ساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا اس کے سوا کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت بجانہ لازم اور نہ اس کے سوا حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۱۲۷ و یا لوالدین احساناً یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الہی سے بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو چار جماعتوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدین دوم باقی تمام رشتہ دار سوم مساکین و غربا اور چہارم مسافر پیردہی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجائے ہیں۔ والدین کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق و آداب قدر سے تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ احساناً فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای احسنوا یا لوالدین احساناً درادارک ج ۲ ص ۲۴۷ یعنی والدین کے ساتھ مکاحفہ احسان کرو، حسن سلوک اور ادب و احترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل بلا فصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورہ لقمان (۲۶) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے ان اشکروا لوالدینا انا انما صبرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ ۱۲۸ والدین کے حقوق و آداب کی قدر سے تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوجھ ہو جائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا نرمی بات سے ان کا دل آزر دہ اور دھکی ہو سکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہوگا قلہ نقل کہہنا آیت یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کر جس میں ذرا موضع قرآن و لا یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کر کہ نہ کہنے کیوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی، و لا یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا ان کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کا ثمرہ بھی ہے

بجائے

سج ۳



سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت و شفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں۔ **۵۱۷** اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تم صدق نیت سے اور دلی محبت و احترام سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی و عون دے والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے اداہر حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ غفوراً لما وقع منہم من نوع تقصیر او اذیہ فعلیہ او قولیہ (ابو السعود رحمہ اللہ) والدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر و عار کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں تھیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک گزین ہو گئیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں۔ **۵۱۸** والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو، صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو، غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو، اگر کوئی مسافر بحالت سفر تمہاری امانت کا مستحق ہو تو اس سے ہمدردی کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو۔ **وَلَا تُبَدِّلْ دُسْبِیْراً** اور فضول اور بجا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے عذاب ہوگا۔ **تُبْدِلْ یُسْرَیْہ** کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچہ کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ مثلاً شرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص و سرود، خراب و کباب، عیاشی

موضع قرآن: یعنی پر بالکوم رہنا کیوں قبول کرتے تھے؟ ملک کو آٹ ڈالتے؟ یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشاؤں! یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پٹھہ ہے اُس کے حساب میں کہیں نہیں۔

فتح الرحمن: مترجم گوید: درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ایشان بقرآن و مواظبت اللہ المم ۱۲ و صل یعنی قصد استفادہ و عیب جوئی ۱۱۔

429

سَيَحْنُ الذِي هـ

وہ جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرنے ہیں جب

منزل ۴۴

فتح الرحمن مـ مترجم گوید دین هر دو آیت کنایت است از عدم انقاع ایشان بقرآن و مواظط والذالم ۱۲ مـ یعنی قصد استنباط و عیب جوئی ۱۳ مـ



۳۸ اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور وہ رحمت خداوندی کا امیدوار اور فراخی رزق کا منتظر ہو یہ بات تقریباً ہر شخص میں پائی جاتی ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درستی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور دھوا لرد بالظن الا حسن (دکمبر ۵ ص ۵۵) قول المیسور اسہل لینا وعدہم وعدہم و عدل جیلا من یسر الا صر (ابو السعود ج ۵ ص ۵۵) ۳۹ خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے نجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دیوانی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو اور اپنے اور اپنے بھائی بھوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو اور آخر خانی ہاتھ نہ دامت وحسرت سے کف افسوس ملے رہو بالکل خیر الامور وسطہا کے مطابق دونوں حدوں یعنی افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ ۴۰ یہ توجہ کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر دولت مند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو سب کا رزق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہذا اسی کی عبادت کرو، اسی کی نذریں منبتیں دو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۴۱ دفع عذاب کے لئے امر سوم کا ذکر یعنی مخلوق خدا پر ظلم نہ کرو یہاں چھ امور ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگ دستی اور تنگی رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ آخر تم بھی رزق کھا کر رہی جی رہے ہو تمہیں روزی کون دیتا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے تنگی رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی نہیں کما سکتی اور والدین اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ غاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتل اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ بات اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا

اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ ۳۲ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَا (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں کہ تَزْنُوا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش فیہم ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تَأْتُوا بَدُوًا عِیْہَا مِنَ الْعِزْمِ عَلَیْہِہِ اَوْ عَلٰی بَعْضِ مَقْدَمَاتِہَا فَفَصَلَا ان تَبَا شَرُّہَا (مظہری ج ۵ ص ۵۳) یہ تیسرا ظلم ہے کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا مَوْضِعُ قَرَأْنِ وَلِیِّہِ ابْنُ شَتَابٍ کہتے ہیں کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

۱۔ تنگی رزق کی  
۲۔ تنگی رزق کی  
۳۔ تنگی رزق کی

۵۳

سُبْحَنَ الذِّی ۱۵ ۶۳۰ بَنی اسرائیل

یَقُولُ الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۴۰

کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد ہادوکا مارا

اَنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا

دیکھ لے کیسے ۵۳۰ جاتے ہیں تجھ پر مثلیں اور جھٹکتے پھرتے ہیں سو

یَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۴۱ وَقَالُوا آءَا اٰكِنَّا

راہ نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ؕ اِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۴۲

ہڈیاں اور چورا چورائے پھر اُنہیں نئے بن کر

قُلْ کُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ۴۳ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا

توکم تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو

یَکْبُرُ فِیْ صُدُوْرِکُمْ فَسَیَقُولُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا

مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے وہ کون لوگا کہ ہم کو

قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۴۴ فَسَیُنْغِضُوْنَ

کہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب لٹکائیں گے

اِلَیْکَ رُءُوسُہُمْ وَیَقُولُوْنَ مَتٰی هُوَ قُلْ عَسٰی

تیری طرف اپنے سر ملے اور کہیں گے کب ہوگا یہ تو کہہ شاید

اَنْ یَّکُوْنَ قَرِیْبًا ۴۵ یَوْمَ یَدْعُوْکُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ

نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا تب پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِہٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّیْسَ لَہُمُ الْاَقْلِیْلُ ۴۶

اس کی تعریف کہتے ہوئے اور اٹکل کر دے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی دیر اور

قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُولُوا اَلَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ

کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو اے شیطان

منزل ۴

۳۲ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَا (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں کہ تَزْنُوا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش فیہم ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تَأْتُوا بَدُوًا عِیْہَا مِنَ الْعِزْمِ عَلَیْہِہِ اَوْ عَلٰی بَعْضِ مَقْدَمَاتِہَا فَفَصَلَا ان تَبَا شَرُّہَا (مظہری ج ۵ ص ۵۳) یہ تیسرا ظلم ہے کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا مَوْضِعُ قَرَأْنِ وَلِیِّہِ ابْنُ شَتَابٍ کہتے ہیں کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

فَنَحْنُ الْاَحْمَرُ ۱۱ یعنی لڑم خوار ہند شدہ ۱۱۔



يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِبْنُ الشَّيْطَانِ كَانَ لِلْإِنْسَانِ

جھڑپ کروانا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا

عَدُوٌّ وَأَمْبِيئٌ ۚ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنَّ يَئُشًا

دشمن مسرک و بہتار ارب جانا ہے تم کو ۵۲ اگر چاہے

يَرْحَمُكُمْ أَوْ إِنْ يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے

عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ

ان پر ذمہ لینے والا اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں

وَالْأَرْضِ ۚ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى

اور زمین پر ۵۳ اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو

بَعْضٍ ۚ وَأَتَيْنَاكَ أَوْ ذَرَبُورًا ۚ قُلْ دُعُوا الَّذِينَ

بعضوں پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور کتاب کہہ یکار و جن کو ۵۴

زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ

تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

کو تم سے اور نہ بدل دیں کہ وہ لوگ وہ جن کو یہ پکارتے ہیں

يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

دھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے

وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَ ۚ إِنَّ

اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بے شک

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۚ وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ

یزے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے وہ اور کوئی بستی نہیں ۵۵

مَنْزِل ۴

مقتول کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ ۵۲ یہ جو تھا ظلم ہے یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کرے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلاوجہ یتیم کا مال غصب کر لینا اور ناحق اس پر قبضہ جمالینا صریح ظلم ہے۔ وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ با و اہم اللہ تعالیٰ وسواہیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۳۳)

۵۳ یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت

ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم

ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت

میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ

تمہاری روزی حرام کے شبہ سے پاک ہوگی، تمہارے کارو

بار میں برکت ہوگی اور دیانت و امانت کی وجہ سے لوگوں کا

تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس

کا اجر پاؤ گے۔ ۵۴ یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے

میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن و تخمین پر عمل نہ کرو اور

بلا تحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی بالو

پر اعتماد کر کے کسی کو نشانہ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القبطی لا تدع

الحمد والظنون دق طبعی جہ ۵۵ جیسا کہ دوسری

جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کشیوا من الظن ان بعض الظن

اشم (حجرات ۲۶) آدمی کو چاہئے کہ بلا تحقیق کوئی

بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ، آنکھیں اور کان

دئے ہیں ان سے کام لینا چاہئے۔ سوچ، بچار اور غور و فکر

کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں

کو سنی یا دیکھی بنانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جانے کا دعویٰ

کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ

وَالْبَصَرَ الْيَوْنِ لَكَ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچنے سمجھنے اور دیکھنے

سننے کے لئے حواس عطا فرمائے ہیں ان کے بارے میں تم سے

سوال ہوگا کہ ان سے ہم نے کیا کام لیا اور ان کو بے موقع تو

استعمال نہیں کیا۔ ۵۶ جب ذہن و مال و دولت اور جاہ

و حشم کی وجہ سے انسان میں غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے تو پھر

وہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور عصیان و طغیان پر آمادہ ہو جاتا ہے

اس لئے غرور و استکبار سے منع فرمایا کہ اپنی حقیقت دیکھو تم

ایک عاجز اور بے بس انسان سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ نہ تم زمین

کو پاؤں کی ٹٹو کر سے پھلا سکتے ہو اور نہ گردن اوچی کر کے اور

تو سنی یا دیکھی

ماتہ و بیل مذکورہ

ماتہ و بیل مذکورہ

موضع قرآن و یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھانا ہو تو بھی نہ سمجھو۔ فلذا ذکر سے میں حق والا سمجھاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانگا سو فرما دیا کہ تم پر ذمہ ان کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھا دے۔ فل یعنی بعضے بنی تھے کہ جھجھلا گئے تیرا حوصلہ ان سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ فل یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ۵۷ یعنی جن کو کافر ہو جتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ دھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ کہیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمن فل و این کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ فل یعنی صلی و عزیر و ملائکہ ۱۲۔



سینہ تان کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم ہائیتی کے باوجود اگر اگر کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ ۹۵ مذکورہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ مذکورہ برائیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ ۹۶ مذکورہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام مذکورہ سرابا حکمت الہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور مصلحتی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کے ذکر سے پہلے بھی دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

فَتَقَعْدَ مِنْ مَوْمَاتٍ وَ لَوْ اَوْ يَحْمِلُ امْرَاَتٌ ثَلَاثًا كَعْدِ	سَبْحَنَ الَّذِي ۱۵	۶۳۲	یعنی اس آیت
---	---------------------	-----	-------------

إِن نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا

جس کو ہم شراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے

عَنْ أَبِي شَرِيْدٍ <sup>٥٨</sup> كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾

اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا و

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ

اور ہم نے اس لئے موقوف کیں نشانیاں بھیجی کہ انگلوں نے

بِهَا الْاَوَّلُونَ<sup>ط</sup> وَاتَيْنَا شَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

ان کو جھٹایا اور ہم نے دی ٹور سکوا اور پنی ان کو بھیجئے کو

فَظَلَمُوا بِهَا ۖ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۝٥٩

پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں دکھائی جو ہم سمجھتے ہیں سوڈرانے کوف

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا

اور جب کہم دیا ہم نے تجھ سے ۱۵۰ کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ

جَعَلْنَا الرُّعْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ الْآفِتْنَةَ لِلنَّاسِ

دکھلاوا جو بچہ کو دکھلایا، تم نے سو مایہ پختے کو لوگوں کے

وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ وَنُحُوفِهِمْ

اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکارے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں

فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦﴾ وَإِذْ قُلْنَا

تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شہارت سے اور جب ہم نے کہا

لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدْ وَإِلَادَهُمْ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ

فرشتوں کو وقفہ سجدہ کرو آدم کو توسیع دے میں لڑ پڑے مگر ابلیس

قَالَ اَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَايْتُمْ اِنْ اَعْرَيْتَكَ

بولیا میں سجدہ کروں اس شخص کو بیسیا کرے گی کا جسے نے بھلائی یہ لو

مَنْزِل ۴

فَتَقَعْدَ مِنْ مَوْمًا فَكُنْ وَكَلَّ اور پھر مومور لٹکے کے بعد  
 بھی دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ  
 ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔  
 مخلوق خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم  
 کرنا بہت بُرا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے  
 اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کس درجہ  
 لائق المقصود والتوحید دُاس کل حکمتہ (جامع  
 البیان ص ۲۴) انہ تعالیٰ بد آئی ہذا التکالیف  
 بالامر بالتوحید والنہی عن الشرک وختمہا  
 بعین ہذا المعنی والمقصود منہ التنبیہ علی  
 ان اول کل عمل وقول وفکر وذکر یجب ان یکون  
 ذکراً للتوحید وأخرہ یجب ان یکون ذکراً للتوحید  
 تنبیہاً علی ان المقصود من جمیع التکالیف هو  
 معرفۃ التوحید والاسترغراق فیہ الخ (کیونچہ ص ۵۹)  
 ۴۷۔ یہاں سے لیکر قَلَّ لَا یَسْتَطِیعُونَ سَبِیلاً (ع ۵)  
 تک زجریں ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں  
 کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں  
 شفع غالب سمجھتے تھے۔ مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے  
 تھے مگر فرط عناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی  
 نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفع غالب  
 سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت  
 محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب  
 ہیں اور وہ ان کی سفارش رو نہیں فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین  
 تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ ۴۸۔ زجر ہے مسئلہ توحید  
 اور نفی شرک کو تم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے  
 ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر اٹھان کی نفرت  
 میں اضافہ ہوا کیونکہ ضد و عناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو،  
 شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں  
 میں نہ اثر کیں۔ وَذَٰلِكَ لَا نَعْنَمُ اعْتَقَدُوا فِي الْقُرْآنِ

انہ جبلۃ و سحر و کھانہ و شجر (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کار ساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا عبادت میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۱۲۲۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔

موضح قرآن و یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اُس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ و یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ و یعنی جب کہہ دیا کہ رنجے گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے، پھر نو نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھا و معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچھوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا، یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھا دیں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ و یعنی اللہ کے حکم میں شیعہ نکالنے جو کافروں کی چال ہے، وہ چال ہے ابلیس کی۔



[illegible]



حد املاحدود و انما هو دعاء و تحمید و تمجید (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داود بالذکر ہنا لانہ تعالیٰ ذکر فی الزبور ان محمدًا اخاتم الانبیاء وان امتہ خیر الامم (مخرج ۶ ص ۲۷۸) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو عبادت و مشکلات میں مت پکارو۔ اگر اطمینان نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا عبادت روا اور کار ساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا۔ جن انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کار ساز اور مختار و متصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی تلاش کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے مذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں آیتھم میں اسی موصولہ ہے اور یَتَنَعَّوْنَ فی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور اُولَئِکَ الَّذِینَ اَخْرَجَ مِنْهُمْ لَیْسَ لَہُمْ اَمَلٌ (روح ج ۱۵ ص ۱۵۹) یہ آیت حضرت عزیرؑ یعنی علیہا السلام اور ملائکہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی یہود حضرت عزیرؑ کو، عیسائی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو اور مشرکین فرشتوں اور دیگر بزرگوں کو کار ساز سمجھتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی وھب لہم لکۃ او علیہ وعزیر الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۸۲) ای دعوا الذین تعبدون من دون اللہ و ذعمت انھم الہمہ وقال الحسن یعنی الملائکۃ وعلیہ وعزیر الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) قال ابن عباس فی عزیر والمسیح وامہ .... والمعنی ادعواھم فلا یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضمیر من مرض وحقرا و عذاب لان یحولہ من واحد الخ او یبدلہ (مخرج ۶ ص ۲۷۸)

## تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلۃ بروزان فعیلہ سے اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابوالسود فرماتے ہیں (الوسیلۃ) القربۃ بالطاعة والعبادة (روح ج ۱۵ ص ۱۵۹) ابوالسعود ج ۵ ص ۷۸ حضرت قتادہ رحمہ سے بھی یہی منقول ہے والوسیلۃ ہی القربۃ کما قال قتادہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۸) قال قتادہ ای تقربوا الیہ بطاعۃ والعمل بما یرضیہ (ایضاً ج ۲ ص ۲۷۸) علامہ آلوسی رحمہ سے دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ہی فعیلۃ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب الی اللہ عزوجل من فعل الطاعات وترك المعاصی من وسل الی کذا ای تقرب الیہ بشیء (روح ج ۶ ص ۱۳۸)

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادًیًا یُنَادِیْ لِلْحِیْمَانِ - نَا - فَاَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا الْاٰیۃ (ال عمران ۴۶) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّكَ كَانَ خَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُولُوْنَ رَبَّنَا اَمِّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّحِیْمِیْنَ (مؤمنون ۴۶) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّٰمِدِیْنَ (ال عمران ۴۸) اس آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے، بارش شروع ہو گئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھک کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن ہذا الباب حدیث الثلثۃ الذین اصابتھم المطر فادوا الی الغار وانطبقت علیہم الصفوۃ ثم دعوا اللہ باعمالہم لصالحۃ ففجرت عنہم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانة بخلق وجعلہ وسیلۃ بمعنی طلب الدعاء منہ لاشک فی جوازہ ان کان المطلوب من حیاً .... واما اذا کان المطلوب منہ میتا او غائباً فلا یستریب عالمانہ علی جوازہ من البدع التي لم یفعلها احد من السلف .... ولم یرد عن احد من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم — وھما احصل لئلا یس علی کل خیر — انہ طلب من میت شیئاً الخ (روح ج ۶ ص ۱۳۸)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَلَوْ اَنَّہُمْ رَاَوْ ظُلُمُوا اَنْفُسَہُمْ جَاؤْا فَاَسْتَغْفَرُوا اللہَ وَاسْتَغْفَرَ لَہُمْ الرَّسُوْلُ الْاٰیۃ سے زندگی میں دعا کرنا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑتے بلکہ سیدے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ رضی اللہ عنہما دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمرؓ سے التجا کرتے اللہ ہم انا کننا ننسئل لیاک بنیادک صلی اللہ علیہ وسلم فستسقینا وانا ننسئل الیک بعجم نبیک فاستسقینا فیسقون اللہ پہلے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباسؓ کی دعا سے توسل نہ کرتے تو کان التوسل بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقالہ من ہذا الدار لما عدلوا الی غیرہ الخ (روح ج ۶ ص ۱۳۸) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے



لوگ آمین کہتے تھے ان العباس کان یدعو وہم یؤمنون لدعاءہ حتی سقوا (روح ج ۶ ص ۱۲)

ای طرح بحق فلان و ما ملنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللہم انی اسئلك بحبقتی لہ و بآتک علی یا ہ اسی طرح توسل بالذات بھی انابت نہیں۔  
وانت تعلم ان الادعیۃ المأثورۃ عن اہل البیت الطاہرین وغیرہم من الامتۃ لیس فیہا التوسل بالذات المکرمۃ صلی اللہ علیہ وسلم (روح ج ۶ ص ۱۲)

توسل بالاموات پر بعض حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث - جاء اعرابی الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمى بنفسہ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جئت لتستغفر لی فتودی من القبر انہ قد غفر لک یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی یثیم بن عدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب و مضاع کہا ہے کان کذا اباً یضع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحییٰ بن معین نے اس کے بارے میں کوئی لیس بشفقہ کان یکذب امام ابو داؤد نے کذاب امام ابو حاتم رازی، نسائی، دولابی، اردوی نے متروک الحدیث اور حاکم ابو حاتم نے ذاہب الحدیث کہا (الصارم المکی ص ۱۳)

ابن عبد الہادی نے اپنی کتاب الصارم المکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اگر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو غائب کر کے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابو الجوزا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے لیکن ابو الجوزا کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبد البر فی التمهید ابو الجوزاء لم یسمع من عائشۃ شیعاً

دوسری حدیث - طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الای رسول اللہ کنت رجاءنا اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب بیا ہمیشہ حاضر و ناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی اسی طرح قبرستان میں جا کر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اہل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا انا یفراقک یا ابراہیم محمد و سون حضرت عمر نے حجر اسود سے خطاب ہو کر فرمایا انا لا علم اناک حیدر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یقوم لقد ابلغتکم و سللت ریحی - حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کر کے فرمایا لقد ابلغتکم رسالۃ سرّی الخ علی ہذا یہ خطابات ہیں یا ظبیات القاع قلن لنا یا یہا اللیل الطویل - یا قبر معن کیف و ادیت جودک - جس طرح ان خطابات سے خطاب مفسود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث - متذکرہ کتاب الدماء ص ۱۱۵ ج ۱ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلاً صریحاً البصر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی .... اللہم انی اسئلك و اتجہ الیک بنیک صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحۃ - الحدیث صحیح ہے پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص ۱۳ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔ لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس گیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انہوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابو جعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ہذا الحدیث لا نعرفہ الا من ہذا الوجه من حدیث ابی جعفر و هو غیر الخطی (مستدرک) امام مسلم بن حجاج ابو جعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبہ اللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتھم بوضع الاحادیث و قولہ لا خیار (خطبہ صحیح مسلم ص ۱۵) اسی طرح صحاح پر فرماتے ہیں ان ابی جعفر الہاشمی المدائنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرویہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابو جعفر مدائنی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابو جعفر ہذا ہو عبد اللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدائنی تقدّم فی اول لکتاب فی الضعفاء الواضعی (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن منبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبد الرحمن بن مہدی ہمیں عبد اللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبد اللہ بن مسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر الہاشمی المدائنی لیس بشفقہ، عن رقبۃ ان عبد اللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احمد ترکنا انا حدیثہ و کان ابن مہدی لا یحدثنا عنہ و قال للنسائی والد رقبۃ متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۷) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷ پر لکھتے ہیں اما ابو جعفر ہذا ہو عبد اللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدائنی تقدّم فی اول لکتاب فی الضعفاء الواضعی امام بخاری فرماتے ہیں ہو عبد اللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر القرشی الہاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہو گیا ائمہ جرح و تعدیل نے ابو جعفر کو کذاب و مضاع قرار دیا ہے۔ لہذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس



روایت ہے عموم۔ استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے نیز وہ عثمان بن حنیف رحمہ کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف رحمہ نے بھی حضور علیہ السلام کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

درمواثق النبی است از ابن تیمیہ، درجواز استشفاع از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزع نیست، و در روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از ان بیان کنند ضعیف است از جهت ضعف روح (نام راوی) و مع هذا آن رائے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آن نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

سبحان لہ ۱۵ ۴۳۶ یعنی اسراء علیہ

هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَى رَجُلَيْنِ آخَرَتَيْنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو مہیلا دلوے قیامت کے دن تک

رَأَحْتَنِكَ ذَرَّتْهُ إِلَّا قَلِيلًا ۱۶ قَالَ أَذْهَبَ فَمَنْ

تو میں اس کی فدا اولاد کو ڈھانسی دے لوں مگر حضور سے فرمایا جائے پھر جو کوئی

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۱۷

پیرے ساتھ ہو ان میں سے سو دو رخص ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا

وَأَسْتَفْزِرُ مَنْ اسْتَطَعْتُ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبُ

اور گھیر لے ان میں جس کو تو گھراسکے اپنی آواز سے اور لے آ

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجْلِكَ وَشَارِكُهُمْ فِي أَمْوَالِهِ

ان پر اپنے سوار اور پیادے اور سا جھاکر ان سے مال اور

الْأَوْلَادِ وَعِدُّهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا

اولاد میں اور وعدے سے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر

غُرُورًا ۱۸ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ

دغا بازی کی وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تسلط کی حکومت ہے

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۱۹ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزَيِّجُ لَكُمْ

اور تیرے رب کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے

الْفُلُوكَ فِي الْبَحْرِ لِيَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ

کشتی تھے دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۲۰ وَإِذَا امْسَكُ الْفُلُ فِي الْبَحْرِ

ہے تم پر مہربان کی اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں

صَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا آيَاكُمْ فَلَمَّا جَحَمُ إِلَى الْبَرِّ

مہمول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوا کچھ جب بچا لایا تم کو خشکی میں

منزل ۳

علاوہ الزین حرف ندر سے ہر جگہ خطاب اور منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف نذر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی متعدد مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف نذر کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ المتحیات میں کہا جاتا ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس نام کی تلقین کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رحمہ کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔ چوتھی حدیث۔ توسل آدم علیہ السلام و الحسن و الحسین رضی اللہ عنہم (جمع الزوائد) یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی وارداتی نے تخریج کی ہے اس میں عمرو بن ثابت بن ہریرہ متروکہ ہے جو غالی شیعہ اور کذاب و وضاع تھا۔ تقریباً عمر بن ثابت بن ہریرہ و هو من الشيعة الغلاة الكذابین الوضاعین امام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا یحد ثوا عن عمرو ابن ثابت فإنه کان یسب السلف یحیی بن منین کہتے ہیں هو غیر ثقہ۔ امام بخاری: لیس بالقوی امام ابو داؤد: رافضی خبیث، کان من شرار الناس امام نسائی: متروک لیس ثقہ ولا عامون (تہذیب التہذیب) پانچویں حدیث۔ اصابعہم فقط فی زمن عمر فجاء رجل الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله استسق للامة فأتاك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له أئت عمر فقل له ان الناس يسقون (بہیقی، ابن ابی شیبہ)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ قبر پر جانوا لاکون ہے، وہ مجہول الحال والا تم سے معلوم نہیں ثقہ ہے غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک سے اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لجا کر بارش کے لئے ان سے دعا مانگواتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور علیہ السلام موضح قرآن و ل یعنی اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ و ل مال میں ساتھ یہ کہ تلوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلائے کا بخشتا ہے دوسرا فلائے کا بخشتا۔ و ل س کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی، سو مسلمان کی ہندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہا کشتا ہے یعنی دریا میں نہ پناہ و نہ نہیں ملتا بلی یا چوہر مگر باؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔



ہم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سوئم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر رضی ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندق ہے۔ وہ بھوئی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں ہو کا لواقدا امام ابو داؤد نے کہا لیس بشی ابو حاتم رازی نے کہا متروک ابن حبان، انہم الزندقة ابن عدی: عامة حديثه منكرو امام ابن نمير: كان سيف يصنع الحديث وقلتهم بالزندقة (ميزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ اہادعاء الرسول

وطلب الحوائج منه صلی اللہ علیہ وسلم وطلب

شفاعة عند قبره بعد موته فهو ما لم يفعله

احد من السلف (القاعدة الجلیلة ص ۵۷)

بعض صحابہ رضوانا علیہم رضی عنہم سے جو یہ منقول ہے۔

اللهم انی اسئلك بنسبک محمد اس سے مراد

ہے اسئلك یا محمد بنسبک محمد یعنی اس میں ایمان

بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

پانچویں حدیث۔ اذا اعینتکم الامور فعلیکم

بأهل القبور فاستعينوا بأهل القبور جب تم مشکلات سے

ماجر ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم پر افتراء ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و

نشان نہیں۔ ہو حدیث مغتری علی رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باجماع العارفین محدث

لم یروہ احد من العلماء وولا یوجد فی شیء

من کتب الحدیث المعتمدة (روح ج ۶ ص ۷۷)

(بقیہ ص ۶۲ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

۵۵ یہ تحریف دنیوی ہے

یہ فیصلہ بالکل حتمی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ قیامت

سے پہلے ہم ہر بستی کو تباہ و برباد کریں گے یا سخت ترین مذاب میں

بنتلا کر نیچے تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے اور مومنین کو شرح صدر اور

اطمینان نصیب ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور مصیبتوں سے

بچاؤ والا نہیں اور جن کو مشرکین اپنی ہمتیوں کے غافظ اور پناہ دہندے

قصور کرتے ہیں وہ عاجز ہیں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے

ہیں ”ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رحمت

ہیں کہ ہم اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے

سکتا لا عاصم الیوم من امر اللہ لا من رحمہم“

وَمَا صَنَعْنَا أَنْ تُشْرِكَ الْخَلْقَ بِمِثَرِ آيَاتِ مُجْزَأَةٍ مِنْ خَلْقِ

أَوْ مُسْجِنِ الَّذِي أَنْشَأَ يَعْبُدُ الْخَلْقَ مِنْ خَلْقِهِ

مشرکین بار بار مجرے طلب کرتے ہیں مگر ہم مجزأت اسلئے نہیں دکھاتے کہ مجزأت تحویف کے لئے ہوتے ہیں اگر مجرہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیسا کہ پہلی قوموں نے مجزأت کے

بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ کو پناہ مان لیں گے اللہ تعالیٰ نے اس چٹان

سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فراموشی مجرہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے مجرہ سراسر ظاہر کیا ہے اب اگر اس کے بعد بھی نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئے جائیں گے

موضع قرآن و اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے۔ نیلوں کے ہاتھ آوے گا دھبے سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے، یہ نشانی دیکھ کر نیک خوئی سے ہڑھنے

لیں گے۔ فل یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسای آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا رہے اور دور فرما دے۔

بقی اس آریہ

۴۳۷

سبحان الذی ص

أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۖ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يُخْصِفَ

پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم اللہ بے ڈر ہو گئے اس سے کہ

يَكُمُ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا

وہنا آئے تم کو جنگل کے کنارے یا بحیرہ سے تم پر آمدی پتھر برسائے والی پھر نہ پاؤ

لَكُمْ وَكَيْلًا ۖ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً

پنا کوئی ٹھکانا باجے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں دوسری

أُخْرَى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْكُمْ تَبِيعًا ۖ وَلَقَدْ

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم فلاں کا کوئی باز پرس کرنے والا اور

كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَجَعَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَسُودًا فَمِنْ

ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روڑی دی ہم ان کو

مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا

سجری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے

تَفْضِيلًا ۖ يَوْمَ تَدْعُوا كُلُّ أُنَاةٍ بِلِغَتِهَا فَمِنْ

برائی دے کر فل جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو وہ ان کے سرداروں کے ساتھ سوچیں کہ

أَوْتِي كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ

ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داپنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا

وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۖ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ

اور ظلم نہ ہو گا ان پر ایک ناگے کا فل اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَصْلُهُ سَبِيلًا ۖ وَإِنْ كَادُوا

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے فل اور وہ لوگ تو چاہتے تھے

مذکور

تحریف دنیوی

بیشمار تحریف دی

بہت سی تحریف دی



یعنی اسمراعیل

丁亥

سمحن الی ۱۵

کہ مجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو حق بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے۔ ہم

وحی کے سوا اور نبی تو بننا چاہتے تھے کہ وہ دوست و اور اگر یہ نہ ہو تاکہ ہم نے کچھ کو سنبھال رکھا

تو تو لگ جاتا ہے جھکنے ان کی ظریف تھوڑا سا تب تو ضرور چکھائے تبم بھوکو

دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھرنے پانتا لو اپنے واسطے

ہم ہر مذہب کے والہ اور وہ لوچا ہے کہ ہر ادین بھلا ہے اس زمین سے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِالْحَسَنَةِ قَالُوا هَذِهِ لَنَا خَيْرٌ مِمَّا لَكَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشَرٌّ عَيْنًا وَالصَّالِحِينَ يَرْجُوا رَبَّهُمْ حَقَّ وَبُحْرَانًا

عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مَقْعَدُ الضُّحَىٰ

مَشَهُمْ لَوْمِيًّا أَلَيْسَ الْبُنَىٰ فَتَاهُ ۖ أَلَيْسَ رِجَالُهُ بِنُفَاقٍ أَتَمِّينَ ۚ

عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ﴿٤٩﴾ وَقُلْ رَبِّ

[illegible]

مَنْزِلُ ۲

کرامت علیہ السلام

۱۰۰

[illegible]



اور ان سے ان کو بھلائے وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمُ الْحِجَابَ اور اپنے پیادوں اور سواروں کیساتھ ان پر حجاب کر کے یعنی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وہ کمر و فریب استعمال کرے تو تو کو کرسکتا ہے فَاَلْمَعْصِي اَجْمَعُ عَلَيْهِمُ کل ما تقد رعلیه من مکاید (قرطبی) وَاَنْتَا رَكْعَتُهُمْ اَلْحَمْدُ اور ان کے مال میں اپنا حصہ مقرر کر اگر انہیں شرک پر آمادہ کنی کو بخش کرے مال میں شرک سے غیر اللہ کی نذر میں نیازیں اور غیر اللہ کے نام کی تحریکیں مراویں اور اولاد میں شرکت یہ ہے کہ اولاد کے عطیہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے یہ چونکہ سب شیطانی اغوار سے ہوتا ہے اس لئے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا گیا حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں مال میں سب سے کہتوں کی نیازیں مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلائے کا بخشا ہے دوسرا فلائے کا بخشا حضرت ابن عباس قتادہ اور عطار سے منقول ہے کہ شتا د کہ ہم فی الاموال هو ما کان المشرکون یحرمونه من الانعام کما لبحیوة والساکبۃ والوصیلة والحاکم وقال الضحاک واما کناز اید مجونہ (مظہری ج ۱ ص ۱۵۷ وقرطبی) اور اولاد میں شرکت کے بارے میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہوتسحیۃ الاولاد عید الحاکم وعبداللہ بن عمر بن عبدالمطلب وعبدالدار و نحوہا (مظہری) وَعَدَّ هُمْ۔ اور ان کو طرح طرح کے سہارا دے دھالے اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں سے پریشان کر دے انہیں دال کے غلامیہ بزرگان دین جن کو تم بوجہ ہوا ورنہ کی نذر میں نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن یہ تمہارے کام آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے تمہیں بچائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ وَمَا يَعِدُ هُمُ الشَّيْطَانُ یہ اوفال الی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ وہ سرسبز باغ و فریب اور بے حقیقت ہیں اسے اولاد آدم! ان پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا اے اے اہلس با تو اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے کیلئے اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرے اور کمر و فریب کے تمام ہال پھیلائے مگر یاد رکھ میرے غلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔ میں اپنے بندوں کے لئے کافی کارساز ہوں میرے جو بندے مجھ پر بھروسہ کرینگے اور میرے کمر و فریب سے میری پناہ و ہونڈیں گے میں انہیں تیرے دام ترویر سے محفوظ رکھوں گا۔ ۱۳ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ سمندروں اور دریاؤں میں تمہاری کشتیاں محض اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ ہی چلاتا اور طوفان سے بچا کر کنارے لگاتا ہے وہ تو ہر حال میں تم پر مہربان ہے۔ اور سمندروں اور دریاؤں میں وہی کارساز ہے تو خشکی میں بھی وہی کارساز ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارتے ہو وَاِذَا مَسَّكُمُ الطُّوفَانُ یہ زجر ہے جب دریاؤں میں طوفان کا سامنا ہوتا ہے تو اپنے مزعومہ بودوں کو چھوڑ کر فالص اللہ کو پکارتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سلامت گنا سے پرہیزا ویتا ہے تو پھر شرک کرنے اور مہودان باطلہ کو کارساز سمجھنے لگتے ہو۔ یہ کس قدر ناشکری ہے ۱۴ یہ توحید دنیوی ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خشکی میں تم مصائب و بلیات سے محفوظ اور اپنے خود ساختہ کارسازوں کی پناہ میں ہو مگر یاد رکھو اگر اللہ چاہے تو نیچے سے زمین کو چیر کر تم کو اس میں دھنسا دے

یا اوپر سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں نیست و نابود کر دے تو اس وقت بھی تمہارا کوئی خود ساختہ کارساز نہ تمہاری مدد نہیں کر سکے گا اَمَّا كَيْفَ مَعَكُمْ اَنْ يَّعْبِدَ كَذَّابًا وہو یوحی کرسکتا ہے کہ تمہیں اپنی ضرورتوں کے تحت پھر سے بحری سفر پر گامزن کر دے اور عین وسط سمندر میں ایک بولناک طوفان باد بھیج کر تمہیں غرق کر دے اس وقت بھی تم کی کو اپنا غمخوار اور نامرد و مددگار نہیں پاؤ گے۔ یعنی موضع قرآن فل اس شہر سے کمال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے، وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیے جن سے دین کو مدد ہوئی۔ فل یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگنے میں سے اور تمام عرب میں سے۔ فل روگ چنگے ہوں دل کے شیعہ اور شک میں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ فل بازو ہٹا دے یعنی بندگی سے سرتکا جاوے وہ حضرت کے آزمائے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی مر گیا۔

اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ  
داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا  
وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝۱۰ وَقُلْ  
اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد اور کہہ دیجئے  
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ  
آیا سچ اور نکل بھگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے  
زَهُوْقًا ۝۱۱ وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاؤٌ وَرَحْمَةٌ  
نکل بھگنے والا اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ نفع ہوں اور رحمت  
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَكَذٰلِكَ يُزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ الْاَخْسَارَ ۝۱۲ وَاِذَا  
ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے قل اور جب  
اَنْعَمْنَا عَلٰی الْاِنْسَانِ عَرَضَ وَنَا بَاجَانِيْہٖ وَاِذَا مَسَّہُ  
ہم آرام بھیجیں انسان پر تو طالع اور بھگائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو  
الشَّرْكَ اَنْ يُّؤَسَّسَ ۝۱۳ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِہٖ فَرِيْقٌ  
بڑائی تو رہ جائے مایوس ہو کر کہ تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب  
اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اٰهْدٰی سَبِيْلًا ۝۱۴ وَكَيْسَعْلُوْنٰكَ عِزَّ الرَّوْحِ  
خوب جانتا ہے کس نے خوب پالیا راستہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو کون  
قُلِ الرَّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا  
کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم علم دیا ہے  
قَلِيْلًا ۝۱۵ وَلٰكِنْ شِئْنَا لَنذٰهَبَنَّ بِالَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ  
تھوڑا سا دے اور اگر ہم چاہیں گے تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی  
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِہٖ عَلَيْنَا وَاَكِيْلًا ۝۱۶ اَلَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّكَ  
پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لادینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی



## سبئ بن الذی ١٥

۶۴۰

بنی اسرائیل

اس کی بخشش بخجہ بدر بڑی ہے کہہ اگر مکہ جمع ہوں

الْأَنْسُ وَالْجُنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا

آدمی اور جن اس پر کہ لائیں۔ ایسا قرآن ہرگز نہ

لا میں گئے ایسا قرآن اور پڑھے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی فلاح

وَلَقَدْ هَمَمْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ

اور ہم نے پیچھے پھیر کر سجھائی، میں لوگوں کو اس خبر آن میں ہے

مَنْ لَمْ يَأْكُلْ لَبَاسًا إِلَّا كَفُورًا ۖ وَقَالُوا لَنْ

مشکل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے اور بولے نعم ہم

مِنْكُمْ وَالْأَقْبَىٰ مِنْكُمْ لَا يَمْلِكُ الْأَمْرُ مِنْكُمْ شَيْئًا وَكَذَٰلِكَ يُخَوِّفُ لِيَوْمِهِمُ الْمُنْتَفِئِينَ

نہیں گے قہا کہ ان جن تک پہنچنا چاہو اس واسطے کہ ان سے اس کے حشر

ماہیوں کے میل پہنا جب ملک موہ جگاری کر کے پہنا کھانے والے کے لئے رہا ہے ایک پرکھ

وَتَكُونُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ رَّحِيلٍ وَعِنَبٍ تُفَجِّرُ الْأَنْهَارَ

یا ہو جائے میرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہاے تو اس کے

خَلَّاهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ وَنَسَقِدُ السَّمَاءَ كَمَا رَعِمَتْ عَلَيْهَا

یہ سچ نہیں ہیں چلا کر یا اگر اے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے

كَسَفًا أَوْ تَأْتِي بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ قَسِيًا ﴿٩٢﴾ أَوْ تَكُونُ

ہلکے ہلکے پا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا ہو جائے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَخْشَى اللَّهَ ذِكْرًا فَالِاسْمَاءِ وَلِأَعْمَارِ

تہ کے لئے ایک گھر سنہ ۱۸۸۷ء

١٠٠٠

بریک سنی لبرل علیہا کیا نفروہ؟

یہ ہے چکر سے کوجب تک نہ اتار لائے ہم پھر ایک کتاب بس کو ہم پھر میں کو ہم

منزل ۳

یہ امر ثابت ہے۔ جبراً عرض کیا گیا کہ میں تم سے باز ہوں۔ مسئلہ توحید کو ماننے پر تیار نہیں ہوئے بلکہ اب آپ کو مکہ سے نکالنے کے منصوبے بنائیں گے۔ مگر آپ کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ جب کبھی کبھی قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو سنا یا اور وطن سے نکالا تو خود بھی چین سے اپنے وطنوں میں نہ رہ سکے بلکہ جلد ہی ہلاک کر دیئے گئے کہ والوں سے بھی اب یہی سلوک کیا جائے گا چنانچہ ہجرت کے بعد دو سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ جنگ بدر میں منادی کفر اور اساطین شرک کو تیغ کر دیا گیا۔ وَكَفَدْنَاكَ مَوْسَىٰ تَسْمِعَ آيَاتِ الْخَمْرِ (۱۲۶) اسکی ایک مثال آ رہی ہے۔ ۱۹۔ سُنَّةٌ مُنْصُوبٌ بِهٖ اَوْ سُنَّةٌ مُقَدَّرَةٌ كَامْفْعُولٍ مُطْلَقٌ ہے یعنی مشرکین مکہ سے اللہ تعالیٰ وہی سلوک کرے گا جو اس نے پہلی امتوں سے کیا ہے۔ اِی سَنَ اللّٰہُ سُنَّةً وَّالْمَعْنٰی اَنْ کُلَّ قَوْمٍ اَخْرَجُوا رَسُوْلًا مِّنْ ہِمۡ یَظہِرُہُمۡ فِیۡ سُنَّةِ اللّٰہِ اَنْ یَّہْلَکَہُمۡ بَعْدَ اَخْرَاجِہٖ وَیُثَبِّتَ اَصْلَہُمۡ وَلَا یَقْبُوْہُمۡ بَعْدَ الْاَقْلَیْلِ (بحور ج ۲، ص ۲۸) یہ جملہ مترجم ہے اور اس میں امر منقطع نماز اور تلاوت قرآن کا ذکر ہے۔ معجزہ مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَفَاتِحُ الرَّحْمٰنِ میں یوں ترجمہ ہے اگرچہ ہوا ایک اُن کا ایک کو مدد کرنے والا۔



اور نامید ہو جاتا ہے اور موجود حقیقی بل مجاہد کے سامنے گڑگڑا کر عاجزی کرنے لگتا ہے اسکی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۃ ہود ص۔ عاشیہ نمبر ۱۔ قُلْ كُلٌّ عِندَ اللَّهِ يَمُوتُ اِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَلِيظٌ اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ لکن شکوئی ہے یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپکی صداقت اور سچائی کو ثبات اور واضح کرنے کیلئے معجزہ اسرار کافی نہیں ہے؟ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا الکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن وانس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہودی مدینہ کے سکھانے پر مشرکین مکہ نے کیا تھا قُلْ اِلٰهُكُمْ اَوَّلُوْهُمْ مِنْ آٰمِرَاتِنِ الْغٰیْبِ فرمایا جواب میں صرف یہی کہہ دو کہ روح ایک امر ربی ہے جو اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا اسکی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ اٰی من الامر الذی لا یعلمہ



الا للہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۵۵) من اصر اللہ ای حما استأثر بعلمہ (مدارک ج ۲ ص ۲۵۷) روح کی حقیقت اور کنہ کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آنکھ کی نے بھی نہیں پایا اور نہ کوئی پاسکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے مضمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم لروح (مدارک) علامہ ابوالسعود قرطبی نے کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ شخص ہے۔ اسی ہومن جنس ما استأثر اللہ بعلمہ من الاسرار الخفیۃ النبی لا یکاد یحوم حولہا عقول لبشر ابوالسعود رحمہ اللہ علامہ غازی لکھتے ہیں والقول لاصح ہوان اللہ عزوجل استأثر بعلمہ (خازن ج ۳ ص ۱۸) کہ یہ زجر ہے مشرکین کہ ازراہ عناد و تعنت

سبحن الذی ۱۵ ۶۴۲ بقی اسراءیل

لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۱۸ وَلَكُمْ رُءُوسًا ۱۹ وَاللَّهُ الَّذِي

اٹھائیں گے نئے بنا کر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ

بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو

وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا زَكِيًّا ۲۰ فَابْنِ الظَّالِمُونَ إِلَّا

اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک بے شبہ سو نہیں رہا جاتا ہے انصافوں کو

كُفُّورًا ۲۱ قُلْ لَّوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا

ناشکری کے کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور

لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۲۲

بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَمَسَّ عَلَىٰ إِسْرَءِيلَ

اور ہم نے فرس عیسیٰ کو نو نشانیاں کھاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے

إِذَا جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ فِئْتَانًا مِّنْ

جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اٹھل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا أُنْزِلُ هَؤُلَاءِ إِلَّا رُبَّ السَّمَوَاتِ وَ

بولا تو جان چکا ہے وہ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور

الْأَرْضِ بِصَآئِرٍ وَرَأَىٰ لَآظِنُكَ يُفِرُّونَ مَشُورًا ۲۳

زمین کے مالک نے سمجھائے کہ اور میری اٹھل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے

فَإِذَا دَانَ يُسْتَفْزَعُ هُم مِّنَ الْأَرْضِ فَأَعْرَقْنَاهُ وَمَنْ

پھر جاپا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اُس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس

مَعَهُ جَمِيعًا ۲۴ وَقُلْنَا مَنِ الْبَعْدُ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ اسْكُنُوا

کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے چچھے بنی اسرائیل کو آباد ہو تم

منزل ۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفور شفقت کی بنا پر اس بات کے متنبی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوب معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپکی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزہ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن و انس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنا ہے اگر ہم یہ قرآن آپکے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لاسکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپکی مدد کرے آپکو واپس دلا سکتا ہے إِلَّا رَحْمَةُ الْخَاشِعِ متنبی قطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر تہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن لا نشاء ذلک رحمۃ من ربک (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۵۵) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپکو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپ کو مقام محمود و شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا کہ آپ ان معاندین سے فرمادیں کیا معجزہ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں ہے یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح و مشورہ کر کے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں حسن و جمال نظم و نالیف میں اخبار بالمغیبات اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے ای لو تظاہروا علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن فولا حقنا و حسن نظمہ تا یبلغہ لعجز و اعن الا حقان بمثلہ (مدارک ج ۲ ص ۲۵۷) یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا سہارا ہے ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقیدہ لا ینحل نہیں چھوڑا مسئلہ توحید و رد شرک حشر و نشر رسالت و نبوت ترغیب و ترہیب اوامر و نواہی احوال و واقعات غرضیکہ ایک متلاشی حق کیلئے ہم نے وہ تمام امور کو قرآن میں بیان کر دیے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے مگر اسے باوجود معاندین کفر و انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات و مطالبات محض ضد و عناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے ہیں اور پہلنے ہیں کہ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے نفس ضد و تعنت سے چیلے تراشتے ہیں وقال کفار مکہ تعننا و اقتراحا بعد ما لزمتمہم بآیاتنا و انضمام غیرہ من المعجزات کن شو من لک الخ (مظہری ج ۷ ص ۵۵۵) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہرایا کرتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے مشرکین نے کہا اے محمد! جنتک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر دے اس وقت تک ہم تم پر گواہان نہیں لائیں گے (۱) تفصیل کتابت الارض تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو (۲) آؤنگون لک جنتہ الخ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں (۳) آؤنگون لک السماء الخ یا ہماری سرکشی اور انکار و جود کو جو یہ موصح قرآن دل شاید نشانیاں نو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کیرہ گناہوں سے منع تھا۔

ساریں سچائی پر زجر

بھی سچائی پر زجر

بھی سچائی پر زجر



کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے ۱۷۔ یہ جواب شکوہ ہے نبی اللہ  
تعالیٰ تو مجھ سے پاک ہے وہ یہ سارے کام کہیں کی قدرت رکھتا ہے مگر  
کسی میں اس پر جو کہیں کی طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے  
کرتا ہے ھَلْ كُنْتُمْ إِلَّا بَشَرًا مِثْلُ سَوَاحٍ اور میں تو ایک انسان  
ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن یا ان کا تم نے مطالبہ کیا ہے  
وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماوراء ہیں یعنی لیس ما  
سَأَلْتُمْ فِي طُوقِ الْبَشَرِ بَلْ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَنْزِلَ مَا ظَهَرَ  
لِفَعْلِهِ (منظہری ج ۵ صفحہ ۱۷۷) اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنے کی طاقت  
نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی  
نہیں کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کی وحی کے پابند اور اس کے احکام کے بندے ہیں  
صرف اسی چیز کو ظاہر کر سکتے ہیں جس کو ظاہر کر نیکا اللہ نے حکم دیا ہو۔ اسی  
انرا رسول کساثر الرسل بشر مثلهن وكان الرسل لا  
يأتون قومهم إلا بما ينهونهم اللہ علیہم من الذی یات غلیس

۵۸۳۔ اصرارِ آیات الی غاھ ولی اللہ (مداوۃ چہ) ۵۸۳۔ یہ بھی شکوہ ہے پہلے شکوہ کے جواب میں کہا گیا ہلکے کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا اَزْ سُوْرَا تُوْ مِثْرَکِیْن نے کہا ہم بشر کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ کَوْنُوْا کَانَ فِی الْاَرْضِیْنَ اِنَّمَا یُشْکُوْہُ بِاَلْاَرْضِیْنَ مِیْنِ فِرْسْتِیْ اَبَادُوْتُوْہُ تُوْمَ اِنْکِیْ بَدِیْتُ کِیْلَیْ فِرْسْتِیْ رَسُوْلٌ بَاکُوْہُ یَحْیِیْہِ لٰکِنْ رَمِیْنِ مِیْنِ چُوْنْکَ اِنْسَانٌ اَبَادِیْنِ اَسْلَیْ اِنْکِیْ بَدِیْتُ کِیْلَیْ لَا اِیْلَہَ اِلَّا اِنْسَانُ ہِیْ کُو رَسُوْلٌ بَاکُوْہُ یَحْیِیْہِ قُرْآنُ عَقْلُ وَ مَعْلُوْمَتِ ہِیْ۔ ۵۸۴۔ تم نہیں مانتے تو نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اسے معلوم ہے کہ میں نے اسکا پیغام من و عن تمہیں پہنچا دیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے غرض ضد و عناد سے اسکا پیغام ٹھکرا دیا ہے وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکے اعمال کی جزا و سزا دیگا۔ ۵۸۵۔ یہ خوفِ آخر دی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور تلاشِ حق کا سچا حاذبہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر ہر جہاں بیت لگسکتی ہے اسلئے انہیں کوئی راہِ راست پر نہیں لاسکتا قیامت کے دن انکو جہنم کی آگ میں منہ کے بل گھسٹا جائیگا اور وہ اندھے گونگے

اور بہرے ہو گئے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے، کہنے اور سننے سے اندھے، گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہو گئے، نہ راحت کی کوئی بات سنا نصیب ہو گی اور نہ ایسی بات منہ سے نکالنے کی توفیق ملی جو قبول کجا سکے۔ لا یصبرون ما یقرعہنہم ولا ینطقون ما یقبل منہم ولا یسمعون ما یلذسا معہم لما قد کانوا فی الدنیا لا یستبشرون بہا لالت والعبر ولا ینطقون بالحق ولا یستمعون (ابو السعوی رحمہ اللہ) یہ عذاب جہنم انکوائے دیباہی کا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ شر و شتر کا موضع قرآن و کلام کیساتھ تراپنی بیچ میں بدلا نہیں کیا۔ وک بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھتے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اُترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں مجاہد ادر کھیں اور مقصود اُتوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجی۔ وک یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اُترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ وک نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ وک رحمن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتر ہے ہیں اللہ وہی الہ ہے اور نماز میں بہت چلنا بھی نہیں اور بہت دینی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے۔ وک کوئی بددگار نہیں ذلت کے وقت، یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ

۶۴۳

سبحن الذی ۱۵

الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝١٢۰ وَبِالْحَقِّ

انزلنا وبالحق نزل وما ارسلناك الا مبشرا ونذيرا ﴿١٥﴾

قُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى حُكْمٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝ ١٠٦

قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ

کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو لے جن کو علم ملا ہے لے اس سے پہلے سے

اِذْ اسْتَلِمُوْهُمۡ بِخَبْرُوْنَ لِلّٰہِ اَنْ سَجَدَ لَہٗ وَتَقُوْا لَہٗ

جب ان کے پاس اس کو پڑھنے گوتے ہیں مفسرینوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے

ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا کرے گا ق اور گرتے ہیں صفحہ مخطوٹیوں پر

یَبْلُغُونَ وَيُرِيدُ اللَّهُ لِيُدْخِلَ فِيهِ مَن يَشَاءُ أَلِيهِ يُرْجَعُ أَمْرُهُمْ كُلِّ يَوْمٍ

ایا قاتد عوافله السماء الحسنی ولا جمهر بصلاتک  
جو کہہ کر پکا روگے سو اسی کے ہیں سب نام خالصے اور پکار کر میت پڑھ اپنی نماز فہم

وَلَا تَخَافُهَا وَأَبْتَغِ يَنْ ذَاكَ سَبِيلُكَ ۝ وَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي تَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ تَتَّبِعُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَتَّبِعُونَ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَفْقَهُونَ دِينَ اللَّهِ فَهُم مِّنْهُ مُجْرِمُونَ ۚ

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذَّلِ وَكَبِيرُهُ تَكْبِيرًا ۝۱۱۱

اور نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کو بڑا جان کر ف

منزل

وقف لا سزم

مکتبہ اسلامیہ لاہور

السكجدة

50







تمام۔ اس سورت میں چونکہ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اس سورت کو سورۃ کہف سے موسوم کیا گیا ہے۔

مشرکین مکہ نے نصر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علماء یہود کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان کے پاس جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے

شانِ نزول۔ ان کو آگاہ کریں۔ اور اس کے بارے میں ان سے پوچھیں کہ کیا واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ اور ان کو انبیاء کی پہچان ہے وہ مدینہ

میں احبار یہود کے پاس پہنچے۔ اور حضور علیہ السلام کے بعض اقوال و اقوال سے ان کو آگاہ کیا۔ علماء یہود نے ان سے کہا۔ تم واپس جا کر تین باتیں اس سے پوچھو۔ اگر

اس نے صحیح جواب دے دیا۔ تو وہ سچا پیغمبر ہے۔ اور اگر وہ ان کا صحیح جواب نہ دے سکا۔ تو جھوٹا ہے۔

ربط :- سورہ کہف کو ما قبل سے کئی طرح کا ربط ہے۔ اول - سورہ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے کہ مضامین کے اعتبار سے سارا قرآن مجید چار حصوں میں منقسم ہے۔ اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے پہلا حصہ سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ مائدہ کے آخر تک ہے۔ اس میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا حصہ سورہ النعام سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے اس حصہ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کی پرورش کرنے والا اور ہر چیز کو بالترتیب حد کمال تک پہنچانے والا اور ساری مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں سورہ کہف سے فتران مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے بعد اس حصہ میں اس کی حاکمیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا مالک اور سب پر حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام تصرفات اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اور اس نے اپنے اختیارات میں سے کوئی اختیار کسی پیغمبر کسی ولی یا کسی جن کے حوالے نہیں کیا۔ وہی قادر مطلق اور قیوم برحق ہے۔ اور وہی برکات کا سرچشمہ اور وہی برکات دہندہ ہے۔

دوسرا ربط :- مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے۔ اول فَأَتَيْنَا بِمَا وَعَدُوا نَا اِنْ كُنْتُمْ الصّٰدِقِيْنَ یعنی جس عذاب کی تمہیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر سچا ہے۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ۔ اُن کا دوسرا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوْا الْوَحْيُ لَا يَكُنْ بِنَبِیٍّ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ مَا هُوَ اِلَّا حِكْمٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ يُعَلِّمُ الَّذِیۡ یَشَآءُ فَمَا تَجِدُ فِیۡ ذٰلِكَ اِلَّا وَحٰیً مُّكْرَمًا ؕ وَاَنۡتَ لَیْسَ بِبَرِّیۡنٍ ؕ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیۡنَ ؕ اِسْمَاءُ بنت ابی ہاشم اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورہ محل کے ابتدائیں فرمایا۔ اَنْتَۤ اِمْرٌۭ اَللّٰهُ فَلَا تَسْمَعُ جَوْكُهُ ؕ اَللّٰهُ کَاذِبٌ اَمْ لَیْسَ بِکَ اِلٰهٌ اَخَرٌ ؕ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیۡنَ ؕ اِسْمَاءُ بنت ابی ہاشم اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورہ محل کے ابتدائیں فرمایا۔ اَنْتَۤ اِمْرٌۭ اَللّٰهُ فَلَا تَسْمَعُ جَوْكُهُ ؕ اَللّٰهُ کَاذِبٌ اَمْ لَیْسَ بِکَ اِلٰهٌ اَخَرٌ ؕ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیۡنَ ؕ اِسْمَاءُ بنت ابی ہاشم اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورہ محل کے ابتدائیں فرمایا۔ اَنْتَۤ اِمْرٌۭ اَللّٰهُ فَلَا تَسْمَعُ جَوْكُهُ ؕ اَللّٰهُ کَاذِبٌ اَمْ لَیْسَ بِکَ اِلٰهٌ اَخَرٌ ؕ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیۡنَ ؕ

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا میں فرمایا۔ سُبْحَنَ الَّذِيْ اَسْرَى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا یہ تو میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے حضور



سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اور مسجد اقصیٰ سے جہاں تک میں نے چاہا) سیر کرائی۔ مذکورہ عذاب اور اس معجزہ معراج کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منکرین کی مکمل تباہی اور ہلاکت سے پہلے محض اپنی مہربانی اور رحمت سے ان کو سنبھلنے کا ایک اور موقع دے دیا۔ اور سورہ کہف نازل فرما کر ان کے ان شبہات کا جواب دے دیا جن کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا تھے۔ گویا کہ سورہ کہف میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا ربط :- جس مسئلہ توحید کو سورہ نحل کی ابتداء میں روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا: قُلِ ادْعُوا اللَّهَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْنَ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفتیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَخْذَ وَلَدًا لِّهٖ مَا قَبْلُ بِرَمْتَفْرَعٍ ہے اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْشَأَ عَلٰی عَبْدِهٖ الْكِتٰبَ وَكَمْ يَجْعَلُ لِّلْعٰجِزِ اَسًا مِّنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دَعْوٰی ہے۔ یعنی تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی گئی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی، یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید و ڈرانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعمت مقیم کی خوشخبری سنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا: لَيُنْذِرَ رَبًّا شَدِيْدًا اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا: وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰہِیْ شِقِیْ میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مؤمنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کر کے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورہ مریم بھی سورہ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورہ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بالا دعویٰ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا: وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا اِنَّ اِلٰہَ (مریم ۶۴) اور آخر میں سورت کا محصل اسی طرح بیان فرمایا: فَاَتَمَنَّاسُیْسُرُنَّہٗ یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ وَتُنْذِرُ مَرْیَمَ قَوْمًا لَّدٰی سُوْرہ کہف کی ابتداء میں جن دو جماعتوں کو المؤمنین اور الذین قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورہ مریم کے آخر میں بطور لف و نشر مرتب ان کو المؤمنین (پرہیزگار اور شرک سے بچنے والے) اور قَوْمًا لَّدٰی (جھگڑو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

**خلاصہ** انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجحشوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک و مختار اور متصرف و کار ساز سمجھتے تھے۔ اس سورت میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہ :- اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور ریمسوں کے لڑکے تھے۔ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصے میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثنائیں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت و طاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شبہ :- کچھ لوگ بعض حالات میں جنوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے تکوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِنَّہٗ كَانَ رِجَالًا مِّنْ اِلٰہِیْ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنْ اِلٰہِیْ (جن) تیسرا شبہ :- حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ خلیفہ داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چوتھا شبہ :- یہودیوں و ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کار ساز اور متصرف تھے۔ چنانچہ وَيُنْذِرُ الَّذِیْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورہ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔



## پہلے شبہ کا جواب

پہلے آمَحَبَّتُ اَنْ اَحْبَبَ اَلْكُفَّيْنِ — تا — اَحْضَرْنَا لَكُمَا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہ اولیٰ کا بالاختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کُف کے واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کُف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستی معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحاب کُف متصرف و کار ساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موصد بندے تھے۔

اس کے بعد حُنْ نَقَضْنَا عَنْكَ — تا — وَكَذَلِكَ اَعْتَرَيْنَا عَلَيْهِمْ (ع ۲) میں پہلے شبہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعہ اصحاب کُف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھرا مور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاَضْرَبْ لَهُمْ مَثَلًا — تا — هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر ضرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے پھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاَضْرَبْ لَهُمْ مَثَلًا الْحَيٰوةِ — تا — خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دیک جائے۔ امر سوم وَيَوْمَ نَسْفِرُ الْحُبَالَ — تا — وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۷) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

## دوسرے شبہ کا جواب

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ — تا — وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرُوفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذر میں منتیں دیتے اور ان کے مقابلے سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ دراصل یہ لوگ جنوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کار ساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ — تا — وَجَعَلْنَا لِكُلِّ مَوْعِدَةٍ اٰیًا (ع ۸) میں زجر اور تحویفیں ہیں۔

## تیسرے شبہ کا جواب

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰنِهٖۙ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ اَمْرِیْ (ع ۱۰) سے شبہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا۔ اور اس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

## چوتھے شبہ کا جواب

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ — تا — وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا۔ مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یا ہوج مابوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الْاِنْسٰی اَنْ يَّخْلُقَ — تا — لَا يَبْعُوْنَ عَنْهَا حَٰجًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کار ساز نہیں توجہات میں یہ صفت کیونکر پائی جاسکتی ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ اِلٰهًا تَسْتَعِیْزُ اِلٰہ تیسرے جواب پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِلٰہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرمادیں کہ میں بھی غیب داں اور کار ساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعے بھی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کار ساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّہٖ اِلٰہ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقار ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کیساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کُف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کار ساز سمجھ کر نہ پکارتے۔ اور مشرک جلی اور خفی سے دور رہتے۔



# تمہید

پہلے بیان ربط کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔ کہ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے یہ سلسلہ سورہ احزاب کے آخر تک چلا گیا ہے اور باقی حصوں کی طرح یہ حصہ بھی الحمد للہ سے شروع ہوا ہے اس حصے میں بھی زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ سارے جہان کا مالک اور کارگاہ عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ملک و تصرف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

سجّل الذی ۵ ۶۲۸ الکہف ۱۸

سُورَةُ الْكَافِرُ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثُونَ آيَاتٍ وَتِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ

سورہ کہف ۳۰ مکہ میں اتاری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع مکہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرح اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ

سب تعریف اللہ کو جس نے مکہ اتاری اپنے بند پر کتاب اور نہ

يَجْعَلَ لَهُ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا لِّمَن

رکھی اس میں کچھ بھی ٹیگ اتاری تاکہ ڈرنا لے وہ ایک سخت آفت کا

لَدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے ایمان لسنے والوں کو جو کرتے ہیں

الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۝ مَا كَثُرَتْ فِيهِ

نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں رہا کریں

أَبْدَانًا ۝ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝ لَّهُمَا

ہمیشہ اور ڈرنا لے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ

لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا يَابِ لَهُمْ كِبَرُتِ كَلِمَةٍ تَخْرُجُ

خبر نہیں ان کو اس بات کی کہ اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات کہہ سکتی ہے

مِنَ أَفْوَاهِهِمْ ۝ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں سو کہیں تو

بَاخِعُ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ ۝ إِنَّ لَكَ يَوْمَئِذٍ هَذَا الْحَدِيثَ

گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے کہ اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو

أَسْفًا ۝ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا

پچھتا پچھتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اس کی رونق

اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں فرمایا اس کے علاوہ اس حصے میں اور بھی کئی ایک مضمون مذکور ہوں گے مگر وہ بالنتیجہ آئیں گے سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور تمہید میں دو باتیں مذکور ہیں۔ (۱) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض و غایت ابتدائے سورت سے اِنْ يَقُولُونَ اِلَّا كَذِبًا تک یعنی مشرکین کے شبہات کا ازالہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کو کچھ اختیارات دے کر اپنے نائب بنا رکھا ہے۔ اور (۲) انکار مشرکین پر اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور غم پر آپ کو تسلی دی گئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعُ نَفْسِكَ ۝ تا۔ مَا عَلَيْكَ حَزِينٌ جُورًا ۝ الحمد للہ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ جملہ (الحمد للہ) واقع ہوا ہے۔ وہاں حمد (تعریف) سے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت یا بالفاظ دیگر صفات کار سازی مراد ہیں مثلاً خالق و مالک اور رازق ہونا عالم الغیب کار ساز اور متصرف و مختار ہونا، مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکک شام ہونا وغیرہ تو اس جملے کا حاصل یہ ہے کہ تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کی ذات مفیض ہر گز کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسْمَان میں رہنے والوں، زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فروکش ہونے والوں، میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ الحمد للہ میں جو دعویٰ کیا گیا ہے اس کا حاصل دو جملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف و مختار ہے۔ اِنْ كَذِبِي موصول مع صلہ ما قبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وَفِي وصفہ تعالیٰ بالموصول اشعاراً بعلیۃ مافی حیز الصلۃ لا ستحقاق الحمد (روح ج ۵ ص ۱۵) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں دونوں خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عروج رکھی نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ و معانی میں اصول فصاحت و بلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شیئاً من العوج باختلال اللفظ من جهة الاعراب و مخالفة الفصاحة و تناقض المعنى و كونه مشتملاً على ما ليس بحق او داعياً لغير الله تعالى (روح ج ۵ ص ۱۵) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے مشرکین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قیماً ای مستقیماً کما اخرجہ ابن المنذر عن الضحاك وروی ايضا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے جس کا علم محیط کل ہو۔

سورہ کہف میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کی ذات مفیض ہر گز کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسْمَان میں رہنے والوں، زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فروکش ہونے والوں، میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ الحمد للہ میں جو دعویٰ کیا گیا ہے اس کا حاصل دو جملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف و مختار ہے۔ اِنْ كَذِبِي موصول مع صلہ ما قبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وَفِي وصفہ تعالیٰ بالموصول اشعاراً بعلیۃ مافی حیز الصلۃ لا ستحقاق الحمد (روح ج ۵ ص ۱۵) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں دونوں خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عروج رکھی نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ و معانی میں اصول فصاحت و بلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شیئاً من العوج باختلال اللفظ من جهة الاعراب و مخالفة الفصاحة و تناقض المعنى و كونه مشتملاً على ما ليس بحق او داعياً لغير الله تعالى (روح ج ۵ ص ۱۵) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے مشرکین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قیماً ای مستقیماً کما اخرجہ ابن المنذر عن الضحاك وروی ايضا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے جس کا علم محیط کل ہو۔

منزل ۴

منزل ۴



اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکور کا ایک حصہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ یٰٰیٰنِذِرْ بآسَاسِ شَدِیدٍ ۚ قرآن اس لئے نازل کیا تاکہ منکرین کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت و تصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ ۵۰ یہ منکرین کے لئے تحذیر و خوفناک خبر ہے۔ یٰٰیٰنِذِرْ بآسَاسِ شَدِیدٍ ۚ اللہ میں لام اَنْزَلَ سے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تحذیر و انذار دوم تمثیل پہلے یٰٰیٰنِذِرْ سے تحذیر و بشارت اس کے بعد پھر یٰٰیٰنِذِرْ سے تحذیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تحذیر کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المؤمنین) اور اجر و ثوابوں کا ذکر نہیں اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بعد عہد کی وجہ سے وَیٰٰنِذِرْ کا اعادہ کر کے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ الَّذِیْنَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَكَذٰٓا ان لوگوں کا انذار مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے ولد و خونیہ کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتحاد و ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی منبئی بنائے گئے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے جیسا کہ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیر بیٹہ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَنْتَفِعَکَ ۚ وَ لَکَ ۙ (قصص ۱۶) و یوسف ۴۳ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا جو نیر نہیں کرتے تھے۔ نفی اتحاد الولد ظاہر فی التبتی (رج ۱۵ ۱۹۵) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں و انبیاء علیہم السلام، اولیا اور ملائکہ کرام، کو اپنے متبئی اور نائب بنایا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف و اختیار دے دیا ہے، جیسا کہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ و متعہ من اعتقد ان اللہ هو السيد و هو الممد بر لکنہ قد یخلع علی بعض عبیدہ لباس الشرف و التآلہ و یجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ و یقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علی کل قطر ملکاً یقلد تدبیر ملک المملکۃ فیما عدا الامور العظام فی تلجہ لسانہ ان یمیہ مع عباد اللہ فی سوبیم و غیرہم فعدل عن ذلک الی التسمیۃ ہم بناء اللہ و بحوالہ اللہ (تجۃ البانی ج ۱) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنادیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقے پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کر کے اس کا انتظام اس کے سپرد کرتا ہے یا مستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھڑائی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو ابنا اللہ (اللہ کے بیٹے) کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ ۱۷ یہ ان کے قول باطل کا رد ہے یہ میں ضمیر مجبور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ و ذکر الابدان تلك المقالة قد أخذوها عنهم وتلقوها منهم (محدج ۶ ص ۹) اب تک (باپ دادا) سے مراد عام بے خواہ جسمانی ہویا روحانی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا يزال يهدى اى اسلافهم وقرطبي ج ۱ ص ۱۲۸ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۷۱ کبریت کلمۃ الخ کلمۃ منصوب ہے۔ اور عبودیت کی ضمیر سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کفر و افترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آئی ہے۔ ان یَقُولُونَ لَا كَذِبًا يَجْمَلُهُ مَا نَقِلُ هٰی کی تاکید اور قول مذکور کی مزید قباح و شناخت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی ان کا قول صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے اور اس میں سچائی اور واقعیت کا شائبہ تک نہیں اى ما يقولون فى ذالك الشان الا قولا كذبا لا يكاد يدخل تحت امکان المصدق اصلا (سوح ج ۱ ص ۱۲۸) (ابو السعود ج ۵ ص ۱۷۱) ۱۸ یہ اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَلَّ يِهٰا تَزْحٰى کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَلَّ محبوب چیز کے ساتھ تزحیٰ کے لئے ہوتا ہے اور محذور یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو، کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے اں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے (محدج ۶ ص ۱۷۱) آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ باختم کا مفعول نہ ہے اور اسف کے معنی شدت غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی کہ مشرکین کفر و انکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت و تبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور مؤثر انداز کے باوجود کفر و انکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض ازراہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج و غم دامگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضہ تبلیغ و انداز و تہذیب کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں کیونکہ دولت ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار و قدرت میں ہے المقصود ان یقال للرسول لا يعظم حزنك واسفك بسبب كفرهم فاننا بعثتك منذ ما مبشرا فاما تحصيل الايمان فى قلوبهم فلا قدرة لك عليه والغرض تسلي الرسول صلى الله عليه وسلم عنه (کبیر ج ۵ ص ۱۷۱) ۱۹ اِنَّا جَعَلْنَا فَمِ الْمُشْرِكِينَ كِیوں نہیں مانتے؛ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان و شوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہیے۔ زمین پر ہم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زرد و ہوا ہر حیوانات کی انواع



الكهف ١٥

75.

سبحن الذي ١٥

ناکہ چاہئیں لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام و اور ہم کو کرنا ہے نہ

جرحہ اس پر ہے میدان چھانٹ کر ف کیا تو خیال کرتا ہے اللہ کہ

غار اور کھوکھلے بننے والے ۵۲ ہماری قدروں میں عجیب چنبھا تھے جب جا بیٹھے

وہ جوان پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے ربائے تم کو اپنے پاس سے

بخشش اور پلوری کرے ہمارے کام کی درستی پھر تھپک دے گا

ان کے کان اس کعبہ میں چند برس گنتی کے پھر

ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یا اور کھی ہے جتنی مدت

وہ رہے و ہم سنا دیں تجھ کو سلام ان کا حال حقیقی

دو کئی جوان ہیں اللہ کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دیکھیں ان کو سوجھ و

وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ

天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天

مازلہ

پہلے شبہ کا جواب

پہلے شبہہ کا اجماعی رد ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اصحاب کہف

ابھیں اسی قسم فی تکلیف ہمیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس

غارے ساتے اتنا لویر بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم

یہ لوگ ان کو دیکھ کر سارے پیپ داں جم کر ہنسنے لگے۔

سکرنامہ مرد قریب از آفتاب میں لکھی گئی رقم لفظوں سے

مِنْ اِتِّتَاعِمْحًا۔ اَمْ حَسِبْتَ فِيْ سِتْقَامِ الْاَنْكَارِ

ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا

واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں

سے ہمیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تفریرہ

معنى الكار دلت عليه ان لا يعظم ذلك حسب

سائر ايات الله اعظم من فضلهم

۱۰ ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عاف

روحِ سران لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کلمہ ہر

(بخارج ۲ ص ۱۰) استفہام انکاری سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو عیب داں اور کار ساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینٹروں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصہ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض موضع قرآن ول یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو کھرتا ہے ول یعنی کھاس اور درخت چھانٹ کر ول دو فرقے یا تازیخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے پھنسے کہنے لگے اس سے کم ول یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کیا۔



اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

سوم۔ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ ۱۲ جب اصحاب کہف اپنا دین و ایمان بجا کر شہر سے نکل بھاگے تو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ ان کے عجز و بے چارگی کی واضح دلیل ہے اگر وہ متصرف و کارساز ہوتے تو انہیں بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی چہاں کہ۔ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا لِمَ جَبَّوْا عَنْهُ لَوْ اَنَّكَ تَعَالٰی سَعْدٌ عَزِيزٌ ۱۳ دعا کی دُکھ دے کہ اگر تُو اِنسانوں کے لئے نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے بعد عجز و نیاز دعا کی دُکھ دے۔ رَحْمَةً مِّنْ تَحَنُّنٍ ۱۴ رحمت میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی طرف سے اپنی خاص رحمت سے نواز رحمت سے مراد عام ہے۔ یعنی معرفت حق، توحید پر ثبات، استقلال، رزق اور دشمنوں سے حفاظت وغیرہ وہی الہدایۃ بالمعرفۃ وَالصَّبْرُ وَالرِّزْقُ وَالْاَمْنُ مِّنَ الْاَعْدَاءِ (کبیر ج ۵ ص ۶۲) وَهَتَّىٰ كُنَّا مِنْ اَمْرِ نَادٍ ۱۵ اور ہمارے اس معاملہ ہجرت میں ہماری صحیح راہنمائی فرما۔ اصحاب کہف تو خود اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب متصرف و کارساز اور خزان رحمت کا مالک سمجھ کر اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بے بسی اور بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بھلا وہ کس طرح الہ (معبود) بننے کے لائق ہو سکتے ہیں بخم۔ فَصَبَّوْا عَلٰی اِذْ اَرْسَلْنَا ۱۶ جب وہ غار میں داخل ہوئے اور ستانے کی غرض سے لیٹ گئے تو ہم نے ان پر نیند طاری کر دی اور ان کو سیکیڑوں برس اسی حالت میں پڑا رہنے دیا۔ اصحاب کہف کو اس بات کا خیال تک نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ایسا عجیب و غریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور انہیں تین سو سال تک حالت خواب میں رہنا ہوگا اس سے بھی ان کے متصرف و کارساز ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ ششم ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ ۱۷ عرصہ دراز کے بعد ہم نے ان کو بیدار کیا۔ انہیں بیدار ہونے کا اختیار نہیں تھا۔ ہفتم لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبِ ۱۸ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ محیط کل ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے علم سے یہاں اظہار مراد ہے تسمیۃ للسبب باسم المسبب۔ الْحِزْبِ ۱۹ اصحاب کہف کی دو جماعتیں مراد ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہم تو ایک دن سے بھی کم سوئے صی۔ دوم وہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہم کتنا عرصہ سوئے ہیں وَهَمَّ الْقَاسِلُونَ لِيَتَنَازَعُوا ۲۰ وَالْقَاسِلُونَ (دَرْجۃ ۵ ص ۶۲) وَهَمَّ الْقَاسِلُونَ لِيَتَنَازَعُوا ۲۰ وَالْقَاسِلُونَ (دَرْجۃ ۵ ص ۶۲) ہم نے کئی سو سال بعد ان کو بیدار کیا۔ تاکہ ہم ظاہر کریں کہ ان میں سے کس کو ٹھہرنے کی صحیح مدت یاد رہی۔ اصحاب کہف تو خود اپنے حال سے بے خبر تھے اور انہیں حالت خواب کی صحیح مدت بھی یاد نہ رہی تو وہ غیب داں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ۲۱ اصحاب الکھف والرقیہ۔ کہف پہاڑ میں اس غار یا کھوہ کو کہتے ہیں جو فراخ ہو۔ الکھف النقب المتسع فی الجبل (قرطبی ج ۳ ص ۶۲) الرقیہ۔ میں قسمین کے اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ الرقیہ سے مراد وہ پتھر کی تختی ہے جو ان کے غار پر نصب کر دی گئی تھی جس پر ان کے نام کندہ تھے۔ قبیل نسبوا الی حجر رقبہ فیہ اسماءہم (مفردات داغب ص ۲) قَالَ الْفَرَاءُ الرِّقِیۡمُ لَوْحٌ كَانَ فِیۡہِ اَسْمَآءُہُمُ وَصَفَاتُہُمُ (کبیر ج ۵ ص ۶۲) اس صورت میں الرقیہ بمعنی المرقوم فیہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں الرقیہ اصحاب کہف کے گاؤں کا نام تھا۔ زعم کعب انہا قریۃ خرجوا منها (قرطبی) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد ایک مشرک بادشاہ و قیانوس نامی تھا جو خود بھی بت پرست تھا اور رعیت کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اصحاب کہف کا واقعہ اسی دور میں پیش آیا چند نوجوان جو خوشحال اور امیر گھروں کے تھم و چراغ تھے۔ انہما ولاد عظماء فذلک المدیۃ (قرطبی ص ۶۲) بلکہ قیانوس کے درباریوں اور خواص امار کی اولاد تھے۔ وکانوا من خواص دقیا نوس (کبیر ج ۳ ص ۶۲) انہیں نور بصیرت عطا فرمایا وہ شرک سے بیزار ہو گئے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے۔ اگرچہ انہوں نے اخفا حال سے کام لیا مگر پھر بھی کسی نہ کسی طرح کچھ لوگوں کو ان کا حال معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے بادشاہ سے ان کی شکایت کر دی۔ بادشاہ نے ان کو نوجوانوں کو دربار میں طلب کیا اور انہیں علم دیا کہ وہ اس کے دین کا اتباع کریں۔ اس کے معبودوں کی عبادت کریں، اور ان کے ناموں کی نذریں نیازیں دیا کریں۔ اور ساتھ ہی انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اس کے دین سے سرتابی کی تو انہیں قتل کر دیا جائیگا مگر اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کو دولت استقامت سے مالا مال فرما دیا۔ اور وہ سرد درباریوں اٹھے رَبَّنَا رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۲۲ ہمارا رب اور معبود تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ہم تو اس کے سوا کسی اور کو بہتر نہیں پکاریں گے یہ سن کر بادشاہ نے ان نوجوانوں کو مہلت دی اور کہا ابھی تم عقل کے خام ہو۔ اس لئے اپنے معاملہ میں غور و فکر کرو۔ نوجوانوں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھا اور اپنا دین و ایمان بچانے کیلئے شہر سے نکل کر کہیں چل دیئے۔ راستے میں انہیں ایک چرواہا ملا جو ان کی طرح موحّد تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ بولیا۔ چرواہے کا کتاب بھی ان کے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ وہ ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے جب وہ مستانے کیلئے لیتے تو اللہ تعالیٰ نے عرصہ دراز کے لئے ان پر نیند کو مسلط فرما دیا کئی سو سال کے بعد وہ بیدار ہوئے تو ایک سانسی کو کھانا لانے کیلئے باہر بیجا۔ جب روکا نندار کو رم ادا کی تو وہ پرانے سکے و ٹیکر چیراں ہوا اور خود اس آدنی کی شکل و صورت بھی ایسی اجنبی سی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اسے بادشاہ وقت میں روس کے سامنے پیش کر دیا گیا جو مومن اور موحّد تھا جب اس نوجوان کے بتانے سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ نہیں نوجوانوں میں سے ہے جو قیانوس کے زمانے میں روپوش ہو گئے تھے تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت سے شہریوں کو ساتھ لیکر اس نوجوان کے ہمراہ غار پر پہنچا اور باقی نوجوانوں سے ملاقات کی۔ جب نوجوانوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اور بہت سی رعایا توحید قبول کر چکے ہیں تو بہت مسرور ہوئے۔ اسے بعد اصحاب کہف اسی غار میں غلوت گزریں ہو گئے۔ اور وہیں انکا انتقال ہو گیا۔ من القرطبی وغیرہ۔ ۲۳ اب یہاں سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے گویا کہ پہلے شہرے اولیٰ کا اجمالی جواب ذکر کیا گیا اور یہاں اسے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ شروع فی تفصیل ما اجمل فیما سلف ای حنن غنبرہ بتفصیل خبر ہما الذی لہ شأن وخطر (روح ج ۵ ص ۶۲) اب السورہ ۵ ص ۶۲) پہلے اجمالی ذکر میں اصحاب کہف کے مومن و موحّد ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ یہاں ان کے ایمان، توحید پر ان کی استقامت اور شرک سے ان کی بیزاری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس تفصیل میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ ۱۔ اَمَّنُوۡا بِرَبِّہُمْ ۲۔ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئے۔ ۳۔ وَذَرَوْۡا رِبُّہُمْ ۴۔ انہیں ایمان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے کر ان کو ہدایت میں اور ترقی دیدی۔ ۵۔ رَبُّنَا عَلٰی قُلُوۡبِنَا ۶۔ اِذْ قَامُوۡا مِنْ رِّبِّکُمْ ۷۔ جب ظالم و جابر اور شرک بادشاہ کی طلبی پر وہ اس کے دربار میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور بادشاہ نے ان کو دین توحید چھوڑنے اور بت پرستی اختیار کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر انہیں قتل کی دھمکی دی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط و مطمئن کر دیا۔ اور انہیں اپنے دین پر ثبات قدمی اور استقامت عطا فرمائی۔ اِذْ قَامُوۡا بَیۡنَ یَدِیِ الْجَبَّارِ ۸ وہود قیانوس چنانچہ انہوں نے سرور بار علی روس الاشہاد توحید کا اعلان اور شرک سے بیزاری کا اظہار کر دیا اور صاف کہہ دیا رَبَّنَا رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۹ ہمارا پروردگار اور مالک وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ لَنْ نَّذَعُوۡا مِنْ دُوۡنِہٖ ۱۰ اِنِّہَا ۱۱ جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہو وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہو سکتا ہے اور وہی عبادت و پکار کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم اللہ کے سوا کسی خود ساختہ معبود اور کسی جھوٹے ٹھکانہ کو بھی پکارنے کے لئے تیار نہیں ہیں لَقَدْ قُلْنَا اِذَا شَطَطْنَا ۱۲ کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو یہ نہایت ہی بے جا



سَجْنُ الَّذِي هـ ا

مفتی محمد رفیع

२७२

اور لڑو میں دلائے ہیں ہم ان کو داپنے اور بامیں اور نشان کا

منزل ۴

**فتح الرحمن** مترجم گوید بخاطر فاتری رسد که دیوار جنوبی کعبه آفتد ربلن است که سایه اصلی اور در تمام سال محل طغتن ایشان می پوشاند و دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند تر است و پایه پایه منوط شده و این جماعه سر بجانب شمال و پا بجانب جنوب کرده خفته اند پس وقتیکه آفتاب طلوع کند منور آفتاب بر دیوار غربی و بعضی صحن غار افتد و هر چند ارتفاع زیاده گردد و بلند می دیوار شرقی از وصول منور بایشان مانع آید از جانب راست مستقل شود و بجانب سر که جهت شمال است در وقت استواء بمنزله سایه اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چون آفتاب مائل بخسروب شود منور آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آینه آهسته بر سر دیوار مرتفع گردد و آن جانب حیب ایشانست و الله اعلم ۱۲



نادان لوگوں نے ان کو عبود بنا رکھا ہے اور پھر اصحاب کہف وہاں سے بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی ٹھان چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور آرام و کشائش کے امیدوار اور متمنی ہیں۔ جس سے ان کی اپنی عاجزی، درماندگی اور حاجت مندی ظاہر ہو رہی ہے تو جو خود محتاج اور عاجز و لاچار ہو وہ دوسروں کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ ۱۷ یہاں سے لے کر ذلک من ایست اللہ تک کا حوالہ من ایستنا حبیباً کی تفصیل ہے۔ و تشری سے خطاب ہر مخاطب سے ہے تہذیب اصل میں تَنْزَاوَدُ لَمْخَفَا۔ ایک تا تخفیفاً حذف کر دی گئی تَنْزَاوَدُ ای تَسْبِيلُ ایک طرف ہوجاتا ہے تَقْرِضُهُمْ آی تَعْدِلُ عَنْهُمْ یعنی غار کے دھانے سے کترا کر گذرتا ہے فَجَوَکَ ای متسع من الکھف غار کے اندر فراخ جگہ۔ دونوں جملوں کا حاصل یہ ہے کہ غار کچھ اس طرح واقع تھا کہ غار کے اندر سونے والوں پر دن کے کسی وقت بھی دھوپ نہیں پڑ سکتی۔ مگر تازہ ہوا ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ تو غار میں عرصہ دراز تک سوئے رہنا اور ہر قسم کی تکلیف اور گزند سے محفوظ رہنا۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں ان پر سورج کی کرن تک نہیں پڑی اس میں اصحاب کہف کی قدرت اور ان کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات ہیں۔ ۱۸ اللہ تعالیٰ نے تو وحید کے دلائل واضح فرما دیئے ہیں۔ اب ہدایت اور ایمان کی توفیق صرف اسی کو ملے گی جو طلب صادق سے راہ ہدایت کا متلاشی ہوگا۔ اور جو جان بوجھ کر عناد و کراہی اختیار کرے گا۔ اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۱۹ یہ فَضَوْبَنَا عَلَا اِذَا رَنَّهُمُ الخ سے متعلق ہے اس آیت میں اصحاب کہف کے غار میں سونے کی کیفیت اور غار کے اندرونی ہیستیناک منظر کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ جب وہ غار میں سو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان کو کوئی دیکھتا۔ تو نیند و ظاہری آثار نہ پا کر ان کو بیدار سمجھ لیتا۔ حالانکہ ان پر نیند طاری ہو چکی تھی۔ اور اگر کوئی شخص غار میں ان پر جھانکتا تو ان کے رعب و جلال کی تاب نہ لا کر اٹھے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا جب وہ سو رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی گردنیں بدلتا رہا تاکہ بدن کے تمام حصوں کو تازہ ہوا ملتی رہے اور وہ گزند سے محفوظ رہیں۔ مگر اس دوران میں اصحاب کہف کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ اپنے حال و ماحول سے بالکل بے خبر اور دنیا و مافیہا سے کلیتہً غافل پڑے تھے۔ تو وہ کس طرح معبود بننے اور عبادت و پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔ ۱۹ یہ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمُ الخ کی

ماکان پانچ سال کے لئے

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بآن شاء بعد الباء من النصف الاول واللام الثانية من النصف الاخير ۱۲

بَاسِطُ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

لو لیت منهم فرا سراً و لم لیت منهم رعباً ۱۸ و

کذلک بعثنهم لیتساء لو ابینهم قال قائل

منهم کم لیثتم قالوا لیشنا یوماً و بعض یوم

قالوا ربکم اعلم بما لیثتم فابعثوا احدکم

یسور فکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازک

طعاماً فلیاتکم برزق منه و لیتلطف و لا

یشعرون بکم احداً ۱۹ انھم ان یتھروا علیکم

یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم و کن تلجوا

اذا ابداً ۲۰ و کذلک اعزنا علیہم لیعلموا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لا ریب فیھا

منزل ۴

تفصیل ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذلک میں کان تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی اس قدر طویل عرصہ کے بعد یوں ہم نے ان کو بیدار کیا۔ یہ ہماری قدرت کا کمال تھا اس میں ان کے اختیار و تصرف کا دخل نہیں تھا۔ لیتساء لو امین لام بعثنا سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے ان کو عرصہ دراز کے بعد بیدار کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ انہیں سوئے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے۔ تو ہمیں بولا کہ لیتسنا یوماً و بعض یوم

موضع قرآن و کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانتے جانتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کے مکان میں دہشت رکھی ہے لوگ تماشہ نہ کریں کہ وہ بے آرام ہوں گی کیسا تھک ایک کتابی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھا ہوا ہے لیکن لاکھ میں ایک مہلا بھی ہے و سینکڑوں برس رہنا انکو ایک دن معلوم ہوا مگر وہ اور سوتا ہوا ہے۔

فتح الرحمن ۱۷ چنانچہ حضرت ایشاؓ انرا نشانہ ساقیتم ۱۲۔



جانتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوئے ہو۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا۔ تو وہ دوسروں کی پکاریں اور فریادیں کیونکر سن سکتے تھے۔

تلمیذہ: حیرانہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ كُنْتُمْ سَعَىٰ مَعْلُومٌ ہوا۔ کہ ان میں سے ایک نے سوال کیا قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا لَٰئِمٌ اِس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوا جَمْع ہے اور عرفی جمع کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوا اَرْجَعُكُمْ اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوا جمع ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ مدارک ج ۲ ص ۲۷۱۔ ۲۷۲ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس سے ساتھ ان کے مختار و منصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار سو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآ رہی کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَرْجَعُ طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے نہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانوروں

الکہف ۱۸

۶۵۴

سبْحَنَ الَّذِیْ ۱۵

اِذِیتَنَّا رَعَوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا

جب جھگڑ رہے تھے آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ

عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِیْنَ

ان پر ایک عمارت و ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ

غَلَبُوا عَلٰی اَمْرِهُمْ لَنُتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ۲۱

جن کا کام غالب تھا ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ و

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ

اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں کتا چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ

وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بدول نشانہ دیکھ پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے

سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ

وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيلٌ ۚ فَلَا تُنَبِّرْ فِيهِمْ اِلَّا مِرَّاءً

ان کی خبر نہیں رکھتے مگر مختوڑے لوگ سموت جھگڑا ان کی بات میں نہ مگر سرسری

ظَاهِرًا ۚ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۲۲ وَلَا

جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے نہ اور نہ

تَقُولَنَّ لِشَاۤءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۲۳ اِلَّا اَنْ

کہنا کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ

یَشَآءَ اللّٰهُ ۚ وَ اذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَیْ

اللہ چاہے و اور یاد کرے اپنے رب کو جب بھول جائے و اور کہہ امید ہے

اَنْ یَّهْدِیْنَیْ رَبِّیْ لَا قَرْبَ مِنْ هٰذَا رَشْدًا ۲۴

کہ میرا رب مجھ کو گمراہ نہ کرے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی و

منزل ۴

پاس مکان زیارت بنا دیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کے پھر سو گئے۔ ۲۱ یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا، اور اس کو نہیں کہا۔ ۲۲ اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی، کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمائے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بنا دوں گا، اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نے آئے اٹھا رہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کرے بغیر انشاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا اور جہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمن و یعنی بگوی خواہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ و یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

۱۲ جھگڑا مختصر ہونے

۳۵

## موضع قرآن

۱۔ ایک ان میں روپیہ لے کر گیا شہر کو وہاں سب چیز اُپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ جانا کہ اس شخص نے گرامال پایادیم کا آئینہ بادشاہ تک پہنچا اس سے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اس وقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑا تھا، بادشاہ منصف تھا، چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے، اللہ نے یہ سند بھیج دی، بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا، ہر ایک سے احوال سُن آیا، تب اس شہر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ ۲۔ اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کعبہ کی شریعت پر کونے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور



وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا

اور مدت گزری ان پہ اپنی کھوہ میں تیسہ تین سو برس اور ان کے اوپر

تِسْعًا ۲۵ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ

نور تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گزری اسی کے پاس ہے چھپے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ

تیسہ آسمان اور زمین کے کیا عجب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

مِّن دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدٌ ۲۶

بندوں پر اس کے سوا کے مختار نہ ہے اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

وَأَسْأَلُ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا

اور پڑھ جو وحی ہوئی تیسہ تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی

مَبْدَلٍ لِّكَلِمَتِهِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۷

بدلنے والا نہیں اس کی باتیں تیسہ اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سولے چھپنے کو جگہ

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو تیسہ

بِالْغَدْوَىٰ ۚ وَالْعَتَمِ يَرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ

صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں

عَيْنَكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

نہری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی تیسہ دنیا کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا

هُوْبَهُ ۚ وَكَانَ أَمْرًا فَرُطًا ۲۸ وَقُلِ الْحَقُّ مِنِّي

اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے تیسہ

منزل ۴

کو زبح کرتے تھے۔ عن ابن عباس فی قوله اذ کئے طعاما قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان غیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلَیْسَ لَکُمْ مِّنْهُ خَرِیدٌ لَّا یُکْفَرُ بِکُمْ اَحَدًا اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دوکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدا خواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

اِنَّهُمْ لَمَّا اِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ مِّمَّا هُمْ فِیْہِ لَا یُکْفَرُ بِکُمْ اَحَدًا اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دوکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدا خواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

یونکہ اگر لوگوں کو تمہارا علم ہو گیا۔ تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر تمہیں دوبارہ اپنے دین شرک میں لوٹالیں گے۔ اصحاب کہف کا یہ خوف و ہراس ان کے غریبی و داغ دلیل ہے۔ اس لئے وہ کار ساز بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ۲۵ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے اس زمانہ میں اصحاب کہف پر

قرب و حوار کے لوگوں کو مطلع کیا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کی آمد میں کوئی شک نہیں جس وقت اصحاب کہف بیدار ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ ایک مسئلہ پر دو فریق ہو چکے تھے۔ اس وقت کا بادشاہ مومن و موحّد تھا۔ وہ اور اسکے طرف دار کہتے تھے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ لیکن مشرکین قیامت کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کے سینکڑوں برس سونے کے بعد بیدار ہونے کا واقعہ پیش آ گیا۔ جس سے بادشاہ اور اس کے ہم خیال لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہیں اپنے دعوے پر ایک دلیل مشاہدہ ہاتھ آ گئی۔ اس سے ایک طرف ان کے اپنے ایمان و یقین میں قوت اور مضبوطی پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف انہوں نے مشرکین کو جواب کر دیا۔ ۲۶ یہ آیت اصحاب کہف کے دوبارہ غار میں دایں جا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جانے کے بعد سے متعلق ہے۔ قرآن مجید چونکہ قصوں کو محض قصوں کی حیثیت سے ذکر نہیں کرتا بلکہ استشہاد کے لئے ذکر کرتا ہے اس لئے قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ قصوں کے اصل مسئلہ سے غیر متعلق حصوں کو حذف کر دینا ہے۔ چنانچہ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں چلے گئے تو اس کے بعد ان پر کیا گزری قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں پہنچ کر عبادت اور یاد الہی میں مصروف ہو گئے۔

تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے کہ اصحاب کہف چونکہ اہل ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا اِنَّہُمْ کَانُوا عَلٰی دِیْنِنَا فَنَتَّخِذْ عَلَیْہِمْ بَنِیَانًا (کبیر ج ۵ ص ۲۱) وروی ان طائفۃ کافرة قالت نبی بیعتہ او مضیفاً (قرطبی ج ۱ ص ۱۰) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضع قرآن و جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جواب تھا کہ وہاں تک قصہ ہو چکا۔ ۲۸ ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رزائل کو نہ بیٹھنے دو کہ مردار تم پاس بیٹھیں، رزائل کہا غریب مسلمان کو اور مردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔

تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے کہ اصحاب کہف چونکہ اہل ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا اِنَّہُمْ کَانُوا عَلٰی دِیْنِنَا فَنَتَّخِذْ عَلَیْہِمْ بَنِیَانًا (کبیر ج ۵ ص ۲۱) وروی ان طائفۃ کافرة قالت نبی بیعتہ او مضیفاً (قرطبی ج ۱ ص ۱۰) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ موضع قرآن و جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جواب تھا کہ وہاں تک قصہ ہو چکا۔ ۲۸ ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رزائل کو نہ بیٹھنے دو کہ مردار تم پاس بیٹھیں، رزائل کہا غریب مسلمان کو اور مردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔



سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون ویسبرکون بہم (مظہری ج ۲ ص ۲۷۱)  
یصلی فیہ المسلمون ویسبرکون بہم (مدارک ج ۳ ص ۳۰۲) لنتخذن علیہم مسجداً نعبد اللہ فیہ ونستقی آثار اصحاب لکھف بسبیل المجد  
دکبر ج ۵ ص ۱۸۱، رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کھف کی عبادت و پوجا شروع کر دی۔ ان کے نام کی نذرین سنتیں  
دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کار ساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ ۵۲۳ اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین و ملکہم (مدارک)  
۵۲۴ اس استقبال کے لئے ہے اور یقولون کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہود کی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کھف کی تعداد میں  
علماء یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔  
الضمیر فیہ وفي الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیة وبعض المحققین للیہود المعاصرین لہ صلے اللہ علیہ وسلم الخاضعین فی قصة  
اصحاب الکھف (روح ج ۵ ص ۱۸۱) یعنی جب آپ اصحاب کھف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علماء ان کی تعداد گنتے کے علاوہ تین بتائیں گے۔ ۵۲۵  
یہ سیکولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کھف کی تعداد گنتے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ دجماً یا لخبیب لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح  
بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ و یقولون سبعة الخ اور کچھ لوگ ان کی تعداد گنتے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علماء یہود ہی کی  
ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قُلْ رَجِئِ اعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ آپ  
فرمادیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس  
فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو  
انقطعت الحدة ای لم یبق بعدھا عدة عاد یلقت الیہا وثبت اثمہم سبعة و ثامنہم کلبہم علی القطع والبتات (روح ج ۵ ص ۱۸۱)  
تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد دجماً بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم  
ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک و شبہ سے بالائز ہے۔ دکبر ج ۵ ص ۱۸۱، ۵۲۶  
آپ اصحاب کھف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث و تحقیق نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما  
دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسْتَفْتِ فِیْہِمْ الخ اور اصحاب کھف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ  
وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ ۵۲۷ یہ جملہ معترضہ ہے ہر واعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران  
میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات منفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کی طرف  
منوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد رکھ لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کھف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا  
کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرمادیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ اُس حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور  
"انشاء اللہ" نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کھف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ  
کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کھف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی  
دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے  
شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے  
قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت  
الہی کے سپرد فرمادیا کریں۔ ۵۲۸ یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی "انشاء اللہ" کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آجائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ  
کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا بغیر حکم کے لئے انشاء اللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔  
و ہذا محمول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المخیر حکماً فلا یصح الا متصلاً مدارک ج ۳ ص ۳۰۲، ۵۲۹ آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر  
کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے متعلق فرمادیا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ  
اچھی تدبیر سمجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرمادے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل و معجزات عطا فرما  
دے جو اصحاب کھف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت و رسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ دکبر ج ۵ ص ۱۸۱، ۵۳۰ یہ امر منفرع ذکر کرنے کے بعد  
اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَضَحْنَا عَلَیْہِمْ اَذَانُہُمْ فِی الْکَہْفِ سِنِیْنٍ عَدَدًا میں بالا جملہ ذکر کی تھی۔ یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی  
اصحاب کھف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاہد ہو بیان لمجمل قوله تعالیٰ فَضَحْنَا عَلَیْہِمْ اَذَانُہُمْ فِی الْکَہْفِ سِنِیْنٍ عَدَدًا  
دکبر ج ۲ ص ۱۸۱، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبَثُوا اَلْہِمْ یَقُولُوْنَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال  
سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ مائل ہے۔ قُلْ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبَثُوا الخ  
ازالہ شبہ کے بعد واقعہ اصحاب کھف پر چھ امور منفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر منفرع ہے۔ آپ فرمادیجئے کہ اصحاب کھف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ



ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ہوا علم من الذین اختلفوا فیہم بمدة لبثہم و الحق ما اخبرک بہ (مدارک ج ۳ ص ۵) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصے کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف غار میں کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کار ساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

## ثمرہ واقعہ

۳۱ اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کر کے اس کے ہر پہلو سے مشرکین کے شبہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرمادیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے کہ خبر کو مقدم کر کے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی چھٹی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِہِ وَ اَسْمِعْ یہ دونوں فعل تعجب کے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف غیب داں نہیں ہیں۔ ۳۲ حضرت شاہ عبدالقادر کوئی کا ترجمہ لفظ مختار سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کار ساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کار ساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا یَشْرُکُ فِی حُکْمِہِ أَحَدٌ اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں مفرد و لا شریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی بی یاری نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالیٰ ہوا الذی لا الخلق والامرا الذی لا معقب لحکمہ و لیس لہ وزیر ولا نصیر ولا شریک ولا مشیر تعالیٰ و تقدیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۷ بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا و قیل للحکم ھہنا بمعنی علما غیب ای لا یشترک فی علم غیبہ احداً (منظہری ج ۶ ص ۵۷) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ماکان وما یکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

## دلیل وحی

۳۳ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعویٰ ہے جو دو شقوں پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے اُنْشَأْ امر بجا و فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقار فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پر مدد کرنا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لا ذم لتلاوة ذلک علی اصحابک (روح ج ۱۵ ص ۲۵۵) امرہ علیہ السلام بالمداد و قلم علیہ (ابو السعد ج ۵ ص ۵۷) ۳۴ اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور محکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَنْ یَّجِدَ مِنْ دُونِہِ مُلْتَحِداً و اوتعلیل کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحِداً کے معنی جائے پناہ اور ملجا و مادی کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجا تعدل الیہ ان ھممت بذلک (مدارک ج ۳ ص ۵۷) ۳۵ یہ تیسرا امر متفرع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُونَ رَبَّہُمْ فِی حَصْرٍ یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے یہاں اگرچہ کوئی کلمہ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تہریر کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرآن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکاریں اور اس کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکاریں کسی اور کو شریک نہیں کرتے تھے۔ ۳۶ یہ چوتھا امر متفرع ہے۔ تَرْجِدُ جملہ عیدنک کے لئے ہے۔ والجملة علی القراۃ المتواترة حال من کاف (عینک) وجازت الحال منہ لان جزاء المضاف (روح ج ۵ ص ۵۷) مطلب یہ ہے کہ نبوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں وَلَا تَطْعَمَنَّ مِنْ اَعْفَکَ لَنَا یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے خالی اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ







توحید کو پس پشت ڈال دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور چروں کی نصرت و یاری اور جس خاندانی جمعیت کی طاقت پر اس کو بھروسہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من هذا ان الکفار افتخروا باموالهم و انصارهم على فقراء المسلمين فبين الله تعالى ان ذلك مما لا يوجب الا فتخاد لاحتمال ان يصير الفقير غنيا والغنى فقيرا اذ الله الذي يحب حصول المفاخرة به فطاعة الله وعبادته (کبیر ج ۵ ص ۱۷۷) ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطر و مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد و گنجیر کے درخت تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی

اس میں غلے اور سبزی کے کھیت لہلہ رہے تھے۔ چھل یہ کہ اس کی زمین ہر قسم کے میوؤں، پھلوں اور غلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلناھا ارضا جامعة تلاقوات والنفو اکہ ووصف العادة بانھا متواصلة متشابكة لم يتوسطها ما يقطعها مع الشكك الحسن والترتيب الامنيق (مدارک ج ۳ ص ۱۷۷) یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں، و لَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا اى لم تنقص مفروات ۱۷۷ ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جداگانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطر و مشرک کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ درج ۵ ص ۱۷۷، ۱۷۸ باغوں اور کھیتوں کا محل وقوع، حسن ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شادابی اور اپنی نفی پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الْخَطَرُ قطر و مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقت ور ہیں۔ ظالم لنفسه وہ شرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ۱۷۸ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حُب و نیا اور حرص و آرز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ

الکھف ۱۸

۶۵۹

سجۃ الذی ۱۵

مِنْ اَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهَا بِبَخْلِ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا

انگور کے اور گردان کے گھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ ہیں

زُرْعًا ۲۲ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶



انجام اچھا ہوگا اور دیاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ و شکم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسر ہوں گی (کبیر ج ۵ ص ۵۸) حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہارِ ندامت کے طور پر کہا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا، مشکل کشا اور

الکھف ۱۸

۶۶-

سبحن الذی ۱۵

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتِكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا

تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو گھٹاقت نہیں مگر

بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقْلَمُ مِنْكَ مَا لَا وَوْلَدًا ۳۹

جو دے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے ممال اور اولاد میں

فَعَسَىٰ رَءٰی اَنْ يُّوْتِيَنَّ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ

تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور

يُرْسِلْ عَلَيْهَا حِصْبًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا

بھیج دے اس پر لو کا ایک جھونکا آسمان سے پھر صبح گورہ جائے میدان

زَلَقًا ۴۰ اَوْ يُصْبِحَ مَا وَهًا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ

صاف یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ لاسکے تو

لَهُ طَلَبًا ۴۱ وَاُحِيطُ بِثَمَرِهِ فَاصْبِرْ بِقَلْبِكَ كَفِّهِ

اس کو ڈھونڈ کر واپس اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح گورہ گیا ہاتھ بچاتا

عَلٰی مَا اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرْوَتِهَا وَ

اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی پھریوں پر اور

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْ اَحَدًا ۴۲ وَلَمْ

کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو وٹ اور نہ

شَكَنْ لَهُ فِتْنَةً يَّنْصُرُوْنَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی فتنہ اللہ کے سوائے اور نہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ۴۳ هٰذَاكَ الْوَلٰٓئِيَّةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ط

ہوا وہ کہ خود بدلے سکے یہاں سب اختیار ہے اللہ کے پاس

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۴۴ وَاَضْرِبْ لَهُم

اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

منزل ۴

مانع و معطی سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں

کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے

ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں

بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لَحَلْ ذٰلِكَ لِكَافٍ

مع کو نہ منکر للبحث کان عابد صنم

کبیر ج ۵ ص ۵۸ قطروں مشرک کے جواب

میں اس کا مومن بھائی یہود اسے وعظ و نصیحت

کرنے لگا۔ اَكْفَرْتَ بِالَّذِيْ اٰلِهٰی یہاں کفر سے مراد

ذاتِ خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروں خدا کا

منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف

تھا جیسا کہ وَلٰٓيْنِ زِدْ دُتْ اِلٰی رَبِّیْ میں اس کا اقرار

گزر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور الٰہی توحید

کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف

آگے آ رہا ہے، الظاہدانہ کان مشرک کما يدلّ

عليه قول صاحبه تعريضاً به (وَلَا اُشْرِكُ بِرَبِّیْ

اَحَدًا) وقوله (يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْ اَحَدًا)

..... فالمراد بقوله (اَكْفَرْتَ)

اَشْرَكَتْ وروح ج ۵ ص ۵۸ لَكِنَّا اَصْل

میں لیکن اُنسا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علی خلاف

القیاس حذف کر دیا گیا، دونوں جمع ہو گئے پہلا ساکن

اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا

تو لکیتا ہو گیا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ واحد تکلم کا

صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح، اس جملے کی ترکیب اس

طرح ہوئی اَنَّا مبتدائے اول، هُوَ ضمیر شانِ بندائے

ثانی، اَللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّیْ اس کی خبر۔ مبتدأ خبر مل

کر جملہ مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے

مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی وجر ج ۵ ص ۵۸ حضرت

شیخ فرماتے ہیں اَنَّا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل

مراد اعلانِ مشرکین کا دوسرا طریقہ ۱۷

۵ سج ۱۷

اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریض ہے۔ تعریض باشعور صاحبہ و جبر یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کو کار ساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کار ساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ شرک نہیں کروں گا۔ ۴۲ قطروں جب باغ میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدہوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر لگا اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں، مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ کا فضل رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے مَا شَاءَ اللّٰهُ اَلَا اللّٰهُ کہ لوگ نہ لگے۔ ۴۳ اس کا اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا ہو گئی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

موضع قرآن



مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ

مثال دنیا کی زندگی کی اسی طرح پانی اتارا ہم نے آسمان سے

فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ

پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا میں

الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵ الْمَالُ

اڑتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت و مال

وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝ وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَاتُ

اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکوں

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمْلًا ۝۴۶ وَيَوْمَ نَسِیرُ

کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے تیرے مال اور جہنم چلا بھیجے

الْجِبَالُ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۝ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ

پہاڑ ۴۷ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور پھر بلا میں ہم ان کو پھر

نُعَادِرْمِنْهُمْ أَحَدًا ۝۴۸ وَعَرَضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفَاءً

چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ

آ پہنچے تم ہم سے جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے

أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۝۴۹ وَوَضَعَ الْكِتَابَ فِئْتَرَةً

کہ نہ مقرر کریں گے تم تمہارے لئے کوئی وعدہ و کتاب کاغذ پھر تو دیکھے

الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُوِيلَتُنَا

گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں اے خدائی

مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا

کیا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

منزل ۴

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے چاہے آہا رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل ما خیراً انشا حاصل بمشيئة الله وان امرھما  
بیکہ ان شاء ترکھا عامرة وان شاء خربھا امدارک جو صلاک شاید قطروس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے معبود کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل  
لوگ کہتے ہیں۔ جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے چاہا حالانکہ یہ کلمہ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کما شاء اللہ ورسولہ اس  
پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہ فرمائی اور فرمایا قولوا ما شاء اللہ وحمدہ یوں کہا کر۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی  
طاقت و قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو  
تو نے اللہ کا شریک بنایا ہو اسے ان کے پاس کچھ نہیں جس  
اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامان تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس  
کے چھین لینے اور اسے ان کے بعد میں تباہ و برباد کر دینے کی طاقت  
بھی رکھتا ہے۔ ۴۵۔ یہ سب ہو ذاکا کلام ہے، حسیاناً  
سے عذاب الہی مراد ہے۔ صَعِيدًا اَزْلَقًا چٹیل میدان  
جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ وحصلاً لا نبات فیہ  
مفردات صلا یعنی اگر تو کثرت مال واولاد پر فخر کرتا ہے  
اور تجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے  
کہ مال واولاد چند روزہ ونیوی زندگی کی آبی فانی اور ناپائید  
زینت ہے، یہ فخر و مباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زور و جواہر  
میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پر اترتا پھر رہا ہے اور میں  
مال واولاد میں تم سے کم ہوں تو جس حدائے بلندی و پستی  
نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔  
کہ تو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا  
فرمادے اور تیرے بارگ کو طوفان برق و باد سے نیست و  
ناہو کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات  
اور سرسبز و شاداب کھیت پر باد ہو جائیں۔ ۴۶۔ مومن نے  
جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور  
رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات  
اور دیگر اموال تباہ و برباد ہو گئے۔ اھلک اموالہ  
المعہودۃ من جنتیہ و ما فیہما ادا ابو السعد  
جوہر صلا، فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ کَفَّیْہِ الْاَلْجَب صبح کو  
باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال  
پر خرچ کیا تھا اس پر کف افسوس ملنے لگا۔ وَیَقُولُ  
سَلِّتَنِي الْاَلْب اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم  
ہو کر بول اٹھا کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار  
کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ شرک  
تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ و ناصر سمجھتا تھا۔ ۴۷

۱۔ اصلاح عکس  
۲۔ تنبیہ و توبہ

جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس فائدہ کی جمعیت پر اسے ناز تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اس آڑے وقت میں کوئی بھی اس کے کام  
نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوت ہانوسے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْاَوَّلَیْہِ لِلّٰہِ الْحَقِّ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام امتیازات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔  
اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۴۸۔ یہاں سے اصلاح منکرین کلام و سراطیق شروع ہوتا ہے، یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال واولاد اور یہ نیوی نشان و شوکت  
نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے، اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی اہل زندگی اور آخری حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلم ان المقصود اضرب مثلاً آخر  
مو صبح قرآن و لا یعنی جب چاہے پھر عطا دے۔ و لا رہنے والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو ہماری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد کنواں، سرائے، ہاٹ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو  
تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے و لا یہ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرمادے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہے گا خند بھی نہ رہے گا۔



الكهف ۱۸

५५२

سپرخن الذی ۱۵

## جواب مشہد ثانیہ

مدرسہ اسلامیہ  
۱۲

$$\sqrt{u^2} = u$$

جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب

ظلم نہ کرے گی کسی پر۔ اور جب کہا ہم نے اسے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو

فَقَدْ دُرِّ الْأَكْبَرُ طَكَرَ مِنْ الْجَفَفَةِ ع

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي اتَّخَذْتَهُنَّ لِبَيِّنَاتٍ لِّكَ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْوَحْيَ فِي الْكَافُرِ

امريبه افتخزونه وذرتة اولياء من

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا نَالِ الْغَاثِ وَالْفَاطِ

میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں۔ برا ہاتھ لگا ہے انصاف کو بدلاؤ

دکتر انجمن سلامت برکتی ۵۵ - آسان - اورنگ زمین کلا - اورنگ سنانا

أَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتَ مَتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضْداً ۝۱۱

وَلَمْ يَأْمُرْ بِالْعُرَىٰ كَمَا فَعَلُوا فِي ذَٰلِكَ

اور جس دن فرما بیگا ہکا رو ۲۷ میرے شریکوں کو جن کو کم مانتے تھے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُوبِقًا ٥٢) وَرَأَى الْمَجْرُمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُم

١٣٥

پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شکل

منزل ۴۴

**مذہب حق**۔ وہ رب جو کرے مظلوم نہیں سب ہی کا مال ہے پر ظالم ہیں تو ظلم نظر آئے وہ بھی نہیں کرتا بے گناہ و دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی صانع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو

سب بات نہیں اپنے دل سے پوچھ لے، جب کفار پر دوکتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور بددلی ہے قصد بھی اسی لے دیا سو قصد و دلوں طرف مل سکتا ہے۔ اور جو ہے اسی کے ایک طرف لگا دیا سو

پکڑتے ہیں اور ختنے بیت ہو جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ **و** یعنی خندق آگ سے بھری۔

فتح الرحمن وک یعنی وادی ازواد بهیای دوزخ تایچی پد گیر می نمودند رسید ۱۲-



صَرَفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَ

پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۸ اور

كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۝۵۹ وَمَا مَنَعُ

ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ۱ اور لوگوں کو

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ فَيَسْتَغْفِرُوا

جو روکا ۵۹ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوائیں

رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ

اپنے رب سے سو اسی انتظار سے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آکر جو ان پر

الْعَذَابُ قَبْلًا ۝۶۰ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

عذاب سامنے کا ۱ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۶۰ سونے خبری

وَمُنذِرِينَ ۚ وَيَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

اور ڈرسانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر اللہ جھوٹا جھگڑا

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخِذُوا آيَتِي وَمَا أَنْذَرْتُمُوهُ

کہ ٹلا دیں اس سے سچی بات کو اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈرنا لگے

هَٰؤُلَاءِ ۝۶۱ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ بَايَتَ رَبِّهِ

یہ ۶۱ اور اس سے زیادہ ظالم ۶۱ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے

فَاعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ طَائِفًا

پھر نہ پھیر لیا اس کا طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے

جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي

ڈال دیے ان کے دلوں پر پرے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے

أَذَانِهِمْ وَقُرْءَاءَ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ

کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

منزل ۴

اس کی اطاعت کرتے ہوئے یُسِّرُ لِلْظَّالِمِينَ بَدَلًا ظالموں اور مشرکوں نے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی بجائے ابلیس اور اس کی ذریت کی اطاعت و عبادت اختیار کر رکھی ہے جو خدا کی اطاعت کا بہت بُرا بدل ہے یعنی یُسِّرُ مَا اسْتَبَدَّ لَهَا طاعة ابلیس و ذریتہ بعبادة ربهم و طاعتہ افازان جو ۵۸ مثلاً ۵۸ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے یعنی ابلیس اور اس کی ذریت کو جو تم میری عبادت اور اطاعت میں شریک بناتے ہو تو کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں یا خود ان کی اپنی پیدائش میں میں نے ان کو شریک کیا تھا ہوا اس کے بارے میں ان سے کوئی مشورہ لیا تھا ہرگز نہیں، میں نے ایسا نہیں کیا۔ اول تو مجھے کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر

بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون و مددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات و تصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اس طرح یہ بھی میری عاجز و بے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ھو لا الذین اتخذتموہم اولیاء من دونی عبیداً مثلاً لکھ دین کثیر ۲ ص ۵۵،

۵۶ خدا کی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذریت کو شریک بنانے والوں کے لئے تحویف آخری ہے، ان لوگوں نے شیطان و وسوسوں میں اگر غیر اللہ کی عبادت و پکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کار ساز اور متصرف و مختار سمجھ کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تکسبت و تویخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں، اس پر مشرکین اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوہم الیوم ینقذونکم ممّا انتم فیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵) ھو لا المشرکین الذین اتخذوا من دون اللہ الہمۃ کالمملکۃ و عیسٰی دعوا ھو لا فلم یتجیبوا الہم رکبہ ۵ ص ۵۵) وجعلنا بینہم موبقا موبق، و بوق بمعنی بلاکت سے اسم ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مراد جہنم ہے بَیْنَهُمْ کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف لاجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پرگتاری نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق

منزل ۴  
آخری ۲ ص ۵۵  
سوال مقدسہ  
۵۶

عذاب جہنم میں شریک ہوں گے۔ اسی مہلک ایشترکون فیہ و ھو التار روح ج ۵ ص ۵۹، بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام، کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولئک الکفار و بین المملکۃ و عیسٰی علیہ السلام ھذا الموبق و ھو ذالک الوادی فی جہنم (کبیر ج ۵ ص ۵۵) جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۵۸ یہ ترجمہ ہے، ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اٹھانے کے موضع قرآن فل بھی کچھ اور اٹھا نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔



بجائے کج بختی اور بد حال سے کام لے کر ہدایت سے اور دُور ہو جاتا ہے۔ ۵۹ یہ زجر مع تلوین آخری ہے، الناس سے مشرکین قریش مراد ہیں۔ المراد بہم کفاد قریش درج ۵۹ ص ۱۵۱) اَنْ یُّؤْمِنُوا اس سے پہلے حق مقدر ہے اور اَنْ مصدر یہ ہے ای من ایسا نہ ہو۔ اذ منع کے متعلق ہے اور الہدی سے قرآن مجید یا انحرط علی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ہڈی کا اطلاق دونوں پر بطور مبالغہ ہے یعنی وہ سراپا ہدایت ہیں۔ وَیَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ یہ یُؤْمِنُوا پر موقوف ہے اِلَّا اَنْ تَاْتِیَ الْفُلُ اس سے پہلے مستثنیٰ منہ، محذوف ای شئی۔ حُجُبًا قَبیل کی جمع ہے اور مراد عذاب کی مختلف انواع و اقسام ہیں یہ الْعَذَاب سے حال و نفع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب مشرکین

الکھف ۱۸

۶۶۴

سبحن الذی ۱۵

یَهْتَدُوا وَإِذَا بَدَأَ ۵۷ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو

الرَّحْمَةِ ۵۸ لَوْ یُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلُ

لَهُمُ الْعَذَابُ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ یُجَدُّوا

مِنْ دُونِهِ مَوْبِلًا ۵۹ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلُكُم

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۶۰ وَإِذْ

قَالَ مُوسَىٰ لِفَتْنِهِ لَا أBRح حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ

الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِ حَقْبًا ۶۱ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

سَرَبًا ۶۲ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتْنِهِ آتِنَا

غَدَاةَ نَاذِلْقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۶۳

قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْيَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي

بَوَّاهُ كَمَا دِيكُهَا تَوْنِي جَبْ هَمْنِي جَلْ يَكْرِي اس پھرتے پاس سو میں

منزل ۴

نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق حق پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا۔ کی ملاپ۔ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ علم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ۵۷ یہ جو ان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے دو بیٹے پیچھے ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۵۸ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں میٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے۔ ۵۹ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آگئی تو اللہ کی توحید پر ایمان لائے، شرک کو ترک کر دیا اور اپنے گزشتہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرین انبیاء سے ہوا یعنی ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے، سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بہا الہلاک بعد از اب الاستیصال (روح، یا یہ کہ انہیں سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذاب خداوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔ و المعنی انہم لا یقصدون علی الایمان الاعتد نزول عذاب الاستیصال فیہلکوا وان یتواصل انواع العذاب والبلاء حال بقاءہم فی الحیوۃ الدنیا وکبرجہ ص ۱۵۱) یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام کی تبلیغ کریں ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری رحمت قائم ہو جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔ ۶۰ یہ کفار مجادلین پر زحیر ہے، بالباطل میں باسببہ ہے اور باطل سے شبہات واسببہ لشکوک باطلہ

## موضع قرآن

۱۔ اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور و مغفل مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھائیں تو ہم پیچھے ہیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور املیس کا خطاب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق حق پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا۔ کی ملاپ۔ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ علم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ۵۷ یہ جو ان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے دو بیٹے پیچھے ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۵۸ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں میٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے۔ ۵۹ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔



اور من گھڑت قصے مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ باطل شے پیش کر کے حق کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے میری آیتوں کو اور میری طرف سے عذاب و عقاب کی دھمکیوں کو محض استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے، وَمَا أُنْذِرُوا مِنْ دَاوُعْنِیْ مَعِیْہِ اور عایدِ عذوب ہے یعنی ہم اور مَا أُنْذِرُوا یہ سے مراد عذاب ہے یا قرآن مجید اس صورت میں آیات سے مراد معجزات ہوں گے۔ ۶۶۳ یہ بھی زجر ہے۔ وَذُبُّكَ الْخَفُورُ ذُو السَّرْحِ یعنی اللہ تعالیٰ غفور اور ذوالرحمہ بھی ہے۔ لیکن اگر لوگوں کی بد اعمالیوں پر ان کو کپڑے تو اس کے عذاب سے بھی ان کو کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ ۶۶۴ یہ دنیا کا عذاب تو معمولی عذاب ہے آخرت کا عذاب بڑا سخت ہوگا اور اس سے بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ مَوْعِدًا جَائِئًا پناہ اور

جائے فرار، وَتِلْكَ الْقُرَىٰ الٰہ کا اشارہ محسوس مبقر کی طرف نہیں بلکہ معبودی الذہن کی طرف ہے اور الْقُرَىٰ سے پہلے مضامین مقرر ہے ای اہل القریہ اور اس سے مراد عاد و ثمود اور قوم لوط ہے۔ ان اقوام کی تباہی کی داستانیں عرب میں معروف و معلوم تھیں اس لئے انہیں بمنزلہ محسوس قرار دے کر تِلْكَ سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ وَالْمُشَادَّةُ لِنَزِيلِهِمْ لَعَلَّہُمْ يَرْجِعُونَ مَنْزِلَتِ الْخُسُوفِ درجہ ۵ ص ۱۵۱، اہل بدعت ما نقول فی ہذا الرجل الٰہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت سے ان کا استدلال باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مشار الیہ کے لئے محسوس مبقر ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح تِلْكَ الْقُرَىٰ میں تِلْكَ سے معبودی الذہن بستیوں کی طرف اشارہ ہے اسی طرح ہذا الرجل میں بھی معبودی الذہن کی طرف ہی اشارہ ہے۔ مَوْعِدًا یعنی وقت معین، مطلب یہ کہ ان قوموں نے جب ظلم کیا، شرک و کفر اور بد عملی سے باز نہ آئے تو ہم نے ایک معین وقت میں جو ان کی ہلاکت کے لئے مقرر تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ اور ہمارا عذاب مقررہ وقت سے ایک ہل بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہوا۔

### جوابِ شبہ ثالثہ

۶۶۴ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امور غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔

انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ أَمْرِي۔ لَفْتَنہ مفتی (نوجوان) سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دودریاؤں کے ملنے کی جگہ، دودریاؤں سے بحر روم اور بحر فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ مجمع البحرین قال مجاہد وقتادہ هو مجمع بحر فارس و بحر الروم (بحر ۶ ص ۱۵۱، قرطبی ج ۱ ص ۱۱۵، روح ج ۵ ص ۱۵۱، حَقِيقًا اتم مفرد ہے موضع قرآن و وہ بندہ خضر تھا کہ سب پوچھا آئے کہ موسیٰ نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور یک تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چڑیا بگھادی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی خضر علیہ السلام را یافتند ۱۲۔

نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَنِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ

بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے

أَن أذْكُرَهُ ۖ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کر لیا اپنا راستہ دریا میں

عَجَبًا ۖ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّ

عجیب طرح کہا یہ بھی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلَىٰ أَثَارِهِمَا قَصَصًا ۖ فَوَجَدَا عَبْدًا

اپنے پیسے پہچانتے پھر پایا ایک بندہ

مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

ہم نے بندوں میں سے اس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور

عَلَّمْنَاهُ مِمَّا لَدُنَّا عِلْمًا ۖ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم و کہا اس کو موسیٰ نے

هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَ مِن مِّمَّا عُلِّمْتُ

کچھ تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھائے کچھ جو مجھ کو سکھائی ہے

رُشْدًا ۖ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

مچھلی راہ بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

صَبْرًا ۖ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ

اور کیونکر ٹھہرے گا ۶۶۵ دیکھ کہ اس چیز کو

تَحِيطُ بِهِ خُبْرًا ۖ قَالَ سَتَجِدُنِي إِن

کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا کہا تو پائے گا اگر

شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۖ

اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم

منزل ۴







قال المصنف



موسىٰ علیہ السلام نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ جہاں کی گریں ان کی دیوارِ امانت بنانی کیا ضروری تھی۔ و اب کی بار موسیٰ نے جہاں کو پوچھا حضرت ہونے کو سمجھ لیا کہ یہ علم میرے دھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پیر دی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آدے۔



امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علی رأس المائۃ من ھو الیوم علی ظہر الاضاحد یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ سے علم قرآن حاصل کرتے اور آپ کے ہمراہ جہاد

الکہف ۱۸

۶۶۸

قال الحدیث

یُرْهِقُهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝۸۰ فَارْدَنَا أَنْ يَبْدِلَهُمَا

ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کے پھر ہم نے چاہا کہ بدل دے ان کو

رَبُّهُمَا خَيْرٌ أَمْنَهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمًا ۝۸۱ وَأَمَّا

ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ہے اور وہ جو

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ

دیوار تھی سیم دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اس

تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ

کے نیچے مال گڑھا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا

رَبُّكَ أَنْ يُبَدِّلَهُمَا تَنْغِيصًا ۝۸۲ وَكَيْتَخْرِجَ عَنْهُمْ مَائِدَةً

تیرے رب نے کہ یہ بیچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑھا

رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ

مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے کہ یہ ہے

تَاوِيلٌ مَّا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۳ وَيَسْأَلُونَكَ

پھر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا اور پوچھتے ہیں

عَنِ ذِي الْقُرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْ ذِكْرٍ ۝۸۴

۸۴ ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ حوالہ

إِنَّا مَكِّنَّا لَكَ فِي الْأَرْضِ وَاتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ہے اور یہ دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا

سَبَبًا ۝۸۵ فَاتَّبَعَ سَبَبًا ۝۸۶ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

سبب سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے وہ یہاں تک کہ جب پہنچا سوچ دینے کی جگہ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۚ وَوَجَدَ

پایا کہ وہ آگے ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ہے اور پایا

میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حرلی

امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ

رضا اور ابوالحسن بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی منقول

ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ درود المعانی

ج ۵ ص ۳۳۲) رائی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر

علیہ السلام کی حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی

ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب

یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہو

کیونکہ مہیا کہ بعض کالمین اور محققین صوفیائے فرمایا ہے،

حضرت خضر کی زیارت عالم دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق

عالم مثال سے ہے یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت

بعض کالمین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ

حضرت شیخ صدر الدین اسحاق تولوی اپنی کتاب تبصرة المبتدی

وتذكرة المنتهی میں فرماتے ہیں۔ ان وجود المحضر علیہ

السلام فی عالم مثال درود ج ۵ ص ۳۳۲،

۵۶۸ جب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ان کا مخصوص

علم حاصل کرنے کے لئے ان سے ساتھ رہنے کی درخواست کی

تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر

تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں

کو صبر و ضبط سے نہیں دیکھ سکو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے صبر و ضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا

وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا

چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس

کی حقیقت میں خود میان نہ کر دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ

علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا حضرت موسیٰ

## موضع قرآن

۱۔ یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بد راہ ہوتا اس کے ماں باپ

اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعض آدمی کی بنیاد بڑی ہوتی ہے اور بعض کی بھی، جیسے گڈی کھیر کوئی پیٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ اس میں ککڑی بھیڑا ہوا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ

کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا یہ آدمی کی بنیاد مسلمان پر ہے یہی معنی سمجھنا چاہئیں۔ ۱۔ اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک بی

سے بیابانی گئی اس سے ایک بیٹی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ ۲۔ یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر ضروری نہیں، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا

یہ بھی یہود کے سکھائے سے لے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے زمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ، ۳۔ اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرسے پر پھیر گیا

تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ۴۔ یعنی انجام کرے گا سفر کا۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی بحسب مرد ماں ۱۲۔

منزل ۴

اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعض آدمی کی بنیاد بڑی ہوتی ہے اور بعض کی بھی، جیسے گڈی کھیر کوئی پیٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ اس میں ککڑی بھیڑا ہوا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ

کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا یہ آدمی کی بنیاد مسلمان پر ہے یہی معنی سمجھنا چاہئیں۔ ۱۔ اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک بی

سے بیابانی گئی اس سے ایک بیٹی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ ۲۔ یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر ضروری نہیں، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا

یہ بھی یہود کے سکھائے سے لے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے زمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ، ۳۔ اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرسے پر پھیر گیا

تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ۴۔ یعنی انجام کرے گا سفر کا۔



عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّا اَنْ تَعَذِّبَ

اس کے پاس لوگوں کو ف۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین تم کو تو لوگوں کو تکلیف دے  
وَاِمَّا اَنْ تَنْجِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝۸۶ قَالَ اَمَّا مِّنْ ظُلُمٍ

اور یا۔ تم ان میں بخوبی ف۔ بولا جو کوئی ہو گا بے انصاف  
فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهِ فَيُعَذِّبُ عَذَابًا

سو ہم اس کو سزا دینگے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کی طرف وہ عذاب دینگا جس کو پورا  
شَكَرًا ۝۸۷ وَاَمَّا مِّنْ اَمْنٍ وَعَمِلْ صَالِحًا فَلَهٗ جِزَاءٌ

عذاب اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے جھٹکا ہم سو اس کا بدلہ  
بِاِحْسَنِیْ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ اَمْرِ نَّاسِرًا ۝۸۸ ثُمَّ اتَّبَعَ

بجائی۔ ہے اور ہم تم دینگے اس کو اپنے کام میں آسانی ف۔ پھر لگا ایک  
سَبَبًا ۝۸۹ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجْدهَا تَطَّلِعُ

سماں کے پیچھے ف۔ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ سے پایا اس کو کہ نکلتا ہے  
عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ يَجْعَلْ لَهُم مِّنْ ذَوْنِهَا سِرًّا ۝۹۰ كَذٰلِكَ

ایک قوم پر کہ نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے آفتاب سے ورے کوئی حجاب ف۔ یوں ہی ہے  
وَقَدْ اَحْطٰنَا بِمَا لَدَيْهِ خَبْرًا ۝۹۱ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۝۹۲

اور ہم سے قابو میں آچکے ہیں اس کے پاس کی خبر ف۔ پھر لگا ایک سماں کے پیچھے  
حَتّٰى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۝۹۳

یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ سے پائے ان سے ورے ایسے لوگ  
لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝۹۴ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

جو نکلے نہیں کہ ہمیں ایک بات ف۔ بولے اے ذوالقرنین تم  
اِنَّ يٰاجُوجَ وَّمٰجُوجَ مَفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ

یہ یا جوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کچھ

علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ تین واقعات پیش آئے، تینوں سے یہ بات عیاں ہے۔ ۶۶۹ یہ پہلا واقعہ ہے، دورانِ سفر وہ کشتی میں سوار ہوئے حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا جس سے اس میں بڑا سا شگاف پڑ گیا، شرعی طور پر بظاہر یہ حرکت ناجائز تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا ناجائز حرکت کی ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے جو کہا تھا کہ تم ضبط سے کام نہیں لے سکو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول کا عذر کیا اور کہا کہ بھول کے بارے میں مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ ۶۷۰ یہ دوسرا واقعہ ہے جب کشتی سے اتر کر آگے چلے تو ایک لڑکا ملا

حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُسٹھے کہ تم نے ایک معصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کر کے بہت بُرا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا، اب اگر میں تم پر اعتراض کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور غلہ کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِيلَ كَانَ بِالْغَاشِيَا رُحُومًا ج ۱۵ م ۳۳ وَقِيلَ كَانَ رَجُلًا (خازن جلد ۴ ص ۲۸) ۶۷۰ یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پُرانی تھی اور ایک طرف تھکی ہوئی تھی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی سے لی ہوئی، یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آ گیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ ۶۷۱ یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضر نے کہا،

### موضح قرآن

وَالذَّالِقَرْنَيْنِ كُوشُوْقِيْ ہوا کہ دیکھو دنیا کی بستی کہاں تک بسنی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دُلّ تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا، اللہ کے ملک کی حد نہ پاسکا۔ ۶۷۱ اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی، ہر بادشاہ کو ہر عالم کو قدرت ملتی ہے، چاہے وہ خلق کو سزا دے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ ۶۷۲ عالم جو عادل ہو اس کی یہی راہ ہے، بیروں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ ۶۷۳ یعنی اور سفر کا سراجام کیا۔ ۶۷۴ شاید وہ لوگ جنگی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ ۶۷۵ تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرمایا۔ ۶۷۶ یعنی کسی کی بولی نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یا جوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر یہی میں کھلا تھا ایک کھانا اس راہ سے یا جوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

فَتَخَالَفَ الْجَمْنُ فَمَا وَاٰیْسَ كُنٰی تِ اسْتِ اَلْقَدْرَتِ اُوْبَرِیْ دُكَارِ ۱۲۔



اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعہ معاش تھی، وقت کا بادشاہ بڑست تھا جو ہم اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ **وَآمَّا الْعِلْمُ** الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا فوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ

قال المدۃ ۶۷۰ انکہفۃ

**فَجَعَلْ لَكَ خُرْجَاعًا أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ**

تو ہم مقرر کر دیں نیسے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنائے تو ہم میں اور ان میں

**سَدًّا ۹۳ قَالَ مَا مَكْنِي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي**

ایک آڑ و بولا جو مقدور دیا مجھ کو اسے میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

**بِقُوَّةِ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۹۵ أَتُونِي زَبِرٌ**

مخت میں بنا دوں نہ تھائے ان کے بیچ میں ایک دیوار مٹی کا لا دو مجھ کو تختہ

**الْحَدِيدِ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ**

لوہ کے پہاڑ تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پہاڑوں تک پہاڑ کی کہا

**انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ أَتُونِي أُفْرِغْ**

دھونکو پہاڑ تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس گدڑوں

**عَلَيْهِ قُطْرًا ۹۶ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا**

اس پر گھلا ہوا تاننا وہ پھر نہ چڑھ سکیں اس پر سجدہ اور نہ

**اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۹۷ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنِّي**

کر سکیں اس میں سوراخ و بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی

**فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي**

پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا دل گرائے اس کو ڈھاکر اور وعدہ میرے رب کا

**حَقًّا ۹۸ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَهِيمُونَ فِي بُعْضِ**

سچیا وہ اور چھوڑ دیئے ہم خلق کو ہر دن ایک دوسرے میں گھستے

**وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جُمُعًا ۹۹ وَعَرَّضْنَا جَهَنَّمَ**

اور چھوٹک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان کو کوٹ اور دکھلا دیئے ہم دوزخ

**يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۱۰۰ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ**

اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر تھ

اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ **وَآمَّا الْعِلْمُ** الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو نیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ سکھ ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذات خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر و ضبط سے کام نہ لے سکے۔ **وَمَا قَعْلُهُ** سکن اموی ای عن زابی واجتہادی (روح ج ۱۶ ص ۱۷۷) یہ تیسرے شبہ کا اصل جواب ہے۔

سورۃ یوسف

## موضع قرآن

ولا یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم ہانا اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یا جوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد ایک یا جوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ **ولا** یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی تخت کرو۔ **ولا** اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر

ایک دھرتیا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تاننا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالادہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر آپس ایک شخص نے کہا میں سد نک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چار خانہ کی لنگی فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ۔ **ولا** ان میں ایسا بادشاہ صاحب غزم و صاحب حکومت اس کام پر لگنا نہیں اور پتھر سے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ **ولا** حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کر دیں گے آسمان پر تیرے جلاویں گے وہ لوہے سے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مر رہیں گے ذوالقرنین ایسی حکم دیوار پر بھی منظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گئی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر ضرور۔ **ولا** یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمن ولا یعنی نزدیک شود قیامت ۱۲۔



## شبہ رابعہ کا جواب

۱۷۷ یہ چونکہ شبہ کا جواب ہے، شبہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَكْنُ

لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا  
اس پر شبہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور  
تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی  
وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی  
بقدر ضرورت، لیکن مافوق الاسباب امور میں سے  
وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسباب ظاہری کو اعتبار  
سے بھی ہر طرف سے عاجز آگیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور  
مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یا جنوب  
ماتوج کی وجہ سے۔ یَسْأَلُونَكَ عَنْ آيَاتِ سُبْحَانَ  
کرتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے  
بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب  
میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں  
ہوا تو مطلب یہ ہوگا وَانْ يَسْأَلُوكَ عَنِ الْآيَاتِ  
سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپ اس  
کا یہ جواب دیں۔ ۱۷۷ ہم نے اس کو زمین میں قدرت  
اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ كُلِّ  
شَيْءٍ سَبَبًا یہاں کُلِّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں  
بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف  
وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا  
ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح  
کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من کل شیء سببًا  
اداء من مہمات ملکہ ومقاصدہ المتعلقة  
بسلطانہ (روح ج ۱ ص ۱۶۲) والمراد به اتینہ من  
کُلِّ شَيْءٍ یحتاج الیه فی اصلاح ملکہ سببًا  
رکبہ ج ۵ ص ۵۷ اور اسباب سے اسباب عادیہ مراد  
ہیں والمراد بذلك الاسباب لعادیۃ (روح)  
تو اس سے معلوم ہو گیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر  
اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب  
امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ ۱۷۷

ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دلدل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا  
اور جانب مغرب میں گویا وہ زمین کے منتہی پہنچ گیا کیونکہ اس دلدل کو عبور کر کے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دلدل میں  
چھپ رہا ہے۔ حمۃ۔ اسی ذات حمۃ حمۃ کے معنی کچھڑے ہیں عین حمۃ یعنی کچھڑ والا چشمہ مراد دلدل ہے، ایک قوم اس دلدل میں سمندر کے کنارے  
موضع قرآن والے یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدر میں دیکھ کر یقین لادیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ والے یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور  
فتح الرحمن والے یعنی واین کنایت است از خواری و بیقدری ۱۷۷

۱۸ کھف

۶۷۱

قال الم

فِي غَطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ

سَبْعًا ۱۸۱ فَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا

عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

لِلْكَافِرِينَ نَزْلًا ۱۸۲ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ

أَعْمَالًا ۱۸۳ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ مُجْسِمُونَ صُنْعًا ۱۸۴ أُولَٰئِكَ

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاءِ رَبِّهِمْ فَخَبَّطُوا

أَعْمَالَهُمْ ۱۸۵ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا ۱۸۶ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ

جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۱۸۷

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ

جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نَزْلًا ۱۸۸ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ

مِنْهَا شَيْئًا ۱۸۹ وَفِيهَا زُجُجٌ ۱۹۰ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۱۹۱ وَفِيهَا نَخْلٌ ۱۹۲ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۱۹۳ وَفِيهَا نَخْلٌ ۱۹۴ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۱۹۵ وَفِيهَا نَخْلٌ ۱۹۶ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۱۹۷ وَفِيهَا نَخْلٌ ۱۹۸ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۱۹۹ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۰۰ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۰۱ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۰۲ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۰۳ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۰۴ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۰۵ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۰۶ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۰۷ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۰۸ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۰۹ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۱۰ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۱۱ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۱۲ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۱۳ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۱۴ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۱۵ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۱۶ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۱۷ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۱۸ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۱۹ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۲۰ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۲۱ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۲۲ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۲۳ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۲۴ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۲۵ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۲۶ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۲۷ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۲۸ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۲۹ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۳۰ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۳۱ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۳۲ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۳۳ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۳۴ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۳۵ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۳۶ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۳۷ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۳۸ وَفِيهَا

أَنْهَارٌ ۲۳۹ وَفِيهَا نَخْلٌ ۲۴۰ وَفِيهَا



آباد تھی۔ ۷۷ ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَن ظَنَّمَا جَسَدِی مِیْرَی دَعْوَتِ قَبُولِ نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ کہ یقیناً دعوتی و اصرار علی ما کان علیہ من الظلم العظیم الذی هو الشرک در روح ج ۱۶ ص ۷۷۷ یہ مشرقی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین منہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور تھی اور انہیں لباس پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سرودی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدْ أَحَطْنَا بِذِوَالْقَرْنَيْنِ کے پاس جو لشکر اور ساز و سامان اور آلات جنگ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے، یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ ۷۸ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا۔ لستدین (دو دیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درہ تھا اور جس سے یا جوج ماجوج بیرونی علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مَن دُوْرَیْہِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا یفہمون کلام احد ولا یفہم الناس کلامہم دھارن ج ۱۶ ص ۷۷۸ یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یا جوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس دے سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں قتل و غارتگری کرتے ہیں اور سرسبز و شاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ و برباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس دے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خَرَجَا اٰی جَعَلَا من اموالنا در روح ج ۱۶ ص ۷۷۹

۷۸ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوت بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچے سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدْمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حاجزاً حصیناً و حجاباً مثنیاً در روح ج ۱۶ ص ۷۸۰ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۷۹ ذُبُوْرٌ ذُبُوْرٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین الصدف کا مثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ اَنْفَخُوا تُوْذُو الْقَرْنَيْنِ لَیْہِ کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قَطْرًا یعنی تانبہ۔ ۸۰ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔ مَوْضِعَ قَرْنٍ یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلے مکان میں بھی پکارا اس واسطے کہ لوہہ وحی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ نہیں۔

قال المصنف

۶۷۲

مریم ۱۹

عَنْهَا حَوْلًا ۱۰۸ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جَنَّا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۱۰۹ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

وہاں سے جگہ بدلنی تو کہہ اگر دریا نہ ہو کہ لکھے میرے

رَبِّي لَنَفَذَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَذَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جَنَّا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۱۰۹ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

رب کی باتیں بیشک دریا ختم ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگرچہ

دوسرا بھی لائیں تم ویسا ہی اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں لہجہ جیسے تم

يُوحِي إِلَى أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

حکم آتا ہے بچہ کو کہ معبود تمہارا اللہ ایک معبود ہے سو پھر جس کو

امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شرک نہ کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۱۱۰

اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

سُورَةُ هٰمٍ مِکِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسَيَكُونُ

سورہ مریم لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور پچھ لکھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۱۱ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان مہایت رحم والا ہے

كَهَيْعَصٍ ۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۲

۱۱۲ کہ ہی عاص یہ مذکور ہے میرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر

إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدًا خَفِيًّا ۳ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب پکارا اس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے ۴ بولا اے میرے رب کہ ہوشی ہو

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ

میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے ہڑھاپے کا اور تجھ سے مانگا

نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوت بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچے سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدْمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حاجزاً حصیناً و حجاباً مثنیاً در روح ج ۱۶ ص ۷۸۰ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۷۹ ذُبُوْرٌ ذُبُوْرٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین الصدف کا مثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ اَنْفَخُوا تُوْذُو الْقَرْنَيْنِ لَیْہِ کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قَطْرًا یعنی تانبہ۔ ۸۰ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔ مَوْضِعَ قَرْنٍ یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلے مکان میں بھی پکارا اس واسطے کہ لوہہ وحی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ نہیں۔



تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ اب یا جوج ماجوج نہ تو اس کو پھانڈ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ **فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي أَلْبِسَ جِب مِيرے پر وردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آگئی۔** تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یا جوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یا جوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب و غریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قدر کھتے تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بھونے کا اور دوسرا اڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک ہرزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوا کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ **هو قول حكاك الشيم ابو ذكريا النووي في شرح مسلم وغيره ضعفوه وهو جدير بذلك**، اذ لا دليل عليه بل هو مخالف لما ذكرناه من ان جميع الناس ليوم ذرية نوح بنص القرآن (البقرة والنبأ ج ۲ ص ۱۷۱)۔

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یا جوج ماجوج، یا فث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں **ويا جوج وما جوج قبيلتان من ولد يافث بن نوح** (فتح الباری ج ۶ ص ۱۷۱) اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ **ان ياجوج وما جوج قبيلتان من ولد يافث بن نوح عليه السلام** (وبہ جزمہ وہب بن منبہ وغیرہ واعتمدہ کثیر من المتأخرين در روح المعانی ج ۶ ص ۱۷۱)۔

منگولین (تاتاری) قبائل یا جوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یا جوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یا جوج ماجوج منگولیا (تاتاری) کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے شیع و منشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کاکیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور فقار کے پہاڑوں میں درہ واریال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درہ واریال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یا جوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آسکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ **۵۸۷** یہ تحویف اخروی ہے۔ مشرکین کے چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تحویف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یا جوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضہم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یسوع مسیح سے ہے اور اس سے بے حسنی اور اضطراب مراد ہے، یعنی جب دوسری بار صور بھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھر کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شریعت ہول کی وجہ سے بے چین و مضطرب ہوں گے۔ **والموج هجاء عن الاضطراب** ای يضطربون اضطراب البحر يختلط انهم وجتهم من شدة الهول (روح ج ۱۶ ص ۱۷۱) **وَنَزَّلْنَا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ يَخْتَلَطُ فِي بَعْضٍ** ای يضطربون ويختلطون انهم وجتهم حجاب (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) **۵۸۸** اس سے نفع ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے۔ **الظاهر ان المراد النفخة الثانية لانه المناسب لما بعد روح ج ۶ ص ۱۷۱** **۵۸۹** یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کنایہ ہے۔ **والمراد منه شدة انصرافهم عن قبول الحق** (کبیر ج ۵ ص ۱۷۱) **۵۹۰** یہ تحویف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چاروں شبہات پر متفرع ہے۔ **أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ** یہ شبہہ اولی کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہہ ثانیہ کے جواب پر بالبع بطور لطف و نشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ متصرف و کار ساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریق اولیٰ یہ صلاحیت نہیں ہے۔ **۵۹۱** یہ مشرکین کے انجام بردار حال شرک بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجالاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف و کار ساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال و افعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمال صالحہ سمجھتے ہیں۔ **أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا** (البقرہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تو لانا تک نہیں جائے گا کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہوگا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہو چکے ہیں۔ **لَا الْمِيزَانَ** استماری و ضح لاهل الحسان والسيئات من الموحدين لتسبيح مقدار الطاعات ومقدار السيئات (کبیر ج ۵ ص ۱۷۱) **۵۹۲** یہ بشارت اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ **۵۹۳** یہ شبہہ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہہ رابعہ کے جواب پر بالبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعت معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے۔ **قَالَ قَتَادَةُ** (روح)، یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ توجہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب داں اور حاضر و ناظر نہیں۔ تو متصرف و کار ساز بھی نہیں ہو سکتے۔ **۵۹۴** یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کر دیا۔ کہ میں غیب دان اور کار ساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبہ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کر دیا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ **۵۹۵** آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ **فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ** جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقا کی توقع رکھتا ہے۔ اسے تو چاہئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے رب



کی عبادت اور پکار میں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ جی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور مغیروں کو متصرف و کار ساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی ناموں کی نذر میں منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی یا کاری سے اپنے اعمال کو بچاتے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

## سورہ کہف میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِكَ الْكِتَابَ — تا — فَأَلْهَمُوا الْخَلْقَ اللَّهُ وَلَدًا تَمَامَ صِفَاتِ كَارِ سَازِي كَمَا لَكَ اللَّهُ تَعَالَى هِيَ اور وہی متصرف و کار ساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔
- ۲۔ وَرَبُّنَا عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ — تا — وَيُهِيمُ لَكُمْ فِي أُمُورِكُمْ مَرَفَقًا (۲۶) نفی تصرف از اولیاء اللہ (اصحاب کہف)۔
- ۳۔ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا — تا — رَبَّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَيْفَ تَعْمَلُونَ (۲۷) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔
- ۴۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ (۲۸) نفی تصرف و اختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۵۔ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَيْسَ بِأَشْهَرًا — تا — وَلَا يُبَشِّرُكَ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (۲۹) نفی علم غیب از غیر اللہ۔
- ۶۔ وَأَنْتَ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ — تا — وَكَانَ أَمْرُكَ فَرَطًا (۳۰) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ لَيْسَ اللَّهُ بِرَبِّي — تا — لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (۳۱) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ (۳۲) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ أَفَتَتَّخِذُونَ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ — تا — وَمَا كُنْتُمْ تَتَّخِذُونَ مُضِلِّينَ عَصَدًا (۳۳) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔
- ۱۰۔ نَسِيًا حُوتَهُمَا — تا — فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ (۳۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔
- ۱۱۔ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ — تا — مَا لَمْ تُخِطْ بِهِ خُبْرًا (۳۵) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۱۲۔ قَالَ لَا أَتَّخِذُكَ بِمَا نَسِيتُ — تا — قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا (۳۶) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
- ۱۳۔ وَمَا فَعَلْتَهُ عَنْ أَمْرِي — نفی تصرف اختیار از حضرت علیہ السلام۔
- ۱۴۔ إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ (۳۷) ذو القرنین کو مافوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔
- ۱۵۔ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِ أَوْلِيَاءَ — نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۶۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي — الآية — عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لامحدود ہے۔
- ۱۷۔ قُلْ إِنَّمَا أَنْبَأُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (۳۸) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔



## ۶۷۵ سورہ مریم

رابطہ: سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورہ مریم سورہ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔  
خلاصہ: سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴۷ کے آخر تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵۱ کی ابتدا و یَقُولُ الْإِنْسَانُ سے لے کر سورہ کے آخر تک ہے۔

### پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں ہے۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔  
پہلا شبہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ سے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آنے لگے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرِ نازانندہوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران رکوع ۴۵ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کار ساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بزار تھے ادا انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام، کا تحقیر ذکر کیا گیا، ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَ نَادَيْنَاهُ اَلْمُوسٰی عَلٰی السَّلَامِ کُومِہِی لَی نَبُوْتَ عَطَاکِی اور یارون علیہ السلام کو ان کا معاون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کار ساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھروالوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکار کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کار ساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آباء و اجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کار ساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا تَنْزِلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ — تا — وَمَا کَانَ دَبِّکَ فِی سَیِّئَاتِہِمْ (ع ۴) ہیں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے علوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور محکوم ہوں وہ کار ساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَاِخْتَلَفَ الْاَیْحٰبُ مِنْ بَیْنِہُمْ میں اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَاِخْتَلَفَ مِنْ بَعْدِہُمْ حَتّٰی اٰلِہِ میں ایک سوالِ مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدایٰ کو پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد ناخلف لوگ، علماء و اولیاء و ساداتِ سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے محض نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں دَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطورِ ثمرہ اصل دعویٰ کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

### دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تحویفیں اور ہشامتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔  
جو سورہ کہف کی ابتدا میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈر سنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ دیئے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا اٰدٰیًا (جھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فرقہ کو اٰمَنَتٌ بَیْنَہُمْ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو خصوصی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَ اَتَّخِذُ وَاٰمِنٌ دُوْنَہِ اِلٰہًا اِلٰہًا (ع ۵) معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کار سازی کریں دوم۔ لَا یَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةُ (ع ۶) شفاعت قہری کی نفی یعنی یہ معبودانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آسکیں گے۔



## حصہ اول

۱۷ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر رکوع ۴ کے آخر ہل تک ہے۔ اس حصے میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ۱۷ حروف مقطعات تشابہات میں سے ہیں۔ اور انکی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷۱

مربعہ ۱۹

۶۷۶

قال الحدیث

يَدْعَا بِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۴ وَارْتِي خِفْتُ السَّوَالِي مِنْ

اے رب میرے کبھی محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں تہ بھائی بندوں سے

وَرَأَيْتُ وَكَانَتْ أَمْرًا تِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ

اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو

لَدُنْكَ وَلِيًّا ۵ يَرْشَنِي وَيَرْثُنِي مِنَ الْيَقُوبِ

اپنے پاس سے ایک تمام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی

وَأَجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۶ يَزْكُرِيَا إِنَّا نَبَشِّرُكَ

اور کر اس کو اے رب من ماننا و اے زکریا ہم تجھ کو خوش خبری سناتے ہیں

بِغُلَامٍ لَّسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۷

ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی

قَالَ رَبِّ أَنِي يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتْ أَمْرًا تِي

بولا اے رب کہ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت

عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۸ قَالَ كَذَلِكَ

بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اگر گیا و کہا یوں ہی ہوگا

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَئِئِن وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیسہ کیا میں نے پہلے سے

وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ط قَالَ

اور نہ تھا تو کوئی چیز و بولا اے رب بظہر اے میرے لئے شے کوئی نشانی فرمایا

أَيْنُكَ إِلَّا تَكَلَّمَ النَّاسُ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۱۰ فَخَرَجَ

تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست پھر نکلا

عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْخَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا

اپنے لوگوں کے پاس سے حجرہ سے تو اشارتے کہا ان کو کہ یاد کرو

منزلہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷۱

یہ پہلے شبہ کا جواب ہے۔ اس پورے واقعہ سے حضرت زکریا علیہ السلام کا غمزہ و احتیاج ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بیٹے کے لئے انتہائی غمزہ و نیاز سے دعا کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ رحمت مصدر اپنے قائل کی طرف مضاف سے اور عتیا ذکر کیا مبدل منہ اور بدل مل کر اس کا مفعول ہے یہ مجموعہ مل کر ذکر کا مضاف الیہ ہے اور مرکب اضافی ابتدا محذوف ہذا کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ رحمت جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ یہ اس کا ذکر ہے۔ وَذَكَرْنَا خَفِيًّا یعنی آہستہ اور چھپ کر یہ نادی کا مفعول مطلق ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا و اخفاء اور آہستگی سے کی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے جہر و اخفاء برابر ہے۔ تو دعائیں اخفاء بہتر ہے جو یار سے البعد اور اخلاص سے اقرب ہے۔ ذرا سی مسند اللہ فی اخفاء دعوتہ لان الجہر و الاخفاء عند اللہ سیان فكان الاخفاء اولی لانہ ابعد عن الریاء و ادخل فی الاخلاص (کیرج ۵ ص ۷۷)

و کیرج ۵ ص ۷۷ یہ ماقبل کا بیان ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعائیں اسی جسمانی کمزوریاں بیان کی ہیں اول یہ کہ ان کا بدن بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں جو شخص اس قدر عاجز ہو کہ ان کمزوریوں سے اپنے آپ کی حفاظت نہ کر سکے وہ کسی طرح دوسروں کا کارساز نہیں ہو سکتا۔ ولما کن بد عیاف باسببہ ہے اور مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے ناعل محذوف ہے اصل میں تھا بد عائی ایسا کہ یعنی میں اس وجہ سے بد بخت نہیں ہوں۔ کہ صرف تجھ ایک ہی کو پکارتا ہوں۔ بد بخت وہ ہے جو تیرے سوا غیروں کو بھی پکارتا ہے۔ ۱۷ مولیٰ سے ان کی عصبیات اور نبوالعم مراد ہیں یہ لوگ بے دین تھے۔

اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوت دین کے کام کو جاری رکھے۔ اِنَّمَا كَانَ مَوْالِيَهُ هَاهُمُ الدِّينَ فَخَافَ بَعَثَ أَنْ يَصْنَعَ الدِّينَ فَطَلَبَ وَلِيًّا يَقُومُ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۷) یَرْشَنِي وَيَرْثُنِي مِنَ الْيَقُوبِ یہاں وراثت سے وراثت علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثت مال کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام درجہ نبوت میں نہیں ہوتے۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ اسی یروشنی من حیث العلم والدين والنبوة فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا يُوْرَثُونَ الْمَالُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُنْ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تُورَثُ مَا تَرَكَ الْأَصْدَقَةُ (ابو السعود ج ۵ ص ۷۷)

موضع قرآن و لڑکے بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ و بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں یہ ڈر ہوگا۔ و اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور لکھے پیغمبروں کا کر دیا۔ لیکن روبرو وہی قائم مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ و انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ و یہ فرشتے نے کہا۔



بُكَرَةً وَعَشِيًّا ۝ يَجِيءُ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَأْتَيْنَاهُ

صبح اور شام میں اسے پکی شدہ کتاب زور سے اور دیا ہم نے اس کو

الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ

حکم کرنا لڑکپن میں دل اور شوق دیا اپنی طرف سے اور سغرائی اور تھا

تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ ۱۳

پرہیزگار و اللہ اور نیک کرنے والا اپنے ماں باپ کے اور نہ تھا زبردست خود سر

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُعْثَرُ ۝

اور سلام ہے اس پر اس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو

جَبَّارًا ۝ ۱۵ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ

زندہ ہو کر وٹ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا سلسلہ جب بچھا ہوئی

مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ

اپنے لوگوں سے ایک شرفی مکان میں وٹ پھر پکڑ لیا ان سے ورے

حِجَابًا قَفًّا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی

سَوِيًّا ۝ ۱۶ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِن

پورا و بولی مجھ کو رحمن کی پناہ تجھ سے اگر

كُنْتَ تَقِيًّا ۝ ۱۸ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ

ہے تو ڈر رکھنے والا بولا میں تو ہوں بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا

إِلَّا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ ۱۹ قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي

کہ دے جاؤں مجھ کو ایک لڑکا سغرا بولی کہا اسے ہوگا تیرے

غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝ ۲۰ قَالَ

لڑکا اور بچھا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی بولنا

منزل ۴۴

اگر یہاں وراثت مال مراد ہوتی۔ جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ تو پھر من آل یعقوب کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ آل یعقوب کے مال کے وارث اور بہت سے موجود تھے۔ اس لئے مطلب یہ ہے۔ کہ ایسا بیٹا عطا کر جو میرے اور آل یعقوب کے علوم نبوت کا وارث ہو۔ سبباً یعنی ہم نام یا ہم صفت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو خوشخبری دی۔ میں تمہیں ایک فرزند عطا کروں گا۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہوا۔ یا ایسی خوبیوں والا کوئی نہیں گذرا۔ کہ زکریا علیہ السلام کو جب بیٹے کی خوشخبری ملی۔ تو سخت متعجب ہوئے اور کہنے لگے۔ میرے لڑکا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بائیکا اور ناقابل اولاد ہے۔ اور میں خود پڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں

قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ تَعَالَى تَعَالَى جَوَاب دیا۔ کہ اسی طرح ہی ہوگا۔ تم دونوں میاں بیوی کے انہی حالات میں تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے زکریا! تعجب کیوں کرتے ہو۔ ایک وقت تھا۔ کہ تم معدوم تھے۔ تو میں نے تجھے موجود کر دیا اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی۔ کوئی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے ان کو بیوی کے امید سے ہونے کا پتہ چل جائے تاکہ وہ اس نعمت کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تمہاری بیوی امید سے ہو جائے گی۔ تب تم تندرست اور چنگا بھلا ہونے کے باوجود تین دن بات نہیں کر سکو گے۔ سوویتا تندرست۔ گونگا پن سے محفوظ سووی الخلق سلیم الجوارح فابك شائبة يكمل و اخبركس والابو السعود چہ ۵۷۷) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ورنہ انہیں علامت مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جو غیب داں نہ ہوا وہ کار ساز اور متصرف فی الامور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب قدرت خداوندی سے حمل قرار پایا۔ تو زکریا علیہ السلام سے قوت گویائی سلب ہو گئی۔ اور جب وہ اپنی خراب دعادت گاہ سے نکل کر لوگوں کے سامنے ہوئے۔ تو زبان سے کچھ بول نہ سکے۔ اس لئے ہاتھ کے اشارے سے انہیں فرمایا۔ کہ تم سب لشکر نعمت کے طور پر صبح شام اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ ولعلہ علیہ السلاہ مکان ماصورایان یسبح شکر او یا مرقومہ (روح ج ۱۶ ص ۱۷۷) اس سے پہلے انداج ہے کیونکہ یہ حکم تو ان کے پیدا ہونے کے بعد ہی دیا جاسکتا تھا۔ اسی فلما ولد وبلغ سنایومرثله فیہ قلنا یحییٰ (روح) الکتاب میں الف لام عہد کے لئے ہے۔ اور اس

عجیب

سے مراد تورات ہے۔ کتاب کو قوت سے پکڑنے سے اس پر پورا پورا عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وَأَتَيْنَاهُ الْكِتَابَ صَبِيًّا۔ حکم سے حکمت یعنی دین کی سمجھ یا موضع قرآن ان کو بلا یا کھیلنے کو کہا ہم اس واسطے نہیں بنے۔ وک یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ویسا نہ تھا۔ وک اللہ اپنے بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں۔ وک یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئے میں شرم سے وہ ہلکا شرفی کو تھا اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں مشرق کو وک یعنی جوان خوش صورت۔

فتح الرحمن وک القصہ چوں یحییٰ منولہ شد درہ سالہ گشت ۱۲۔



عقل یا نبوت مراد ہے۔ انہ الحکمة وهو الفہم فی التورۃ والفقہ فی الدین والثانی قول معصی اللہ العقل والثالث اللہ النبوة وذلك لان الله تعالى بعث رسله وعينى عليهم السلاوة وهما صبيان لا مبالغى فيهما السلاوة۔ وقد بلغوا الاشهاد كبر باختصار جدمائے، حنائنا یہ الحکمہ پر معطوف ہے۔ یعنی رحمت وشفقت و ذکوۃ یہ بھی الحکمہ پر معطوف ہے۔ اور اس سے برکت یا طہارت اخلاق مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے بچپن ہی میں اس کو دین کی سمجھ یا دانائی یا نبوت عطا کر دی۔ اور اسے شفیق و مہربان اور مبارک بنایا۔ **سلا** گناہوں سے بالکل بے اجتناب کرنے والے حدیث میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ گناہ کرنے کا ارادہ ہی کیا۔ **وَبَرَآءُوا إِلَٰهِيَّ** ماں باپ دونوں پر احسان کرنے والا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چونکہ ماں باپ دونوں تھے۔ اس لئے دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ **سلا** سلام سلامتی اور امان۔ یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ولادت کے وقت مس شیطان سے موت کے وقت وحشت موت سے اور آخرت میں ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ سلام سے مراد تحیہ متعارف ہے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں تشریف و تکریم کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر تحیہ نازل فرمائے گا۔ یہاں تین مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ ولادت اس وقت سے جو زندگی شروع ہوتی ہے۔ اسے دیوی زندگی کہتے ہیں موت اس پر دیوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور برزخی زندگی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ بھٹ بعد الموت اس پر برزخی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اخروی زندگی کا آغاز ہوتا ہے **سلا** یہ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہ کا جواب ہے۔ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے بچوں کا موجود ہونا شبہ میں ڈالتا تھا کہ شاید یہ خارق عادت امران کے قبضہ قدرت میں تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خارق عادت امور کا ظاہر ہونا، جن کا ذکر سورہ آل عمران ع ۵ میں کیا گیا ہے۔ شبہ میں ڈالتا تھا کہ شاید وہ بھی منفرد و مختار ہوں۔ نیز انجیل میں ان کے لئے لفظ ابن اللہ کا وارد ہونا انجیل کی زبان میں جس کے معنی اللہ کے پیارے اور برگزیدہ کے ہیں، اس سے بھی وہم پڑتا تھا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات ان کے حوالے کر دیے ہوں یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کر کے دونوں شبہوں کا رد کر دیا گیا۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے **سلا** ای تخت و تباعدت (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۷) یعنی اپنے گھر سے نکل کر دور مشرق کی جانب کی جگہ چلی گئی۔ **فَارْسَلْنَا**

۱۹ مریہ ۶۷۸ قال الحدیث

۱۹ مریہ

۶۷۸

قال الحدیث

كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَٰئِينَ ۖ وَلِنَجْعَلَٰ آيَةً

یوں ہی ہے فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسانی ہے اور اس کو ہم کیا جانتے ہیں

لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۖ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۚ ۲۱

لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مستر ہو چکا و

فَحَمَلَتْهُ ۖ فَانْتَبَذَتْ بِهَا مَكَانًا قَاصِيًا ۚ ۲۲ فَاجَاءَهَا

پھر ہیٹ میں لیا اس کو **سلا** پھر بکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بے مکان میں و پھر لے آیا اس کو

الْمَخَاضُ إِلَىٰ جُذْعِ النَّخْلَةِ ۖ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ

درزہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی

قَبْلَ هَٰذَا ۚ وَكُنْتُ نَسِيًّا مِّنْ سَيِّئَاتِي ۚ ۲۳ فَنَادَاهَا مِن

اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بھری پس آواز دی اس کو **سلا**

تَحْتِهَا ۖ أَلَا تَحْزَنِي ۚ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۚ ۲۴

اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چٹمہ و

وَهَٰؤُلَاءِ إِلَيْكَ بِجُذْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا

اور بلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی نیچے پر **سلا** پکی

جَنِيًّا ۚ ۲۵ فَكَلَىٰ وَأَشْرَبِي ۖ وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَمَا تَرَيْنَ

کھجور میں اب کھا اور پانی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے

مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۖ فَقُولِي ۖ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ

کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمن کا

صَوْمًا فَلَنَأْكُلَ الْيَوْمَ أَنسِيًّا ۚ ۲۶ فَاتَتْ بِهَا

روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے و پھر لائی اس کو **سلا**

قَوْمَهَا تَحْمِلُهَا ۖ قَالُوا لِمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۚ ۲۷

اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی

منزل ۴

۱۹ مریہ ۶۷۸ قال الحدیث

لِیَقْبَرُوا وَحَدَّثَنَا روح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید مجھے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں **إِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ كُنْتُ تَقْبِيهَا** کی جہاز محذوف ہے۔ ای فکرتی عاقدۃ بالزحمن ہذا یعنی اگر تو پرانی گار اور متفی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذهب اور بعض نے تتعظ جزا مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تو نیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استعاذ سے سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر دکھا من الروح ج ۱ ص ۱۸۷ **سلا** فرشتے نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں۔ میں موضع قرآن و نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت ہے۔ و یعنی جننے کے وقت۔ و آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چٹمہ بھوٹ نکلا۔ و ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔



يَا خُتُّ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا

اے بہن ہارون کی نہ بھئی تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ

كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ۝۲۸ فَآشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ

تھی تیری ماں بدکار و بھڑا بھڑا سے بتایا ۲۸ اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝۲۹ قَالَ إِنِّي عَبْدُ

بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گور میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں

اللَّهِ قَدْ أَتَنَّى الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝۳۰ وَجَعَلَنِي

اللہ کا ۳۰ مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو

مُبْرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۝۳۱ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ

برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکیدی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی

مَا دُمْتُ حَيًّا ۝۳۲ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا

جب تک میں رہوں زندہ ۳۲ اور سلوک کریم والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست

شَقِيًّا ۝۳۳ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ

بدبخت اور سلام ہے ۳۳ مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں

وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝۳۴ ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ

اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا ۳۴ سچے

الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝۳۵ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ

بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں ۳۵ کہ

يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَنَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب بھولتا ہے کسی کام کا کرنا سو ہی

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝۳۶ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ

کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا ہے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

منزل ۴

فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لئے بھیجا ہے تاکہ تجھے فرزند عطا کروں۔ (لَحَبَّ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى کے پیغام کی حکایت ہے۔ اور اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ اِی رَبِّكَ الَّذِی قَالَ اَرْسَلْتُ هَذَا الْمَلٰٓئِکَ لَاحِبٌ لَّکَ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۶) ص ۱۶) یا بہ فرزند کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے اِی لَکُون سَبَبًا فِی هَبْتَهُ بِالْمَعْنٰی فِی الدَّرَج (روح) اس سے اہل بیت کا یہ شہرہ رفع ہو گیا۔ کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں فرشتہ نے کہا تھا۔ کہ میں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں حاصل یہ کہ یہ قول فرشتے کا اپنا نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول جسے فرشتہ حضرت مریم صدیقہ تک پہنچا رہا ہے۔

۲۸ فرشتے کی باتیں سن کر حضرت مریم کو سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے پوچھنے لگیں کہ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہو گا۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہ نکاح سے ہاتھ لگایا ہے نہ میں بدکاری ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا۔ کہ تیرے رب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مس بشر کے بغیر بیٹا پیدا کرنا میرے لئے مشکل نہیں۔ بلکہ یہ ایک آسان کام ہے اور میں اس طرح بغیر باپ بیٹا پیدا کر کے اسے اپنی قدرت کا اعجاز بناؤں گا۔ اور وہ ایمان والوں کے لئے باعثِ رحمت ہو گا اور یہ بات لوح محفوظ میں مقدر ہو چکی ہے یا ازل میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (۲۹ امرامقضیاً) محکمات قد تعلق بہ قضاءنا الاذی او قدر وسط فی اللوح لابن جریران علیہ السلام البتہ والو السعور ج ۱ ص ۱۶) لَیَجْعَلْهُ آیَةً ۲۹ آیت سے یہاں معجزہ مراد ہے یا آیت سے علامت مراد ہے یعنی بغیر باپ اس کی پیدائش کو اپنے کمال قدرت کی علامت اور دلیل بنا دوں اِی وَلِیَجْعَلَ وَهَبٌ لِّغُلَامٍ ۲۹ لہم و برہانا ۲۹ استدلالون بہ علی کمال قدرتنا والو السعور ج ۱ ص ۱۶) مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم صدیقہ کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ فرشتہ ہے جو انسانی شکل میں ان کے سامنے آیا ہے نیز بیٹا پیدا ہونے کی کیفیت کا علم بھی نہیں تھا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ غیبِ راں نہ تھیں۔ اس لئے وہ متصرف و مختار بھی نہیں ہو سکتیں ۳۰ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں بھونک مارا جس سے وہ فوراً حاملہ ہو گئیں۔ فان تبدت بہ اور اس کے بعد فاجاءھا المخلص یعنی وہ اس کے فوراً بعد ایک دور جگہ چلی گئی۔ اور پھر فوراً دردِ زہ ایک کھجور کے سایہ میں لے آیا۔ ان پر فار کا دخول جو تراخی بلامہلت پر دلالت کرتی ہے اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ حمل کے فوراً بعد بچے کی پیدائش ہو

گئی تھی اور مدت حمل لمبی نہیں ہوئی۔ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۶) لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مفسرین کا قول ہے کہ مدت حمل ممتد تھی۔ جس طرح عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس سے نو ماہ، عطا، ابو العالیہ اور ضحاک سے سات ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ (کبیر ج ۵ ص ۱۶) ۳۱ نادی کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے من تحتہا یعنی حضرت مریم سے نیچے سرنگا چھوٹی سی نالی جس میں وہاں سے چھوٹنے والے چشمہ کا پانی بہہ رہا تھا۔ وَهَزَّیْ اِلَیْہِکَ الخ جب حضرت مریم کو دردِ زہ کی تکلیف شروع ہوئی تو وہ ایک ایسی جگہ چلی گئیں۔ جو آس پاس کی زمین سے کچھ بلند تھی۔ وہاں کھجور کا درخت تھا اور نیچے پانی کی نہر تھی۔ جب وہ اپنی اس حالت پر اور تکلیف پر وہاں مغموم بیٹھی تھیں۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کھڑے ہو کر ان سے یہ گفتگو کی کہ غم مت کرو۔ دیکھو تمہارا موضح قرآن و بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن دارے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں۔



پاؤں تلے چٹمہ ابل رہا ہے اور کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چٹمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو۔ **وَقَدْ تَسَاقَطَ** کا فاعل الخلة ہے اور وہ ہڑتی امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی واشربی علامہ آلوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پہلے پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مادہ کھانا پینے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ صفحہ ۱۷۵) **فَإِنَّ شَرْيِبَ** یہ بھی حضرت جبریل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں، تو راستہ میں اگر کوئی شخص ملے اور تجھ سے پینے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت میں روزے کی حالت میں مفطرات ثلاثہ (دکھانا، پینا، جماع) کے علاوہ کلام کر کے سے بھی یہ چیز لازم تھا۔ یعنی جس طرح روزے میں کھانا، پینا اور مباشرت جائز نہیں تھی۔ اسی طرح بحالت روزہ کسی آدمی کو باجی کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے، یہ ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد بہ الصوم عن المفطرات المعنویة وعن الکلام وکانوا لا یتکلمون فی صیامهم وکان قربة فی دینہم فیصم نذرہ و قد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فہو منسوخ فی شرعنا کما ذکرہ الجصاص فی کتاب الاحکام وروی عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ** فتذرت ان لاتکلم فمقال ابی الاسلام ہدم

ہذا فتکلمی روح ج ۱۶ صفحہ ۱۷۵ **ثُمَّ** فریقا بہت بڑی بات۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہو گئی۔ تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے گھر آئیں تو ان کی قوم کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر بول اٹھے کہ اسے مریم تو نے یہ کس قدر بڑی حرکت کی ہے۔ یا اُخت ہلروں! ہمارے دون حضرت مریم کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ اور بہت نیک، پارسا اور عابد و زاہد تھا۔ وکان اخاها من ابیہا ومن افضل بنی

اسرائیل ودارک ج ۲ صفحہ ۱۷۵ یعنی اسے مریم! تو تو

قال الحدیث ۶۸۰ ۱۹ مریم

**فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۳۶** **فَاخْتَلَفَ**

لو اس کی بندگی کرو گئے یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ اختیار کی

**الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ**

فرقوں نے ملے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو ملے جس وقت

**مَشْهَدٍ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۳۷** **أَسْمِعُ بِهِمْ وَأَبْصِرُ يَوْمَ تَأْتُونَنَا**

دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئیں گے ہمارے

**لَكِنَّ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۳۸** **وَأَنْذِرْهُمْ**

پس بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں اور ان کے انکو

**يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ**

اس وقت کے دن کا جب فیصلہ ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ

**لَا يُؤْمِنُونَ ۳۹** **إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ**

یقین نہیں لاتے ہم وارث ہوں گے زمین کے تھے اور جو کوئی

**عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۴۰** **وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ**

زمین پر تھے اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے اور مذکور کتب میں

**إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۴۱** **إِذْ قَالَ**

ابراہیم کا اٹھ بے شک سخاوت سچا نبی جب کہا

**لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَعَلَّيْكَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا**

اپنے باپ کو اٹھ لے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ

**يُغْنِي عَنْكَ شَيْءٌ ۴۲** **يَا بَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ**

کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے اٹھ

**الْعِلْمُ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا**

خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

منزل ۳

یادوں جیسے نیکو کار اور پارسا کی بہن ہے، تیرا باپ ہر آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تو نے یہ کیا کر ڈالا۔ **۱۷۵** حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت بشارت بتا دیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عہد ظہور کی میں ہائیں کرے گا۔ جیسا کہ سورہ آل عمران ع ۵ میں ہے **وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا** اس لئے انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ **قَالُوا كَيْفَ تُكَلِّمُ اِلهَ اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیر خوار بچے سے کس طرح باتیں کریں کہیں اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ ۱۷۶** حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی **موضع قرآن** جب تک مشرکوں نے وہ روزے سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جا دیں گے تب تک کافر بھی تو فتح میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لا کر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافرنا امید ہوں گے۔



دی ہے اور مجھے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وَبَرَّأَبَوَالِدَیْهِ الّٰہِ اور مجھے اس نے والدہ سے حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت طبیعت اور سنگ دل نہیں بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ صرف والدہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی زبان پر بَرَّأَبَوَالِدَیْهِ کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور والدہ کے ساتھ والد کا ذکر نہیں ہے۔ ۵۳ یہاں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ وہاں نماز کس طرح پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ کس طرح دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ زندگی سے یہاں مطلق زندگی مراد نہیں۔ بلکہ متعارف زندگی مراد ہے یعنی وہ زندگی جو روئے زمین پر بسر کی جائے۔ و انت تعلم ان الظاهر المتبادر من السورة المذكورة مدّة كونه عليه الصلوة والسلام حیا فی الدنيا علی ما هو المتعارف وذلك لا يشمل مدّة كونه عليه السلام فی السماء روح ۶۷ ص ۱۸۷ دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز تو وہ آسمان پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ باقی رہا زکوٰۃ کا سوال تو وہ ان پر فرض ہی نہیں کیونکہ آسمان پر ان کے پاس دولت کہاں؟ ۵۴ یہاں بھی بدستور تین مختلف زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں یعنی (۱) ولادت کے بعد (۲) موت کے بعد اور بعثت بعد الموت کے بعد۔ ولادت سے دنیوی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو موت پر ختم ہو جاتی ہے اور موت سے برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جو دوبارہ جی اٹھنے تک ہے۔ اُس کے بعد اُخروی زندگی ہے۔ ۵۵ ذلک سے مذکورہ حالات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں کہ وہ خود محتاج تھے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو وہ کس طرح متصرف و مختار ہو سکتے ہیں۔ ۵۶ یہ زجر ہے نصاریٰ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ولد اور نائب ہیں۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں اور نہ اسے نائب کی ضرورت ہے۔ وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو چاہے لفظ کن سے پیدا کر لے۔ ۵۷ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے اور اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ پر محطوف ہے۔ یعنی میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں اور منتیں رو۔ ہذا صراطٌ مُّسْتَقِیْمٌ سے ما قبل

سَوِيًّا ۴۳) يَابْتَ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ

بیدہمی اے باپ میرے مت بوج شیطان کو بے شک شیطان ہے

كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۴۴) يَابْتَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ

رحمن کا نافرمان اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں

يَمْسَكَكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ

آگے تجھ کو ایک آفت رحمن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا

وَلِيًّا ۴۵) قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنْ اِلٰهِيْ يٰ اِبْرٰهِيْمُ

ساختی و وہ بولا کیا تو پھر اہوا ہے ۴۵ میرے بھلا کروں سے لے ابراہیم

لَیْنِ لَمْ تَنْتَهِ لَا رَحْمَةً لِّكَ وَ اِهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۴۶) قَالَ

اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت کہا

سَلِّمْ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُكَ رَبِّیْ اِنَّہٗ كَانَ بِیْ

تیری سلامتی رہے ۴۶ میں گناہ بخشاؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر

حَفِیًّا ۴۷) وَاَعِزُّ لَكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَ

مہربان و اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور

اَدْعُوْا رَبِّیْ ذَعْوَیْ عَصَیٍّ اَلَا اَکُوْنَ بِدَعَا رَبِّیْ شَفِیًّا ۴۸)

میں بندگی کروں گا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم

فَلَبَّ اَعِزُّ لَہُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَهَبْنَا

بھرجب جدا ہوا ان سے ۴۸ اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے

لَہٗ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ کُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ۴۹) وَوَهَبْنَا

اس کو اسحق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا و اور دیا ہم نے

لَہُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لَہُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ۵۰)

ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا و

منزل ۴

کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسئلہ ہی صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے ہذا ما ذکر من التوحید (روح ۶۷ ص ۱۸۷) (ہذا الذی ذکرْتُ) (صراطِ مستقیم) فاعبد وہ ولا تشركوا بہ شیئاً و ما رک ج ۲ ص ۱۸۷ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارو موضع قرآن ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹیا باپ کو بیٹھی بات کہہ کر نکل جاوے وہ بیٹیا عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ و لٰی یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے دیئے الیت کو یہاں اسمعیل کا نام نہ فرمایا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے و لٰی یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور اُن پر رحمت بھیجتے۔



اس لئے وہ خود پکار سے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ ۵۲۸ یہ ایک سوالِ مقدس کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ بن زکریا میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علماء نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائبِ منصور سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت السطورية منهم هو ابن الله والملكانية ثالث ثلاثة وقالت اليعقوبية هو الله

مرید ۱۹

۶۸۲

قال الحدیث

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ

اور مذکور کہ کتاب میں موسیٰ کا ۳۴ بے شک وہ تھا بچا ہوا اور تھا

رَسُولًا نَبِيًّا ۵۱ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ

رسول نبی و اور پکارا ہم نے اس کو دایہی طرف سے طور پہاڑ کی

وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۵۲ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ

اور نزدیک بلایا اس کو مجھ کے کھٹے کوٹ اور بخشا ہم نے اس کو ۵۳ اپنی مہربانی سے بھائی اس کا

هَارُونَ نَبِيًّا ۵۳ وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إسماعيلَ زَيْنًا

ہارون نبی و اور مذکور کہ کتاب میں اسمعیل کا وہ تھا

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۵۴ وَكَانَ

وعدے کا سچا ۵۴ اور تھا رسول نبی و اور

بِأَمْرِ أَهْلِهِ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ

حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے

رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۵۵ وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إدریسَ زَيْنًا

ب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کہ کتاب میں ادریس کا ۵۵ وہ

كَانَ صِدْقًا نَبِيًّا ۵۶ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۵۷ أُولَئِكَ

تھے سچا نبی ۵۶ اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اچھے مکان پر و ۵۷ یہ وہ

الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ

لوگ ہیں انہوں جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی

آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ

اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں

وَإِسْرَءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذْ تَتْلُو

اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب ان کو سنائیے

منزل ۴

صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۱ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورہ شعراء موضع قرآن جس کو اللہ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ و ان سے کلام ہوا پیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ و یعنی ان کے ساتھ مددگار ہوئے۔ و ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی ہے۔ و لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھا اور سینا کہتے ہیں انہیں سے سیکھ خلق نے ملک الموت اُن سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مائی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعض کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ و فتح الرحمن و یعنی بر آسمان ۱۲۔

د قرطبی ج ۱۱ ص ۱۹۹ یہ تحریف اخروی ہے۔ اسمع بہم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ شریکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ و انذہم یوم الحسرة الخ قیامت کے دن یوم الحسرت افسوس کا دن، فرمایا۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ ۵۲ اس سے مراد یہ ہے کہ نفعی ہوائی کے وقت سارا نظامِ عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفعی ثنائیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارا تے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکار سے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

## جواب شبہ ثالثہ

۵۲ ینیسرے شبہ کا جواب ہے یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کاسانہ سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جدا جدا ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ خیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ ازمیم علیہم السلام کو تو صرف نصاریٰ پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب منصور سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہ دور فرمایا۔ ۵۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آذر تھا۔ جو نہ



وہی ہے جس نے

عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۵۸ فَخَلَفَ

آیتیں رحمن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے پھر اکی جگہ

مِنْ بَعْدِهِمْ خَلَفَ مُضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا

آئے ناکلف ۵۹ کھڑے ہوئے نماز اور پیچھے پڑ گئے

الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۵۹ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ

مزدوں کے سوا آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو مگر جس نے توبہ کی ہے اور

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا حَافًا وَلَيْكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

یقین لایا اور کی یہی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

وَلَا يَظْلَمُونَ شَيْئًا ۶۰ جَنَّتِ عَدْنُ لَتِي وَعَدَ

اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے

الرَّحْمَنِ عِبَادَةً بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۶۱

رحمن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بیشک اس کے وعدے پر پہنچ

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا سُلُوفًا وَلَهُمْ فِيهَا

نہیں گے وہاں بیک بیک سوائے سلام اور ان کے لئے ہے اکی رُزنی وہاں

مُكْرَمَاتٍ وَعَشِيًّا ۶۲ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا

صبح اور شام و یہ وہ بہشت ہے جو میراث دیئے ہم اپنے بندوں میں

مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۶۳ وَمَا نُنَزِّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا

جو کوئی ہوگا پر میر کا رف اور ہم نہیں اتار لے ۶۴ مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو

يَبْنِي أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ

ہم نے آگے ہے ۶۵ اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے پیچھے ہیں ہے اور تیسرا

رَبُّكَ نَسِيًّا ۶۴ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

رب نہیں ہے بھولنے والا رب آسمانوں کا اور زمین کا ۶۵ اور جو ان کے پیچھے ہے

منزل ۴

کے آخری رکوع کی تفسیر میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ الحمد بعد ما لا یسبحہ الا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر کسی تمہید کے مسئلہ توحید کا منفی پہلو رجحانستانہ یا وہ ناگوار گذرتا ہے، اپنے باب کے سامنے پیش فرما دیا۔ یہ غالباً تبلیغ کا آخری موقع تھا۔ اس سے قبل توحید کا مثبت پہلو کئی بار بیان فرما چکے تھے۔ اس میں انہوں نے معبودان باطلہ کے تین نقائص بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ پکارنے والے کی دعا اور پکار کو سن نہیں سکتے دوم یہ کہ وہ اپنے پکارنے والے کا حضور و حضور اور اس کا عجز و انکسار دیکھ نہیں سکتے۔ سوم یہ کہ وہ کسی کام نہیں آسکتے نہ وہ مشکل کشائی کر سکتے ہیں نہ حاجت روائی۔ ۵۳ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہے یعنی میرے پاس

اللہ کی وحی کے ذریعے ایسا علم ہے، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے تم میرا اتباع کرو۔ اور توحید کو مان لو۔ دراصل یہی سیدھی راہ ہے لا تعبد الا لیٰ اللہ تعالیٰ معبودان باطلہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے فرمایا کہ شیطان ہی انسان کو گمراہ کر کے اس سے شرک کرتا ہے، یا اس لئے کہ شیطان بزرگوں کی صورت اختیار کر کے مشرکین کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہاں آیت لَاتُخَافُ الْخَوْفَ الخ یہ تحویف افزوی ہے۔ ۵۴ یہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر غلاف ہے۔ خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے۔ تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِکًا ای اعتزلنی سالم العرض کا یصیبک منی معرکہ قالہ ابن عباس و قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۰ بعض نے ملیا کی تفسیر دھڑا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دُور رہو۔ ۵۵ یہ سلام تحیہ نہیں بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمہور علیٰ ان المدا د بسلامہ المسالمة الخی بھی المتارکۃ لا الخیۃ (قرطبی) حفیاً مہربان اعتزلکم الخ ساستغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے غائب و خاسر نہیں فرمائے گا۔ اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ ۵۶ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت

میرے پیچھے شیطان  
یہاں آیت لَاتُخَافُ الْخَوْفَ الخ  
یہ تحویف افزوی ہے۔ ۵۴ یہ ابراہیم  
علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر غلاف ہے۔ خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے۔ تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِکًا ای اعتزلنی سالم العرض کا یصیبک منی معرکہ قالہ ابن عباس و قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۰ بعض نے ملیا کی تفسیر دھڑا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دُور رہو۔ ۵۵ یہ سلام تحیہ نہیں بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمہور علیٰ ان المدا د بسلامہ المسالمة الخی بھی المتارکۃ لا الخیۃ (قرطبی) حفیاً مہربان اعتزلکم الخ ساستغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے غائب و خاسر نہیں فرمائے گا۔ اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ ۵۶ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت

دی۔ لسان صدق اللہ لسان سے مجازاً کلام مراد ہے اور مرکب اضافی سے لوگوں کی مدح و ثناء مراد ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں ان کا اچھا ذکر ان کی یاد نگاہ بنادیا۔ کہ دنیا کے تمام لوگ ہر زمانے میں ان کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں۔ لسان الصدق الثناء الحسن الباقی علیہما آخر الابد قال۔ ابن عباس و بحر ج ۶ ص ۱۱۰ ۵۷ تین انبیاء موضع قرآن و ایک ایک نہ نہیں گئے اور سلام علیک کی آواز بلند نہیں گئی۔ ۵۸ میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ ۵۹ ایک بار جبریل مکی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز پہنچے کہا۔ آسمان و زمین کو اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے، جہت بھٹے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے۔ فتح الرحمن و لا یعنی قیامت ۱۲ و لا یعنی از ابتداء خلق و آسمان و زمین ۱۲۔



علیہم السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تین کا بالا اختصار ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰ، حضرت اسمعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام یعنی یہ تمام ہمارے سامنے عاجزی گری ہیں۔ لہذا جو خود عاجز اور محتاج ہوں۔ وہ دوسروں کے کارساز اور متصرف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہمارے برگزیدہ اور مکرم بندے تھے۔ لیکن متصرف نہیں تھے۔ یہی وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور مشرکین حضرت اسمعیل علیہ السلام کو پکارتے تھے ان آیتوں میں اس کی نفی کی گئی کہ یہ برگزیدہ پیغمبر کا رساز نہ تھے۔ ۵۲۸ یہ تمام انعامات ہم نے ان کو عطا کئے تھے وہ خود مختار و متصرف نہیں تھے۔ ۵۲۹ حضرت اسمعیل علیہ السلام وعدے کے پتے اور اللہ کے رسول تھے۔ وَكَانَ يَكْمُرُ ذُوهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

مریم ۱۹

۶۸۴

قال المد

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۵۵

سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی بہ کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام کا ف

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِيتٌ لَّسَوْفَ أَخْرَجُ حَيًّا ۵۶

پتا اور کہتا ہے آدمی مٹ گیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۵۷

کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ

لَنَحْضُرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۵۸

پہچیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو پھر

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ سَائِمًا لَا يَنْفِكُ ۵۹

سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے گھنٹوں پر گرنے والے پھر جدا کر دیں گے ہم

مِنْ كُلِّ شَيْعَةٍ أَيْسَرًا شَدَّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۶۰

بہم ایک فرقہ میں سے جو سائن میں سے سخت رکھتا تھا رحمن سے اکر

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۶۱

پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور

إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۶۲

کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر

ثُمَّ نَبْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنُذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۶۳

پھر بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے ہیں اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں نذر کے لئے

وَإِذْ أَتَاكَ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا لَا أَمْرَ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَآخِسًا ۶۴

ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی چھٹی

منزل

کے اس قدر فرمانبردار تھے کہ وہ اپنے گھروالوں کو بھی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں بجالانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ جو خود اس حد تک اللہ کا فرمانبردار ہو۔ وہ کس طرح متصرف ہو سکتا ہے۔ ۵۲۸ حضرت ادریس علیہ السلام بھی بہت ہی پتے اور اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ لیکن وہ متصرف کا رساز نہ تھے۔ ۵۲۹ یہ اشارہ مذکورہ چھ پیغمبروں کی طرف ہے۔ یعنی ان تمام پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام سے نوازا۔ حضرت آدم کی اولاد سے جیسا کہ ادریس علیہ السلام اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے آباؤ اجداد کو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ طوفان سے بچایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے یعنی اسمعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے یعنی حضرت زکریا، عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام، اس آیت میں چھ طریقوں سے ان انبیاء علیہم السلام سے الوہیت کی نفی کی گئی ہے۔ اول انھما اللہ علیہم اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے انعامات سے نوازا دوم من ذریتہ اذہ الذیہ سب اولاد آدم ہیں۔ سوم ہدایتنا ہم نے ان کی صراط مستقیم (راہ توحید) کی طرف راہنمائی کی۔ چہارم واجتنبینا ہم نے ان کو دوسروں پر فوقیت دی اور بلند مراتب عطا کئے۔ پنجم و ششم واذ انتلے علیہم اللہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتیں تو وہ اظہار کبر کے طور پر سجڑے میں گر جاتے اور ہمارے خوف سے روتے رہتے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ سب ہمارے برگزیدہ بندے تھے۔ ہم نے ان کو سیدھی ماہ دکھائی جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وہ اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑتے اور اسی کو پکارتے اور اسی سے سب کچھ مانگتے تھے۔ تو جو لوگ اپنے ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان

موضع قرآن واللہ کے نام سب اس کی صفت میں کوئی ہے اس صفت کا۔ فل مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور ہمیں سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہو گھنٹوں پر گزنا۔ فل بہشت کی راہ میں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کاپتی، ایمان والے اس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور اجماع الرامین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے پتے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہو گا۔

فتح الرحمن فل یعنی مانند ۱۲ فل یعنی آدمی کا فر ۱۲۔



نَدِيًّا ۴۳ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

جس وقت اور کتنی ہلاک کر چکے ہیں پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے  
اَتَانَا وَرِثِيًّا ۴۴ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ فليذكر

سامان میں اور نمودیں تو کبھی جوہر رہا بھٹکتا ہے سو جائے اسکو کھینچ  
لَهُ الرَّحْمَنُ مَذَاهُ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

لے جائے رحمن لمبا وقت یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے  
إِنَّمَا الْعَذَابُ وَآيَاتُ السَّاعَةِ فَيُسْأَلُونَ عَنْ

مذہب آفت اور یا قیامت سوتب معلوم کرینگے کس کا  
هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۴۵ وَيَزِيدُ اللَّهُ

برائے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے وقت اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ  
الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبُقَيْتُ الصَّالِحُ

سوچنے والوں کو سوچھٹھہ اور باقی رہنے والی نیکیاں  
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۴۶ أَفَرَأَيْتَ

بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ وقت بھلاؤں نے دیکھا  
الَّذِي كَفَرَ بآيَاتِنَا وَقَالَ لَاؤْتِيَنِي مَالًا

۴۷ وَلَدًا ۴۸ أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اخْتَدَعَ الرَّحْمَنُ

اولاد وقت کیا بھانپ آیا ہے غیب کو کھٹھہ بالے رکھا ہے رحمن سے  
عَهْدًا ۴۹ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنُصَدِّقُهُ

عہد یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائینگے اسکو  
الْعَذَابِ مَذًا ۴۹ وَنُفِثُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۵۰

عذاب میں لمبا اور ہم لے لینگے اسکے مرنے پر جو کچھ وہ بتا رہا ہو اور آجیگا پہلے پاس کیلا

منزل ۳

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کار ساز نہیں ہو سکتے۔ ۵۴۲ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلف۔ بالمخلاف اور بُرے لوگ الخلف الردی (مفردات) ان ناعلف لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادت کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت مصلوۃ سے یا تو

ترک نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکار پا شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیباً اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیباً ای ضللاً یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزاء الغی قالہ الزجاج (کبیر) یہاں ۵۴۳ سے لے کر من کا تفسیر تک بشارت اخروی ہے۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ مَنْ تَابَ الْخِ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولئک یدخلون الخ جملہ اس کی خبر ہے۔ تلك الجنة سے پہلے یقال لہم محذوف ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تَقْبِیًّا یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ہند انہ الموحذ فتذکر و لا تغفل (روح ج ۱۶ ص ۱۱) من کان تقیاً عن الشوک (بارک ص ۳)

تفسیر شریف  
تفسیر شریف  
تفسیر شریف

### جواب شبہ رابعہ

۵۴۴ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو نعم نے سن لیا کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کفہاء ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رک گیا۔ جب عرصہ

دوبہنے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے موقع قرآن و لامعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں وقت یعنی بہکائے میں جانے لے کر کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا برا پاویں گے آخرت میں یہاں نیک بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں وقت فوج یعنی مددگار کافر یا نیک گار سمجھتے ہیں تو ان کو اور ایمان والے اللہ کو۔ وقت یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ وقت ایک کافر الدار ایک نو مسلم کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو نیری مدد دے دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور میرے چھوٹے نو بھی میں ملکر رہوں اس نے کہا اگر چھوٹے کا تو بھی مال و اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو ضروری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں لے سونہیں۔ وقت جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمن وقت یعنی بغزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ وقت یعنی در قیامت ۱۳۔



مریم ۱۹

4 A4

قَالَ الْحَمْدُ ۱۶

اور بیکڑ رکھا ہے تو کون نے ۵۶ اللہ کے سوا اوروں کو مسبود تاکہ وہ ہوں ان کے لئے مردگار

سرگزشتیں ۷۵۵ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے

مخالف تو نے نہیں دیکھا ہے کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان

منکر وں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر

ہم تو بوری کرتے ہیں ان کی گنتی جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے ۵۹ پر سیرگاہوں

رحمن کے پاس مہمان بلائے ہوئے اور ہانک لے جائینگے گنہگاروں کو

دو رخ کی طرف پیمیا سے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا بندہ مگر جس نے

لے لیا ہے      رحمن سے      وعادۃً واولاداً      اور لوگ کہتے ہیں رحمن

۱۰۱۔ لکھتا ہے اولاد الٰہی بے شک تم آہم معنی ہو بھاری چیز میں و

آسمان بھٹ یوٹس اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گہوڑے

اَجِبْاں ھند (۹) اَن ۛ سَوَا ۛ اِن ۛ وِلد ۛ

天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天

22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41

منزل ۴۴

## حصہ دوم

۱۷۷ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے پہلے حصے میں چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد اس حصے میں شکوے، زجریں، تحویفیں، بشارتیں اور نئی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی گئی ہے۔ یہ شکوی ہے۔ یعنی نادان انسان کہتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ یہ شکوے کا جواب ہے یعنی انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ نہیں تھا، نیست اور معدوم تھا، تو ہم نے اسے نیست سے هست اور معدوم سے موجود کر دیا تو کیا اب ہم اس کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔ ۱۷۸ یہ تحویف اخروی ہے۔ الشیاطین اس سے شیاطین الجن والانس مراد ہیں۔ یعنی جنوں کے علاوہ وہ مولوی اور پیر جو ان کو گمراہ کرنے رہے یا ان کے ہمزاد جو انہیں گمراہ کیا کرتے تھے۔ یعنی کفار و مشرکین اپنے ہمزادوں کیساتھ میدانِ حشر میں لائے جائیں گے۔ والمعنی انہم یحشرون ۴ قونہم من الشیاطین الذین اعودہم یقرنون کل کافر مع شیطان فی سلسلۃ قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳) پھر ان سب کو جہنم کے گرد جمع کیا جائے گا۔ ثُمَّ لَنْ نَرَعَنَ

۴۹ من كل فرقۃ الاعنی فالاعنی کانہ یبتدأ بالتع  
موضع قرآن وال یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی  
فتح الرحمن وال یعنی مسلمان شدہ و وعدہ ثواب را مستحق

۴۹ **ثُمَّ تَحْقِيبُ ذِكْرِي** کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں حلوم ہے۔ کہ ان میں سب سے پہلے معہم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَلَا يَنْفَعُكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا الخ موضع قرآن وَالْإِنشَاءُ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ وَالْإِنشَاءُ یعنی بھاری گناہ۔

فتح الرحمن وکے یعنی مسلمان شدہ و وعدہ ثواب را مستحق گشت: ۱۲۔



ورود سے یہاں دخول مراد نہیں۔ بلکہ اس سے بکھراؤ پر سے گذرنا مراد ہے جو دروازہ کے اوپر ہوگی۔ عن الحسن الورد المدور علیہا من غیر دخول و روی ذلك عن قتادة وذلك المدور علی الصراط الموضوع علی متنہا الخ (روح ج ۱ ص ۱۶۲) الورد المدور علی الصراط و روی عن ابن عباس وابن مسعود وکعب الاحبار والسدی (تشریح ج ۱ ص ۱۶۲) ۱۵۵ ثم تعقیب وکری کے لئے ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ جب سب لوگ جہنم کے اوپر سے گذریں گے اس سے کچھ عرصہ بعد متقین کو نجات دی جائیگی بلکہ یہ کام گذرنے سے بالکل متصل ہوگا لہذا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بعد پھر یہ بات بھی سن لو۔ کہ جو لوگ

شُرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے۔ وَإِذَا نُنَكِّلُ الْخَلْقَ يَشْكُوْنَ ہے ذلّٰی ای مجلساً وجمعاً یعنی مشرکین کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو وہ جواب میں کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا ہے۔ ہماری غفلتیں کس قدر پر شوکت اور شامانہ ہیں اور دنیا میں جاہ و جلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں۔ دنیا میں کن کی غفلتیں پُر شوکت اور شامانہ ہیں۔ ۱۵۶ تَخْوِيفٌ دِیَوِیٌّ اَثَاثًا ساز و سامان دِیَوِیٌّ منظر یہ دِیَوِیٌّ شان و شوکت پر ناز کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں۔ ہم ان سے بھی زیادہ مال و دولت اور شان و شوکت والے قرونوں کے قرن تباہ و برباد کر چکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ۱۵۷ یَزِجْرُہٗ جولوگ دِیَوِیٌّ مان و جاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد و عناد میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے۔ یا قیامت قائم ہو جائے۔ فسیعلمون انہ اب تو نہیں مانتے۔ لیکن اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ فریقین (مؤمنین اور کفار) میں سے برا ٹھکانا کس کا ہے۔ اور کس کے انصار و اعوان کمزور ہیں۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف و کار ساز سمجھ کر پوجتے اور پکارتے ہیں۔ ان کے بارے میں انکا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا۔ اللہ کے سوا تمام سہارے ہیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ وَإِنَّمَا ذَکَرْتُ لَکَ ذَکَا لِمَا کَانَوَ اِیْزَعِمْوْنِہِمْ اَنْ لَّہُمْ اَعْوَانٌ مِّنْ شَرِّکَکُمْ (روح ج ۱ ص ۱۶۲) ۱۵۸ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ایمان پر ثبات و استقلال عطا فرماتا ہے، ویتثبت

قال المدور ۶۸۷ طہ ۲۰

وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۚ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ  
اور نہیں بچھتا رحمن کو رکھے اولاد کوئی نہیں آسان میں

وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا الرَّحْمَنُ عَبْدًا ۚ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۚ  
اور زمین میں جو نہ آئے رحمن کا بندہ ہو کر اس کے پاس انکی شمار ہے اور کن بھی ہے انکی گنتی

وَكَلَّمَہُمْ آتِیَہٗ یَوْمَ الْقِیَمَةِ فَرْدًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا  
اور ہر ایک ان میں سے آئیکہ اس کے سامنے قیامت کے دن اکبلا البتہ جو یقین لائے ہیں ۱۵۹

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَہُمْ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۚ ۹۶  
اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمن محبت و دوا

فَاَنصَابُ یُسْرَہٗ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ وَ  
سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری سنائے نوڈرنے والوں کو

تَنْذِرَ بِہِ قَوْمًا لَّدَا ۚ وَکَمْ أَهْلَکْنَا قَبْلَہُمْ مِّنْ  
اور ڈرانے جھگڑالو لوگوں کو اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے ۱۶۰

قَرْنٍ ۚ ہَلْ لِّحَسَنِہُمْ مِّنْ أَحَدٍ ۚ وَتَسْمَعُ لَہُمْ رِکْزًا ۚ ۹۸  
ہم انہیں آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی جھنگ

سُبْحَاۃً طَہَ مَکِیَّۃً وَحُمَاۃً وَخَمِیْسَ ثَلَاثُونَ اَیَّۃً وَثَمَانِ کَوْعًا  
سورہ طہ ۱۶۱ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طہ ۱۶۲ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰ ۚ ۱  
۱۶۲ اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے ۱۶۲ مگر

تَذِکْرًا لِّمَنْ یَّخْشٰی ۚ تَنْزِیْلًا مِّنْ خَلْقِ  
تذکرت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے اتارا ہوا ہے اس کا لہ جس نے بنائی

منزل ۴

اللہ المؤمنین علی الہدی ویزیدہم فی النصرة الخ (قرطبی ج ۱ ص ۱۶۲) والبقیت الصلح الخ مشرکین اور کفار دِیَوِیٌّ مان و زر پر مغرور اور ظاہری جاہ و جلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور نیک انجام ہوگا۔ ۱۶۳ شکوی مع تخریف۔ ائمہ متہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی۔ وہ ایک دن اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا۔ جب تک نوحہ نہ ملے اللہ علیہ وسلم سے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شکی نہیں بنائے گا۔ اس وقت تک موضع قرآن لا یعنی ان سے محبت کرے گا یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا۔ فتح الرحمن فلا یعنی با یکدیگر دوست باشند ۱۶۴۔



میں ہمیں ضروری نہیں دوں گا۔ جواباً حضرت خباب نے کہا میں تو کبھی کفر نہیں کروں گا۔ اگرچہ کہ تو مر جائے اور پھر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ عاص بول اٹھا کیا مرنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو میں وہیں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ کیونکہ یہاں کی طرح وہاں بھی میرے پاس آل اولاد اور مال و زر کی کثرت ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **۵۵** اَظْلَحَ اَصْلٌ مِّنْ عَاطِيَتِكَ يَوْمَ زِنٍ اِفْتَحَكَ تَخًا۔ فَاَنْتَ اِفْتَحَالُ كَيْ مَقَابِلِيْ مِثْلَ طَارِ وَاقِعٍ يُّوْسِنُ كِي وَجْهٍ سَتَاَنْتَ اِفْتَحَالُ كُو طَارٍ سَتَ بَدَلٍ دِيَا كِيَا۔ اور اول کو ثنائی میں ادغام کر دیا گیا۔ اور پھر وصل مابین سے ساقط ہو گیا۔ تو اَظْلَحَ ہو گیا۔ یعنی جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اگر قیامت آئی۔ تو اس وقت بھی اس کے پاس دولت بکثرت ہوگی۔ کیا وہ غیب جانتا ہے۔ کہ اسے یہ بات معلوم ہے یا خدا سے اس نے کوئی اس بات کا عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اس کا دعویٰ غلط ہے۔ سنکتب ما یقول وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ہم اسے لکھوا رہے ہیں اور کفر و انکار کے علاوہ ہمارے احکام سے استہزاء اور مسخری و مزہ سے اس کے مذاہب میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور جس مال و اولاد کا اسے گھمنڈ ہے۔ وہ سب کچھ ہم اس سے سلب کر لیں گے اور قیامت کے دن تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اس کے ساتھ نہ اولاد ہوگی، نہ قبیلہ، نہ دولت۔ ای منفرداً الامال له ولا ولد ولا عشيرة فتصوّر (ترجمہ ج ۱۱ ص ۱۳۷) **۵۶** یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَعِدُّوْا لِنَفْسِکُمْ وَاَنْتُمْ اَعِدُّوْا لِمَنْ اَعَدَّ لَکُمْ۔ جو دنیا و آخرت کے ہر میدان میں ان کے کام آئیں۔ ای لیحتزوا بالہفتھم ویکونوا لہم شفعاء و انصار اینقذ و نہم من العذاب (مدارک ج ۳ ص ۳۵) اس آیت میں مشرکین کے شرک کی اصل غرض و غایت بیان فرمادی کہ انہوں نے اللہ کے سوا جو معبود بنائے ہیں اور جن کی عبادت کرتے ہیں جن کے نام کی نذرین منتیں دیتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ اور خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ یہ اس حصے کی مرکزی آیت ہے اور اس میں سورت کی ایک خصوصیت کا بیان ہے۔ **۵۷** یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَعِدُّوْا لِنَفْسِکُمْ وَاَنْتُمْ اَعِدُّوْا لِمَنْ اَعَدَّ لَکُمْ۔ کہ جس غرض کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ غرض انہیں کبھی میسر نہیں ہوگی۔ اللہ کے بندے ان کی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے قیامت کے دن ان کی عبادت اور پکار کا انکار کریں گے۔ اور ان مشرکین کے خلاف ہوجائیں گے۔ یہ آیت انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور فرشتوں کے حق میں ہے۔ **۵۸** ہم نے ان پر شیاطین کو مسلط کر رکھا ہے۔ جو انہیں گناہوں کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں کفر و شرک پر اکساتے رہتے ہیں۔ تو اَظْهِمُ اِذَا اِیْ تَعْرِیْہُمْ وَ تَهْجِیْہُمْ عَلَی الْمَعَاصِی (روح ج ۶ ص ۱۳) فلا تعجل علیہم آخفت علی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔ کہ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ ان کے تہ و عناد اور ان کے معاصی کے پیش نظر تو انہیں اب تک عذاب خداوندی سے ہلاک ہو جانا چاہئے تھا۔ انما وعدنا لہم عذاباً الہی یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اب ان کی ہلاکت و تباہی کا وقت بالکل قریب آچکا ہے اور معدومے چند ایام باقی رہ گئے ہیں۔ **۵۹** یہ بشارت اخروی ہے۔

وفداً ای رکباناً (روح) یعنی قیامت کے دن متقی اور شرک سے بچنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ ونسوق المجرمین الیہ یہ تحویف اخروی۔ **۶۰** یہ سورت کی خصوصیت کا بیان ہے اور اس سے شفاعت قہری کی نفی مقصود ہے۔ اَلَا مَنْ اَتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عٰہِدًا شَفَاعَةً وَّہِیْ کَرَّ سَلَمًا جِیسا اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔ لیکن شفاعت قہری کی اجازت تو کسی کو نہیں ہوگی۔ یا عہد ا سے عہد توحید مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن صرف ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی۔ جواباً توحید ہوں گے۔ قال ابن عباس العہد لا الہ الا اللہ اس سورت میں اس تہ و عناد و شفعاء لہ ہے یا یہ شافعین کے حق میں ہے۔ یعنی گنہگاروں کی سفارش صرف وہی لوگ کر سکیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں شرک نہیں کیا۔ اور ان کا خاتمہ توحید پر ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کا قول ہے۔ وقال مقاتل وابن عباس ایضاً لا یشفع الا من شہد ان لا الہ الا اللہ وتبرأ من الحول والقوۃ لا للہ ولا یرجو الا اللہ تعالیٰ (ترجمہ ج ۱۱ ص ۱۵۲) **۶۱** یہ شکوی ہے سورہ کہف کی ابتداء میں فرمایا وینذر الذین قالوا اتخذنا اللہ ولداً یعنی ان لوگوں کو زہر و تحویف سناٹی جو اللہ کے سوا اوروں کو نائب و متصرف سمجھتے تھے اس کے بعد سورہ کہف اور مریم میں مشرکین کے شہادت کا ازالہ کیا گیا اب آخر میں ازالہ شہادت کے بعد سورہ کہف والے شکوے کا ازالہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں اور اللہ کے سوا اوروں کو متصرف اور کار ساز سمجھنا بہت بڑا جرم ہے اور ولد سے یہاں ولد حقیقی مراد نہیں ہے۔ بلکہ نائب اور سفارشی مراد ہے جیسا کہ اتخذ کی تعبیر بتا رہی ہے۔ لقد جئتم شیعاً اذ ا سے اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا تک مشرکین کے قول مذکور کی شفاعت و قباحت کو نہایت زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شیعاً اذ بہت بڑی بھاری بات المنکر العظیم ہذا اتخذ کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظ ان ادعوا سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای لان دعوا حاصل یہ کہ انہوں نے ایسی شیع اور گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے کہ اسے سن کر اگر آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخانہ بات پر اگر غضب الہی بھڑک اٹھے۔ تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ **۶۲** اس میں مشرکین کے قولی فیطع کار ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور اس کے سامنے عاجز و منقاد ہے۔ جن کو مشرکین اللہ تعالیٰ کے ولد قرار دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وہ بھی اللہ کے مملوک، اس کے مطیع و فرمانبردار اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے وہ معبود ہونے اور صفات کار سازی میں اللہ کے نائب ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ والہمد للہ ما من معبود لہم فی السموات والارض من المائیکۃ والناس الا وہو یاتی الرحمن ای یاوی الیہ ویلتجی الی ربوبیتہ عبد امتقاداً مطیعاً خاشعاً راجیاً کمایفعل العبد (کبیر ج ۵ ص ۲۳) **۶۳** وہ سب اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم و قدرت میں ہیں۔ ان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ وکلہم انتیہ یوم القیمۃ فرداً قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے اکا و تنہا حاضر ہوگا اور اس کیساتھ کوئی سفارشی اور یار و مددگار نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ای کل واحد من اهل السموات والارض العابدین والمعبودین انتیہ عز وجل منفرداً عن الآخر فینفرد العابدون عن الالہۃ الی زعموا انتہا انصاراً وشفعاً والمعبودون عن الاتباع الذین عبدوہم الخ (روح ج ۶ ص ۱۳) **۶۴** مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے گا۔ یا خود ان سے محبت کر لیا گیا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ **۶۵** یہ تمام سورت سے متعلق ہے۔ اور اس آیت میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے جو سورہ کہف کی ابتدائی



آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اتحاد و لد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنا نا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد اور زنا ب کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈر سنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو المتقین سے اور دوسرے فریق کو قومًا کڈا سے تعبیر کیا گیا۔ یہ تحویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تحویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام و نشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر اذکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے، آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ وَالْمَعْنَى اَهْلَكَهُمْ بِالْكَلِيَّةِ وَاسْتَأْصَلْنَاهُمْ بِحَبِثِ لَا تَرَى مِنْهُمْ أَحَدًا وَلَا تَسْمَعُ مِنْهُمْ صَوْتًا خَفِيًّا فَضَلَّ عَنْ غَيْرِهِ (روح ج ۲ ص ۱۷۱)

## سورہ مریم میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا ذَكِيًّا۔ اے آنحضرت آیات۔ نفی تصرف از ذکر یا علیہ السلام۔
- ۲۔ اِنَّمَا اَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لِتُكَلِّمَ لَكَ غُلَامًا ذَكِيًّا (ع ۲) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔
- ۳۔ مَا كَانَ لِلَّهِ اَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ۔ تا۔ كُنْ فَيَكُونُ نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ وَلَئِنْ اِلَهٌ رَّزَى وَرَبُّكُمْ۔ تا۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

- ۵۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ (ع ۳)۔ تا۔ خَرُّوا سُجَّدًا اَوْبَكِيًّا (ع ۴) نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
- ۶۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَصْنَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ (ع ۴) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہنماؤں نے اختلاف ڈال دیا۔
- ۷۔ وَمَا نُنَزِّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ تا۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (ع ۴) نفی الوہیت از ملائکہ۔
- ۸۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ تا۔ هَلْ نَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِلَهَةً۔ تا۔ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

- ۱۰۔ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ اِتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (ع ۶) نفی شفاعت قہری۔
- ۱۱۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا۔ تا۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کر کے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

- ۱۲۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اَتَى الرَّحْمٰنَ عَبْدًا نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام واولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ۶/رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بروز بدھ مطابق ۱۱/نومبر ۱۹۶۷ء سورہ

مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

والنمّا ابداً۔)



## مسئلہ توحید

## آیات تشبیح

ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنین عالم است ناز کی کسے راست آید بلدی باید نشید



کے یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنْزِيلًا، سُزَلْ فِعْلٌ مَقْدَرٌ كَامْفَعُولٍ مُطْلَقٌ ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اُسْتَوٰی زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاهی پر بھی وہ ٹوٹتی ٹمکن ہے۔ تمام کائنات عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استوار علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوہ کنایۃ عن الملك فقالوا استوی فلان علی العرش ای ملک (مدارک ج ۳ ص ۳۳) استوار علی العرش کی مفصل تحقیق سورہ

اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ حاشیہ نمبر ۶۳ ص ۷۵  
یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے۔ وَلَنْ تَجْهَرَ بِالْقَوْلِ لِهٖ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے وَلَنْ تَجْهَرَ بِالشَّرْطِ لِهٖ جہاز محذوف ہے اور فائزۃ یَعْلَمُ السِّرَّ وَآخِطَ جملہ ماقبل کی علت اور جواب محذوف کے قائم مقام ہے فان الخ قائم مقام جواب الشرط و لیس الجواب فی الحقیقۃ والاصل عند البعض و ان تجهر بالقول فاعلم ان الله یعلمہ فائزۃ یَعْلَمُ السِّرَّ وَآخِطَ الخ (روح ج ۱ ص ۱۴)  
۷ لَهٗ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ماقبل کی علت ہے اور تقدیم طرف افادہ صبر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی کی صفاتیں بے شمار ہیں جس صفت سے چاہو، اس کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الاسماء الحسنیٰ بہت ہی اچھے نام، سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطے اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورہ اعراف ج ۲۲ میں ہے وَلِلّٰهِ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا  
۸ یہ دوسری آیت بیجم ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہذا آپ بھی اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان پر صبر کریں۔ مسوق ل ترغیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاتسار ب موسیٰ علیہ السلام فی تحمل اعباء النبوة والصبر علی مقاساة الخطوب فی تبلیغ احکام الرسالۃ۔

دوسری آیت بیجم  
موسیٰ علیہ السلام

طہ ۲۰

۶۹۱

قال العبد

اَلْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی

زمین اور آسمان اوپے وہ بڑا مہربان

الْعَرْشِ اُسْتَوٰی ۵ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں پر ہے اور

اَلْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۶ وَاَنْ

زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر

تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَآخِطَ ۷ اَللّٰہُ

تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس کو بھی چھپی ہوئی کلمات

اَلَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ ۸ لَهٗ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۹ وَهَلْ اَنْتَ

اللہ ہے جس کے سوا ہندگی نہیں کسی کی تہ اسی کے ہیں سب نام خاصے و اور پہنچی ہے تجھ کو کہ

حَدِیْثُ مُوسٰی ۱۰ اِذْ رَاْنَا رَافِقًا لِّاٰہِلِہٖ اَمْکُثُوْا

سرسات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ تہ تو کہا اپنے گھر والوں کو چھپو

اِنِّیْ اَنْسُتُ نَارًا اَلْعُلٰی اَتِیْکُمْ مِنْہَا بِقَبْسٍ اَوْ اَجْد

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید اے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سدا گریہ پاؤں

عَلٰی النَّارِ هُدًی ۱۱ فَلَمَّا اَتٰہَا نُودِیْ بِمُوسٰی ۱۲

آگ پر پہنچ کر رستہ کا پستہ و پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ

اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاَخْلَعْ نَعْلَیْکَ ۱۳ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان

طُوًی ۱۴ وَاَنَا اَخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوحٰی ۱۵ اِنِّیْ

طوی میں وک اور میں نے تجھ کو پسند کیا تہ سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جبریل

اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاَعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ

اللہ ہوں مہ کسی کی ہندگی نہیں سوا میرے سو میری ہندگی کر اور نماز قائم رکھ

منزل ۶

روح ج ۱ ص ۱۴، ۷۔ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت خعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر  
موضع قرآن و چھپا ہوا ہتہ بولے اور اس سے چھپا جودل میں ہو۔ وک کافر جب رحمن ملتے تو کہتے تھے ایک کو چھپاؤ کبھی کسی کو پکار تے ہو کبھی کسی کو۔ وک یہ قصہ سورہ قصص اور طہ  
اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جینے کا درد ہوا دور  
سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اسے کلام کیا اور نبی کریم فرعون کی طرف بھیجا پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ وک میدان آگے سے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا ان کی  
پالوشیں ناپاک تھیں یہودیہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پالوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پالوش سے اگر پاک ہوں۔  
فتح الرحمن ص ۱ یعنی جہرہ بطریق اولیٰ مید اند ۱۲۔



کو روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک اندھیری رات میں بیوی صاحبہ کے بچہ پیدا ہوا۔ سردی شدت کی تھی۔ اور اندھیرا بھی تھا ایسے وقت میں آگ اور روشنی کی اشد ضرورت تھی۔ ایک طرف آگ دیکھی تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ میں وہاں سے آگ لاتا ہوں۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ ایک درخت کے سبز پتوں سے نکل رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود پتے سرسبز ہیں۔ جب کسی طریقے سے آگ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس درخت سے ایک غائبانہ آواز آئی راتی انادبت۔۔۔۔۔ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں۔ جوتیاں اتار دے کیونکہ تو ایک پاکیزہ جگہ میں ہے۔ طوی یہ اس وادی کا نام ہے۔ قہ میں تمہیں رسالت

قال الم ۱۶ ۶۹۲ ۲۰ طہ

لِذِكْرِي ۱۴ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لَتَجْزِي

میری یادگاری کو قیامت بیشک آنے والی ہے اللہ میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں کہ تم کو بتا دے

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى ۱۵ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنٌ لَّا

ہر شخص کو جو اس نے کیا ہے وہ سوچیں تجھ کو نہ روکے اس سے وہ شخص جو

يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هُودَهُ فَتَرْدِي ۱۶ وَمَا تِلْكَ

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مژوں کے پھر تو بھی پکا جائے گا اور یہ کیا ہے

بِمِيمَنِكَ يَمُوسَى ۱۷ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا

تیرے دامن میں اے موسیٰ بولا یہ میری لاشی ہے اس پر تم لوگ

عَلَيْهَا وَاهْشَ بِهَا عَلَى غَمْفِي وَلِي فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَى ۱۸

اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی کمرہوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی

قَالَ أَلْقِهَا يَمُوسَى ۱۹ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَبِيبَةٌ

فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تواسانپ ہو گیا

تَسْعَى ۲۰ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا

دوڑتا ہوا فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھر دینے اس کو پہلی

الْأُولَى ۲۱ وَاضْمُرْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ

حالت پر وٹ اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہو کر

مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ آيَةٌ أُخْرَى لِئَرْيَاكَ مِنْ آيَاتِنَا

بلا عیب یہ نشانی دوسری ہے تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو کہ اللہ اپنی نشانیاں

الْكِبْرَى ۲۲ اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى ۲۳ قَالَ

بڑی طرف فرعون کی لے کہ اس نے بہت سر اٹھایا بولا

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۲۴ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۲۵ وَ

اے رب لے کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور

و نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ لہذا اب میری باتوں پر کان دھرا اور ان کو غور سے سن۔ لے یہ توحید کی دوسری آیت ہے۔ وہ پیغام جس کی تبلیغ کے لئے تمہیں رسالت سے سرفراز کیا گیا ہے یہ ہے کہ میرے سوا اور کوئی متصرف و کار ساز نہیں۔ لہذا میری ہی عبادت کرنا اور صرف مجھے ہی پکارنا۔ وَأَفِضْ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي اس میں مصلح نماز کا ذکر ہے۔ لے ذکر یہ آقہ کے متعلق ہے یعنی توحید کے بعد میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ ای حافظ بعد لتوحید علی الصلوة (قرطبی جلد ۱ ص ۸۱) یا لام اہلیہ ہے۔ ای اقم الصلوة لاجل توحیدی یعنی تبلیغ توحید پر ثبات و استقلال کی خاطر نماز قائم کر۔ کیونکہ نماز مضائب و شدائد برداشت کرنے میں مدد و معاون ہے۔ لے یہ تحریف اخروی ہے۔ اکاد اخفیہا حضرت عبد اللہ بن عباس اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ اکاد اخفیہا من نفسی فکیف یعلمها مخلوق وکیف اظہرها لکم (غازن ج ۱ ص ۲۵۵، قرطبی ج ۱ ص ۱۱۵) وغیرہ یعنی اگر ممکن ہوتا تو قیامت کے معین وقت کا علم میں اپنی ذات سے بھی پوشیدہ رکھتا۔ اس لئے مخلوق میں سے اسے کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ محاورہ ہے جب کسی بات کے کتمان میں مبالغہ مقصود ہو تو اس وقت یہ محاورہ بولتے ہیں۔ وهذا محمول علی ما جرت به عادة العرب من ان احدهم اذا ادا المبالغۃ فی کتمان الشی قال کذا خفی من نفسی (رح ج ۲ ص ۱۵۵) لے اس سے مقصود لاشی کی تعین کرنا ہے کہ یہ وہی لاشی ہے جس سے تم یہ کام لینے ہو کہا وہی ہے تو فرمایا القہا اسے زمین پر ڈال دو۔ لاشی کا زمین پر پھینکنا تھا۔ کہ وہ اثر و جان کر دوڑنے لگا۔ حکم ہوا ڈرو مت اسے پکڑ لو۔ ہم اس کو پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ یہ ایک معجزہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ لے یہ دوسرا معجزہ تھا۔ یعنی اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالو وہ روشن اور سفید ہو گا۔ ان دونوں معجزوں کا تجربہ وہیں وادی طوی میں کرا دیا۔ تاکہ ان کو پہلے سے ان کی حقیقت کا عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور جب ضرورت پیش آئے تو وہ بلا جھجکا نہیں کر سکیں۔ لے یہ فعل مقدر کے متعلق ہے ای فعلنا ما فعلنا لئریک (روح)

مرا فی طہ ۱۶  
مرا فی طہ ۱۷  
مرا فی طہ ۱۸  
مرا فی طہ ۱۹  
مرا فی طہ ۲۰  
مرا فی طہ ۲۱  
مرا فی طہ ۲۲  
مرا فی طہ ۲۳  
مرا فی طہ ۲۴  
مرا فی طہ ۲۵

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵

منزل ۳

موضع قرآن نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے سے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کہہ ہے۔ لے یعنی پھر لاشی ہو جاوے گی۔ وک بڑی طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔



من آیتنا۔ اس سے دریائے نیل میں بارہ راستوں کا نمودار ہونا، بنی اسرائیل کا ان سے صحیح سلامت گزر جانا اور فرعون کا مع لاؤ لشکر غرق ہو جانا مراد ہے۔  
 قالہ ایشع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۵ طغی الخ طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے خود خدا کی کا دعویٰ کر رکھا تھا  
 چنانچہ اَنَّا رَبُّكُمْ اَزْجَلْ اور مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ دِلٍّ غَيْرِی اس کا اعلان تھا۔ ۱۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ انہیں ایک  
 بہت بڑے کام پر بھیجا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اسباب کی تسہیل اور اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں پانچ درخواستیں کیں (۱) رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي

شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نور  
 سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بتقاضا  
 بشریت اس کام سے بیدل نہ ہوں اور کبھی نہ  
 اکتائیں۔ اور شدائد و مصائب کی وجہ سے ان کے  
 دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲) ق  
 یَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے  
 لئے آسان فرما دے۔ ۱۷ یہ تیسری درخواست  
 ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی  
 گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر پتھر مار  
 دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس  
 پر فرعون نے برہم ہو کر کہا کہ یہ تو میرا دشمن ہو گا۔  
 اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ  
 نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں  
 بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دھکتے کوئلوں کا ایک  
 طشت اور جواہرات کا ایک طشت لا کر حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے  
 ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے  
 ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے  
 ایک دھکتا ہوا کوئلہ منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان  
 جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ  
 گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ  
 کے کھولنے کی دعا کی۔ (دقرطبی، روح و تنبیہ) ۱۸  
 یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ  
 السلام کو بھی اس مہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ  
 دونوں بل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔  
 اَشْدُدْ يَوْمَ اُذِرْنِيْ، اُزرد کے معنی قوت کے ہیں۔ (لاذر  
 القوۃ الشدیدۃ) (مفردات ص ۵۸)، یعنی میرے  
 بھائی کو میرے کام میں شریک کر کے میری قوت کو  
 مضبوط کر دے۔ یا اذر کے معنی ظہر دکھ رہے۔ یعنی میری

درخواستیں  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 نے فرعون کے سامنے  
 کی تھیں۔

طہ ۲

۶۹۳

قالہ ۱۶

اَحْلِلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۚ يَفْقَهُوا قَوْلِيْ ۚ وَاجْعَلْ

کھول دے گرہ ۱۷ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات وہ اور بڑے

لِيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۚ هٰرُونَ اَخِيْ ۚ اَشْدُدْ يَوْمَ

مجھ کو ایک کام کرنے والا ۱۸ میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر

اُذِرْنِيْ ۚ وَاشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ ۚ ۲۱ لِيْ نَسِيْحَكَ كَثِيْرًا ۚ

میری کمزوری اور شریک کر اس کو میرے کام میں وہ کہ تیری پاک ذات کا ہم بیان کرے بہت

وَنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۚ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۚ ۲۲ قَالَ

۱۹ اور یاد کرے ہم تجھ کو بہت سا تو توجہ ہم کو خوب دیکھتا فرمایا

قَدْ اُوْتِيتْ سُوْلُكَ يٰمُوسٰى ۚ ۲۳ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ

ملاحظہ کر ۲۴ تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر

مَرَّةً اٰخَرٰى ۚ ۲۵ اِذَا وَحَيْنَا اِلٰى اُمِّكَ مَا يُوحٰى ۚ ۲۶

ایک بار اور بھی جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں وہ

اِنْ اَقْدَفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاَقْدِفِيْهِ فِى الْيَمِّ

کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر اس کو ڈال دے دریا میں

فَلْيَلْقِ الْيَمَّ بِالسَّاحِلِ يَا خُذْهُ عَدُوِّيْ وَ

پھر دریا اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھالے اس کو ایک دشمن میرا اور

عَدُوُّوْهُ ۚ ۲۷ وَالْقِيْتُ عَلَيْكَ حَبَّةٌ مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ

اس کا اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے اللہ اور تاکہ پرورش پائے

عَلٰى عَيْنِيْ ۚ ۲۸ اِذْ تَمْشِيْ اَخْتِكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدْلٰكُمْ

میری آنکھ کے سامنے وہ جب چلے گی تیری بہن ۲۹ اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو

عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهُ ۚ فَرَجَعْنَا اِلٰى اُمِّكَ كِي تَقْرَعِيْهَا

ایسا شخص جو پالے اس کو پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی ہے اکی لکھ

مائل م

مضمون فرما۔ (اشدد بہ اذری ای ظہری دقرطبی ج ۱ ص ۱۱۹) وَاشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک  
 موضح قرآن۔ ۱۷ سینہ کشا وہ کر یعنی جلد خفانہ ہوں اور زبان لڑکائی میں مل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ ۱۸ ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت  
 موضح قرآن خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہئے کہ خلق کو سچ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے  
 سمجھائے سے ایمان میں آئے۔ ۱۹ ان کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہو گئیں ۲۰ فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ  
 پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو شاہ کیوں نہ کیا تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہ نہیں ڈال دیا،  
 وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اٹھایا ان کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔



بنادے۔ ۱۹ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والسراد ما یکون منہما فی تضاعیف داء الرسلۃ ودعوة المردة العتاة الی الحق (صحیح ۱۶ ص ۱۸) ۲۰ اس میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلَیْہِ بِہِہِ الْاَنْعَامِ ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوا اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے

بچے کا پتہ چل گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پتہ بند ہیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دے اَوْحَيْنَا یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پر کمر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ۲۱ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِیُصْنَعَ عَلَیَّ عِبْنِی

اپنی نگہ رانی میں تیری تربیت ہو۔ ۲۲ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمیشہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلا یا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ۲۳ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبیلے اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبیلے پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبیلے کے بدے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کور واندہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

مراد یہ انعام ہے کہ جو بچہ غلام نہ ہو

قال الحدیث ۶۹۴ طہ ۲۰

وَلَا تَحْزَنْ ۖ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَبَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يٰ مُوسٰی ۚ ۴۰ وَ اَصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ۚ ۴۱ اِذْ هَبَّ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاَيَّتِنِیْ وَ لَا تَنْبِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ۚ ۴۲ اِذْ هَبَّا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰ ۚ ۴۳ فَقَوْلَا لَہٗ قَوْلًا لِّیْنَ اَلْعَلَّہٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰ ۚ ۴۴ قَالَ رَبَّنَا اِنَّا اِنْخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَّطْغٰ ۚ ۴۵ قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّہٗ اِتٰنِیْ مَعْکُمَا اَسْمِعْ وَ اَرٰی ۚ ۴۶ فَاقْبَلْہٗمَا فِیْ ذُرٰیۃ ۚ ۴۷ اِنَّہٗمَا لَیْسُنَا بِمَدِیْنَیْ ۚ ۴۸ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۴۹ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۰ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۱ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۲ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۳ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۴ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۵ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۶ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۷ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۸ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۵۹ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۰ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۱ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۲ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۳ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۴ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۵ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۶ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۷ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۸ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۶۹ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۰ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۱ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۲ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۳ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۴ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۵ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۶ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۷ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۸ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۷۹ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۰ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۱ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۲ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۳ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۴ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۵ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۶ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۷ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۸ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۸۹ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۰ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۱ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۲ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۳ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۴ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۵ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۶ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۷ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۸ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۹۹ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ ۱۰۰ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ ۚ

منزل ۴

۲۴ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ۲۵ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْ هَبَّ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ اِنَّا نُرِیْکَ مَا تَعْمَلُ کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی نہ کرنا۔ اِذْ هَبَّا اِلٰی فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْ هَبَّا سے بدل ہے۔ ۲۶ فرعون کے پاس جا کر اسے نرمی سے وعظ کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل موضع قرآن و لا یہ سارا قصہ سورہ قصص میں ہے۔



اَوْحِيَ الْبَيْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ﴿۳۸﴾  
 حکم ملا ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور نہ پھیرے  
 قَالَ فَسَنُزَكِّيْكُمْ يٰ مُوسٰی ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبَّنَا الَّذِیْ  
 بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا ۱۳۵ اے موسیٰ کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے  
 اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدٰی ﴿۴۰﴾ قَالَ فَمٰ اَبٰلُ  
 دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سچائی ۱۳۶ بولا پھر کیا حقیقت ہے  
 الْقُرُوْنِ الْاَوَّلٰی ﴿۴۱﴾ قَالَ عَلٰیہَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ کِتٰبٍ  
 ان پہلی جماعتوں کی ۱۳۷ کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے  
 لَا یُضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنۡسٰی ﴿۴۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ  
 نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ۱۳۸ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے ۱۳۹  
 الْاَرْضَ ضَمۡہُداً وَّوَسَّلَ لَکُمۡ فِیْہَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ  
 زمین کو بچھونا اور جلاکیں تمہارے لئے اس میں راہیں اور اتارا  
 مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَفَافًا فَخَرَجْنَا بِہِ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ  
 آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے طرح طرح کی  
 شَتٰی ﴿۴۳﴾ کُلُوْا وَاَرۡعُوا اِنۡعَامَکُمۡ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ  
 سبزی کھاؤ اور جراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں نشانیاں ہیں  
 لَاۤ اُولٰٓئِکَ النَّہٰی ﴿۴۴﴾ مِنْہَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْہَا نَعِیۡدُکُمۡ  
 عقل رکھنے والوں کو ۱۴۰ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ۱۴۱ اور اسی میں تم کو پھر تم کو پہنچائے  
 وَمِنْہَا نَخۡرِجُکُمۡ تَارَۃً اٰخَرٰی ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرۡسَلۡنَا  
 اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار اور ہم نے دکھا دیں فرعون کو ۱۴۲  
 اٰتِیۡنَا کُلَّہَا فَاکَذَّبَ وَاٰتٰی ﴿۴۶﴾ قَالَ اِحۡثٰثُنَا لِتُخْرِجَنَا  
 اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ۱۴۳ بولا کیا تو آیا ہے ۱۴۴ ہم کو نکالنے

منزل ۴

کرے یا اس کے دل میں خوف خدا آجائے تذکر اور خشیت میں فرق یہ ہے کہ تذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری تبلیغ سے اس قدر متاثر ہو کہ انکار توحید سے باز آجائے اور ساتھ ہی مسئلہ توحید کو مان بھی لے اور خشیت سے مراد یہ ہے کہ یا کم از کم توحید کے انکار ہی سے باز آجائے لَعَلَّہٗ یَتَذَکَّرَ اَوْ یُحِیۡتَہٗ فَلِیُرجِعَ مِنْ اِنۡکَارِہٖ اِلَی الْاِقْدَارِ وَاَن یَّنۡتَقِلَ مِنَ الْاِنۡکَادِ اِلَی الْاِقْدَارِ لَکِنۡ یَّحۡصِلُ فِی قَلۡبِہِ الْخُوفُ فِی تَرۡکِ الْاِنۡکَادِ وَاَن کَانَ لَا یَسۡتَقِلُّ اِلَی الْاِقْدَارِ اِلَی (کیرج ۶۵۶) اور حضرت شیخ فرماتے ہیں تذکر سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے اور خشیت سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر مان لے۔ پہلا درجہ اعلیٰ ہے اور دوسرا ادنیٰ قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت فرمایا هٰذَا نَزَّلْنٰکَ اِلٰی اَنْ تَزِیۡرَ وَاَعۡہِدۡ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَحۡتَہٗ (نارمات) نیز ارشاد ہے لَعَلَّہٗ یَذَکَّرَ اَوْ یُحِیۡتَہٗ فَتَنۡفَعُہُ الذِّکْرُ (میں) قَالَ لَا رَبَّنَا اِنۡہِ فَا لَا بَصِیۡغَ تَشۡبِہِ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ اِیۡ اَن یَّجۡلَ عَلَیۡنَا بِالْعُقُوۡبَۃِ وَلَا یَصِیۡرَ اِلٰی اَتِمَامِ الدَّعُوۡۃِ وَاظۡہَارِ الْمَعۡجَزَۃِ (روح ج ۱۶ ص ۱۹) اَوْ اَنْتَ یَّطۡغٰی اِنۡہِ یَاہد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے ہاکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ اوان یزداد طغیاناً اِلٰی اَن یَّقُوۡلَ فِی شَانِکَ مَا لَا یَسۡبِغُ (روح) لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَن یَّقُوۡطَ عَلَیۡنَا یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی ہم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ یَّطۡغٰی یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرادے یغوط علینا بان لا یمہم منا اوان یطغی بان یقتلنا (کیرج ۶۵۶) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا، جس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف و ہراس شرک نہیں۔ ۱۴۵ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلادیا کہ تم بے خوف و خطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قال العلماء لما حفرہا

تفسیر آیت  
توبہ ۱۲۵  
منازل ۱۲

ما یلحق البشر من الخوف علی انفسہما عرفہما اللہ سبحانہ ان فرعون لا یصل الیہما ولا قومہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲) موضع قرآن یعنی کھانے پینے کا ہوش و بانشہ کو دودھ پینا وہ نہ سکھاوے تو کوئی نہ سکھا سکے۔ فل فرعون شاید دسری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبز انہ اول کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا، نہ آخر ماتی را گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہو گا۔ فل یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے وہیوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے۔ فتح الرحمن فل القصہ ابن ہینام رسانید فرعون را ۱۲ فل بطلب معاش خویش ۱۲۔



قال المصنف ٤٩٦ طه ٢٠

عند ربي في اللوح المحفوظ (مخرج ٢٧٩)

ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لائیں گے تیرے مقابل میں ایک ایسا ہی جادو

سو ٹھہرائے بلالے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریم اس کا اور نہ

تو ۛ ایک مبدان صاف میں ۛ گیا ۛ وعدہ تہہ راجے جٹن کا دن

اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے وہ پھر اٹا پھرا فرعون لے کر پھر جمع کئے

اپنے سارے داد پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو

اللہ پر بچہ غارت کر دے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے

تعبوت باندھاؤ پھر جھگڑے اپنے کام پد ۳۴ آپس میں اور چھپ کر کیا

مسورہ جو کئے مقرر یہ دونوں جگہ دو کریں اسے چاہے ہیں کہ

نکال دیں تم کو تہا سے اپنے جاؤ کے زور سے اور موقوفہ گراویں تہا سے

سو مقرر کر لو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور

جیت گیا آج جو غالب رہا بولے اے موسیٰؑ یا تو



اور لوح محفوظ علم الہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الہی میں ہونے کی تمثیل ہے و جو زان یکون المراد بالکتب لدفتر  
 کما ہوا المعروف فی اللغة ویکون ذلک تمثیلاً لتکون و تقررہ فی علمہ عزوجل (روح ۱۶) ﴿۱۶﴾ یہ ادخال الہی ہے اور ما قبل کے لئے تنویر ہے۔  
 کُلُّوْا وَاذْعُوْا اِنْعَامَکُمْ یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھلاؤ۔ النَّہْیُ اَنْہِیۃ  
 کی جمع ہے جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل و ہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود  
 ہیں۔

**وضع قرآن** و لنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو عرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہر ادے سب کے رو برو یہ چاہیں کہ وہ ہمارے حبش کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون  
 کی سالگرہ کا۔ و جب فرعون نے سارے جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جدا جدا۔



تَلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۖ قَالَ بَلْ

تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں

أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ

تم ڈالو گے پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لٹھیاں اس کے خیال میں آئیں

سِحْرِهِمْ أَنَّهُ تَسْعَىٰ ۖ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً

ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر

مُوسَىٰ ۖ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۖ وَ

موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور

أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا

ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کھنکھل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا

كَيْدٌ سِحْرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّحَرَةُ حَيْثُ أَتَىٰ ۖ فَأَلْقَىٰ

نفریب جادو گر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادو گر کا جہاں ہو پھر گر پڑے

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۖ

جادو گر سجدہ میں پڑے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

بول فرعون تم نے اس کو مان لیا آگے میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَا تُقِطِعْنَ آيِدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمُ

جس نے سکھایا تم کو جادو سوا ب میں گھڑاؤں کا کہ تمہارے ہاتھ اور اور دوسری

مِنْ خَلْفٍ وَأَوْصِلْبَيْنَكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَ

طرف کے پاؤں اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر اور

لَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَلْقَىٰ ۖ قَالُوا لَنْ

جان لو گے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیکھتے ہیں والاف وہ بولے

منزل ۴

ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ ای لایات کثیرہ جلیلہ واضحۃ الدلالۃ علی شئون اللہ تعالیٰ فی ذاتہ وصفاتہ (روح ج ۱ ص ۱۶) جس زمین سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے۔ تمہیں بھی اس سے پیدا کیا گیا۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ تم اسی میں لوٹا دیئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ ۵۳۴ رجوع بسوئے اصل موضوع۔ آیات سے معجزات مراد ہیں یا دلائل توحید یہ فرعون کی سرکشی اور اس کے عناد و تمرد کا ذکر ہے کہ ہم نے اسے تمام معجزات دکھا ڈالے اور توحید کے دلائل واضح طور پر پیش کئے مگر وہ ایمان نہ لایا اور انکار پر ڈنار ہا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر

محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علی نبوۃ موسیٰ وقیل حجج اللہ الدالۃ علی توحیدہ فکذبوا بی۔ ای لم یؤمنوا وهذا يدل علی انه کفر عناداً لانہ رای الایات عیاناً لا خبراً (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۵۳۵ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادو گر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادو گر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کر دے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا۔ اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۵۳۶ فرعون نے مجلس برخاست کی اور جادو گروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادو گروں کو بلالیا۔ اُدھر مقررہ دن بھی آپہنچا قال لہم موسیٰ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادو گروں سے خطاب کر کے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شریک کر کے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم ہار نہیں ڈو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لا تختلقوا

علیہ الکذب ولا تشرکوا بہ ولا تقولوا للمعجزات انہا سحر (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۵۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادو گر فرعون سے خفگیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماہذا بقول ساحر (خازن ج ۲ ص ۲۲، بحر ج ۶ ص ۵۵) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ۵۳۸ بعض جادو گروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادو گر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا پرانا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور سخت عزم کر کے اپنا جادو و جلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ موضع قرآن و تمہارا بڑا جس نے ہار ڈر سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔



آج وہی شخص کامیاب ہوگا جو غالب آئے گا۔ ۳۹ جادو گروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لامٹھی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادو گروں نے ایسا اس لئے کیا۔ کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب و احترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیر وہ علیہ السلام وقد مود علی انفسہم اظہار الشفۃ یا مرہم وقیل مراعاة للادب معہ علیہ السلام روح

طہ ۲۰

۶۹۸

قال المومنین

نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا

ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے شے اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہم کو پیدا کیا

فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ

سو تو کر گزر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کرے گا یہ اس دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ إِنَّا أَمَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِئَنَا وَمَا

زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشنے ہم کو ہمارے گناہ اور جو

أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۖ

تو نے زبردستی کر دیا ہم سے یہ جادو اور اللہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا

إِنَّهُ مِنْ يَّاتٍ رَبِّهِ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا

بات یہی ہے جو کوئی آیا ہے اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ

يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۚ وَمَنْ يَّاتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ

میرے اس میں نہ جئے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر

عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۖ

نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند

جَنَّاتٍ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے ان میں

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۚ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا ہے موسیٰ کو

أَنْ أَسْرِ بِعَبَادِي فَأَضْرِبَ لَهُمُ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ

کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ

يَبْسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۚ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

سو کھا نہ خطرہ نہ آپکڑنے کا اور نہ ڈرنے سے پھر پیچھا کیا ان کا لے فرعون نے

منزل ۴

موضع قرآن فل زور آوری کر دیا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے، پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تھا سو ان پر کمر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

ج ۱۶ ص ۲۲) تاد بوا مع موسیٰ فکان ذلک سبب ایمانہم (تشریحی ج ۱۱ ص ۲۲) ۳۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ جادو گروں سے ہرگز خائف اور متاثر نہیں ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہے جادو گروں کو اجازت دیدی کہ پہلے وہی اپنی رسیاں اور لامٹھیاں زمین پر پھینکیں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لامٹھیاں ڈال دیں۔ اور دیکھے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں ۳۹ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں کی رسیوں اور لامٹھیوں کو ادھر ادھر دوڑتے دیکھا تو دل میں خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ ان کے جادو سے متاثر ہو کر معجزہ عصا سے شک میں نہ پڑ جائیں۔ قُلْنَا لَا تَخَفُ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یہ اندیشہ مت کر۔ تمہارا معجزہ غالب رہے گا۔ اور فتح تمہاری ہوگی۔ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ اب اپنی لامٹھی زمین پر پھینک دو جو سانپ بن کر ان تمام رسیوں اور لامٹھیوں کو ٹپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جادو کے زور سے کیا ہے اور معجزہ کے مقابلہ میں جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات پیغمبروں کے قبضے میں نہیں ہوتے جب پیغمبروں کے قبضہ میں معجزات نہیں تو اولیاء اللہ کے قبضے میں کرامات کہاں۔ ۳۹ فارضی ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ فوراً ایک ہینٹناک اڑدھا کی شکل میں منتقل ہو کر جادو گروں کی تمام رسیوں اور لامٹھیوں کو نگل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ تو وہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ اور اس کے حجم میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہوا۔ جب جادو گروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین یقین حاصل ہو گیا اور فوراً بول اُٹھے اَمَّا بِرَبِّ هَرُونَ وَمُوسَىٰ کہ ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے، ۳۹ جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سٹ پٹایا اور جھنجھلا کر بولا۔ کیا میری اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے متاثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادوگر ان کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری



مَجْنُودٌ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۖ وَأَصْلٌ

اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا

فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۙ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ

فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سبھایا اے اولاد اسرائیل ۵۵

قَدْ أَجْنَيْنَاكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ

چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا تم سے کہ وہاں امن

الطُّورِ إِلَّا يَمُنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلَوىٰ ۙ

پہاڑ کی ۵۶ اور امان نام پر من اور سلویٰ

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ

کھاؤ ۵۷ سے طہری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي

پھر تو اترے گا تم پر میرا غضب اور جس پر اترے میرا غضب

فَقَدْ هَوَىٰ ۙ وَإِلَىٰ لُغْفَارٍ لَّنْ تَابَ وَآمَنَ وَ

سو وہ چکا گیا و اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۙ وَمَا أَعْجَلَكُمُ

کرے بھلا کام پھر راہ پرستے و اور کیوں جلدی کی تو نے ۵۸

قَوْمِكَ يَمُوسَىٰ ۙ قَالَ هُمْ أَوْلَاءُ عَلَىٰ أَثَرِي وَ

اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آہستہ ہیں میرے پیچھے اور

عَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْخَىٰ ۙ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا

میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو رخصتی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا

قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۙ فَرَجَعَ

تیری قوم کو ۵۹ تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر اٹھا پھر

منزل ۳

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جاوگروں یا قوم کے سمجھدار لوگ یہ کہیں کہ جادوگروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا إِنَّ لَّكَ يَوْمَ تَكُونُ مَعَهُ مَوْسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ، تم سے بھی بڑا جادوگر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ ۵۴ چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک لمحے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے مجھے اپنی رعیت کے روبرو

شرمسار ہونا پڑا۔ لہذا اب میں تم کو اس کی سخت سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بائیں پاؤں یا بائیں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں بھجور کے درختوں پر سوئی دیوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم فرعون اور اس کے مہنواں جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ

میرا عذاب سخت اور دیر پا ہے، یا رب موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمان کعبہ انا اور موسیٰ علی ترک ایمان (خان ج ۴ ص ۲۳) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کا ایمان یقین اور مستحکم ہو گیا۔ ۵۵ فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔

لہذا اب ان دلائل سے روگردانی کر کے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے بھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے

فَأَقْضَ مَا أَنْتَ قَاضٍ تُوہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کر لے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔

وَالَّذِي فَطَرَنَا يَه مَاجَاءَنَا بِمُطَوِّفٍ ۙ آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع ما بعدہ تعلیل لعدم المبالاة

المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء (روح ج ۱۶ ص ۲۳) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی

تو جو چاہے کرے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ یہاں دنیا میں کرے گا۔ اِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا اَللّٰہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کر دے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ ۵۶ یہ خطبہ

بمطوف ہے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادوگروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادوگر ان پر غالب نہ آسکے یہ اسرائیلی جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

موضح قرآن و زیادتہ نہ کروینی رکھ نہ چھوڑو۔

فتح الرحمن و بدوین توریت ۱۲ ص ۱ مترجم گوید چون موسیٰ باقتاد کس از قوم خود بجانب طوڑ توجہ شد حضرت موسیٰ از ہمہ سبقت گرد خطاب رسید واللہ اعلم ۱۲۔



اور ایمان لانے کے بعد فرعون سے کہا کہ تو نے ہم کو جادو پر مجبور کیا تھا۔ اب ہم اللہ سے یہ گناہ عظیم بخشوانا چاہتے ہیں (ابن کثیر ص ۵۹) یا اگر وہ سے مقابلے میں آنے پر مجبور کرنا مراد ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے۔ جب جادو گر جمع ہو گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض نشانات دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں اس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ مگر فرعون کے ڈر سے بادل ناخواستہ مقابلہ میں شریک ہوئے (روح، بحر وغیرہ)۔ ۵۷۸ یہ فرعون کے قول آئیناً اَشَدُّ عَذَاباً وَاَبْظَفَ کا جواب ہے۔ یعنی مؤمنین کے لئے اللہ کا اجر و ثواب تیرے انعامات سے بہتر ہے اور نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب تیرے عذاب سے زیادہ دیر پا ہے (واللہ اعلم)

قال المد ۱۶ ۷۰۰ طہ ۲

مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ يَقَوْمِ لِمَ

موسیٰ ۵۷۸ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاہوا کہا اے قوم کیا

يَعِدُكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدَّ أَحْسَنَ أَفْطَالٍ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے لئے اچھا وعدہ کیا طویل ہو گئی تم پر مدت و

أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يُحِلَّ عَلَيْكُمُ غَضَبُ مَنْ رَبِّكُمْ

یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر غصہ غضب تمہارے رب کا

فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ۖ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ۵۷۹ ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمَلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ

اپنے اُمیاد سے و لیکن ہم نے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

فَقَدْ فَنَاءَ كَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ۖ فَأَخْرَجَ لَهُمْ

سوہم نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈھالا سامری نے و پھر بنا کالائیک واسطے

عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خَوَاصِرٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ

ایک بچہ ایک دھڑ جس میں آواز گانے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے

مُوسَىٰ هَٰ فَنَسِيَ ۖ أَفَلَا يَرَوْنَ إِلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ

موسیٰ کا سورہ بھول گیا و بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جواب تک نہیں دیتا

قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۖ وَلَقَدْ

ان کو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھنا ان کے برے کا اور نہ بھلے کا اور

قَالَ لَهُمُ هَرُونَ مِنْ قَبْلِ يَقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ

کہا تھا ان کو ۵۸۰ ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے

بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاسْتَبِعُونِي وَاطِيعُوا

اس بچے سے اور تمہارا رب تو رحمن ہے ۵۸۱ سو میری راہ چلو اور مانو

منزل ۳

خَيْرُ قَوْمٍ أَبَا، لَمْ يَأْطَعَهُ (وَأَبْقَى) عِتَابًا لِمَنْ

عصا و هو رد لقول فرعون وَلَتَعْلَمُنَّ

آئِينَآ أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى (مدارک ج ۲ ص ۵۷۹)

یہاں سے تا ذلک جزاء مَن تَزَكَّى جادو گروں کے

قول کی حکایت ہے یا افعال الہی ہے۔ مجرم سے مراد

مشرک ہے۔ و دل قوله مَن يَتَّيْتُهُ مُؤْمِنًا عَلَىٰ

المراد بالمجرم المشرك (نسطری ج ۱۱ ص ۲۲)

تَزَكَّى یعنی شرک سے پاک ہوا۔ تطہر من الشرک

بقول لا اله الا الله قيل هذه الايات الثلاث

حکایۃ قولہم وقیل خبر من الله تعالیٰ

لا علی وجه الحکایۃ و هو اظهر (مدارک ج ۲ ص ۵۷۹)

۵۸۰ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما

السلام کے معجزات اور ان کی تبلیغ و ارشاد سے فرعون اور

اس کی قوم پر اپنی جنت تمام کر دی اور وہ ایمان نہ

لائے تو اب ان کی تباہی اور بنی اسرائیل کی نجات

کا وقت آ پہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ

وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے

نکل جائیں۔ راستہ میں بحر قلزم آئے گا۔ لیکن وہ تمہارے

سفر میں حائل نہیں ہوگا۔ آپ اپنی لائچی اس پر ماریں

فورا اس کا پانی سمٹ کر اس میں بارہ خشک اور چلنے

کے قابل راستے بن جائیں گے۔ بے خوف و خطر جائیے۔

نہ فرعون کے پیچھے سے جا پہنچنے سے ڈریئے نہ سمندر

میں غرق ہونے کا خطرہ دل میں لائیئے ۵۸۱ حضرت

موسیٰ علیہ السلام رات کی تاریکی میں قوم کو ساتھ لے کر

چل دیئے۔ صبح جب فرعون کو اس کا علم ہوا تو پوری

شان و شوکت اور لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب

میں نکل پڑا۔ بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے بطور اعجاز

دریا میں خشک راستے بنا دیئے جن سے وہ صحیح سلامت

پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون نے بھی لشکر سمیت گھوڑے

ان کے راستوں میں اتار دیئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم

کا خاتمہ کر دیا۔ ۵۸۲ قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یا دلائل ان کا شکر ادا کرنے انکو ایمان و اطاعت

پر قائم رہنے اور طغیان و سرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لہذا انہیں ہم من فرعون قال لهم هذا الشکر کرو (نسطری ج ۱۱ ص ۲۲)

موضع قرآن و وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لئے پیچھے بچہ بنا کر پوچھنے لگے۔ و فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا

تھا گناہ کہ وہ یقین جائیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلتے نہ دیتا۔ و ابی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمن و یعنی مدت مفارقت من ۱۲۔



۳۷۵ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ فرعون کی تباہی کے بعد کوہ طور کی دہنی جانب پر پہنچ جائیں۔ ان کو تورات دی جائے گی۔ جو سراپا نور ہدایت اور بنی اسرائیل کے لئے مشعل راہ ہوگی۔ یہاں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ اگرچہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن تھا پوری قوم کی فلاح و بہبود کے لئے۔ اس لئے وَعَدْتُكُمْ سے ساری قوم کو خطاب فرمایا۔ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَ السَّلْوٰی مِنْ سُلُوٰی (تَرْجُمین اور تیس) کا نزول میدان تیرہ میں ہوا تھا۔ اس کی زیادہ تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۵۵۳ حاشیہ ۱۱۔ ۵۵۴ جو صلال روزی میں نے تم کو دی ہے اسے

کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی

دی ہوئی دولت کو بے جا اور بُرے کاموں میں

خرچ نہ کرو۔ وَمَنْ يَخْلِفْ عَلَيْنَا غَضَبِيْ الْمُنَافِرِيْنَ

کے لئے تحویلِ آخر و می و لانی لَعَنَّا ذٰلِكَ فَرَاغَ بَارُوْنَ

کے لئے بشارتِ آخر و می ۵۵۵ حسب میقاتِ خداوندی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقبار اور

سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو

د فور اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے

نکل گئے۔ اور نقبار سے پہلے میقات پر پہنچ گئے۔ تو اللہ

تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ ساتھیوں

کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا

و خوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی

دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سو ساری

قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں

آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا

انتظار کر رہے ہیں۔ ۵۵۶ یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور

تمہارے پیچھے تمہارے قوم کو ایک آزمائش میں

ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے اے

اختبرناھم بما فعل لسامری (روح ج ۶ ص ۳۷)

سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان

میں شرک پھیلانے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی

کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر ان کو

ڈھال کر گوسائے کی شکل کا بت تیار کیا۔ جو گوسائے

کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب

تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعیا ذابالہ، بھول

میں ہیں۔ جو کوہ طور پہر ب سے ہم کلام ہونے چلے گئے

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ ص ۵۵۳

حاشیہ ۱۱۳ ۵۵۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی میما

گذرنے اور تورات لینے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو سخت غضبناک اور متاسف ہوئے۔ یہ غیظ و غضب اللہ کی توحید پر غیرت کی بنا پر تھا۔ وَ عَدَا حَسَنًا

موضع قرآن و جہل وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھو اس واسطے انہوں نے پیچھا بوجھنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے۔

ان کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھرٹی اٹھائی، وہی اب اس سونے کے بچھرے میں ڈال دی، سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے اس میں مٹی چھری برکت کی حق اور باطل بل کر

ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اس میں ہو گئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اسی سے بت برستی برحتی ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی در کالبد کہ از رساختہ بود شکل گوسالہ ۱۲ ص ۱۲ یعنی اگر با کسی ہم نشین شدی ہر دو راتپ میگردن ۱۲۔

اَمْرِی ۹۰ قَالُوا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰی يَرْجِعَ

ہات میری بولے ہم برابر اسی پر رہنے بیٹھ رہیں گے جب تک لوٹ کر آئے ہتھ

اَلَيْنَا مُوسٰی ۹۱ قَالَ يٰهٰرُونَ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

ہات میری موسیٰ کہا موسیٰ نے اے ہارون! کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو تھے

ضَلُّوْا ۹۲ اَلَا تَتْلِبُنْ اَفْعَصِيْتَ اَمْرِی ۹۳ قَالَ

کہ وہ بہک گئے کہ تو میرے پیچھے نہ آیا تھا کیا تو نے رد کیا میرا حکم وہ بولا

يٰۤاَبْنُوْا لَمْ لَا تَاْخُذْ بِحٰجَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۙ اِنِّیْ

اے میری ماں کے بیٹے! نہ پھرتی میری ڈاڑھی اور نہ سر میں

خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْۤاِسْرَآءِیْلَ

ڈرا کہ تو مجھے پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ ۹۴ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰۤاَسَہْرِیْ ۹۵

اور یاد نہ رکھی میری بات! کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِہٖ فَقَبَضْتُ قَبْضًا

بولا اللہ میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھرتی میں نے ایک نٹھی

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُہَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

پاؤں کے نیچے سے اس بچھے ہوئے کے پھرنے میں ڈال دی تھی اور یہی صلاح دی مجھ کو

لِی نَفْسِیْ ۹۶ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحٰیوٰةِ اَنْ

میرے لئے تھی کہ موسیٰ نے دور ہو گئے میرے لئے نزدیکی بھرتی اتنی سزا ہے

تَقُوْلَ لَا مَسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ یُّخْلِفَہٗ

کہ کب کرے مت چھوڑ وقت اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہر گز تجھ سے خلاف نہ ہوگا

وَ اَنْظُرْ اِلَی الْہٰکِ الَّذِی ظَلْتَ عَلَیْہِ عَاكِفًا

اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر تمام دن تو

مستغرق رہتا تھا



سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور ہدایت ہوگی۔ وعدہ ہوا ان یعطیہم التوراة التي فيها هدى ونور ولا وعد احسن من ذلك واجل (بحر ج ۶ ص ۲۸۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے فرمایا میری قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور پھر میں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کر سکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرنے کو تے اُکٹا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا جو تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گے لا تھرو وعدہ ان یفہموا علی طاعة الله عز وجل الى ان يرجع اليه من الطور (تفسیر ج ۱ ص ۲۳) قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے چالاک سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیش نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہو گئے۔ اسی من قدرتنا واختیارنا (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۱) ابن مرید لہم نملك انفسنا ای کتا مضطربین (تفسیر) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ ۷۱۔ اس میں انہوں نے بیچارگی اور اضطراب کی تصویر پیش کی۔ کہ ہوائیوں کہ قبیلوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور متعارفہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں پگھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سننے کے لئے کوہ طور پر چلے گئے ہیں۔ ای فغفل عنه موسى وذهب يطلبه في الطور (روح ج ۱۶ ص ۲۸۵) ۷۲۔ یہ جو تھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کار ساز ہو۔ ثم بين الله تعالى فساد اعتقادهم بان الالهوية لا تصلح لمن سلبت عنه هذه الصفات (بحر ج ۶ ص ۲۸۹) ای ہوا جزع عن الخطاب والضرب والنفع فكيف تتخذونه الهاء (دارک ج ۲ ص ۲۸۹) لہذا ہے بس اور عاجز کو معبود بنالینا سراسر حماقت اور قضیہ عقل کے صریح خلاف ہے۔ ۷۳۔ پرستار ان گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شاعت اور اس کا خلاف عقل ہونا بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آکر شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضہ تبلیغ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کرنے کی عرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیش نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ہر دن علیہ السلام انما قال ذلك شفقة منه على نفسه وعلى الخلق اما الشفقة على نفسه فلانه كان مأمورا من عند الله بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكان مأمورا من عند اخيه موسى عليه السلام بقوله اخلفني في قومي واصلي الي (کبر ج ۶ ص ۲۹۰) ۷۴۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیر خواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں دکھلائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ اور یاد رکھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و کار ساز خدا ہے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدا ہے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبَّكُمْ الرَّحْمَنُ میں مبتلا و خبر کی تعریف مفید ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ولتعريف الطرفين لأفادة الحصر ای وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ المستحق للعبادة هو الرحمن (غیر روح ج ۱۶ ص ۲۸۹) ۷۵۔ یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے انکار ادا یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مج ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعه عليه السلام اليهم غاية لعكوفهم على عبادة العجل لكن لا على طريق الوعد بتركها عند رجوعه عليه السلام بل بطريق التعلل بالتسوية (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۵) ۷۶۔ یعنی بچھڑے کی عبادت اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلما رجع موسى وسمع الصيحات والجلبة وكانوا يرفقون حول العجل (تفسیر ج ۱ ص ۲۳) ۷۷۔ غارن و معال ج ۲ ص ۲۸۵، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور اعتذار سنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور دائرہ کی بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون! جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایت مراد ہیں جو وہ کوہ طور پر جانے سے پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے الگ تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آ گئے۔ کان (موسیٰ) عليه السلام حديدا متصليا غضوبا لله تعالى وقد شاهدنا شاهد غلب



لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝۹۷ اِنَّا

ہم اس کو جلا دیں گے پھر بجھیں گے دریا میں اڑا کر و تمہارا

الْهٰكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ

معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز سما چکی ہے

عِلْمًا ۝۹۸ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ

اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو سچے ان کے احوال جو پہلے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۝۹۹ مَنْ

گذر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب سچے جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهُ يَجْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰

منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ و

خٰلِدٍ فِيْهِ ۚ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱

رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنُخْشِرُ الْجُرُجِينَ يَوْمَئِذٍ

جس دن بھونکیں گے صور میں اور پھیرا جائیں گے ہم گنہگاروں کو اس دن

زُرْقًا ۝۱۰۲ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا

نیکی آئیں و بچے چکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے مگر

عَشْرًا ۝۱۰۳ خٰن اَعْلَمُ بِمَا يَقُولُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ امْتَنِعْ

دس دن و ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں ابھی

طَرِيقَةً اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝۱۰۴ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ

راہ روش والا تم نہیں ہے مگر ایک دن و اور تجھ سے پوچھتے ہیں ۷۰۵

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝۱۰۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کا مال سو تو کہہ ان کو پھیرے گا میرا رب اڑا کر پھر کر پھیرے گا زمین کو صاف

منزل ۴

علیٰ ظلتہ نفصیر فی ہارون علیہ السلام ففعل بہما فعل (روح ج ۲ ص ۲۵۲) حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تو قطعاً کوتاہی نہیں کی۔ میں نے ان کو شرک سے پوری سختی سے منع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مشتعل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تھے جیسا کہ اعراف میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعُّوْا نِیَّیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْا نِیَّیْ اس کے علاوہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں شرک نہ کرنے والوں کو ساتھ لے کر شرک کرنے والوں سے جہاد کرتا تو یہ میں نے اس ڈسے نہیں کیا کہ آپ ہی واپس آ کر مجھ سے کہتے کہ تم نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی پیدا کر دی۔ اور میری واپسی کا انتظار بھی نہ کیا ای خنیت لوقاتلت بعضهم ببعض وتفاونا وتفرقوا

اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْ اِسْرٰءِیْلَ (روح) وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ قَالَ اَبُو عَبْدِیْدَہٗ لَمْ تَنْتَظِرْ عہدی وقد وحی (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۷۸) ۷۰۸

حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد درپردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار آنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰہًا کَمَا لَہُمْ اِلٰہَۃٌ جِسْ پراہوں نے ان کو سرزنش کی۔

سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال کان السامری رجلاً من اہل باجر وکان من قوم یعبدون البقر وکان حب عبادۃ البقر فی نفسہ وکان قال اظہر الاسلام مع بنی اسرائیل (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۷۷) قال قتادۃ کان السامری عظیمافی بنی اسرائیل من قبیلۃ یقال لہا ساموۃ ولکن عدو اللہ نافق بعد ما قطع الجرم مع موسیٰ الخ (قرطبی)

۷۰۹ یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی

خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ جبریلؑ کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور تیجھے تیجھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں موضع قرآن ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید وصال کا نکلنا وہ بھی یہودیوں کی فساد پورا کر گیا جیسے ہمارے پیغمبرؐ بال بائتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انا سے بانٹو فرمایا اسکی جنس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے گا اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ و ل یعنی اندھے اور شاید پوٹھیلی ہوں بد نمائی کے واسطے و ل یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آگیا یا قبر میں رہنا و ل ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمن و ل یعنی گناہ ہے را۱۲ و ل یعنی در دنیا۱۲۔



جبریل دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ پھر حال سامری نے کسی موسیٰ دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبریل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھر مٹی اٹھالی وہ ہی اب سونے کے پھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا تمنا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اسی میں مٹی پڑی برکت کی، حق اور باطل بل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بڑی ہر مٹی برکتی ہے۔

ظہ ۳۰

۷۰۴

قال الحدیث

صَفْصَفًا ۱۰۶ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۚ يَوْمَئِذٍ

میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا اس دن

يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

پچھے دوڑینگے وہ پکارنے والے کے پیڑھی نہیں جس کی بات اور دب جائیگی آوازیں

لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۚ يَوْمَئِذٍ

رحمن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز اس دن

لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو اجازت دی رحمن نے

وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۚ يَوْمَئِذٍ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اور پسند کی اس کی بات مقرر وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ بِهِ ۖ عَلِيمًا ۚ وَعَنَتِ

اور قہجے اور یہ قابو میں نہیں لاسکتے اس کو دریافت کرے اور لگاتار ہیں

الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ

منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے اور خراب ہوا جس نے

حَمَلَ ظُلْمًا ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیوں کے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۚ وَ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں ہے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا اور

كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا

اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھر پھیر کرسانی ہم

فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیزگار بنیں یا ڈالے

منزل ۴

تفہیم یہ آیت کی جو تفسیر اور بیان ہوئی، صحابہ تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے (عثمانی، بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہو جاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹی بھر مٹی اٹھالی۔ و فی بعض الآثار انه اذا كلمنا رفع الفرس يديه اور جلیہ علی التراب الیسر یخرج النبات فعرف ان له شأنًا فاخذ من صوطه حفنة (روح ج ۱۶ ص ۲۵) اس کی زیادہ تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی تو ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۱۰۷ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کوتاہ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ فریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا ایسی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گزار دی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفَنَّهُ وَهُوَ تَوَدُّنَا فِي عَذَابٍ مُّتَقَاتٍ میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا عت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ اِی لَنْ یُخْلِفَکَ اللّٰهُ مَوْعِدَہ الذی وعدک علی الشّرک والفساد فی الارض یلجزک لک فی الآخرۃ بعد ما عاقبت بذلک فی الدنیا (ملک ج ۳ ص ۳۵) ۱۰۸ یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے مہبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو ہم وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں ابھی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت

سزا کا ثبوت دیتی ہے

نہیں کر سکتا تو دوسروں کا کیا سوار سکتا ہے۔ ۱۰۹ یہ پانچویں آیت توحید ہے گو سالہ سامری کا بجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور مہبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کا رخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا مہبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الہ اور مہبود بننے کے قابل نہیں جس کا علم ہر چیز پر حاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گو سالہ جبار اور محض بے جان ہے بھلا یہ کیوں مہبود ہو سکتا ہے ۱۱۰ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشبیہ ہے یعنی موضع قرآن کا یعنی اس کی سفارش چلے گی و یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمن و یعنی انقیاد اسرائیل کند ۱۱۱ و یعنی مسلمان باشند ۱۱۲۔



کے لئے اس بات کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ سکتے تھے کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی مانند ریزہ ریزہ کر کے اُڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار و چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ یَسْأَلُونَكَ كَـلَّ جَوَابٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَعَلَّٰی پرفاد اس لئے داخل ہوئی ہے کہ یَسْأَلُونَكَ متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال متحقق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سائلوں کے اسی لئے جزا پر فاد داخل ہوئی۔ (مدارک، قاعاً میدان صاف صفا صاف ہموار عوجاً نشیب لپٹی۔ اُمّتاً بلندی اور اونچائی) **۱۷۰** اَلدَّاعِیَ اَلْحَمْدُ حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور بھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ یہیں اسرافیل علیہ السلام

اذا نفخ في الصور (لا عوج له) ای عن  
دعائہ لا یزیغون ولا ینحرفون بل یرعون  
الیہ ولا یجیدون عنہ (تفسیر طبری ج ۱۱ ص ۲۴)  
اس دن تمام بنی آدم پر ہیبت طاری ہوگی اور کوئی  
شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ ہیبت  
خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق بھی  
ہوئی ہوگی۔ ای خفیت لہا بیتہ تعالیٰ و  
شدۃ ہول المطلع (رح ج ۶ ص ۲۵) ھمّا یعنی نہایت  
پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست  
اور خفی آواز سے کرے گا۔ ۱۱ یہاں قیامت کے دن  
شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں  
سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جس

کی تعبیر مِّنْ اٰذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سے کی گئی ہے۔ اس سے یا تو شافعین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مومنین صالحین مراد ہیں جن کو قیامت کے دن گنہگاروں کی سفارش کرنے کا اذن ملے گا یا مشفوعہ لہم یعنی وہ گنہگار مومنین مراد ہیں، جن کے حق میں شفاعت ہوگی۔ پہلی صورت میں معبودان باطلہ کی شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہوگی اور دوسری صورت میں مشرکین کے حق میں شفاعت کے مفید ہونے کی نفی مراد ہوگی۔ ومعناہ لاجلہ وکذا ورضیٰ کئے ای لاجلہ ویکون من المشفوع لہ او بدل من الشفاعۃ علی حذف مضاف ای لاشفاعتہ من اذن لہ ویکون من المشافع لہ (بحر ۶ ض ۲) پہلی صورت کا عمل یہ موضع قرآن جب قرآن لاتے حضرت اُنکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاویں اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورۃ قیامت میں اور سلی کر دی تھی کہ اسکا کیا دکھونا اور لوگوں تک پہنچانا وہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تنقید کیا اور بھولنے پر اُس کی فرمائی آدمی۔ وک وہی جو دانہ کھا لیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔

قال المصنف

4.5

ظہ. ۲

لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعَلَىٰ اللَّهُ الْمُلْكُ الْحَقُّ وَلَا

ان کے دل میں سوچ سو بلند درجہ اللہ کا ہے اس سے بادشاہ کا اور تو

تَجَلُّ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ

جلدی نہ کر۔ فتران کے لینے میں ۵۰ جب تک

وَحْيَهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١٣﴾ وَلَقَدْ

اس کا انترنا اور کہہ اسے زیادہ کر میری سمجھ و

عَمَّا كَانُوا فِي أَعْيُنِنَا ۖ ذُرِّيَّتًا خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يُبْغَضُونَ وَلَا عَلَيْهِمْ فِيهَا كَلَامٌ ۚ

عہدِ نیا اِنی ادمِ مین قبلِ فِسی و لمِ مجد  
ہم نے نیا کدِ دی مٹی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پانی ہم نے

أَفْعَالُ

اس میں کچھ ہمت و اور جب کہا تم نے فرشتوں کو سجدہ کرو ۵۳

لَا دُمْ فَسَجِدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى ۖ فَقُلْنَا

آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا تم نے

يَا دِمْرَانُ هَذَا عِدْوُكَ وَلِزَوْجِكَ فُلَا

اے آدم یہ دُستمن میرا ہے اور میرے بھڑے کا سودا

فِي حَزَنٍّ مِّنَ الْحَبَسَةِ فَتَشَقَّى ۖ اِنَّ لَّكَ

نکلو! نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو یہ عالمے تکلف میں کچھ کو بہ ملا ہے

لَا تَجُوعُ فِيهَا وَلَا تَعْرَى ۝۱۱۸ وَأَنْتَ لَا

کہ نہ بھڑکا ہوتو اس میں اور نہ نیچکا اور یہ کہ نہ

نَظَرُوا فِيهَا وَلَا تَنْصَحْ ۝۱۱۹ فَوَسَّوْا لِلْشَّيْطَانِ

پہلیاں یہ تھے جو اس میں اور نہ درگاہ پر  
پہلیاں یہ تھے جو اس میں اور نہ درگاہ پر

قال يا دمهل ادلك على شجرة الخلد  
 کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درختِ سدا رہنے کا اور



منزل ۴



قال السيد:



بتلا کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ غنا قلبی سے محروم رہیں گے اور دنیائے دنی کی دولت کے پیچھے مفلس و قلاں لوگوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ ابن جبیر یسلبہ القناعة حتی لا يشبع فمع الدين التسليم والقناعة والتوكل فتكون حياته طيبة وہ مع الاعراض الحرس والشرح فعيشه ضحك وحال مظلة (ہدایہ ج ۳ ص ۵۵) جس شخص نے اللہ کی ہدایت کو محض غنا و غنا کی وجہ سے رد کر دیا قیامت کے دن اس کو قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ سے سوال کرے گا کہ بارے خدایا! دنیا میں تو میں چنگا بھلا دیکھتا تھا اور تو نے میری آنکھوں کو نور دے رکھا تھا تو آج مجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال كذلك تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں اور مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور ان سے آنکھیں بالکل بند کر لیں اور ان سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور چھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان آیاتنا انتك واخوة مستنيرة فلم تنظر اليها بعين المعتبر ولم تنصروا تركتها وعييت عنها فذلك اليوم تركك على عماك ولا نزيل غطاء عن عينيك (بجرج ۶ ص ۲۸) لیکن یہ اندھا بن ایک معین وقت تک ہو گا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور نعم و غیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وهذا الترك يسبق الى ما شاء الله تعالى ثم يزال العصى عنه فيرى احوال القيمة ويشاهد التارك كما قال سبحانه وادى المجرمون النار الخ (روح ج ۱۶ ص ۵۵۶) جو لوگ حدود والہیہ کو بھانڈ کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو جہنم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جہنم تو ناہیانا اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اقلع يهدى له الخ یہ مذبذبین کو لئے خوف دہیوی ہے۔ اجل مسمى، کلمۃ پر معطوف ہے اقلع يهدى له الخ کی تہدید کے بعد ان مذبذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ چکنا ہے۔ اور اس امت کے مذبذبین پر عذاب استیصال نازل

ظہ ۲۰

۷۰۷

قال الم

تُسْئِلُ ۱۲۶) وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ

يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ

وَأَبْقَى ۱۲۷) أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمُ

مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ إِنَّ فِي

ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النِّهَى ۱۲۸) وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ

سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ۱۲۹)

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ

أَنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

تَرْضَىٰ ۱۳۰) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعَتْ

بِهِ أَرْوَاحًا مِنْهُمْ زهرة الحياة الدنيا

ان طرح طرح کے لوگوں کو

رواقی ہوئی اور مت پر اس کی پڑھنا اور دن کی حدوں پر شاید تو

راستی ہوئی اور مت پر اس کی پڑھنا اور دن کی حدوں پر شاید تو

ان طرح طرح کے لوگوں کو

رواقی ہوئی اور مت پر اس کی پڑھنا اور دن کی حدوں پر شاید تو

ان طرح طرح کے لوگوں کو

رواقی ہوئی اور مت پر اس کی پڑھنا اور دن کی حدوں پر شاید تو

ان طرح طرح کے لوگوں کو

رواقی ہوئی اور مت پر اس کی پڑھنا اور دن کی حدوں پر شاید تو

ان طرح طرح کے لوگوں کو

رواقی ہوئی اور مت پر اس کی پڑھنا اور دن کی حدوں پر شاید تو

سج ۱۴

مفسر قرآن

منزل ۴

نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مذبذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العذاب لتاخير عذابهم والاجل المسبب لاجلهم لهما تاخير عذابهم اصلا (روح ج ۱۶ ص ۵۵۸) یہ پانچویں آیت شیعہ ہے جو پانچ امور موضع قرآن کی آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ گچھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی کافروں میں تلاوت کی مدد پر پھر پھر وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہو گا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔



پر مشتمل ہے۔ امر اول فاصبر علی ما یقولون یعنی آپ مشرکین کی بیجا باتوں اور انکے طعن و تشنیع پر اور انکی طرف سے جو مصائب آئیں ان پر صبر کریں۔ امر دوم و سبِّکم یجہد ربکم اور اللہ کی تسبیح و تقدیس اس پر محدود و معاون ہے لہذا آپ پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہے۔ اس آیت سے پانچوں نمازوں کا حکم مستنبط ہے قبل طلوع الشمس نماز فجر قبل غروب نماز عصر و من أناء الغیل نماز عشاء اور آخر آفات التہائم نماز ظہر و مغرب (قرطبی، روح وغیرہ) ۵۹ یہ امر سوم ہے۔ یعنی آپ مسئلہ توحید کو حجرات و شجاعت سے خوب پہنچائیں اور کفار و مشرکین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے وافر دولت سے

قال المد ۱۶ ۷۰۸ طہ ۲۰

لِنَفْتِهِمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ (۱۳۱)

ان کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا ۵۹ اور خود بھی قائم رہ اس پر

لَا تَسْأَلْكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ

ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے

لِلتَّقْوَىٰ (۱۳۲) وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بَايَةٌ مِّن

پیر ہیزگاری کا دل ہم اور تو کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا اسلئے پاس لے کوئی نشانی

رَبِّهِ أَوْ لِمَ تَأْتِيهِمْ بَيِّنَةٌ مَّا فِي

اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں آتی ان کو نشانی

الصَّحْفِ الْأَوَّلِ (۱۳۳) وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ

کتابوں میں کی اول اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو ۵۹

بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا

کسی آفت ہیں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ

أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِّن

بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر

قَبْلِ أَنْ نَنْزِلَ وَنَخْزِي (۱۳۴) قُلْ كُلُّ

نازل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی

مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَن

راہ دیکھتا ہے ۵۹ سو تم بھی راہ دیکھو آئندہ جان لو گے کون ہیں

أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ (۱۳۵)

سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

منزل ۴

رکھی ہے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ محض چند روزہ رونق اور شان و شوکت ہے۔ ان کو مال و دولت دینے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمارے نزدیک انکی کوئی قدر و منزلت ہے بلکہ یہ محض ابتلا اور امتحان ہے اور آخرت میں ان کیلئے جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ ۵۹ یہ امر چہارم ہے یہ امر مصلح کا ذکر ہے۔ یعنی اہل و عیال کو نماز کی پابندی کا حکم فرمائیں وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا امر ختم اور خود بھی نماز کی پابندی کریں لَا تَسْأَلْكَ رِزْقًا یہ ذمہ داری آپکی نہیں ہے کہ آپ اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے روزی کمائیں بلکہ روزی کا انتظام ہمارے ذمہ ہے۔ آپ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہیں آپ اسکا زیادہ اہتمام کریں۔ اِی لَا تَسْأَلْكَ اِنْ تَرْزُقْ نَفْسَكَ وَلَا اَهْلَكَ (نحن نرزقک) وَاِیَّاہُمْ فَلَا تَهْتَمُ لَا مِرَالرِزْق (مدارک ج ۳ ص ۵۵) مطلب یہ ہے کہ نماز پر مداومت کریں کوئی نماز ناعانہ نہ ہونے پائے۔ نماز کیوقت تمام کار و بار چھو چھوڑ کر پوری توجہ کیساتھ نماز ادا کریں اور انساب معاش ادائے نماز سے ہرگز مانع نہ ہو کیونکہ روزی رسا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ۵۹ یہ شکوی ہے مشرکین کہتے تھے کہ آپ کوئی دلیل یا معجزہ کیوں نہیں لاتے جو آپکی صداقت ظاہر کرے اَوْ لَسْتَ تَنْتَهِیْہُمْ جَوَاب شکوی ہے یعنی آپ نے ایسی باتیں بیان کی ہیں جنکی پہلے آپکو خبر نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے پیچھے رسول ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب من جانب اللہ ہے اور کتب سابقہ یعنی تورات و انجیل وغیرہ میں وہ آپ کی بشارت پڑھ چکے ہیں جو آپکی نبوت و صداقت پر نہایت واضح دلیل ہے تو کیا یہ دلیل کافی نہیں ہے۔ یرید التوداة والاخبیل والکتب المتقدمة وذلك اعظمایة اذا اخبربہا فیہا وقیل اَوْ لَمَّا تَأْتِیْہُم الْاٰیۃ الدالۃ علی شوقہ بما وجدہم فی الکتب المتقدمة من البشادۃ (قرطبی ج ۱ ص ۲) ۵۹ یہ امتیناف ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ ہم نے قرآن منکرین پر حجت قائم کر نیکی لئے نازل کیا ہے تاکہ قیامت کے دن وہ کوئی عذر نہ کر سکیں۔ یعنی اگر ہم قرآن نازل کرنے اور حجت قائم کرنے سے پہلے ہی عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دیتے۔ تو قیامت کے دن وہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ تو نے اپنا رسول بھیج کر اور اس پر اپنی آیتیں نازل فرما کر ہمیں سیدھی راہ کیوں نہ دکھائی۔ تاکہ ہم تیرے پیغمبروں کا اتباع کرتے اور آج ذلیل و رسوا نہ ہوتے۔ ۵۹ یعنی آپ ان متبردین اور معاندین سے کہہ دیں کہ ہم اور تم سب ایک دوسرے کے انجام کے منتظر ہیں۔ تم انتظار تو کرو بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور گمراہ کون۔ لڑو رسوہ ظلم کی آیات ترجیح ۹۲

ما مہام الہام ۱۳۱  
مرہ ام ۱۳۲  
مرہ ام ۱۳۳  
مرہ ام ۱۳۴  
مرہ ام ۱۳۵

ع ۱۶

پارا خطبہ نبوی

موضع قرآن و اور فاوند غلام سے روزی گموائے ہیں اور فاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے و ل یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزمان کی پائی معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی

فتح الرحمن مل یعنی قرآن مشتمل است برقص وغیر ان موافق کتب سابقہ ۱۲۔



**خلاصہ** سورہ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قَالَ رَبِّي يَحْكُمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (ع) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں ایک اجماعی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد، اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد کَمَا أَرْسَلْنَاكَ كَذٰكِرٍ مَّيْمُنٍ يُّزَكِّي السَّمْعَ وَالْبَصَرَ تَلْوِيحًا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (ع) کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے جنت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدم سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (ع) پہلے سوال مقدم کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جننے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا آلَآءًا يَّكُونُ الظُّلُمَاتُ اَلْآلَآءُ يَكُونُ الظُّلُمَاتُ اَلْآلَآءُ (ع) دوسرے سوال مقدم کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام گھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (ع) سے تیسرے سوال مقدم کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَوْمٍ مَّكَرَ هُمْ وَنُصِرْنَا (ع) تھوہیف دی ہوئی ہے۔

## تین عقلی دلیلیں

## دلیل نقلی اجمالی

قُلْ مَنْ يَحْكُمُكُمْ فِي لَيْلٍ وَالنَّهَارِ (ع ۴) تَخْوِيفٌ وَنُبُوٌّ۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ مُعْرِضُونَ اور اَمَّا لَهُمْ إِلَهٌ يُنصِرُهُمْ فَجَاءَ قَلِيلًا  
يَرَوْنَ أَنَّ النَّاسَ فِي الْأَرْضِ خَلْقٌ تَخْوِيفٌ وَنُبُوٌّ۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِمَنْ تَخْوِيفُ اخبر وی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔



## دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سائے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زبانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ

الانبیاء ۲۱

۷۱۰

اقترب للناس

سورة الانبياء مكية من مائة واثني عشرة آية وسبع ركعات

۱۔ سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آئینیں ہیں ہر ستر کو چھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر تھے

معرضون ۱ ما يأتهم من ذكر من رزقهم

معرضون ۱۔ ان کے آگے نہایت ہی بے خبری سے ان کے رزق سے

حدث الاستمعوه وهم يلعنون ۲ لاهية

حدث الاستمعوه ۲۔ ان کو سناتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں

قلوبهم واسرو النجوى الذين ظلموا هل

دل ان کے اور پیچھا کر مصلحت کی بے انصافیوں نے ان کو شخص

هذا الا بشر مثلكم افتامون السحرو انتم

کون ہے یہ ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں چنتے ہو جاو میں آنکھوں

تبصرون ۳ قل ربي يعلم القول في السماء و

دیکھتے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا

الارض وهو السميع العليم ۴ بل قالوا

زمین میں تھے اور وہ بے سننے والا جاننے والا اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں

اضغات احلام بل افتره بل هو شاعر

بہبودہ خواب ہیں انہیں بھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے

فلباتنا باية كما امرسل الاولون ۵ ما امنت

پھر چاہیے اے اے ہمارے سامنے ہے کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے وہ نہیں مانا

منزل ۳

پکارتے تھے۔ والہی اخصنت فرجھا الہ وکیل نقل دہم از حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان ہذا اممتکم امۃ واحداۃ الہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارسار سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کار ساز اور حاجت روا نہ تھے و اناد بکم و او تفسیر یہ ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے و تفتکھوا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فمسن یعمل من الصلوات بشارت اخروی ہے۔

فتح الرحمن ۱۔ مترجم گوید مراد از نشانہ عقوبت عام میداشتند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم ہود و اللہ اعلم ۱۲۔

الانبیاء ۲۱

سورة الانبياء مكية من مائة واثني عشرة آية وسبع ركعات

۱۔ سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آئینیں ہیں ہر ستر کو چھ







ہے۔ اور کوئی نہیں لہذا قریب دروس، کارساز اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہذا تمہارے مسبود کچھ نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برفروغ ہو کر انہوں نے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ھٰذَا آيَةُ الْبَشَرِ مِثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۸) کہ باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لائینی باتیں کہتا ہے بَلْ أَفْتَرْتُمُوهُ بَلْکَہ وہ خدا پر افسوس اور ہمتان باندھ رہا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

اقترب للناس ۱۷۷ ۷۱۲ الانبیاء ۲۱

اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ ۱۳ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوُهُمْ حَتّٰی

ہم تھے بیشک گنہگار تسلّم پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد یہاں تک کہ

جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۱۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

دھیر کر دئے گئے کھاٹ کر بجھے پڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَبِيْنَ ۱۶ لَوِ اَرَدْنَا اَنْ

اور زمین کو تھلے اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں بے کھیلے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ

نَتَّخِذَ لَهُمْ اَوْلٰی اَلَّا نَخْذِنَهُ مِنْ لَدُنَّا ۙ اِنْ كُنَّا

بنالیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو

فَعٰلِيْنَ ۱۷ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلِی الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُوْهُ

کرنا ہوتا فل یوں نہیں پر ہم پھینک مائے حق کو جھوٹ پر پھر وہ ہکا بھکا ہوتا

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۙ وَلَكُمْ اَلْوِیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۱۸ وَ

ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلائے ہو تو اور

لَهُمْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَہٗ لَا

اسی کہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک ہے ہیں

یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ ۙ وَلَا یَسْتَخْسِرُوْنَ ۱۹

سرسختی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کبھی یہ حال

یَسْبَحُوْنَ اَلَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۲۰ وَتَاْخُذُوْا

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں ٹھٹھٹے کیا ٹھٹھٹے ہیں انہوں نے

اَلْہِمَّةَ ۙ مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنشِرُوْنَ ۲۱ لَوْ کَانَ فِیْہِمَا

اور مسبود اللہ زمین میں کے فل کہ وہ جلا اٹھائیں ان کو فل اگر ہوتے ان دونوں میں

اَلْہِمَّةُ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۙ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ

اور مسبود سوائے اللہ کے کھلے تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک اللہ عرش کا مالک

منزل ۴

بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی ضد سے کہیں جو رَبِّیَّ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ ۱۷ مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقہ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَا اَزَمَّتْ قَبْلَهُمْ اِلٰہٌ تَخْوِیْفَ دِیُوٰی اور مطالبہ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقہ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ وَالْمَعْنٰی اَنْ اَهْلَ الْقُرٰی اقترحوا علی انبیاءہم الایات وعاہدوا انہم یدمنون عندہا فلما جاءتہم نکشوا وخالفوا فاهلکہم اللہ فلو اعطیت ہؤلآء ما یقترحون لنکشوا ایضاً ومدارک ج ۳ ص ۱۵۸ ۱۹ یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو ھٰذَا آيَةُ الْبَشَرِ مِثْلُكُمْ اللہ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ھٰذَا آيَةُ الْبَشَرِ مِثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۸) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب دہود و نصاریٰ کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ ۲۰ یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے ہماری طرح کھانا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع میں ان کا قول منقول ہے۔ مَا لَہٗ اِلَّا السُّوْیٰ یَا کُلُّ الطَّعَامِ وَیَشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا۔ کہ جب انبیاء موضح قرآن فل کھلونا یعنی بیٹا۔ فل یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کا ملوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

فتح الرحمن فل یعنی مجرمی بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چہر آدمی رسول باشد بلکہ در تشریہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرور و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ فل یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ مراد ورن کلام رداست بر عبادات اصنام ۱۳۔

فتح الرحمن فل یعنی مجرمی بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چہر آدمی رسول باشد بلکہ در تشریہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرور و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ فل یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ مراد ورن کلام رداست بر عبادات اصنام ۱۳۔



و رسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ اللہ یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ اسی ذکر دینکم و احکامہ شرعکم الخ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱۷) اللہ یہ تخیف دینوی ہے۔ فَهَمَّنَا اٰی اٰهْلَکْنَا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمہ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّا اَحْسَنُوْا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْکُضُوْا اللہ ہم نے کہا اب بھاگو مت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور عمارت کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گزرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزار کہا گیا۔ لَعَلَّکُمْ تَسْئَلُوْنَ عَذَابَ عَمَّآجِرٍ علیکم و نزل باموالکم فتجیبوا السائل عن علمہ و مشاہدۃ (مذکر ج ۳ ص ۳۷) اللہ جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا ذَآلَتْ لِکُمْ دَعْوَتُہُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چہرہ رخ گل کر دیا۔

## توحید پر عقلی دلائل

اللہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ خف کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق و توحید اور دین اسلام، باطل (کفر و شرک) پر غالب آسکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگان خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَکُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت دینا ہی ہے۔ ۷۱۳ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَکَ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شعیف سمجھتے ہیں۔ ان کی بدگئی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ ٹھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ مہلکا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہو کہ جس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں اسی ولہ تعالیٰ خاصۃ جمیعہ المخلوقات خلفا و ممدکا و تدبیرا و تصرفا و احیاء و اماتۃ و تعذیبا و اثابۃ من غیوان یکون لاحد فی ذلک دخل ما استقلالہ و استتباعا الخ (روح ج ۱ ص ۱۷۷) اللہ یہ مشرکین پر زبرد ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنہ لا یصح ان یکون الٰہا اذ لا یتحق هذا الاسم الا القادر علی کل مقدور و الانشاء من جملۃ المقدورات (مذکر ج ۳ ص ۳۷) اللہ نہ کورہ بالاعقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوانہ آسمان میں کوئی الہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کار ساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا یُسْئَلُ عَنْہَا فَعْلٌ وَہُمْ یُسْئَلُوْنَ وہ بلا شرکت غیر سے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔



۱۵ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ۱۶ بطور معارفہ مشرکین سے ان کے مدعی پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعی پر تین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کر سکو گے کیونکہ عقل تو دعوے توحید کی مؤید ہے۔ جیسا کہ ابھی دینی دلیلوں سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک و کار ساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیاء سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی و مبلغ تھے۔ جیسا کہ آگے فرمایا۔

اقترب للناس ۱۷ ۷۱۴ الانبیاء ۲۱

عَمَّا يَصِفُونَ ۲۲ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں اس سے پہچان جائے جو وہ کرے اور ان سے

يَسْأَلُونَ ۲۳ اِمَّا تَخَذُ مِنْ دُونِ الْهَيْهَةِ

پوچھا جائے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرٌ مِّنْ مَّعِيَ وَ

تو کہہ لاؤ اپنی سند لے یہ بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور

ذِكْرٌ مِّنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات

فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۲۴ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

سوٹلا رہے ہیں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی

رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے

فَاعْبُدُونِ ۲۵ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا

سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کسی کو بیٹا

سُبْحَنَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۲۶ لَا يَسْبِقُونَهُ

وہ پرگزاس لائق نہیں الہ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِكَ يَعْمَلُونَ ۲۷ يَعْلَمُ مَا

بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ

ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی

أَرْتَضَىٰ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۲۸ وَمَنْ

جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

منزل ۴

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوْحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے جیسا

کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ لَّيْسَ يُوْحٰی اِلَیَّ

اِلَّا مَا كَانَ لِيْهِ كُودَالٌ وَّاٰحٰدٌ ۝۱۵ یہ توحید پر تمام

انبیاء علیہم السلام سے دلیل نقلی اجماعی ہے کہ تمام انبیاء

علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد

ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ ۱۵ یہ شکوی

ہے یعنی انبیاء علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح

کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ

کار ساز بنائے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب

مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحٰنَہُ یعنی اللہ تعالیٰ کی

ذات اس سے بہت بلند و برتر اور اعلیٰ و ارفع ہے۔

کہ اس کی عاجز و بے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا

ولد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ اِنِّہ

فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں

وکیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے با عزت بندے ہیں

جواب ثالث لَا یَسْبِقُوْنَہُ اِنِّہ وہ اس کے ساتھ ہم وقت

نرساں و لوزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر بات بھی

نہیں کر سکتے جواب رابع وَهُمْ بِأَمْرِكَ یَعْمَلُونَ اِنِّہ وہ

اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہُمْ وَمَا خَلْفَہُمْ سب کچھ جاننے

والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس و سابع

لَا یَشْفَعُوْنَ اِنِّہ وہ ہر وقت اللہ کی ہیبت کے سامنے

خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش

نہیں کر سکیں گے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اِنِّہ اس میں ان

لوگوں کا ذکر ہے جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت

کی اجازت ہوگی۔ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائیں

اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی

شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو

تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا الہ الا اللہ وشفاعتہم الاستغفار (روح ج ۱ ص ۱۷۱)

قال ابن عباس ہما اھل شہادۃ ان لا الہ الا اللہ ..... والمملکۃ یشفعون عندا فی الآخرۃ کما فی صحیحہ مسلم وغایرہ

وفی الدنیا ایضا فانہم یشفعون للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۱ ص ۱۷۱)

موضع قرآن ص ۱۷۱ پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو عالم ہوتے تو جہاں خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہرتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہیے اس بغیر کو مکر نائب ہووے۔



۱۷۷ یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر یہ فرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی

منرا ہے۔ ۱۷۸ اَوَلَمْ يَرِ

الَّذِينَ كَفَرُوا

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ

یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل

ہے۔ کائنات ارتقا یعنی زمین

و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ

مالت عدم میں تھو ففتقنہما

تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔

فمعنی الایۃ الودیعہما

ان السموات والارض کانتا

معدومتین فاوجدناهما

(روح ج ۱، ۱۷۸)

زمین و آسمان کو عالم نیست سے

عالم نیست میں لانارمین میں پہاڑ

اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان

کو ستاروں کے بغیر سہارا دینا،

دن رات اور سورج چاند کی

پیدائش غرضیکہ پورا نظام

شمسی جس تکنیک اور کمال

صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور

نظام مسمیٰ کے تمام احوال و

کوائف کی موزونیت خداوند

تعالیٰ کی توحید پر اعلیٰ عقلی دلیل

ہے۔ ۱۷۹ یہ مشرکین کے لئے رجز

اور تیسرے سوال کے جواب کا

اعادہ ہے کل نفس الہیہ

ما قبل کی دلیل اور برہان ہے۔

## موضع قرآن

فلا منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی

زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی مہانت مہانت نکالی آسمان سے گتے ستارے ہر ایک کا گھر چھوڑا اور جہاں جہاں نازل ہوئے یعنی جانور پانی سے یعنی نقطہ سے یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند متوہیں تو یہ بات کہاں تھی قل بجاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے منورنے تارے اور جہاں اور رات اور دن کی یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

الانبیاء ۲۱

۷۱۵

اقترب للناس

يَقُلُ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهُ مِّنْ دُونِهِ فذٰلِكَ نَجْزِيْهِ

ان میں سے ۱۷۷ کہ میری بناؤں کے اس سے دوسرے سوا اس کو ہم بدلہ دیتے

جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۲۱ اَوَلَمْ يَرِ

دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین

رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنٰمِنَ السَّمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَیٍّ

بندھے تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں حیات

اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۲۰ وَجَعَلْنٰ فِي الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

پھر کیا یقین نہیں کرتے اور رکھ دیے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ

اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنٰ فِيْهَا جَبَالًا لَّعَلَّهُمْ

کبھی ان کو لیگر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کٹاؤں تاکہ وہ

يَهْتَدُوْنَ ۲۱ وَجَعَلْنٰ السَّمَاءَ سَفًّا مَّحْفُوْظًا وَهَمَّ

راہ پائیں اور بنایا ہم نے آسمان کو پھٹت محفوظ اور وہ

عَنْ اٰیَتِنَا مَعْرِضُوْنَ ۲۲ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَّیْلًا

آسمان کی نشانیوں کو دیکھنا میں نہیں لائے اور وہی ہے جس نے بنائے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۲۳

اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھومتے ہیں ۱۷۸

وَمَا جَعَلْنٰ لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخَلْدَ اَفَاِنَّ مِتَّ

اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا ۱۷۹

فَهَمَّ الْخٰلِدُوْنَ ۲۴ كُلُّ نَفْسٍ ذٰیْقَةُ الْمَوْتِ وَ

تو وہ رہ جائیں گے وہ ہر جی کو چکھنی ہے موت اور

منزل ۴

فتح الرحمن قل واکردن آسمانها نازل کردن مطراست واکردن زمین رویانیدن گیاه از وی ۱۸۰



۵۷۷ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزار کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ يَذُكُّوْنَ الرَّحْمٰنَ هُمْ كُفِرُوْنَ خدا کا پیغمبر تو ان کے قبوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور

متصرف و کار ساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدا نے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ ۵۷۸ زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَاوِدِيكُمْ اٰیَتِیْ اَلْخَوْفِ دِیُوۡی ۵۷۹ شکویٰ تو یَعْلَمُ الَّذِیْنَ۔ تا وَ اَھْمُ یُنْظَرُوْنَ جواب شکویٰ مع تخویف اخرویٰ مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادالوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیگا تو وہ اپنے کو اس سے ہرگز نہیں بچا سکیں قَتَبَتْھُمْ اَنْ لَّوْ حَاسَ باختر اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قَالَ الْفَرَاۤءُ قَتَبَتْھُمْ اٰی تَحْیِیْرُھُمْ (قطبی ج ۱۱ ص ۲۹) ۵۸۰ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و تحریہ سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بد قماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ بھی طریقہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

نَبِیُّکُمْ بِالْشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةٌ ۖ وَالْیَنَابِتُ رُجْعُونَ ۝۳۵

ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمائے کو اور ہماری طرف پھر کر آجائے گے

وَاِذَا رَاکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ الْاَهْزَؤًا

اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے ۵۷۵ تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

اَهْذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اِلَھْتِکُمْ ۚ وَھُمْ یَذْکُرُ الرَّحْمٰنَ

کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمن کے نام سے

ھُمْ کُفِرُوْنَ ۝۳۶ خَلِیْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ عَجَلٍ سَاوِدِیْکُمْ

منکر ہیں وہ بنا ہے آدمی جلدی کا فل ۵۷۶ اب کھلاتا ہوں تم کو

اٰیَتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۳۷ وَیَقُولُوْنَ مَتٰی ھٰذَا

اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۳۸ لَّوِیْعَلَمُ الَّذِیْنَ

وعدہ ۵۷۷ اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ

کَفَرُوْا اِحٰیۡنَ لَا یَکْفُوْنَ عَنْ وُجُوْھِھِمْ النَّارُ وَلَا

منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُھُوْرِھِمْ وَلَا ھُمْ یَنْصَرُوْنَ ۝۳۹ بَلْ تَأْتِیْھُمْ

اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْۃٌ فِتْنَتْھُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّھَا وَلَا ھُمْ

ناگہان پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

یُنْظَرُوْنَ ۝۴۰ وَلَقَدْ اَسْتَهْزِیْ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ

فرستائے گئے اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں ۵۷۸ رسولوں سے تجھ سے پہلے ۵۸۰

فَخَاقَ بِالَّذِیْنَ یَخْرُوْا مِنْھُمْ مَا کَانُوْا یَسْتَهْزِءُوْنَ

پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے

موضع قرآن و نام لیتا ہے ٹھا کروں کا یعنی بُرا کہتا ہے۔ و یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزائے انہیں گھیر لیا۔ فتح الرحمن و این کنایت است از غلبہ استعجال بر آدمی ۱۲۔







۳۳ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ معترف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضہ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نور توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

الانبیاء ۳۱

۷۱۸

اقترب للناس

مُثْقَلًا حَبَّةً مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا

برابر راجی کے دانہ کی تو ہم نے آئینے اس کو اور ہم کافی ہیں

حَاسِبِينَ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ

حساب کرنے کو اور ہم نے دی تھی ۳۷ موسیٰ اور ہارون کو نفیجے جکائیولی کتاب

وَضِيَاءً وَذَكَرًا لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۸﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

اور روشنی اور نصیحت ڈالنے والوں کو جو ڈرتے ہیں

رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿۳۹﴾

اپنے رب کے بن دیکھتے اور وہ قیامت کا حضور رکھتے ہیں

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ تُنْكِرُونَ ﴿۴۰﴾

اور یہ ایک نصیحت ہے ۴۰ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۴۱ اور ہم رکھتے ہیں

بِهِ عَلِيمِينَ ﴿۴۱﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ

اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۴۲ اور اپنی قوم کو یہ سب

الْتَّمَائِشِلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا وَجَدْنَا

مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا

أَبَاءَنَا لَهُمَا عِبْدَيْنِ ﴿۴۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَ

اپنے باپ دادوں کو ۴۳ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر ہے تم ۴۴ اور

أَبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۴۴﴾ قَالُوا اجْتَنِبُوا بِلَاحِقِ

تہا سے باپ دانے ہر طرح گمراہی میں بولے کیا تو سارے پاس لایا ہے سچی بات

أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿۴۵﴾ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ

یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۴۵ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

منزل ۴

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والا اول رنج ۳۷ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ

برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں

۳۷ دلیل عقلی تفصیلی دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وکُنَّا

بہ علیین اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو عبد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے

باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِن قَبْلِ يَنْظُرُ بَنِي عَلَى الْغَيْمِ بَنِي عَلَى الْغَيْمِ

الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ۲ ص ۲۳) ۳۸ اذ قالوا مؤخر سے متعلق ہے اور ذکر

مقرر ماننے کی ضرورت نہیں التماثل، تماثل کی جمع ہے۔ تماثل اس مصنوعی چیز کو کہلاتا ہے جو اللہ کی پیدائی

ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت

بنائے عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے

سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جے بیٹھے ہو۔ التماثل مصنوعی للشیء لمصنوع

مشبہ ما بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۳۹ ان القوم كانوا عبادا صنما علی

صور مخصوصہ کصورۃ الانسان او غیریہ (کبرج ۲ ص ۲۱) وکانت علی ما قیل

صور الرجال یعقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوها

جسمًا تخیلوا (روح ج ۱ ص ۹۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ

معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شے کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی

۴۰ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۴۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباؤ اجداد صریح گمراہی میں تھے کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض

تواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تابع ہو۔ ۴۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے تم سچ کہہ رہے ہو یا بوجہ ہنس مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ رِبِّكُمْ اور فریب شیطانی کے تابع ہو۔ ۴۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا سہنی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم

یہاں تک تفصیلی دلیل دینی ہے کہ ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ معترف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضہ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نور توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

۳۷ دلیل عقلی تفصیلی دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وکُنَّا بہ علیین اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو عبد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِن قَبْلِ يَنْظُرُ بَنِي عَلَى الْغَيْمِ بَنِي عَلَى الْغَيْمِ

الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ۲ ص ۲۳) ۳۸ اذ قالوا مؤخر سے متعلق ہے اور ذکر مقرر ماننے کی ضرورت نہیں التماثل، تماثل کی جمع ہے۔ تماثل اس مصنوعی چیز کو کہلاتا ہے جو اللہ کی پیدائی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنائے عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جے بیٹھے ہو۔ التماثل مصنوعی للشیء لمصنوع

مشبہ ما بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۳۹ ان القوم كانوا عبادا صنما علی صور مخصوصہ کصورۃ الانسان او غیریہ (کبرج ۲ ص ۲۱) وکانت علی ما قیل صور الرجال یعقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوها

جسمًا تخیلوا (روح ج ۱ ص ۹۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شے کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی

۴۰ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۴۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباؤ اجداد صریح گمراہی میں تھے کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض تواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تابع ہو۔ ۴۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے تم سچ کہہ رہے ہو یا بوجہ ہنس مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ رِبِّكُمْ اور فریب شیطانی کے تابع ہو۔ ۴۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا سہنی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم

۳۷ دلیل عقلی تفصیلی دوم حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وکُنَّا بہ علیین اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو عبد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِن قَبْلِ يَنْظُرُ بَنِي عَلَى الْغَيْمِ بَنِي عَلَى الْغَيْمِ

الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ۲ ص ۲۳) ۳۸ اذ قالوا مؤخر سے متعلق ہے اور ذکر مقرر ماننے کی ضرورت نہیں التماثل، تماثل کی جمع ہے۔ تماثل اس مصنوعی چیز کو کہلاتا ہے جو اللہ کی پیدائی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنائے عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جے بیٹھے ہو۔ التماثل مصنوعی للشیء لمصنوع

مشبہ ما بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۳۹ ان القوم كانوا عبادا صنما علی صور مخصوصہ کصورۃ الانسان او غیریہ (کبرج ۲ ص ۲۱) وکانت علی ما قیل صور الرجال یعقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوها

جسمًا تخیلوا (روح ج ۱ ص ۹۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شے کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی



پکارتے ہو۔ وہ عاجز و بے بس ہیں اور متصرف و مختار نہیں ہیں مالک مختار اور متصرف و کار ساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے لہذا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعویٰ پر میرے پاس دلیل و حجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل و حجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالادلة ما قولی (قرطبی) لکنہ و تا لکن لا کیدن حضرت غیلان علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان شہوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت مختصر اور محسوس طریقہ سے ان کے معنوں باطلہ کی بے چارگی کو واضح کرنے کے لئے ایک نئی رسم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر پھر کھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلہم جذا اذ جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا البتہ سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ اور کہا ہاں اس کے کندھے پر رکھ دیا تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو

بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صحیح سلامت براجمان ہیں اور کہا ہاں آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی سیرجعون الیہ کما يرجع الیہ للعالم فی حل المشكلات فیقولون ما لہؤلاء مکسوف و مالک صبیحا والناس علی عاتقک (کیرج ص ۱۳) اس سے مقصود التزام حجت تھا لکنہ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید منا کرواپس آئے تو حسب ستور اپنے معبودوں کو تذکرہ سجد و پیش کرنے کے لئے عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا فحش کیا ہے لکنہ قالوا اسمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کر رہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوئی ہے حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ یذکر ہم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جس کا نام ابراہیم ہے بروقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب پکڑی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سبغافتی یذکر ہم) یعیدہم فجعلہم الذی فعل ذلک ہم (روح ج ۱ ص ۲۳) لکنہ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے روبرو لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم سے کس قدر عینہا کہ منزلیتے ہیں اسی محضرون عقوبتنا لہ (مدارک ج ۳ ص ۳۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام ماضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انہم کو ہوا مان یاخذوہ بغیر بینة فارادوا ان یحییوا بہ علی اعیین الناس لعلہم یشہدوہ علیہ بما قالہ فیکون حجة علیہ بما فعل و هذا قول الحسن و قتادة و السدی و عطاء بن عباس و (کیرج ص ۱۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے

افقہ للناس ۱۷
۷۱۹
الانبیاء ۲۱

**السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّتِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلَىٰ**

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

**ذِكْمٌ مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝۶۱ وَتَاللَّهِ لَآ كِيدَنَّ**

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں مبالغہ کروں گا

**أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُولُوا مَدْبَرِينَ ۝۶۲ فَجَعَلَهُم**

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر لکنہ پھر کر ڈالا ان کو

**جُذًا ۚ إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝۶۳**

مکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں و

**قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا ۚ إِنَّنَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۶۴**

کہنے لگے کس نے ایسے کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

**قَالُوا سَمِعْنَا فَتًی يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝۶۵**

وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک نوجوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

**قَالُوا فَأَتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ**

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید

**يَشْهَدُوا ۝۶۶ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا**

دیکھیں بولے لکنہ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

**يَا إِبْرَاهِيمُ ۝۶۷ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا**

اے ابراہیم بولا نہیں بریہ کیا ہے لکنہ ان کے اس بڑے نے

**فَسُئِلُوهُمْ ۖ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝۶۸ فَرَجَعُوا إِلَىٰ**

سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

**أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ۝۶۹ ثُمَّ**

جی میں پھر بولے لوگوں نے تم ہی بے انصاف ہو و پھر

منزل ۴۴

ان تماشیل کے تمام پکار بولنے کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہوا سوقت وہ انکی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے بر ملا ان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کر سکیں اور اس حقیقت کا اعلان کر سکیں کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و مضر سمجھتے ہو ان کے معجز کا یہ حال ہے کہ وہ خورانی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تہوار بھی کچھ سنوار یا بجا کر نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فاتوا بہ علی اعیین الناس) ای علی رؤس الامتہاد فی الملاء الا کہو بحضرة الناس کلہم مکان ہذا هو المقصود الا کہو لا بواہیم علیہ السلام ان یبین فی ہذا المحفل العظیم کثرة جہلہم و قلة عقلہم فی عبادۃ ہذا الاصنام الی لا تدفع عن نفسہا ضررا ولا تملک لہا نصرا فکیف یطلب منہا شیء من ذلک (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۷) لکنہ قالوا انت الخ اس سے پہلے اندماج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت موضوع قرآن و۔ یہ علاج کرنا انہوں نے چپکے سے کہا پھر جہت شہر سے باہر گئے ایک میلے میں سب بت تانے میں جا کر سب کو توڑا لکھنے کہ پھر پوچھا کیا حاصل۔



ابراہیم علیہ السلام کو سرعام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کر لیتے تو وہ انھیں حسب منشا برائے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہو گیا اور اٹھے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵۔ قال بل فعلہ الذی لفظ بل انضاب کیے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بُت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جسکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بتفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں حکم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں متھایل فعلہ من فعلہ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تمہارا برائیت بھی یہاں موجود ہے تمہارے ان معبودوں ہی سے جو جو لوگ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کر لیا امام رازی نے اس توجیہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ورا بعہا انه کنایۃ عن غیو مذکور ای فعلہ من فعلہ وکبیر ہم هذا ابتداء الکلام و میروی عن الکسانی انه قال یقف عند قوله بل فعلہ ثم یستدی کبیر ہم هذا کبیر ج ۱ ص ۱۳۳) ۴۶۔ فوجوا الی انفسہم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکرتے آئے اور ان کو تنبیہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کر کے اپنی جانوں پر خطر کر رہے ہیں بھلا جو استقد ر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کر سکیں وہ دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں (انکم انتم الظالمون) ای بعبادۃ من لا ینطق بلفظہ ولا یمیکل لنفسہ لحظۃ وکیف ینفع عابدیہ ویدفع عنہم البأس من لا یرفع عن رأسہ الفأس (قرطبی ج ۱ ص ۳۱) ۴۷۔ ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تفصیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انھیں آلیا اور مجاہدیت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہو گئے فقال اهل التفسیر اجدی اللہ تعالیٰ الحق علی لسانہم فی القول الاول ثم ادرکتہم الشقاۃ ای ردوا الی الکفر بعد ان اقموا علی انفسہم بالظلم مدارک ج ۳ ص ۶۳) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبودوں کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیک ایہا المیکل انہا لا تنطق کذا لک وانا انما اتخذناھا الہمۃ مع العلم بالوصف (روح بلدہ ص ۱۶) ۴۸۔ قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی

اقترب للناس ۱۷۰ ۷۲۰ الانبیاء ۳۱

نُكْسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هَٰؤُلَاءِ

اندھے ہو گئے سر جھکا کر دے ۴۷۔ تو تو جانتا ہے جیسا یہ

يَنْطِقُونَ ۴۵ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

بولتے ہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے دوسرے

مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۴۶ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ بُرا کرے ۴۶۔ بیزار ہوں میں تم سے

لِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۴۷

اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ

بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ۴۸۔ اگر کچھ کرتے ہو

فَلَنَأَيُّنَا كُوْنِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۴۹

ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام نہ ابراہیم پر

أَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْآخِزِينَ ۵۰ وَجِئْنَا

جاننے لگے اس کا بُرا پھر انہی کو ہم نے ڈالنا نقصان میں اور بچا نکالانے

وَلَوْطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۵۱

اسکو اور لوٹ کو اس زمین کی طرف جس میں برکت دی ہم نے جہاں کے واسطے

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا

اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو

صَالِحِينَ ۵۲ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُهْدُونَ بَأْمُرِنَا ۖ

نیک بخت کیا ۵۲ اور ان کو کیا ہم نے پیشوا رہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور

أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمُ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ ۖ

کہلا بھیجا ہم نے انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

منزل ۳

بیجا رگی اور بے بسی کا اقرار کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی فکر و عقل کو بھجھوڑ دیا کہ یہ ماجرا معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ ثمت تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے مرتجع احقمانہ فعل کی قیاحت بھی نہیں سمجھتے۔ ۴۹۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۸۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۷۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۶۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۵۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۴۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۳۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۲۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۱۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۰۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۹۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۸۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۷۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۶۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۵۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۴۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۳۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۲۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۱۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۰۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۹۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۸۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۷۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۶۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۵۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۴۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۳۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۲۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۱۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۰۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۹۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۸۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۷۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۶۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۵۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۴۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۳۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۲۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۱۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۰۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۹۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۸۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۷۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۶۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۵۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۴۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۳۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۲۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔ ۱۔ قالوا حرقوه و انصروا الہتکم ان کنتم فاعلین۔

فتح الرحمن والیعنی اس کنایت است از ملزم شدن ۱۲ و آتش انداختن ۱۳ یعنی زمین شام ۱۴



قد سرقه بقرع الى المناصبه (روح ۱۷ ص ۶۷) وانصرفوا اليه تكلم ببحر حقيق ابراهيم لانه يسبها ويحيها (قرطبي ج ۱ ص ۲) قلنا يناسر الخ منور نے اسی گزلی اور جالیس گز جوڑی چار دیواری بنوائی اور اس میں چالیس دن تک یزید بن جمیع کرایا اور اس کو آگ لگا دی جب آگ خوب شعل ہو گئی اور ہر طرف سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ کو اس میں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اس وقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کر کے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللہم انت الواحد فی السماء و انت الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حبی اللہم و فعد الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الہ انت سبحانک رب العلمین لک الحمد و لک المملک لا شریک لک اور اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ یناسر کوئی برد او سلا ماعلیٰ ابراہیم علیہ السلام

ایک تھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بن جا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کرتے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کر لی گئی مگر جیسے میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کر سکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیمؑ سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کر لی اور اس کی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بدت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنها طبعها الذی طبعها علیہ من المحر و الاحراق وابقاها علی الامانة و الاشراف و الاشتغال کہا کانت واللہ علی کل شیء قدیر (بحر ج ۱ ص ۳) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کار ساز اور متصرف مختار نہیں ہے و نجینہ و لوط الخ ہم نے ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے و دھبنا لہ اسحق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں و جعلناہم ائمة فمیر منصوب سے حضرت ابراہیمؑ، لوط، اسماعیل اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں معنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا یناسر کوئی آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا و نجینہم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ و دھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی و جعلناہم ائمة ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا و احینا الیہم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا کانا ونا عبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا اے و لوط ایتناہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بد عملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اس پر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کر دیا اور حضرت لوط علیہ السلام

ایک تھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بن جا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کرتے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کر لی گئی مگر جیسے میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کر سکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیمؑ سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کر لی اور اس کی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بدت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنها طبعها الذی طبعها علیہ من المحر و الاحراق وابقاها علی الامانة و الاشراف و الاشتغال کہا کانت واللہ علی کل شیء قدیر (بحر ج ۱ ص ۳) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کار ساز اور متصرف مختار نہیں ہے و نجینہ و لوط الخ ہم نے ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے و دھبنا لہ اسحق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں و جعلناہم ائمة فمیر منصوب سے حضرت ابراہیمؑ، لوط، اسماعیل اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں معنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا یناسر کوئی آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا و نجینہم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ و دھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی و جعلناہم ائمة ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا و احینا الیہم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا کانا ونا عبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا اے و لوط ایتناہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بد عملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اس پر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کر دیا اور حضرت لوط علیہ السلام

اقترب للناس

۷۱

الانبیاء

**اٰتِیَّا الزَّكُوَّةَ وَكَانُوا النَّاعِبِدِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَوْ طَا اٰتِیَّا**  
 دینی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لوط کو دیا اپنے

**حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ**  
 حکم اور سمجھ اور بچا نکالا اس کو اس بستی سے جو کرتے تھے

**تَعْمَلُ الْخَبٰیثٰتُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمٌ سَوْءٌ فٰسِقِیْنَ ﴿۷۲﴾**  
 گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان اور

**وَادْخَلْنٰهُ فِی رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۳﴾ وَنُوْحًا**  
 اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بھٹوں میں اور نوح

**اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلِ فَاٰتٰیْنٰهُ فَنَجَّیْنَاهُ وَاَهْلَهٗ**  
 کو جب سے اسے بھارا اس سے پہلے پھر قبول کر لی ہم نے اس کی دعا سو بچا دیا اس کو اور اس کے

**مِنْ الْكُرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ**  
 گھردلوں کو بڑی بھاری سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر

**الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰتِیْنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمٌ سَوْءٌ**  
 جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے بڑے لوگ

**فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَدَاوُدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یُحٰكِمُنِ**  
 پھر ڈبا دیا ہم نے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے تھے

**فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَسَتْ فِیْهِ غَمَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا**  
 فیصل کرنے لکھتے تھے کہ جھگڑا جب رہ نہ گئیں اس کو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا

**لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَفَقَّهْنٰهَا سُلَیْمٰنَ وَكَلَّا اٰتِیْنَا**  
 ہمارے ان کا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا

**حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ**  
 حکم اور علم اور بچا دیا اور نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس کو ہلاک طوفان سے اٹھکے اہل ایمان کو بچا لیا

**فَاَعْمٰیھُمْ اَمْرًا وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ**  
 موصیٰ قرآن کا حضرت داؤد نے بکریاں دلوں کو بدلانے کے نقصان کا ان کے دین میں جو کچھ کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موانع یہ حکم کیا اور حضرت سلیمانؑ کے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو ان کا دودھ پو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہو جائے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو

**فَاَعْمٰیھُمْ اَمْرًا وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ**  
 فتح الرحمن وای معنی گو سفند ان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب درآمد و چرا گردن داؤد علیہ السلام حکم کر دیا ان کو سفند ان عوض زراعت و سلیمان حکم اس قوم را باصلاح ذراعت و ان قوم را باسقاء از شیر غنم تا و قدیک ذراعت بحال خود رسد و حکم سلیمان اصوب بود ۱۲

اور ان پر ایمان لایں والوں کو بچا لیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کر لیا ایتناہ حکما و نجینہ۔ و ادخلناہ فی رحمتنا جو زمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ہے و نوحا اذنائی الخ یہ جو معنی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس کو ہلاک طوفان سے اٹھکے اہل ایمان کو بچا لیا موصیٰ قرآن کا حضرت داؤد نے بکریاں دلوں کو بدلانے کے نقصان کا ان کے دین میں جو کچھ کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موانع یہ حکم کیا اور حضرت سلیمانؑ کے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو ان کا دودھ پو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہو جائے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو فتح الرحمن وای معنی گو سفند ان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب درآمد و چرا گردن داؤد علیہ السلام حکم کر دیا ان کو سفند ان عوض زراعت و سلیمان حکم اس قوم را باصلاح ذراعت و ان قوم را باسقاء از شیر غنم تا و قدیک ذراعت بحال خود رسد و حکم سلیمان اصوب بود ۱۲



۱۱ قنوب للناس ۱۱

[illegible]

۱۲  
۱۲

فتح الرجل. وما يعنى سافقتن زر ۱۳۵







نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاَسْتَجَبْنَا لَهُ اَنْكحی دعا ہم سے قبول کی وَخَجَّيْنَاهُ اور مصیبت سے ہم سے نہ کو بچایا اَلَمْ وَزَكَّرْنَا اِذَا نَادَى الْاَلْمِ یہ تو یہ تفصیل نقل و دلیل ہے یعنی ذکر یا علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم سے اپنے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاَسْتَجَبْنَا لَهُ وَزَكَّرْنَا اِذَا نَادَى اَلْمِ دعا ہم سے قبول کی وَزَكَّرْنَا اور ہم سے اپنے اس کو بیٹا عطا کیا وَخَجَّيْنَاهُ اور ہم سے اس کی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اَتَحْصُمُ كَذِبًا اَلْمِ اس سے تمام مذکور انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے ذکر حاجات و مشکلات میں غائبانہ ہم سے پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَا تَمَامِ انبیاء علیہم السلام امید و بیم میں ہم سے پکارتے تھے۔ وَكَا اَنَّا لَنُخْشِعْنَ اور ہم سے ہی سامنے عاجزی کرتے تھے آیت کا یہ حصہ تمام انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے یا اس سے حضرت زکریا، انکی بیوی اور یحییٰ علیہم السلام مراد ہیں اَلَمْ وَخَجَّيْنَاهُ اَلْمِ یہ دسویں تفصیل نقل و دلیل ہے حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام سے اَحْصَنَتْ فَرَجَہَا یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَخَجَّيْنَاهُ یعنی عفت فامتنعت من الفاحشة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۳) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک عجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے دافردایۃ لان حالہما لمجدہ وعرہما آیۃ واحدۃ وہی ولا تدعی ابیہا من غیر محل (برج ۹ ص ۳۳۳) ای علامۃ و اعجوبۃ للخلق و علی نبوة عیسیٰ و دلالت علی نفوذ قدرتہما فیما نشاء (قرطبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسیٰ کا قصہ تو ہماری قدرت کی دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کار سازی کے لائق نہیں ہیں اَلَمْ اِنَّ هَذِهِ اَمْتُکُمْ اَلْمِ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے سوا عبادت میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں املہ یہاں ملت اور دین کے معنوں میں مستعمل ہے اور مراد ملت اسلام اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہو الامۃ الملة و هذه اشارة الى ملۃ الاسلام وہی ملۃ جمیع الانبیاء (مدارک ج ۳ ص ۳۷) خطاب للناس قاطبۃ والاشارة الى ملۃ التوحید والاسلام (روح ج ۱ ص ۱۹) لہذا ذکر الانبیاء قال ہولاء کلہم مجتمعون علی التوحید فالامۃ بمعنی الدین الذی ہوا الاسلام قالہ ابن عباس و مجاہد وغیرہما (قرطبی) اَلَمْ اَنَا رَبُّکُمْ اَلْمِ حضرت شیخ فرماتے ہیں وادّٰ تفسیر یہ ہے اور جملہ ما قبل کی تفسیر ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب اور کار ساز ہوں لہذا تم سب میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو اِی لادین سوی دینی ولا رب غیری فاعبدونی و اوحدهونی و اذکار ج ۳ ص ۱۲) اِی انا الہکم اَلَمْ واحد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ۱ ص ۱۹) اَلَمْ وَتَقَطَّعُوا اَمْرُہُمْ اَلْمِ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بد عمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور نبوی دولت اور لایح کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچاسب کو ہمارے پاس ہی آئے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کار ساز بھی ایک موضوع قرآن و الٰہی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں و یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلادی و یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

الانبیاء ۲۱

۴۲۴

اقتوب للناس ۱۷

تَقَطَّعُوا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلُّ اِلْنَارِ جَعُونَ ۹۳  
ٹھٹھے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام اَلَمْ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے  
فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ  
سوجو کوئی کرے نیک کام اَلَمْ اور رکھتا ہوا ایمان سوا کارت نہ کرے  
لِسَعْيِهِ وَاِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ۹۴ وَحَرَامٌ عَلٰی قَرِيْبَةٍ  
اسکی سعی کو اور ہم اسکو لکھتے ہیں اور مقرر ہو چکا کہ رستی پر  
اَهْلُكُنَّ اَنْتُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۹۵ حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ  
جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر نہ آئیں گے اَلَمْ یہاں تک کہ جب کھول دے جائیں  
يَا جُوجُ وَمَا جُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۹۶  
یاجوج اور ۹۶ ماوج اور وہ ہر اوجان سے پھلتے پھلے آئیں  
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ  
اور نزدیک آئے سبھا وعدہ کے پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں منکروں کی  
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُوَلِّیْنَ اَقْدَمًا فَاِذَا فُتِحَتْ مِّنْ هٰذَا  
انکھیں اَلَمْ کبھی ہماری ہم بے خبر ہے اس سے  
بَلْ كُنَّا ظَالِمِيْنَ ۹۷ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ  
نہیں پر ہم تھے گناہگار و اَلَمْ اور جو کچھ تم پوجتے ہو اَلَمْ اللہ کے سوائے  
اَللّٰهُ حَصْبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۹۸ لَوْ كَانَ  
ایندھن ہے روزگار کا تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ  
هٰؤُلَاءِ اِلٰهَةٌ مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُونَ ۹۹  
بت معبود کے تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سد پڑے رہیں گے  
لَهُمْ فِیْہَا زَفٰیْرٌ وَهُمْ فِیْہَا لَا یَسْمَعُونَ ۱۰۰ اِنَّ  
ان کو اس میں چلاتا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے اَلَمْ بیشک

منزل ۴

اور کار ساز ہوں لہذا تم سب میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو اِی لادین سوی دینی ولا رب غیری فاعبدونی و اوحدهونی و اذکار ج ۳ ص ۱۲) اِی انا الہکم اَلَمْ واحد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ۱ ص ۱۹) اَلَمْ وَتَقَطَّعُوا اَمْرُہُمْ اَلْمِ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بد عمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور نبوی دولت اور لایح کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچاسب کو ہمارے پاس ہی آئے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کار ساز بھی ایک موضوع قرآن و الٰہی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں و یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلادی و یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمن و الٰہی دراصل دین ۱۲



۲۱ انبیاء ۴۱

تو کہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے کہ معبود متہارا ایک معبود ہے پھر کیا مل

منزل ۴۴

فَسَحِّحِ الرَّحْمَنُ دَرِ اَيَعْنِي دَوِ اَخْرُزْ مَا نِ بِيغَا مَبْرِي مَبْعُوْثْ شُوْدِ دَامَتْ اَوِ مَرْزَمِيْنِ غَالِبْ شُوْدِ ۱۲۔

جب حجت خداوندی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر ان کے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔  
المعنی وممنع علی تریة قد مرنا هلاکھا او حکمنا به  
رجوعهم البنا ای نوبتھم علی ان (الا اسیدف  
خطیب مثلھا فی قوله تعالیٰ) اما منعك ان لا تسجد  
فی قول (روح ج، ام ۱۹) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
کہ حرام مبتداء مخدوف کی خبر ہے یعنی الا یمان حرام الخ  
اس صورت میں انھم لا یرجعون جبہ ما قبل سے بدل ہو گا۔  
اور لازماً نہ نہیں ہو گا قال مجاہد والحسن (الایرجعون)  
لا یتوبون عن الشوک (روح) انھم لا یرجعون من الشوک  
ولا یتوبون عندہ وہو قول مجاہد والحسن (کمبیز ج ۲ ص ۱۹)  
۱۹ حتی اذا فُتِحَتِ الخ یہ بخلاف اخروی ہے ہم کہ ضمیر سے  
سب لوگ مراد ہیں یا صرف ماجوج ماجوج پہلی صورت میں  
مطلب یہ ہو گا کہ نفخہ ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر مرتفع حصے  
کو روندنے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقف کی طرف  
دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ جب قیامت  
کے قریب ماجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائیگا تو وہ زمین کے ہر  
حصہ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندنے سوڑتے دنیا میں کھل  
جائیں گے اور ہر طرف شروفساد برپا کر کے ایک تباہی مچائیے  
ثم قيل في الذين ينسلون من كل حدب انهم ماجوج  
وماجوج وهو الاظھر وهو قول ابن مسعود وابن  
عباس وقيل جميع المخلوق فانكم محشرون الى ارض  
الموقف وهم يسرعون من كل حدب (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴)  
نکہ راقب الرب العدا لئلا الوعد الحق سے قیامت مراد ہو  
وہو ابعد النفخة الثانية من البعث والحساب  
والجزء الا النفخة الاولى (روح ج، ام ۱۹) انکم وما  
تعبدون الخ مَا تَعْبُدُونَ سے بُرے پیر مراد ہیں جو اپنی  
پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام

مفتی محمد رفیع الدین



جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عزیر ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا آئینہ ہیں گئے۔ کفار قریش یہ سکر بہت خوش ہوتے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبیری کی بات لا جواب ہے اور محمد کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں الحسنى (جنت یا سجدائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہو چکا ہے۔ من القوطی وابن کثیر وغیرہا لکھ الحسنى۔ اس سے مراد جنت ہے یا رحمت و سعادت یا توفیق طاعت۔ الحسنى اسی الجنة (قریبی ج ۱۱ ص ۳۲) الحسنى یعنی السعادة والعدۃ الجميلة الجنة (غازن و معالم ج ۴ ص ۳۲) الحسنى ای الخصلة الفضلة فی الحسن وهي السعادة وقيل التوفيق للطاعة والمراد من سبق ذلك

الحج ۲۲

۴۲۶

اقترب للناس

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۱۰۸ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلْنَا أَذْنُكُمْ

تم ہم پر داری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہہ دے میں نے خبر کر دی کہ

عَلَى سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرَى أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا

دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو

تَوَعَّدُونَ ۱۰۹ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

تم سے وعدہ ہوا یا اللہ وہ رب جانتا ہے جو بات بیکار کر کر دے اور

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۱۱۰ وَإِنْ أَدْرَى لَعَلَّهُ فِتْنَةً

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو یا اللہ اور میں نہیں جانتا شاید تانہ میں تم کو جاننا

لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۱۱۱ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ

ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک اللہ رسول نے کہا ہے رب فیصلہ کر انصاف کا

وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۱۱۲

اور رب ہمارا رحمن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيَةٌ وَسَبْعُونَ آيَةً فَتَسْتَرْكِعُونَ

سورہ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی آیتیں آٹھ سو سات ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑی رحیم و رحیم اللہ علیہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو! ڈرو اللہ اپنے رب سے بیشک پھر بحال قیامت کا

شَيْءٌ عَظِيمٌ ۱ يَوْمَ تُرْوَنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو بھول جائے گا ہر دودھ پلانے والی

عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اپنے دودھ پلانے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی ہوا اپنا پیٹ اور

منزل ۴

مقدیرہ فی الاذل (روح ج ۲ ص ۹۷) الحسنى الرحمة والسفا (راجع البیان ص ۲۸۹) لکھ عنہا ای عن جہنم یعنی جن کے لئے حسنى کا وعدہ ہو چکا ہے انہیں جہنم سے دور رکھا جائیگا وہ تو جنت میں ہوں گے لکھ لا یسمعون الخ جملة بعدہ سے بدل ہے اسمیں روزخ سے ان کے بعد کی قدرے تفصیل دی گئی ہے یعنی ان کو روزخ سے اسناد دور کیا جائیگا کہ وہ آتش روزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سن پائیں گے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ روزخ کی بھر گئی آگ کا شور ہزاروں میلوں کے فاصلہ تک سنا دیکھا۔ یہ اس وقت ہو گا جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے لکھ لا یحجزنہم الفرع الخ تا جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا نفخ ثانی سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور بڑی سے بڑی گھبراہٹ سے بھی معذور نہیں گے بیان لنجا قہم من الافراع بالکلیۃ بعد نجاتہم من النار لانہم اذا لم یحجزنہم الکبر الافراع لم یحجزنہم ماعدا بالضرورۃ کذا قیل (روح ج ۲ ص ۹۷) الفرع الاکبر سے نفخ ثانی یا تمام اسوال قیامت مراد ہیں لکھ تتلقفہم ملائکۃ الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اس وقت فرشتے انکا استقبال کریں گے اور ان سے کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای تستقبلہم ملائکۃ علی ابواب الجنة یھنئونہم و یقولون لہم اھذا یومکم الذی کنتم توعدون) قیل تستقبلہم ملائکۃ الرحمة عند خروجہم من القبور۔ (قریبی ج ۱۱ ص ۳۲) لکھ یوم نطوی السماء الخ یوم کا مال اذکر مخدوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحجزنہم یا تتلقفہم ہے۔ منصوب یا ذکر وقیل ظرف للا یحجزنہم۔۔۔۔۔ وقیل ظرف لتلقفہم (روح)

ما اعادہ دہلوی سورہ حج ۱۲ ص ۱۲۸

اعلم ان التقدير لا یحجزنہم الفرع الاکبر یوم نطوی السماء (کبرج ص ۲۸) لکھ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے کائناتوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درجہ برہم کرنے سے کہنا یہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تلامذہ خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون و فساد عادت ہے اور وہ فنا ہو جائیگا۔ فلاسفہ ملاحد نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم ازل وابدی مانے جو صریح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کو تاہ نظری اور بصری کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فناء عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیراٹس ملطی۔ تیشا غورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطو طائیس موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔



اذا في الروح ج، اعتنا) والشر تعالى اعلم بالصواب ان الله كما بدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اس طرح ہم دوبارہ پیدا کر لیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لا محالہ ایسا کر نیچے۔ وعدہ مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ اسی وعدہ نا وعدہ۔ علیہنا یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے اسی علیہنا انجازہ والوفاء بہ ای من البعث والاعادة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۲۳) ولقد كتبنا الخ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قبل فیہ اندہ یو ادبھا الارض الجنة كما قال سعيد بن جبیر لان الارض في الدنيا قد ورثها الصالحون وغيرهم وهو قول ابن عباس ومجاهد وغيرهما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسة يرثها امته محمد صلى الله عليه وسلم (بجرح ص ۳۲۳) وقیل المراد بها الارض المقدسة وقیل الشام (روح ج ۱ ص ۳۲۳) عبادی الصالحون الخ اس سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنة يرثها امته محمد صلى الله عليه وسلم (فان ج ۲ ص ۲۶۳) قال مجاهد یعنی امته محمد صلى الله عليه وسلم (معالم) واکثر المفسرين على ان المراد بالعباد الصالحين امته محمد صلى الله عليه وسلم (قرطبی ج ۱ ص ۳۲۳) لیکن النسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصالحون۔ تمام مسلمان کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصالحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ اعلم بالصواب اللہ ان فی هذا الخ ہذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والا اول اوفق ای فیما جبری ذکرہ فی هذه السورة من الوعد والتنبیه وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی هذه السورة من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ۔ (مدارک ج ۳ ص ۳۳۱) وما ارسلناک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کر دی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سورا ستعد اور ضد و عناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مؤمن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مؤمن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہو گیا اور کافر غرق و خسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلى الله عليه وسلم رحمة لجميع الناس فمن امن به وصدق به سعدا ومن لم يؤمن به سلم مما الحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱ ص ۳۲۳) والظاهر ان المراد بالغالبين عايشي الكفار ووجه ذلك عليه انه عليه الصلوٰۃ والسلام ارسل بما هو سبب لسعادة الدارين ومصلحة الناشئين الان الكافرون على نفسه الانتفاع بذلك واعرض لفساد استعداد عما هنا لك (روح ج ۱ ص ۳۲۳) قل انما يوحى الخ یہ توحید پر دلیل و حجت ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کو بعد دلیل وحی ذکر کر گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب و بلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متقرب و کار ساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کار ساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کار ساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکار سنے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے نہیں؟ استفہام سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحيد الله تعالى: ای فاسلموا لقوله تعالى (فهل انتم متقون) ای (انتھو قرطبی ج ۱ ص ۳۲۳)۔ استفہام يتضمن الامر باخلاص لتوحيد والانقياد الى الله تعالى (بجرح ص ۳۲۳) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رستہ پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق و اجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثة الانبياء عليهم الصلوٰۃ والسلام وصدقهم لا يتوقف على اوحادانية فيجوز التمسك بالدلة السميعة كاجماع الانبياء عليهم السلام على الدعوة الى التوحيد ونفي الشريك وكالتصوص القطعية من كتاب الله تعالى على ذلك (روح ج ۱ ص ۳۲۳) فان تولوا الخ اذ انتم كما مفعول ثانی محذوف ہے ای ما وحي الى ارضه سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی گئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسند توحید، انکار کرتیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلا تحقیق تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتائے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کا ثن میں علی سوائے فی الاعلام بذلك لم اخص احدا منكم دون احد (روح ج ۱ ص ۳۲۳) فقد علمتم ما هو الواجب عليكم من التوحيد وغيره على سواء فلم افرق في الابلاغ والبيان بينكم لاني بعثت معلما (کبیر ج ۲ ص ۲۰) یا علی سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کر کے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا و انتم فی العلم بما علمتكم به من وحدانية الله تعالى لقيام الادلة عليها (روح ج ۱ ص ۳۲۳) وان ادري الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتادی جو کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلا کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہو گے اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔ یہ سب کچھ ضرور سوچا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی و بربادی ہو جا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہو گا اور قیامت کب قائم ہوگی۔ ان امور کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا نہیں فرمایا۔ لہذا الان هو اعلام بما يحل بمن تولى من العقاب وغلبة الاسلام ولكن لا ادري متى يكون ذلك (بجرح ج ۲ ص ۳۲۳) مآ توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبہ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہر حال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہوئیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمد راضی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبة المسلمين وظهور الدين والحشر مع كونه آتيا لا محالة (روح ج ۱ ص ۳۲۳) اقرب ام بعيد ما توعدون من يوم القيامة ومن عذاب الدنيا... (ان ما توعدون به من غلبة المسلمين عليهم كائن لا محالة ولا بد ان... يلحقهم بذلك الذل والصغار وان كنت لا ادري متى يكون ذلك لان الله تعالى لم يطلعني عليه (کبیر ج ۲ ص ۲۰) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لا محالہ ہو کر ہے مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ



نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطا نہیں فرمایا۔ امام ابوالبکرات نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا: ای لا ادری متى يكون يوم القيامة لان الله تعالى لم يطلعني عليه ولكني اعلم بانه كائن لا محالة اولادى متى يحل بكم العذاب ان لم توصوا (مدارك ج ۳ ص ۱۷۱) علامہ خازن راقم ہیں (ما توعدون) یعنی يوم القيامة لا يعلمه الا الله (خازن ج ۳ ص ۲۶۱) علامہ قرطبی خامہ فرماتے ہیں (ما توعدون) یعنی اجل يوم القيامة لا يدرى احد لا نبى مرسل ولا ملك مقرب قاله ابن عباس وقيل اذنتكم بالحرب ولكنى لا ادرى متى يؤذن لى فى محارب بكم (قرطبی ج ۱ ص ۳۵۵) ما نظر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ اسی هو واقع لا محالة ولكن لا علم لى بقربه ولا بعدة (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۹) انہ یعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے نہ وہ ان ادویٰ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلامہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں ۱۹۱ قل رب احکم الخ یہ تحویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمائے۔ ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب و مقہور اور ذلیل و خوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے اسی رب افق بیننا و بین اهل مكة بالعدل المقتضى لتعجيل العذاب والتشديد عليهم فهو دعاء بالتعجيل والتشديد والا فكل قضائه تعالى عدل وحق (روح ج ۲ ص ۱۰۹) ۱۹۲ و ربنا الرحمن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کرے گا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت و غلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انهم كانوا يقولون ان الشوكة تكون لهم وان سراية الاسلام تخفق.... فاستجاب الله عز وجل دعوة رسوله صلى الله عليه وسلم فغيب اموالهم وغيروا احوالهم ونصر اوليائه عليه فاصابهم يوم بدر ما اصابهم (روح ج ۲ ص ۱۰۹) و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

(آج بتایں ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز شنبہ ۱۵ بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المسارین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

## سُورَةُ الْحَجِّ

سورۃ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا رابطہ کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ جن سے ان کا عمل واضح ہو گیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۃ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعا اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر و نیاز، منت اور جڑھلے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التقرف کا بیان تھا اور اب سورۃ حج میں نفی شرک فی التقرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصہ:- مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

### حصہ اول نفی شرک فی التقرف

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر کوع ۳ کے اختتام نذوقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التقرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایہا الناس اتقوا ربکم الخ تحویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے مہرکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایہا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو تاچیز قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر و توانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو ذالک بان اللہ هو الحق الخ اور ان الساعۃ انبئ الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التقرف بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اول علی سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد و عناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہذا فی الذل نیاخذی الخ (ع ۱) تحویف زبیری و اخروی۔ ومن الناس من یعبدا للہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲)



ترجمہ ثلث جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کرے گا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ ان کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین امنوا والذین ہادوا الخ (۲۷) تحریف اخروی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ الخ (۲۷) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و متقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہذا وہی ساری کائنات کا مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے اس لئے صرف اسی سے استعانت و استغاۃ کرو۔ فالذین کفرو الخ (۲۷) منکرین توحید کے لئے تحریف اخروی ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (۲۷) مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے ان الذین کفرو الخ (۲۷) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تحریف اخروی۔

## حصہ دوم نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ ۱۔ واذبوا لابرہیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے انتہا تک ان اللہ لا یحب کل خوان کفر تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور میں تحریرات اللہ بجا ہیں۔ تحریرات غیر اللہ بے جا ہیں۔ اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ واذبوا لابرہیم مکان البیت الخ (۳۷) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشترکات اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں و یذکروا اسم اللہ الخ و لیوفوا نذرہم الخ (۳۷) اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور قاجتنبہ الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حریمات اللہ الخ تحریرات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شرک و غیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا و احلت لکم الانعام الخ (۳۷) تحریرات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بچرو سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ جو پائے جنہیں تم از خود حرام سمجھ رہے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (۴۷) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان و لکل امة جعلنا منسکاً الخ (۵۷) والبدن جعلنا لکم الخ نذر اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اذن للذین یقاتلون بانفسہم ظلموا الخ (۵۷) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمہیں محض توحید کی خاطر شہادت سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت و امداد کا وعدہ بھی فرما دیا و ولولہ دفع اللہ الناس الخ مشروعیات جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرے تو دنیا میں اور تو اور عبادت خدایہ بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوا لکذبوا فقد کذبت الخ (۶۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تحریف دنیوی ہے ویستجلبونک بالعذاب الخ زجر مع تحریف دنیوی۔ قل یا ایہا الناس انما انزلناکم مذیوبین (۷۷) ترعیب ایمان ذالذین امنوا و عملوا الصالحات الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی الیتیم الخ تحریف اخروی برائے منکرین۔ وما اسرسلنا من قبلك الخ (۷۷) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈال دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذاک جعلنا لکل فبی عدو و شیطین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفرو الخ (۷۷) تحریف اخروی۔ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفرو الخ تحریف اخروی والذین ہادوا فی سبیل اللہ الخ (۷۷) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ و دنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا ٹھکڑن سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل ملی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرورت و فرمائا ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل انی ہے یعنی جو اللہ سلسلے نظام عالم کا مختار و متصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد و تائید پر بھی قادر ہے۔ المستوان اللہ انزل من السماء الخ (۸۷) اعادہ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع ولائہ یہ دلیل عقلی اول ہے۔ المستوان اللہ استخرجکم الخ (۹۷) دوسری عقلی دلیل۔ وهو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امة جعلنا منسکاً الخ (۹۷) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی منہ ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر و نیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ المستوان اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف و مختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر و نیاز بھی نہ رو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر جو مشرکین۔ یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانتم تکلموا بشی من ذالکم الخ (۹۷) تحریف اخروی برائے مشرکین۔ یا ایہا الناس ضرب مثل الخ (۱۰۷) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین عبادت میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پیاروں کا کیا سنواریں گے لہذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سو رہے اللہ یصطفیٰ من الملائکہ رسلاً الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شیء (ہر بات کو سننے والے) ہیں اور نہ بصیر لکل شیء (ہر چیز کو دیکھنے والے) اور جاننے والے) ہی ہیں لہذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں رو۔ یا ایہا الذین امنوا رکعوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ رکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے و جاہلوا فی اللہ حق جہادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ ابیکم ابراہیم الخ دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔



## مختصر خلاصہ

سورۃ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ اول ابتداء سورت سے پیکر رکوع ۳ کے آخر تک عذاب الیم تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی العقول کا مضمون مذکور ہے اس حصے میں نفی شرک فی العقول پر عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی العقول دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصے میں تین زچریں ہیں زچر اول کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ داؤد بن ابیہیم (۴۷) سے پیکر رکوع ۵ کے آخر ان کو قائم رکھو۔ ۲۔ تحریات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی ندر و منت اسکو پورا کرو۔ ۴۔ غیر اللہ کی ندر مت دو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین یفتکون الخ اجازت جہاں دیکھے

الحج ۲۲

۴۳۰

اقبوت للناس

بمقتضیٰ وعدۃ فتح و نصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدۃ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

## پہلا حصہ۔ نفی شرک فی العقول

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جا چکا ہے سورۃ حج کے پہلے حصے میں شرک اعتقادی یا شرک فی العقول کا نفی کیا گیا ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۱۔ یا ایہا الناس اتقوا الخ یہ تحذیر اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لزوم نیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الہی اور خوف خداوندی کی زجر سے نابت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلة الساعة الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اسکے محفوظات سے اعتنا کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوبات اللہ الہامیۃ فان ملاحظۃ عظمہا و ہولہا ذلکا ماہی من مبادیہ و مقدماتہ من الاحوال والاھوال الہی لا ملجأ منہا سوا التقویٰ التدریجی بلباس التقویٰ (ابو السعود ج ۶ صفحہ ۳) لہ زلزلة الساعة قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے

تَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَاهُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝۲ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝۳ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝۴ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن شُرَابٍ مَّهِينٍ ۝۵ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنَبِّئَنَّ لَكُمْ وَنَقَرُّ فِي الْأَرْحَامِ نَقْشَ بَنِي هَوًىٰ ۝۶ وَنَقْشَ بَنِي هَوًىٰ ۝۷ مَّا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ۝۸ وَمِنْكُمْ مَّن يُّتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُصُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۝۹

تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت عذاب اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں فی اللہ بغیر علم و بتبعہ کل شیطان مریہ ۳ کتب علیہ انہ من توالیہ فانہ یضلہ و یدہیہ الی عذاب السعیر ۴ یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فی انما خلقناکم من شراب مہین ۵ ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ و غیر مخلقۃ لننبیئنکم و نقر فی الارحام نقش بنی ہویٰ ۶ و نقش بنی ہویٰ ۷ ما نشاء الی اجل مسمیٰ ثم نخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا اشدکم ۸ و منکم من یتوفیٰ و منکم من یردد الی ارذل العصر لکیلما یعلم من بعد علم شئاً ۹

منزل ۴

طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئے گا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا یہ قول علقہ اور شعبی کہے اکبر ج ۶ صفحہ ۲۴۹ (۲) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخۃ اولیٰ کے ساتھ آئے گا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کہہ رہے ہیں کہ قال ابن عباس زلزلة الساعة قیامت ہونے کا وقت ہے (۳) وقال الحسن اشد الزلزال ما يكون مع قیام الساعة (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئے گا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئے گا صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ جہنم کی طرف بھیج دے الخ (ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲) لہ یوم تودنھا قذھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکیا







## اقترب للناس

تھا دیا ہے بس لو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں ان سے اور جو

تجوہدِ حق ہے

فتح الرحمن واینها اگر ازین غصه بمیرد هیچ ضرر نکند ۱۲-



انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تقرب اور انتہائی قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آپ بچے سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مر جائیں گے اور ان کے بدن کارواں رُواں بکڑ کر خاک میں مل جائیں گے گا (الامثاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و توانا خاک کے اُن ذروں کو بچھا کر کے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ ساری کائنات کا مالک خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہذا اس کے سوا کار ساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں سیکھ و ستیری الاحراض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ہامد کا خشک بے آب و گیاہ و ہمود الاحراض الا یکون فیہا حیاة ولا قیة ولا عود و لم یصبہا مطر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۱) اھتوت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رُبّت پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینبر برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پونے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا علم کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہانے کھیت پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کار ساز ہے۔

ہلہ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا کہ کار ساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لا محالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے قبول سے اٹھائے گا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہی بھی الموقی وانہ علی کل شیء قدیر، وان الساعة آتیة اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ہوا الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرہ ہذین الدلیلین رتب علیہما ما ہوا المطلوب والنسیجۃ و ذکر امور خمسة الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۱۹)

۱۱۔ ومن الناس الخ یہ زجر اول کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی ہندی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کر سکیں عقل و فقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بغیر علم و لا ہدی و لا کتاب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ہدی دلیل وحی اور کتاب منیر دلیل نقلی یہ تادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقل اور نہ ہایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستند الی دلیل نقلی ولا الی وحی (ص ۲۹۱)

۱۲۔ ثانی عطفہ الخ یہ مجادل کے فاعل سے مال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیصل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے۔ یعنی جدال سے اس کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق مجادل علت لہ فان غرضہ من الجدل الا ضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۱، ص ۱۲)

۱۳۔ لہ فی الدنیا خیری الخ یہ تحویف دنیوی ہے وندیقہ یوم القیمة الخ تحویف اخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الخقی اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۱) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہو گا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور داؤد عطفہ کے بعد اعلم مقدر ہے در نہ ماقبل پر اس کا عطف جار نہیں۔

۱۴۔ ومن الناس من یعبدا الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذہب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علی الحدت اسی طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنا سے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انھیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو جائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہو گیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کر کے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلا یا اسی کے سامنے جھک جاتے ہیں

۱۵۔ خسر الدنیا والآخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کر لی۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کریم کی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی لٹھ یدعو من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خباہت کی تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتے ہیں جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ امتثاف مبین لعظم الخسران (روح ج ۱، ص ۱۲)

۱۶۔ یدعو لمن صن الخ لام ابتداء یہ جملہ استنافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا کا بد انجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف مبین مال دعائہ و عبادتہ غیر اللہ تعالیٰ و یقرہ کون ذالک ضلالا بعیدا (روح ج ۱، ص ۱۲) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر نقصان معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رساں ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختار نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و در ماندہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا ان کی قدرت و قوت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انھیں مابیات و مشکلات میں پکارنا ان کے بہاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک



کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن المتناقض بامور احدها ان لا تنفع بالفساد ولكن عبادتها بسبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۷) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبدونہم توہم انہم یشفعون لہم عند اکمال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلأء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳ اقرب من نفعہ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص سی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفہم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرر ہوگا۔

۲۴ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔

۲۵ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی تفسیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے گا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سر بلند کر کے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کر کے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا ازراہ بغض و حسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض و حسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کر لینے سے اس کے سینے کی آگ سرد ہو جائیگی۔ قال ابن عباس ان الکناۃ فی (ینصرہ اللہ) ترجع الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی لختنق یعنی چھت سے رسی لٹکا کر خودکشی کرے یا معنی لیشد و حبلا فی سقف بیتہ فلیختنق بہ حتی یموت (افان ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مر جا کما یقال للحاسد ان لم ترض هذا فاختنق و مت غیظا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اس کو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کر کے اس کو منقطع کر دے پھر دیکھے کہ اس جیسے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بہا الی السماء (ثم لیقطع) ای ثم لیقطع النصران تھباً لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برانہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرنے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص دغی رسی سے لٹکے ہو اگر چڑھ نہیں سکتا تو قیاس کرے کہ رسی اور پھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی؟ اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی تفسیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ پہلی دو باتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہو گا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ کی مدد نہیں کریگا اس لئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ ان کی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفاعت بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے الینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو عبادات و مشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶ وکذا الذک انزلہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عادۃ مخذوف ہے ای یرید ہدایت یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷ ان الذین الخ یہ تحریف اخروی ہے الذین امنوا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ہادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابغین حضرت یم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس و قمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصارا ہی قوم عیسٰی علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشركوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابغین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں ان کے دیگر پانچ فرقوں کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فذلک کفر من التامر والمومنین الحجۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲)



هَادُوا الصَّابِينَ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ

یہودی ہیں اور صابین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو

أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ

شُرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن

اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۱۷ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ

اللہ کے سامنے ہے ہر چیز اور تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے

مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

جو کوئی ہے آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند

وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ

اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت

النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ

نہ آدمی اور بہت ہیں کہ انہیں عذاب چکا اور جس کو اللہ ذلیل کرے

فَبَالَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝۱۸ هَذِهِ

آپ کوئی نہیں دیتے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے اور اللہ

أَخَصَّ مَوَاقِفَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقَطَّعَتْ

مقام ہیں اللہ جھگڑے میں اپنے رب پر جو لوگ کفر میں تھے ان کو اسے پھٹے ہیں

لَهُمْ نِيَابٌ مِّن نَّارٍ يَصُبُّ مِنْ فَوْقٍ رَّءُوسِهِمْ

اور ٹکڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر

الْحَمِيمُ ۝۱۹ يَصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝۲۰ وَ

بھلا پانی گل کر رکھتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی

لَهُمْ مَقَامِعٌ مِّنْ حَدِيدٍ ۝۲۱ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا

ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پریں دوزخ سے

مَنْزِلٌ

۱۷ ان اللہ علیٰ کل شئی شہید یہ شہید یہ مائیل کی علت

ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے

ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ

قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں

ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ اسی اندہ عالم بجا ہے حق

کل واحد منهم فلا یجری فی ذالک الفیصل ظلم ولا

حیف (خازن ج ۵ ص ۱۷) اللہ تعالیٰ یہ توحید پر دوسری

عقل و دلیل ہے جو دوسرے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز کو اپنی

طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و

ولا خفیة دلالت علی اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) کیونکہ ہر

جماد اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول

ہے فافہ مامن جماد الا وهو مطیع للذخا شیع للذخا و

مسیح لہ الخ (معالم ج ۵ ص ۱۷) جب ساری کائنات اللہ

تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے نیکوئی احکام سے سرمو

انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا

مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کار ساز اور متصرف بھی

وہی ہے لہذا اسی کی عبادت کرنی چاہیے رکوع و سجود اور

نذر و نیاز دعا و اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے نہ کہ و کثیر

من الناس الخ یہ فعل مخذول کا قائل ہے اسی یسجد لہ

بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے

بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک کفر کی وجہ سے عذاب الہی

کے مستحق ہو چکے ہیں من یمن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ

مدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام

اور سعادت دارین سے کوئی ہمتا نہیں کر سکتا اس لئے کہ ان

خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور

کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے استقراء واضح

ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید

میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو

چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار

توحید و توحید  
توحید و توحید  
توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید

توحید و توحید



۱۳۳۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے

اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے  
آخرت میں ان کو چشموں اور نالیوں والے باغ عطا ہوں گے  
انہیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات  
پہنائے جائیں گے دھندلائی الطیب الخ دنیا میں ان  
کو کلمہ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی  
جس کی وجہ سے آخرت میں انہیں یہ جزا دی گئی اسی  
ارشد ہوا فی الدنیا فی کلمۃ التوحید و  
الی صراط الحمید ای الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۴۵)  
۱۳۳۴ ان الذین کفروا الخ تحریف اخروی ان مشرکین  
کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت  
سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائد ہے۔ اور  
یصدون۔ ان کی خبر یہ یا یصدون مبتدا محذوف کی  
خبر ہے۔ اسی وہم یصدون اس پر یہ جسد کفر  
کے فاعل سے حال ہوگا اور ان کی خبر محذوف ہوگی بقول  
آخر آیت اسی نذیفہم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود  
بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید  
سے روکیں انہیں ہم دوزخ کا عذاب کا مزہ چکھائیں گے

## دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی

۱۳۳۵ واذا بؤانا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ  
شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے  
یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی  
جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس  
میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان  
البيت لیبنیہ ویكون مباءة لعقبہ برہعون و  
مبحونہ (روح ج ۱ ص ۱۳۴) مشرکین سے حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کا ذکر کرو کیونکہ وہ اولاد ابراہیم میں دولت

ابراہیمی کے پیروکار مہجے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک رکھا اور ایمان میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے  
لئے اسکی ندریں نیازیں دیں مگر ان مشرکین کے عقائد و اعمال سراسر ان کی خلاف ہیں لہذا ان مشرکوں کے لئے کیونکہ بتواتر امر اور قول کے معنوں  
کو متفقین ہے یہ ہم نے ابراہیم کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک رکھنا اور چاروں عبادات  
بدنیہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں علان کر دینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے آکر میرے گھر کا طواف کریں اور

موضح قرآن فیہ جو فرمایا کہ ہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں درگاہوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھیں  
ڈال سقوی بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بجنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ نرا پاویں  
فتح الرحمن ما یعنی در دنیا ۱۲۔

مِنْهُمْ مَنْ غِمَّ اَعْيَدُ وَاَفِيْهَا وَذُقُوا عَذَابَ

دوزخ سے گھنے کے مارے پھر ڈال دینے جائیں گے اندر اور پکھلے رہو

الْحَرِيْقِ ۱۲ اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پکھلنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو کلمہ جو یقین لائے اور کریں

الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَجْلُوْنَ

مجلدائیں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا بہاؤنی

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلَوْاْءٌ وَّلِبَاسٌ

ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور اہل پوشاک

فِيْهَا حَرِيْرٌ ۱۳ وَهٰذَا اِلَى الطّٰیِبِ مِنَ الْقَوْلِ

وہاں ریشم کی ڈال اور راہ پائی انہوں نے سقوی بات کی ڈال

وَهٰذَا اِلَى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۱۴ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ڈال جو لوگ مشرک تھے

وَيَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے

الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءٍ لِّعَٰكِفٍ فِيْهِ وَاَلْبَادِ

جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنوالا

وَمَنْ يَّرْدْ فِيْهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ تُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اور جو اس میں پلے پڑے راہ سزا سے اسے ہم چکھائیں ایک عذاب

اَلَيْمٌ ۱۵ وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ

دروناک ڈال اور جب ٹھیک کر دی تھے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی

لَا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطّٰٓئِفِیْنَ وَ

مشرک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کی واسطے اور

موضح قرآن فیہ جو فرمایا کہ ہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں درگاہوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھیں  
ڈال سقوی بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بجنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ نرا پاویں  
فتح الرحمن ما یعنی در دنیا ۱۲۔



صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشہد و امانافع لہم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضامندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا و منافع فی الآخرة فالامانافع الآخرة فہو ان اللہ تعالیٰ امانافع الدنیا فاما یصیبون من لحوم البدن فی ذلک الیوم والذبايح والتجارات (روح ج ۱، ص ۱۳۵) لکن دیکھو کہ اللہ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیانیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریکات برحق ہیں (۳) تحریکات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

ویدکثر اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور غبار اور مساکین کو بھی کھلاؤ و بھجیو الانعام میں اضافت بیان یہ ہے کہ لیقتضوا تفثہم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المنسک کلہ من الوقوف بعرقہ والسعی بین الصفا والمروة ودرعی الجماس (روح ج ۱، ص ۱۳۵) ویوفوا نذورہم اور اللہ کی نذریں پوری کریں کہ ومن یعظم حرمان اللہ الخ یہ تحریکات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقویٰ ہے کہ داخلت لکن الخ تحریکات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواف بیت کی خاطر بحیرہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں سائے انھیں کھاؤ الا ما یبئ علیکم میں تحریکات کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنا اور انھیں حلال مت جانو اور ما یبئ علیکم سے الجہن مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً مشرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالیٰ اهل لکم الانعام کھلا الا ما یبئ فی کتابہ فحافظوا علی حدودہ ولا تقربوا شیئاً مما اهل کتہریم البعض البحیرۃ ونحوہا وتعلوا مما حرم کاحلا لہم اکل الموقودۃ والملتۃ وغیرہا۔ (مدارک ج ۳، ص ۱۳) الا ما یبئ علیکم آیۃ تحریریہ استثناء متعلل لکما اختاروا عنہا علی ان ماعبارۃ عما حرم منہا العارض کالمیتۃ وما اهل بہر غیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱، ص ۱۳۵)

اقتراب للناس ۱۷  
 ۷۳۷  
 الحج ۲۲

**الْقَائِمِينَ وَالرُّكْعَ السُّجُودَ ۝۲۶ ۝ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ**  
**بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ**  
**كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝۲۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ عَلَىٰ مَآرِنٍ مُّقَدَّسَةٍ**  
**لِّلنَّاسِ أَتَىٰ مَنَافِعُ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۲۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۲۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۳۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۴۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۵۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۶۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۷۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۸۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۱ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۲ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۳ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۴ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۵ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۶ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۷ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۸ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۝۹۹ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**  
**اَللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ ۱۰۰ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا**

موضع قرآن و کہتے ہیں کہ بشریت کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پہلے بدلتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے اُگر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اس امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے و ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باب کی پشت میں بیٹھ کر کہیں کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو اہم مالک کے یہاں فرض ہے وگرنہ شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھائے اور جو بد لا قصور کا ہو سب آپ کھائے اور کسی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا وہ جہاں سے بیٹھ شروع کرتے ہیں حجامت اور ناخن نہیں لیتے یا ان میں سے کسی دن سے ننگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جا تے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منیٰ اپنی مرادوں کیواسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں اصل سنت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں فتح الرحمن یعنی برے نماز گزار دن ۱۲ یعنی یوم نحر ۱۳ یعنی کعبہ زیر کا اول بنا شد بعد ازاں بیت المقدس ۱۴ یعنی شہر و گاؤں و بزرگوں سفند ۱۵ یعنی میتہ خون مسفوح ۱۶۔



۴۰ فاجتنبوا النجم من الاوثان من بيانہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف مخدوف ہے اسی عبادۃ الاوثان (معالم و فاضل) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اہل عبارت اس طرح بھی فاجتنبوا الرجس الذی ہو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (اعا) پیکار اور نذر و منت جو ہر اسم پاک اور جس سے اس سے اعتنا کر لینے یا لڑنے عبادۃ الاوثان و قدس وی ذالک عن ابن عباس وابن جریر فکانہ قبل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وهو العبادۃ (روح ج ۱، ۱۳۸) اس سورت میں من بمعنیہ ہوگا لہذا فاجتنبوا قول النجم یہ اجتنبوا اول پر موقوف ہے اور امادۃ فعل مزید استہام اور تاکید کیلئے ہے قول النور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین ج کے وقت تبلیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قبل ہو قول المشرکین فی تبلیہہم لیبیک لا شریک لک لیبیک الا شریکا هولک تملکک وما لک (معالم و فاضل ج ۵ ص ۵۱) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریک مشرکین مراد ہیں کاندہ تعالیٰ لاحت علی لعظیم الحرات تبع ذالک بما فیہ سر دلما کانت الکفرۃ علیہ من تحویج الجائر (السوائب و دھواہ روح) سورہ مائدہ کی تفسیر (۲۴ حاشیہ) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک اہل یہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول النور سے بھی وہی قول مراد ہو فاجتنبوا قول النور اسی النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ مانتے سے بھی اجتناب کرو لہذا حنفیہ اللہ الخ حنفیہ اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال ٹوک رہے ہیں دھما حالان ٹوک دتات من واد فاجتنبوا (روح ج ۱، ۱۳۸) حنفیہ حنفیت کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہو نہی والا اور قالہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین فرأی الی الدین الحق مخلصین لہ تعالیٰ (روح ج ۱، ۱۳۸) ومن یشترک الخ ایک تشبیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں شرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک لیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی ہڈیاں بچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے گڑھے میں جا پھینکے من اشترک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاک الیس بعدا ہلاک بان صوم حالہ بصورت حال من خرم من السماء

فاجتنبوا النجم من الاوثان من بيانہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف مخدوف ہے اسی عبادۃ الاوثان (معالم و فاضل) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اہل عبارت اس طرح بھی فاجتنبوا الرجس الذی ہو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (اعا) پیکار اور نذر و منت جو ہر اسم پاک اور جس سے اس سے اعتنا کر لینے یا لڑنے عبادۃ الاوثان و قدس وی ذالک عن ابن عباس وابن جریر فکانہ قبل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وهو العبادۃ (روح ج ۱، ۱۳۸) اس سورت میں من بمعنیہ ہوگا لہذا فاجتنبوا قول النجم یہ اجتنبوا اول پر موقوف ہے اور امادۃ فعل مزید استہام اور تاکید کیلئے ہے قول النور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین ج کے وقت تبلیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قبل ہو قول المشرکین فی تبلیہہم لیبیک لا شریک لک لیبیک الا شریکا هولک تملکک وما لک (معالم و فاضل ج ۵ ص ۵۱) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریک مشرکین مراد ہیں کاندہ تعالیٰ لاحت علی لعظیم الحرات تبع ذالک بما فیہ سر دلما کانت الکفرۃ علیہ من تحویج الجائر (السوائب و دھواہ روح) سورہ مائدہ کی تفسیر (۲۴ حاشیہ) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک اہل یہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول النور سے بھی وہی قول مراد ہو فاجتنبوا قول النور اسی النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ مانتے سے بھی اجتناب کرو لہذا حنفیہ اللہ الخ حنفیہ اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال ٹوک رہے ہیں دھما حالان ٹوک دتات من واد فاجتنبوا (روح ج ۱، ۱۳۸) حنفیہ حنفیت کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہو نہی والا اور قالہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین فرأی الی الدین الحق مخلصین لہ تعالیٰ (روح ج ۱، ۱۳۸) ومن یشترک الخ ایک تشبیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں شرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک لیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی ہڈیاں بچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے گڑھے میں جا پھینکے من اشترک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاک الیس بعدا ہلاک بان صوم حالہ بصورت حال من خرم من السماء

فاختطفہ الطیر فتفرق قطعاً فی حواصلہا وعصفت بہ الریح حتی حوت بہ فی بعض المھا للک البعیدۃ (مدارک ج ۱ ص ۵۸) یا یہ تشبیہ تفصیل سے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیسا کہ موضع قرآن لا برائی دیکھے اللہ کے رب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قتی جانور لاوے اور اس پر جھوپلی اچھی ڈال کر پھروہ بھی خیرات کرے اور جو پائے مکھو حال میں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتر ہے جو پائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھوپلی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت یکہ اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اسکو راہ میں سے اپکا لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دھری ہو گیا ت جتنے موتی ہیں نکاح حق میں ہے کہ کام لے لیجئے پھر کچے پاس لیجا کر چڑھا لیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیابت کیجئے کو چڑھا یا دور ہو یا نزدیک ہو کہ یعنی موتی ذبح کرنا نیاز اللہ کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اسکی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا۔

اقترب للناس ۱۷۸ ۷۳۸ الحج ۲۲

فَخُطِفَهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهَوَّى بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ

پھر اٹکے ہیں اس کو اڑنے والے دار خور یا جا ڈالا اس کو ہوائے کسی دور مکان

سَحِيقٍ ۲۱) ذَلِكْ وَمَنْ يَعْظُمُ شَعَاءِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهَا

میں دل وایں کے ۲۱ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام کی چیزوں کا

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۲۲) لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ

سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے جو پایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ

مُسَمًّى ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۲۳) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ

دعوت تک پھر ان کو پہنچا اس قدیم گھر تک ہے ڈک اور برامت کی واسطے

جَعَلْنَا مَنَسْكَ لِيُذَكِّرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا نَزَّلْنَاهُمْ

ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کے نام ذبح پر جو پایوں کے

مِنْ بَيْمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِنَّهُمْ آلَهُ وَاحِدٌ فَلَهُ

جوان کو اللہ نے ہے سوائے تمہارے ایک اللہ ہے سو اس کے

أَسْلَمُوا وَبَشِّرِ الْخَاشِعِينَ ۲۴) الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ

حکم میں رجو مک اور بشارت سنائے عاجزی کرنیوالوں کو وہ اللہ کے جب نام لیجئے اللہ کا

وَجَلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَ

ڈر جاویں ان کے دل اور سینے والے اس کو جو ان پر پڑے اور

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۲۵) وَالَّذِينَ

قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور جو کچھ چاہیں

جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِ إِبْرَاهِيمَ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۲۶)

تمہارے ہی لئے ہے تمہارے واسطے نشان اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ ۲۷) فَإِذَا وَجَبَتْ

سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

منزل ۳

روح الرحمن والاعنی حاصل کن حکماک شریعتی کی تفسیرات فائدہ



نشیہ دہی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور امواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کر کے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت پر نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں توجہ لینے اور اس کی عقل و فکر کو اس طرح معطل کر دیں گے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیسرے ہوا کے جھکڑ کی طرح اسے اڑا کر صراطِ مستقیم سے کہیں دور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں: ”اور جو کوئی شرک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے ایک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا۔“

۳۳؎ ذالک ومن یعظم الحکم ذالک مبشرا ہے اور اس کی خبر مہذوبت ہے یا مغبول ہے اور اس کا نصب مہذوب ای ذالک امر اللہ اذ اتبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور شعاعیں سے اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الہدایا کما روی عن ابن عباس ومجاہد وجماعہ... واطلقت علی البدن الہدایا لانھا من معالم الحج اذ علامات طاعتہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۷، صفحہ ۱۵۱)

۳۴؎ ثم محلها المحل مصدر نسبی ہے بمعنی وجوب یا ظن زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۳۵؎ ولكل امت جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کا بیان ہے منسک اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا مستر ہے حجاجہ دھنا الذبح و اراقتہ الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۷، صفحہ ۱۵۱) یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے لئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منیٰں دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منها امۃ (قرطبی ج ۱۲، صفحہ ۱۵۱)

۳۶؎ فاللھکم الخ چونکہ منہار مبعود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نیاز زمینی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ والحمد للہ اخلصوا للذکر خاصۃ واجعلوا الوجھہ سالما خالصا لا تشوبوہ باشرارک (روح ج ۱۷، صفحہ ۱۵۱) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذكرہ وان یکون الذبح لہ لانه رازق ذالک... فاللہ واحد لجمیعکم فکذلک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۳۷؎ وبشر الخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۳۸؎ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھانے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المستوب بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں ہمتارادین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیہ کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذلک سخرھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر سجالو اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نیاز دو ای تشکروا انعامنا علیکم ب لتقربوا والاخلاص (روح ج ۱۷، صفحہ ۱۵۱)

۳۹؎ بن یسأل الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوشدلی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اس کا خون اٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذلک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دے دیے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو و بشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک و اعتقادی اور فعلی، سے اجتناب کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ و بشر المحسنین قال ابن عباس الموحدين



۱۷۲۱ھ ان اللہ لا یحب الخیر یا قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوآن (بڑے خاستن) اور کھنور (بڑے ناشکر گزار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا  
۱۷۲۲ھ ان اللہ لا یحب الخیر یا قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوآن (بڑے خاستن) اور کھنور (بڑے ناشکر گزار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا

الحجہ ۲۳

۴۲۰

اقترب للناس

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرِ كَذَلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اس طرح

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۳۶ لَنْ يَبَالِ اللَّهُ

تمہارے بس میں کر دیا ہے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو وہ اللہ کو نہیں پہنچتا ہے

حَوْمَهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَبَالِهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ

اسکا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ چھائی اور

بَشِّرَ الْمُحْسِنِينَ ۳۷ إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

بشارت سنائے نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو مٹا دینگا ایمان والوں سے وہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۳۸ أذن لِلَّذِينَ

اللہ کو خوش نہیں تا۳۸ کوئی دغا باز ناشکر ہے حکم ہوا ان لوگوں کو کہ

يَقْتُلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

کافر رہتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيرٌ ۳۹ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغْيًا

قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں

إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفَعَهُ اللَّهُ النَّاسَ

سوائے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ مٹایا کرتا اللہ لوگوں کو

بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدَمَتِ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتُ

الکے کو دوسرے سے توڑ دھاتے جاتے اور دوسرے اور عبادت خانے

وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَكِنْ صَرَفَ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور ان مقررہ کرچکے

منزل ۳

اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفرانِ نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نسیا زودینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام ربیعؓ سے منقول ہے قال ابن عباس خافوا الله وجعلوا معه شريكا وكفروا نعمه قال الزجاج من تقرب الى الاصنام بذيبحته وذكر عليهم اسم غير الله فهو خوان كفور (معالم وفازن ج ۵ ص ۱۵) ۳ اذن للذين الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورۃ حج مدنی اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فضیلت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہو گا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہلے نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں لجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انہیں بلا وجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک مانتا اور کار ساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اذن کا متعلق یعنی مآذون فیہ مقدر ہے بقرنیہ یقاتلون اسی فی القتال التقدير۔ اذن للذين یقاتلون فی القتال وحذف المآذون فیہ لدلالة یقاتلون علیہ (کبریٰ ج ۲ ص ۱۴) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اذن کا مفعول مقدر ہے یعنی اذن للذين یقاتلون ان یقاتلوا الخ ۳۲ دلولہ دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعہ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادت خانے کہتے ہیں بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادت خانہ (حیرت) صلوٰۃ کی جمع ہے اور صلوٰۃ

مدان جہان  
کتاب جہاد  
۱۲  
۵۵  
۱۲

یہودیوں کے عبادت خانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر ذنگا فساد پکارتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل مل کو ان کے شر سے بچالیا۔ اسی لولا اظہارہ و تسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالجہاد لاسوۃ

موضع قرآن ۱۔ اونٹ کو زنج کے بدلے خر ہے کھڑا کرے قبلے کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیتے جب سارا ہونکل چکا وہ گر پڑا گئے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف جب تک حضرت کے ہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینہ میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدی لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

تسح الرمن ورا یعنی ضرر عداویشان را ۱۲۱۔



المشركون على اهل الملل المختلفة في اذمتهم وعلى امتداد اتم فهد موها ولم يتركوا للنصارى بيعا ولا لاسر هبانه صوامع ومباهود صلوات  
 اى كنائس ولا للمسلمين مساجد (مدارك ج ۳ صفحہ ۵۵) ولينصرون الله الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین  
 حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان اللہ لقوی عزیز جملہ ماقبل کی عدت ہے اللہ الذین ان مکلفہم الخ یہ من بضر  
 سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے ان کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو بھی وہ راجح سے سرموا نحران نہ کریں اور

زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ  
 میں اللہ کے قانون کو رائج کر دیں۔ دنیا میں نیکی اور  
 صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور حرم و گناہ سے  
 اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ  
 آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت صلافت  
 کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت  
 کی پیشگوئی ہے ویكون (الذین ان مکنتھم فی الارض)  
 اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم لم یکن فی الارض غیرہم (قرطبی ج ۲ صفحہ ۲۸)  
 ہو اخبار من اللہ عما ستکون علیہ سیرۃ  
 المہاجرین ان مکنتھم فی الارض وبسط لہم  
 فی الدنیا و کیف یقومون بامر الدین ودلیل  
 صحیحۃ امر الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳  
 صفحہ ۱) علامہ فاذن رقمطرازہ ہیں کہ الذین ان مکنتھم  
 چوتھے ان لوگوں ہی کی صفحہ جن کا پہلے الذین اخرجوا  
 من دیارہم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین  
 ہی مراد ہیں۔ وقیل ہم المہاجرین وهو الاصح  
 لان قولہ (الذین ان مکنتھم) صفت لمن تقدم  
 ذکرہم وهو قولہ (الذین اخرجوا من دیارہم) وہم  
 المہاجرین (فاذن ج ۵ صفحہ ۲) ونبیہ دلیل صحیحۃ  
 امر الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم لان  
 الایۃ مخصوصۃ بالمہاجرین لانہم المخرجون بغیر  
 حق والمکثون فی الارض منہم الخلفاء دون غیرہم  
 فلولم تثبت الاوصاف الباقیۃ لزم الخلف فی  
 المقال لعلی اللہ سبحانہ عندہ (روح ج ۱ صفحہ ۱۸)  
 ۵۵ وان یکذبوا کتا والی المصیریہ آنحضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تحوین اخروی ہو  
 وان یکذبوا کتا الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں  
 اور دلائل واضح اور حسن تبلیغ کے باوجود مسند توحید کو

تشریح  
 صحیحۃ  
 تحریف  
 بیہودہ

نہیں مانتے تو آپ پریشان اور آزر دہ خاطر نہ ہوں حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرمائیجئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا  
 میں بھیجے گئے کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور آزمیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب  
 موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اس وقت آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا فزول کی تکذیب اور ایذا رسانی  
 موضح قرآن و جو اسکی مدد کر چکا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہ معاملہ ہے پہلے برے آپس میں سننے پانویں  
 و یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

اقترب للناس
۷۴۱
الحج ۲۲

**اللَّهُ مَن يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۴۰** **الَّذِينَ**

اسکی جو مدد کرے گا اسکی مدد اللہ زبردست ہے زور والا وہ لوگ کہ اللہ

**أَنْ مَّكَّنَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا**

اگر ہم ان کو قدرت میں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

**الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۝۴۱**

زکوٰۃ اور حکم کریں سچے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

**لِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝۴۲** **وَأَنْ يَكْذِبُوا فَكَذَبْتَ**

اللہ کے اختیار میں آخر کام کا و اگر تم کو جھٹلا رہے ہو تو انہی پہلے جھٹلا رہے

**قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ ۝۴۳** **وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ**

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

**وَقَوْمُ لُوطٍ ۝۴۴** **وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكَذَبَ مُوسَىٰ**

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا

**فَأَمَلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ**

پھر میں نے کافروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

**نَكِيرٌ ۝۴۵** **فَكَأَيُّنَ مِنْ قُرَيَّةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ**

میرا انکار سو کتنی صف بستیاں ہم نے غارت کر دیں اور وہ گنہگار تھیں

**فِيهَا خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٌ مُّعَطَّلَةٌ وَقَصِيرٌ**

اب وہ گرمی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوے بکے پڑے اور کتنے محل

**مَشِيدٌ ۝۴۶** **أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونُ لَهُمْ**

بجگہ کارسی کے کیا سیر نہیں کی تھے ملک کے جو ان کے

**قُلُوبٌ يَّعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَّسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا**

دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ



پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکہ میں کوہک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں۔ ہذا تسلیۃ لہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم من تکذیب اہل مکہ ایہ اہی کست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص ۴۸) ہذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتغریۃ، ای کان قبلک انبیاء کذبوا فاضربوا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاقصد بھم واصر (قرطبی ج ۲ ص ۵۸) اللہ فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خدا داد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بد حالی اور دروناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اصرار سے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو قورق سابقہ کا ہوا۔ اللہ فکالین من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدر سے تفصیل ہے یعنی بہت سی بستیوں میں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ بکستیاں اور باغات تباہ کر دیئے یہاں تک کہ ان کے مکانات کی چیتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظالمہ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمہ۔ اھلکھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے حال اھلھا مشرکوں (مدارک ج ۳ ص ۵۸) اللہ

اندر دیس پورا الخ اس میں سیہ و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے میں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تکمل کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ یوں گزشتہ مفکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں مگر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لھم قلوب یعلمون بھائی یعلمون ماجب ان یعلم من الہ حیدر روح ج ۱ ص ۱۶) اللہ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا و لن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسوا کن عذاب سو

مذکورہ مع قورق سابقہ  
دنیوی ۱۲  
مذکورہ ۱۳  
مذکورہ ۱۴

اقرب للناس ۱۷

۷۴۲

الحج ۲۲

لَا تَعْنَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْنَى الْقُلُوبَ الَّتِي فِي

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو

الْصُّدُورِ ۲۶) وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ

سیوں میں ہیں اور تم مجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اللہ اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا

اللَّهُ وَعَدَهُ وَإِنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

اپنا وعدہ اور ایک دن میرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو

تَعْدُونَ ۲۷) وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ

تم جانتے ہو دن و رات بستیوں میں ملے کہیں نے انکو وحیل دی اور وہ

ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْنَا إِلَيْهَا لِيَأْتِيَهَا ۲۸) قُلْ يَٰ أَيُّهَا

گنہگار انھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ آے

النَّاسُ إِنَّمَا آتَاكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۲۹) فَالَّذِينَ آمَنُوا

لوگو! میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تمکو بھول کر سو جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۳۰) وَزُقُّوا كَرِيمٌ ۳۱)

اور کہیں بھلائیاں ملے ان کے گناہ بخش دیئے جائیں اور انکو درزی ہے عزت کی

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جو لوگ دوزخ کے ہماری آیتوں کے ہولنے کو وہی ہیں دوزخ کے

الْجَحِيمِ ۳۲) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا

رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے لائے کچھ سے پہلے یا نبی سو

نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسِفُ

جب لکھا خیال باندھنے شیطان نے ملایا اس کے خیال میں پھر اندھا بن گیا

اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَتَهُ وَاللَّهُ

ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر چکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

منزل ۳

ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرے گا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئے گا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ اسی اندہ انجزل ذلک یوم بدیر (غازن ج ۵ ص ۵۲) اللہ وان یوما الخ یہ ظالم و نادان عذاب کیوں مانگتے ہیں لاکھ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنیکی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ہذا وعید لھم بامتداد عذابھم فی الآخرة الف سنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۸) اللہ وکالین من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے ماشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھئے

موضع قرآن و یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمن و العینی اگر خواہد کار ہزار سال در یک روز تمام کند پس مہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جزا و کسی نمیداند ۱۲۔



یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے مہمید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کرو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤ گے ۶۴۔ قل یا ایہا الناس اخذ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونک بالعذاب کا جواب کہ تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیے جاؤ گے ۶۵۔ فالذین امنوا الذہ لبشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور تک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تحریف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بائے میں شبہات پیدا کر نیکی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجھد فی ابطالہا فسنموھا تا ترق سحر و تا سرة شعبہ و تا سرة اساطیر الاولین (روح ج ۱، ص ۱۷۶) دعا اسرسلنا الخ یہ مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مفسمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے و کذلک جعلنا لکل نبی عدا و اشیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا (النعام ع ۱۴) کہ سننی بمعنی کسرا ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسانؓ نے حضرت عثمانؓ کے مرتبہ میں کہا تھا۔

تَمَنَّى كِتَابُ اللَّهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ      وَآخِرَهَا لَا تَقِي حِمَامَ الْمَقَادِمِ (بُحْر)

اور امنیتہ ای قرآنہ وتلاوتہ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک دوسری اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۃ والنجم اذا ہوئی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کر دیئے۔ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن لتربی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جب زیل علیہ السلام نے اگر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القار تھا یہ قصہ شان نبوت کے سرسرنافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحدوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وہی قصہ سئل عنہا لامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ہذا من وضع الزنادقہ وصنف فی ذلک کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی ہذہ القصة غیر ثابتہ من جہلۃ النقل (بحر ج ۲ ص ۳۰۷) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منہا شئی یصح (قرطبی ج ۲ ص ۱۲۸) علامہ فازن لکھتے ہیں انہ لم یروہا احد من اهل الصحۃ ولا اسندھا ثقتہ بسند صحیحہ او سلیم متصل (فازن ج ۵ ص ۲۵۷) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحق بن خزیمۃ انہ سئل عن ہذہ القصة فقال ہذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا الخ (کبریٰ ج ۲ ص ۲۴۳) امام ابوالسعود قرطبی (ابوالسعود ج ۲ ص ۲۵۷) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اہل التحقیق نقادو ہذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبریٰ) بشرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم افرأیتم اللات والعزیٰ دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ وقرب صوتہ من صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علی المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۲ ص ۱۲۸) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تمنی) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبہات فی تلویہا لسامعین (فی امنیتہ) ای فی اثناء تلاوتہ۔ یعنی سہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا کہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنی پر دو باتیں متفرع ہیں اول (القی الشیطن) دوم قینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القی پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

۱۔ محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزمیہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزمیر کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں اسی صراحت موجود ہے۔



۶۷ لیجعل الخ یہ النبی سے متعلق ہے یعنی شیطانی دوسو سے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جائے اور وہ دسواں شہادت کے تابع ہو کر کفر و غناؤ پر مضبوط ہو جائے ہیں الذین فی قلوبہم مرض من منافقین القاسیۃ قلوبہم من مرض من مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین ادنوا العلم الخ فی نسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی دسوسوں کا اثر وائل کر کے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہو جائے وان اللہ لہد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ

الحج ۲۲

۴۲۲

اقترب للناس

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۲ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ  
 فی قلوبہم مرضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم وَإِنَّ  
 الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۵۳ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ  
 أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ  
 فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا  
 إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۵۴ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا  
 فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ  
 يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ ۵۵ أَلَمْ تَرَ يَوْمَ مِثْرَةَ  
 الْكَافِرِينَ ۵۶ أَلَمْ تَرَ يَوْمَ مِثْرَةَ الْكَافِرِينَ  
 فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۵۷ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا  
 فَاُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۵۸ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

منزل ۳

شیطانی دسواں سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے ان کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شبہ ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شبہات کی تاریکی دور فرمادیتا ہے ۵۲ ولایزال الخ یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے (قریبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیم ای لا مثل لہ فی عظیم امسہ (بدر) یعنی عقیم اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ دسواں و شبہات کے تابع ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پاسکتے وہ ہمیشہ قرآن کے پاس سے شک و شبہ میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت آجائے یا دوسری قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو جائیں اس وقت ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور انہیں یقین ہو جائیگا۔ قرآن حق ہے۔ مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جھوٹ و عناد کی سزا پاچکے ہوں گے ۵۳ الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم الہی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک) ای

سبب شکی است اخوی

ع ۱۳

فتح الرحمن و امثالاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں نہ کہ بھٹک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں قرآن میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمر کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ بھٹک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں کتنی اس میں گمراہ اور بھٹکے ہیں سو انکا کام ہے ہلکا اور لیان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا خیال نہیں اگر موت تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمن و امثالاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں نہ کہ بھٹک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں قرآن میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمر کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ بھٹک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں کتنی اس میں گمراہ اور بھٹکے ہیں سو انکا کام ہے ہلکا اور لیان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا خیال نہیں اگر موت تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔



فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَاتِلُوا أَوْ مَاتُوا لِيَرْزُقَهُمُ اللَّهُ

اللہ کی راہ میں پھر مائے مئے یا مر گئے البتہ ان کو دیکھا اللہ

رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُمْ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۵۸

روزی خاص ملے اور اللہ سے سب سے بہتر روزی دینے والا

لِيَدْخُلَهُمْ مَدَنًا يَرْضَوْنَ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ خَلِيمٌ ۵۹

اللہ پہنچائے گا انکو ایسے ایک جگہ جس کو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے سمجھنے والا

ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهِ ثُمَّ بَغَىٰ عَلَيْهِ

یہ سن گئے اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے

لِيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۶۰

تو البتہ اسکی مدد کرے گا اللہ بیشک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا یہ سن گئے کہ اللہ

يُؤَيِّدُ الْيَتْلُ فِي النَّهَارِ وَيُؤَيِّدُ اللَّيْلِ وَإِنَّ اللَّهَ

لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اللہ

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۶۱

سناٹا دیکھتا ہے سب اس واسطے کہ اللہ وہی ہے سمیع اور جس کو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ

پکارتے ہیں اس کے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر

الْكَبِيرُ ۶۲

تو نے نہیں بچا کہ اللہ نے آسمان سے پانی بکھیرے

فَتَصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۶۳

پھر زمین ہوجاتی ہے سرسبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو

لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُ الْغَنَىٰ

اسکی ہوتے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بچپورا

منزل

على الاطلاق (يومئذ قلنا) وحده بلا شريك اصلا بحيث لا يكون فيه لاحد تصرف من الصفات في امر من الامور لا حقيقة ولا مجازا ولا صوت ولا معنى كما في الدنيا الخ (ابو السعور ج ۶ ص ۲۵۹) کے فالذين امنوا عذاب مهين یہ محکم بینہم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائے گا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین و کفرین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذين امنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ والذين كفروا الخ یہ منکرین اور کفرین کے لئے تحریف اخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ محکم بینہم یعنی یوم القیامت ہو گا وحده لا صنادع له فیہ ولا مدافع.... ثم بین حکمہ نقلا (فالذين امنوا وعملوا الصالحات فی جنت الذیلة والذی کفر ادخلوا یابیسنا فاولئک لهم عذاب مهین (قرطب ج ۱۲ ص ۱۲۸) کفار و مشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت و رسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت و رسوائی نہیں بلکہ ان کی تطہیر اور بلند درجہات کا سبب ہوگا الخ والذین هاجروا لسا۔ هو العلیٰ العزیز یہ ان اللہ بیدافع عن الذین امنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں مدانیہ شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ ان کو فتح و کامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین هاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال و جان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے یا بستر مرگ پر وفات پال سب گئے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزقا حسنا ای لا ینقطع ابداً و هو رزق الجنة لان فیہا ماتتھی النفس وتلد الاغین (فازن ج ۵ ص ۲۵۹) کے لیدخلنہم الخ اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

لے دینے کے لئے

یہ دفع کی دلیل ہے

الحج ۲۲

کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیت صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز و اکرام عطا کرے گا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے گا الخ ومن عاقب الخ وینصر من اللہ من یمنون کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور ایک ملی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں شدت تعقیب ذکر کی گئی ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم و شدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابل میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرے گا اور انہیں فتح و ظفر سے ہمکنار کرے گا موصح قرآن کا یعنی بدلہ واجب لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ لینا بہتر تھا بلکہ لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی یاد کا پھر قرآن نے زیادتی کو بخواتمیل و احترا ب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی ت یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کرے گا۔



۴۷۰ کے ذلہ بان اللہ یولج الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل اتی ہے وعدہ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی رو و دلیلین ذکر کی جاکیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لا سکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے ای ذلک النصر کائن بسبب ان اللہ تعالیٰ شانہ قادر علی تغلب بعض مخلوقات علی بعض والمد اولہ بین الاشیاء المتضادة ومن مثله ذلک (روح ج ۴، صفحہ ۱۹) ۴۷۱ کے وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ باقبل کا ثمرہ

الحج ۲۲

८२५

اقترب للناس

الْحَمِيدُ ٩٣) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِى

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا ہے جو کچھ ہم

الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ

زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے اور پانی اس کے حکم سے اور

بِسْمِكَ السَّمَاءُ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ

نہام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَءَرُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي

شک اللہ لوگوں پر نرمی کر نیوالا فہرمان ہے اور اسی نے

أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يَرْجِعُكُمْ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ مِنْهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ

تو مجھ کو بلایا تھے پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا بے شک انسان

لِكُفُورٍ ۖ (۶۶) لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مُنْشَرِّحًا لَهُمْ نَاسِيَهُ

ہر امت کے لئے ہمارے لئے ہر فرد کی ایک سیدنی ہے

سَلَايْنَارِعْتِكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعَ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ

اس کے تین اور دو بیٹے ہیں

سیدھی راہ پر سوجھ والا      ک      اور اگر تھے مجھ سے جھگڑے لگیں تو تو کہیں اللہ

عَلَيْهِ تَقَرُّوْا ۖ (٤٨) مُرْكُومٌ سَكْرٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

تم جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کر چکا تم میں قیامت کے دن

مَا كُنْتُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ

سچیز میں تہداری راہ جدا جاسکتی ہے۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ

عَلَّمَ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ

بانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں



مازلہ

۱۵۷

موتنی ترک عبادت  
 (موتنی ترک عبادت)  
 پر دو روزی عبادت  
 ۱۲

موتنی ترک عبادت  
 (موتنی ترک عبادت)  
 پر دو روزی عبادت  
 ۱۲

ہے کیونکہ جس طرح ناصر مدد کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو۔ اس طرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تمتد الحکم لابد منه اذ لابد للناصر من القدره على نصر المظلوم ومن العلم بانہ كذلك (روح) کے ذلک بان اللہ هو الحق الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل ہے یعنی فتح و نصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دیگا۔ جو خالصتہً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پیجاریوں کو مغلوب و مقہور کرے گا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاطعہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الہیۃ فلا یصلح لها الا من کان علیہا قادراً (ابو السعور ج ۶ ص ۲۹۳) اَلْعَلٰی تَدْرُکُ ہر چیز پر غالب، مثال وزیر اور شریک و سہم سے الگ و منفرد۔ العجیوزات میں کامل، واجب الوجود ازل و ابدی، اے العالی علیٰ کل شیء یعنی دہم و العالی عن الاشباہ والانداد۔۔۔ الکبریاء عبادۃ عن کمال لذات۔ اے الوجود المطلق ابد و ازل فہو الاول قدیم والاخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۱) کے الم تر ان اللہ انزل تا۔ ان الانسان لکفور یہ منون حصہ اول (نفی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور پھر وعقل و دلیل ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللہ انزل الخ

فتح الرحمن ودری آیه اشارت است باینکه اختلافات شرعی بسبب اختلاف عمور است و هم شرعی است پس نزاع در حقیقت آنها ندارد ۱۲.

آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے جسیر اور اپنے بندوں و تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں و ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی دیتا فرماتا ہے ﴿لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ﴾ الخ تقدیم خبر افادہ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی پہنچاتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ حق کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اس کی محتاج ہے الحمید وہ تمام کائنات کا مالک ہے ضمیمہ فضل اور تعریف خبر مفید حصر میں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوانہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کار سازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کار ساز اور حاجت رول ہے لہذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ مُخْلِصٌ لِّیْهِ النَّفْسَ الشَّرِکَ فِی التَّوْحِیْدِ﴾ پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو۔ زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین موضع قرآن و بعنی اس کا حق نہیں ماننا یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

ہے اور احکامِ ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں ہو چھتے ہیں۔



میں بننے والی ساری مخلوق کو اپنے حکم سے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ہر چیز کسی نہ کسی شکل میں انسان ہی کے لئے کام کر رہی ہے۔ کشتیوں اور بحری جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دریاؤں اور سمندروں میں پانی کی غفیناک لہروں اور فلک بوس موجوں میں سے کس طرح بحال قدرت بجا کر صحیح سالم کناٹے لگاتا ہے آسمان کو اس نے اپنے حکم سے ستونوں کے بغیر قائم کر رکھا ہے کیا مجال ہے کہ زمین پر گر پڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے وہ اللہ جو اب قادر اور اب مہربان ہے وہی اپنے بندوں کا حاجت روا اور کارساز ہے **تہ** دھوا لہذا ہی احیاءکم الخ ذلال مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا کہ کارساز اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ وہ قدرت اور علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔

جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطق سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانساں لکفور لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکر گزار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احسان و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بنانا اور آخرت کا انکار کرنا (ان الانساں لکفور) ای المجہود لما ظہر من الآیات الدالۃ علی قدرۃ و وحدانیۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) **لے** لكل امة جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعل کا اعادہ ہے منسکا قربانی کرنے کی جگہ قال قتادہ و مجاہد موضع قربان یدمجون فیہ (خازن و معالم ج ۵ ص ۲۵) اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقل پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعل جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید پر بغیر ہر اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الی سبیلک) الی توحیدہ و عبادتہ حبما بین فی منسکھہ و مشر یعہ ص ۱۱۰ (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۶) روح ج ۱۷ ص ۱۹۴) اسی الی توحیدہ و دینہ والایمان بہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) **لے** وان جادلوك الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان اعمال کی ان کو پوری پوری مصلیٰ گی اللہ محکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تخریف و تحذیر ہے۔ و هذا و عید و انذار و لکن برفق و لہن (بجرح ۶ ص ۳۶) **لے** الم تعلم الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیا ز بھی کوئی نہیں **لے** و یعبدون الخ یہ بطور زجر دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

مذکورہ بالا مضمونوں سے متعلقہ ۱۲ مشکوٰۃ

الحجہ ۲۳

۷۴۷

اقترب للناس

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝۴۱ وَيَعْبُدُونَ مِنْ

یہ اللہ پر آسان ہے اور پوجتے ہیں **تہ**

دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطٰنٌ وَّ

اللہ کے سوا **تہ** اس چیز کو جسکی سند نہیں آسانی اس نے اور

مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی سہیل

مِنْ نّٰصِيْرٍ ۝۴۲ وَاِذَا اتَّخَذْتُمْ عَلَيْهِمْ اٰیٰتًا بَيِّنٰتٍ

مردگار اور جب سنائے ان کو **تہ** ہماری آیتیں صاف

تَعْرِفُوْا فِيْ وُجُوْهِ الذّٰلِمِيْنَ كُفْرُوْا

تو پہچانے تو مشرکوں کے منہ کی

الْمُنْكَرُ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالذّٰلِمِيْنَ

بہی شکل نزدیک جاتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو

يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰیٰتِنَا قُلْ اَفَاَنْبِئْكُمْ

پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بَشِيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ اَلْبَاسُ وَعَدَهَا

ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا

اللّٰهُ الذّٰلِمِيْنَ كُفْرُوْا وَاَنْبِئْ لِمَصِيْرٍ ۝۴۳

ہے اللہ نے مشرکوں کو اور وہ بہت بری ہے پہچانیں

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبٌ مِّثْلُ فَاَسْتَمِعُوْا

اے لوگو ایک مثل کہی ہے **تہ** سو اس پر کان

لَهُۥ اِنَّ الذّٰلِمِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

انکو جن کو تم پوجتے ہو

منزل ۳

موضع قرآن و یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔



سلطان سے دلیل دینی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطان انا ہی حجة و برهان اسما و یا من جهة الوحی والسمع و العیون لہد علم ای دلیل عقلی ضروری اور عیون (بجانب) سے دلائل نقلی الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں گے قل افانذبتکم تخولف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غریظ و غضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے انذار ای ہواندار (مدارک) وہ آگ ہے جو ایسے مشرکین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے

اقرب للناس ۱۷۷ ۷۳۸ الحج ۲۲

دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝۴۳ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۝۴۴ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۴۵ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝۴۶ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۝۴۷ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝۴۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْكُنُوا أَسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ ۝۴۹ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۵۰

اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی

چھڑا نہ سکیں وہ اس سے چھڑا ہے چاہنے والا اور

جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھتے جس کی قدرت ہے

بیشک اللہ زوردار ہے زبردست و اللہ چھانٹ بیٹا ہے

میں فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ

سناتا دیکھتا ہے و جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی

نفس لے ایساں والو رکوع کرو اور

سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور

افعلوا الخیر لعلکم تفلحون ۝۵۰ بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو

منزل ۴

یہ ایک بڑا بڑا سوال ہے ۱۷۷ کا بالاجمل سورہ

سورہ النور

یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کیے گئے۔ یہاں مجبوران باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر شرک کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و عاجبات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور داد رسی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل عاجز و بے حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو بے کافالہ و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیرا کر نیکی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے کسی کچھ مقوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے آئے تو وہ اس کے منہ سے چھڑنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے توجو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں انکی عبادت کرنا۔ ان کو کار ساز سمجھ کر مصائب میں پکارتا اور انکی رضا جوئی کے لئے نذرین نیا زیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب و المطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا و المطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوتے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا الطالب عابد غیر اللہ تعالیٰ و المطلوب الالہیہ (روح ج، ص ۲۷)

یہاں ایک بڑا بڑا سوال ہے ۱۷۷ کا بالاجمل سورہ

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی مانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اس لئے وہ ان کی نذرین دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں مقبرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلفوا ذبابا) اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یستغیثون بهم فی الشدة غافلین عن اللہ تعالیٰ و ینذرون لہم النذر و العقل و متہم یقولون انہم و سألنا الی اللہ تعالیٰ۔۔۔ و لا یجفی انہم فی دعوتہم لشیئہ الناس بعدۃ الاصنام الغالین انما نعبدہم لیقربونا الی اللہ زلفی۔۔۔ و متہم من ینتہی التصوف لہم جمیعاً فی قبرہم۔۔۔ و العلماۃ متہم بحمرون التفنن فی القبور فی اربعۃ احسنۃ و اذا طویلوا بالدلیل قالوا ثبت ذالک باکشف قائلہم للہ تعالیٰ ما اجهلہم و اکثر انہم و متہم من یزعم انہم یخرجون من القبور و یتشکلون باشکال مختلفہ۔۔۔ و کل ذالک باطل لا اصل لہ فی الکتاب السنۃ و کلام سلف الحق و قد افسدہم و لا علی الناس ینہم الخ (روح ج، ص ۱۳)

موضع قرآن و چاہنے والا کافر اور حکو چاہتا ہے انکے بت بھی چاہتی ہے بت کو نہ وہ مورت اڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان بت یعنی ساری خلق میں بہرہ لوگ ہیں بیغیام پہنچانے والے فرشتوں میں ہیں



وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت اس نے

اجتَبَكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِثْلَ أَبِيكُمْ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ کے

إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمٌّ كَرِيمٌ الْمُسْلِمِينَ

ابراہیم کا نام رکھا تمہارا مسلمان

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ

پہلے سے قبل اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو

شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ

بتانے والے تم پر اور تم ہو بتانے والے

عَلَى النَّاسِ فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ

لوگوں پر سو قائم رکھو نماز

وَاتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا

اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو

بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ

اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ

فہ سو خوب مالک ہے اور

نِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۸﴾

خوب مددگار

منزل ۴

یہ مآخذ اللہ الخ ان ظالمین نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حق و قیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز و معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع و نقصان کا قیام نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک کھتی سے بھی عاجز ہیں مآخذ اللہ حق قدرہ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دے کر دیا ہے) شیئاً لا یفاد ۱ صنع مخلوقاتہ (جامع البیان ص ۲۹) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدرنا شناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت و قدرت کا مالک اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں کسی عاجز مخلوق کو کار ساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ہے اللہ

یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیالے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کار سازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیالے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانہ عالم میں متصرف و مختار اور کار ساز نہیں ہیں کیونکہ کار سازی کے لئے

غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شیء (ہر بات کو سنانے والا) اور بصیر بکل شیء (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کار سازی بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے معبود من دون الکی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کار سازی سے عاری ہیں ۷۹

یعلم ما بین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہذا دور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذرین نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۸۰ یا ایہا الذین امنوا الخ مضامین سورت کا بالا جمال اعادہ ہے رکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کار ساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذرین منیتیں بھی اسی کے نام کی رو انصاف ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو کسی

عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوا ولا تعبدوا وغیرہ (کبیر ج ۶ ص ۲۶) و افعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجا لاؤ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۸۱ وجاہدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ نہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور یہ خود اس میں شریک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست نابود ہو جا

موضع قرآن و اسی نے تمہارا نام رکھا، مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعائیں کہا کہ امت مسلمان پیدا کرو اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول نکلا اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتائی



خو اجتناب کرو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال و رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔  
 (من حراج) ضیق بل مرخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطہارۃ والصلوۃ والصوم والحج بالیسر وبالایمان وبالقصص والافطار لغدہ السفہ والمہین وعدم الزاد والرحلۃ  
 (مدارک ج ۳ ص ۲۵) ۹۲ ملۃ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقل ہے ملۃ کا نائب مقدم ہے قال النواج المعنی اتبعوا ملۃ ابیکم قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲ اپنے باب ابراہیم علیہ السلام  
 کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو ان کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا ستمکم کی  
 ضمیر قائل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے (خازن ص ۲۵)  
 ۹۳ لیكون الرسول الخ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شہداء اس کی جمع ہے میرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم آیتوں کی  
 نسلوں کو حق سنا دیا شہید معنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ  
 ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دی (شہید علیکم) امی یوم القیامۃ ان قد بلغکم وتکووا شہدا علی الناس ای  
 قشہدون یوم القیامۃ علی الامم ان سلفکم قد بلغکم (خازن ج ۵ ص ۲۸) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۸ حاشیہ ۲۸  
 ۹۴ فاقیموا الصلوۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس  
 کے تمام احکام بجا لاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و طاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس  
 کی رحمت پر رکھو۔ و انما خصکم بہذہ الکرامۃ والاثوۃ (فاقیموا الصلوۃ) .... وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لایبالصلوۃ والزکوۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۸) واذ قد  
 خصوا بہذہ الکرامۃ والاثوۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرة والولایۃ الامنہ فهو خیر مولیٰ وناصر (بحر ج ۶ ص ۳۹۵) ۹۵ ہو مولیکم الخ اللہ  
 تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس  
 کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

## سورۃ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ یا ایہا الناس ان کنتم فی سرب — تا — وانہ علی کل شئی قذیر (۱۷) دلیل عقل برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التفرق
- ۲۔ یدعوا من دون اللہ — تا — لبس المولیٰ ولبس العشیر (۲۷) نفی شرک فی التفرق
- ۳۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ — تا — ان اللہ یفعل ما یشاء (۵۷) نفی شرک فی التفرق
- ۴۔ واذ بوأنا لبراہیم — تا — قالہموا لہ واحد فلہ اسلموا (۵۷) نفی شرک فعلی
- ۵۔ ذالک بان اللہ هو الحق — تا — وان اللہ لہو الغنی الحمید (۸۷) نفی شرک فی التفرق
- ۶۔ الم تر ان اللہ انزل — تا — وان اللہ لہو الغنی الحمید (۸۷) نفی شرک فی التفرق
- ۷۔ الم تر ان اللہ سخر لکم — تا — ان الانسان لکفور (۹۷) نفی شرک فی التفرق
- ۸۔ الم تعلم ان اللہ یعلم — تا — ان ذالک علی اللہ یسیر (۹۷) نفی شرک فی التفرق بالذات ونفی شرک فعلی بالبتح
- ۹۔ ان الذین یتدعون من دون اللہ — تا — ان اللہ لقتوی عزیز (۱۰۷) تمثیل برائے نفی تفرق وافتیاد از معبودان باطلہ
- ۱۰۔ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقل و نقل اور وحی کی دلیل نہیں
- ۱۱۔ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔
- ۱۲۔ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔
- ۱۳۔ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔
- ۱۴۔ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔
- ۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بارمخ، شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۱۴ بجے  
 بعد نماز عصر سورۃ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ  
 دائماً ابداً ————— ستجاد بخاری)



معنوی ربط و ہمیں اقل سورہ حج کے آغاز میں تخویف اخروی تھی یا یہاں الناس القوا سبکہ ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم اور سورہ مومنوں میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچتے کے لئے حسب ذیل امور ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور ثلاثہ الذین ہم فی صلاتہم خاصعون۔ ثا۔ والذین ہم علی صلواتہم محافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوم یہ ہے کہ سورہ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورہ مومنوں میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہیے تو یہ کھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریکات اور نذر و نیاز سے باز آجائے مگر اس کے بجائے وہ شرک کی منی منی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولہم افعال من ذون الذلک ہم لہا علمون (۴۷)

**خلاصہ** | الذی انشأ لکم السمع والابصار (۴۷) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصہ اول

حصہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اول۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ہم فی صلاتہم خشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک تعلیٰ سے بچو۔ والذین ہم عن اللغو معرضون والذین ہم للزکوٰۃ فعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ہم لفر وجہم حفظون۔ تا۔ والذین ہم لا ملئتهم وعہد ہم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیل مذکور ہیں۔

ولا تمل عقلي

پہل عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سائلۃ من طین۔۔۔ فتبارک الله احسن المخلّفين تمام انانوں کے باب حقیقت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفے سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گزار کر اس کے کامل المخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہذا ویسا کارساز اور حاجت ماننے دوستری عقلی دلیل ولقد خلقنا فؤادکم تما۔۔۔ تنذیت بالذھن وصیغ لا کلین۔ انانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسات کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زیتون جیسا کارآمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ بننے والا ابھی ہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پہکارو۔ اور اس کی پیداکی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر دنیا زمّت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکھ فی الانعام (عبرة) — تا — وعلی القلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی بار برداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہیں جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کار ساز ہے اور وہی پکارا و نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

در آمل نقلیہ

پہلی نقل دلیل ولقد ارسلنا نوحا۔ تا۔ وان كنا لمبتليين (۲۶) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقل دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یقوم اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیریہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں دوسری نقل تفصیلی دلیل ازہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیہم رسولا (۲۶) تا۔ ما لتبقي من امۃ اذ جہاد ما یأتی آخرون (۲۷) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیریہ



تیسری نقلی دلیل جہاں۔ ثمار سلسلہ سندات ترا۔ تا۔ فبعد النعم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیل از موسیٰ و ہارون علیہما السلام ثمار سلسلہ موسیٰ و ہارون۔ تا۔ لعلہم یحدون حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسیٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم واملہ ایۃ الیۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی و ربکم الخ (مریم ۲۷) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدنا راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یا یما الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا الصالحات الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری ملال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔ و ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترک مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اول کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکورہ الصدک کا اعادہ ہے۔ ان الذین ہم من خشیتہ سبہم مشفقون میں امر اول کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ہم بوجہم لا یشکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا۔ یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور والذین یوقون ما اتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

## حصہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی دین علی سبیل الاعتراف من انھم پہلی عقلی دلیل وہو الذی انشا لکم السمع والابصار۔ تا۔ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیئے دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیہا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل قل من رب السموات السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ چوتھی عقلی دلیل قل من بیدہ ملکوت کل شیء الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچالے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من انھم پہلی تین دلیلیں کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟

اس کے بعد زجریں تحوینیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ہی احسن (ع ۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیے۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا قلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تحوین آخری ہے۔



حصہ اول۔ رفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ، توحید پر تین عقل اور چھ عقلی دلائل کا ذکر ہے۔ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب مقصود کو پالینا اور جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ رہنا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاة من المہربا اسی فلاح و بجا طلب و ناجو صما ہر دو (مدارک ج ۳ صفحہ ۴۵) سورہ حج کی ابتدا میں ان ذلزلۃ الساعۃ شئی عظیمہ جس خوفناک عذاب کی وعید سنائی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کر لیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ الخ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الہیہ پر عمل پیرا ہوں۔

اس طرح بعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موصوفہ ہیں الذین ہم فی صلاتہم خشعون یہ امر اول ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث لسو و اصفو فکم اولیٰ الخ الفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبت کام کرے۔ وفی المنہاج و مشرحہ لابن حجر ویسن الخ خشوع فی کل صلاحہ بقلیہ بان لا یختص فیہ غیر ما ہو فیہ دان لعلی بالاخۃ و بجوارحہ بان لا یعبت باحد (روح ج ۸ صفحہ ۱۷۷) والذین ہم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لہٰذا کو بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التفرق ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گناہ بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔

(غازن دمعام ج ۵ صفحہ ۳) وقال الضحاك ان اللغو هنا الشرک وقال الحسن انه المعاصی کلھا فہذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال هو الشرک وقول من قال هو الغناء (قرطبی ج ۲ صفحہ ۱۷۱) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

۵ والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدينة نصابها وقدرها واما اصلها فقد كان واجبا بمكة (جامع البیان صفحہ ۲۹) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ والمراد زکوٰۃ النفس وتطہیرھا من الزنائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من اتقى وذكر اسرار بہ فیصلۃ سورہ الاعلیٰ ۱۷ والذین ہم لفر وجہہم خفطون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانہوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرکاتوں

المؤمنون ۲۳

۷۵۳

قد افلح ۱۸

سورة المؤمنون مكية و هي ثمان عشرة آيات وست ركعات

سورة مؤمنون لے مکہ میں تری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قد افلح المؤمنون ۱ الذین هم فی صلاتہم

کام کمال لے گئے ۲ ایمان والے ۳ جو اپنی نماز میں

خاشعون ۲ والذین هم عن اللغو معرضون ۳

چمکنے والے ہیں اور جو بے گنجی بات پر دھیان نہیں کرتے ۴

والذین هم للزکوٰۃ فاعلون ۴ والذین هم

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اور جو اپنی

لفر وجہہم خفطون ۵ الا علیٰ ازواجہم او ما

نفلت کی چیز کو بچاتے ہیں ۶ مگر اپنی عورتوں پر کچھ یا اپنے

ملکت ایمانہم فائلم غیر ملومین ۶ فمن

ہاتھ کے مال باندلوں پر سوان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

استغفر و راء ذلک فاولیک هم العدوون ۷

ڈھونڈے اس کے سوا سو واپس ہیں حد سے بڑھنے والے

والذین هم لا مینہم وعہدہم راعون ۸

اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

والذین هم علی صلوٰۃہم یحافظون ۹ اولیک

اور جو اپنی مسازدوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هم الوارثون ۱۰ الذین یرثون الفردوس

میراث لینے والے تھے جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

منزل ۴



المؤمنون ۲۳

402

قد افلحتم

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا ہے آدمی کو

چنی ہوئی من سے پھر ہم نے رکھا اسکو پانی کی بوند کر کے ایک مجھے ہوئے

ٹھکانہ میرؔ پھر بنایاؔ ۵۳ؔ اس بوند سےؔ لہو جھڑاؔ پھر بنائیؔ

اس لہو حجبے مجھے سے گوشت کی بوتلی پھر بنائیں اس بوتلی سے میڈیاں م کھڑے ہنسیا

ان مٹروں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک سی صوٹ میں دیا سو بڑی برکت

القدری جو غضب سے بہتر بنا یوں ہے پھر تم اس کے بعد لے

مروے پھر مم قیامت کے دن کھڑے لئے جاوے اوروں

ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے ہیں اور ہم نہیں ہیں

خلق اللہ سے بے خبر اور آمارا ہم نے آسمان سے محلے یانی

اپگر پھر اسکو تھرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو

لے جاسکتے ہیں      پھر اگلا دئے      کہائے واسطے اس      باع

مفتول

تعلیٰ ذیل ۱۲-  
تو حیدر دوسری  
تعلیٰ ذیل ۱۲-

ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری بیگم متعہ کر سکتی ہے۔ اس طرح متوعہ عمری بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ ذالک ہی میں داخل ہے۔ وھذا یقتضی تحریم الزنی وما قلنا من الاستمناہ ونکاح المتعہ لان المتعہ بہا لا تجری بھری الزوجات لا تراث ولا قوراث ولا یلحق بدولداھا ولا یخرج من نکاحھا بطلاق بیتا نف لھا و انھا یخرج بانقضاء المدۃ الی عقدت علیھا وصارت کالمستأجرة (قرطبی ج ۲ ص ۱۸۷) والذین ہم لامنتھجہ الخ یہی صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور یدعیہ یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے ۹ والذین ہم علی صلوٰتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

فتح الرحمن <sup>يعني</sup> نفخ روح وروئيدن ناخن و موی ۱۲-



اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ہم فی صلاتہم خشعون میں نماز میں خشوع و خضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب و مستحبات اور وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلا ناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظة التعمد لشروطها من وقت وطهارتها وغیرہما والقیام علیٰ ارکانہا والتماسہا حتیٰ یكون ذالک دلیہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص ۳) ۱۱۔ اولئک ہم المؤمنون الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المؤمنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلاثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ہم فیہا خالدون اور وہ جنت الفردوس میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگا نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انہیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لا یؤمنون ولا یخجلون منها (روح ج ۸ ص ۱) عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۲۔ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی انصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان — تا — یوم القيمة تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رحمہ مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) ذبیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات خداوند تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے ذکر کر کے انسان کو اس طرقت متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتہم من خلقہم یقولن اللہ (زخرف ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حضور یعنی اس عجیب و غریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدمؑ ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے غلامی اور ست سے پیدا فرمایا ۱۳۔ ثم جعلنہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحمہ مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحمہ مادر میں پھرتا ہے اس آیت میں اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے فیفسر مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضائقہ ہے۔ اسی ثم جعلنا منہ۔ ویھون (النطفۃ) منصوب بانزع الخافض واختار بعض المحققین ای ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۸ ص ۱) اور قرآن میں عین قرار کی محفوظ جگہ سے مراد رحمہ مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص ۸) ۱۴۔ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحمہ مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقہ نطفہ قرار یا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جیسے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جیسے ہوئے خون کو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظماء یہ چوتھی حالت ہے عظام کا مضغ مقلد ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذاعظام یعنی پھر ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما یا بخیر حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنا خلقا اخریہ صلیٰ حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حرکت حرکت تھا اور اس کے اعضاء مکمل ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع و بصیر بنا دیا اور تمام اعضاء مکمل بنا دیئے۔ ای خلقنا مبانی الخلق الاول مبانیہ ما بعدہا حیث جعل حیوانا وکان جمادا وناطقا وکان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا وکان اکہ وودع باطنہ وظاہرہ بل کل عضو من اعضاءہ وکل جزء من اجزاءہ عجائب فطرۃ وغیر انب حکمۃ لا یحیط بہا وصف الواصفین ولا یشرح الشارحین (کبیر ج ۶ ص ۲۷) فتبارک اللہ الخ یہ دلیل مذکورہ کا مشرور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صفت سے ایک حقیر نطفہ کو مختلف احوال سے گزار کر ایک خوبصورت کام الخلق اور کامل الخواص انسان کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات و منہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی مقدر و برکات دہندہ نہیں۔ الخلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۵۔ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تحویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے دور کا صراحتہ ذکر نہیں لیکن اشارۃ وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القيمة تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن تمہیں مرنے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے حیا رکرو اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۶۔ ولقد خلقنا فوقکم — تا — وصیغ للخلعین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر دوسری اور تیسری دلیلوں میں انسان پر کئے گئے گونا گوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسان کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طلاق، طریقت کی جمع ہے اور اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اُسے طریقت کہتے ہیں اولیٰ آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انہیں طرائق کہا گیا یا طریقت کہتے ہیں اس کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انہیں طرائق کہا گیا ہے قبل للسموات طرائق لان بعضہا فوق بعض والعرب تسمی کل مشی فوق مشی طریقت وقیل لانہا طرائق الملائکۃ (قرطب ج ۲ ص ۱) قال علی بن عیینہ سمیت بذالک لانہا طرائق للسموات فی العروج والاسبوط والطیوان الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۷) کذا فی جامع البیان (۲۹) ۱۷۔ وما کننا عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب



اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کر کے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سارے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی پرورش کر رہے ہیں بل غلیم جمیع المخلوقات جلتها ودقها فند بر امرها (جامع البیان) جب سارے جہان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سارے عالم کا مدبر و مقرر اور سب کچھ جانتے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں کہہ دے انزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکثہ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کر کے یا وادیوں میں جمع کر کے محفوظ کر دیتے ہیں جسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ هذا الذی ذکر اللہ سبحانہ و تعالیٰ واخبر بانہ استودعه فی الارض وجعله مخزونا للسقى الناس یجدونہ عند الحاجة الیہ وهو ماء الانهار والعيون وما یستخرج من الابرار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۱) وانا علی ذهاب الخ یہ ایک قسم کی تحویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو تجارت بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کر دیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے فانشاءنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے ومنہا تاکلون۔ من تبعیضہ ہے اسی بعفہا یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتداء لیہ ہے اور اکل سے مجازاً روزی کا نام مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتداء لیہ وقیل انها تبعیضیہ ومضمونها مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناه الحقیقی (روح ج ۸ ص ۲۱) ومنہا تاکلون من قولہم فلان یاکل من حرفة یحترفها ومن صنعة یعنہا ومن تجارة یتربہا یعنون انها طعمت وحققت النبی متھا یحصل رزق الخ (بحر ج ۴ ص ۱۹) ۱۹

مفوض کر دیتے ہیں جسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ هذا الذی ذکر اللہ سبحانہ و تعالیٰ واخبر بانہ استودعه فی الارض وجعله مخزونا للسقى الناس یجدونہ عند الحاجة الیہ وهو ماء الانهار والعيون وما یستخرج من الابرار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۱) وانا علی ذهاب الخ یہ ایک قسم کی تحویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو تجارت بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کر دیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے فانشاءنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے ومنہا تاکلون۔ من تبعیضہ ہے اسی بعفہا یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتداء لیہ ہے اور اکل سے مجازاً روزی کا نام مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتداء لیہ وقیل انها تبعیضیہ ومضمونها مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناه الحقیقی (روح ج ۸ ص ۲۱) ومنہا تاکلون من قولہم فلان یاکل من حرفة یحترفها ومن صنعة یعنہا ومن تجارة یتربہا یعنون انها طعمت وحققت النبی متھا یحصل رزق الخ (بحر ج ۴ ص ۱۹) ۱۹

۱۲ توحید پر دلیلیں  
۱۳ توحید پر دلیلیں  
۱۴ توحید پر دلیلیں  
۱۵ توحید پر دلیلیں  
۱۶ توحید پر دلیلیں  
۱۷ توحید پر دلیلیں  
۱۸ توحید پر دلیلیں  
۱۹ توحید پر دلیلیں

قد افلح ۱۸

۷۵۶

المؤمنون ۲۳

نَجِيلٌ وَأَعْنَابٌ لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۱۹

کھجور اور انگور کے تنہاے واسطے انہیں میوے ہیں بہت اور انہیں سے

تَأْكُلُونَ ۱۹ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ

کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۱۹

تَنْبُتُ بِالذَّهْنِ وَصَبِغٍ لِلَّذِينَ لَا يَكْلَلُونَ ۲۰ وَإِنَّ لَكُمْ

لے اچھے تیل اور روئی تیلہ ڈوبنا کھانیاں لوگوں کو واسطے اور تمہارے لئے

فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَ

جو بالوں میں لگے دھین کر کے پلاتے ہیں ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۲۱ وَعَلَيْهَا

تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور ان پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تَحْمَلُون ۲۲ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

اس کی قوم کے پاس ۲۲ تو اٹھ کھڑے اے قوم بندگ کرو اللہ کو تمہارا کوئی

مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۲۳ فَقَالَ الْمَلَأُ

حاکم نہیں انکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ

جو ۲۳ کافر ہے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثْلَكُمْ يُرِيدُ أَنْ يُتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ

جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑا کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا

اللَّهُ لَا نَزْلَ مَلَكَةٍ ۲۴ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا

تو امارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ

منزل ۴

پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالذھن الخ جملہ شجرۃ کی صفت ہے اور بلاابت ومصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق مخدوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے اسی تنبت متلبۃ بالذھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا بقاء بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت ومعها الذھن (مدارک ج ۳ ص ۹) روغن سے روغن زیتون مراد ہے تیلہ وصبغ للذھن یہ الذھن پر معطوف ہے اور صبغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روئی کھائی جائے تاکہ وہ خوشحوا ہو جائے صبغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا۔ جعل اللہ فی ہذہ الشجرۃ المبارکۃ ادمادھو الزیتون ودھنا وھو الزیت (غازن ومعالج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے



الْأَوَّلِينَ ۝۲۳ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ مَّا تَبْصُرُونَ

دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے ۲۳ کہ اس کو سوراہے سورہہ دیکھو

بِهِ جَنَّةٌ حِينَ ۝۲۴ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ

اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تومددرمیری تہ کہ انہوں نے مجھ کو جھوٹا

فَاَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحَيْنَا

پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ۲۴ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہم اکٹھے

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْوِيرُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ

سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور اچھے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں

كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ

ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں پہلے

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تَخَافِ غِيْبِيَ فِي الَّذِينَ

سے شہر میں ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں

ظَلَمُوا ۖ إِنْ هُمْ مَغْرُقُونَ ۝۲۵ فَاذْأَسْتَوَتْ اُنْتَ

کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو اٹکے

وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے

نَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۲۶ وَقُلْ رَبِّ

چھڑا یا بھلو گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب

أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُّبَرَّكَ ۖ وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝۲۷

اتار مجھ کو برکت کا آزارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝۲۸ شَمَّ

اس میں نشانیاں ہیں ۲۷ اور ہم ہیں جانچنے والے ۲۸ شمر

منزل ۴

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اسی نے عطا فرمائے ہیں اس لئے اسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارو اور اس کے پیدا کئے ہوئے غلوں و پھلوں سے اسی کے نام کی تدریس دو ۲۳ وان لکم فی الانعام لعبقۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں صافی بطور تھا۔ ما سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے و لکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً ان کی تجارت کے ذریعے دولت کاتے ہو و منہا ناکلون

چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کر کے روزی کھاتے ہو۔ و علیہا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی مہربانی سے صحیح سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطا کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک لائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے ۲۴

ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یقوم اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجا لاؤ یعنی حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعا ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے اللہ علوٰیخ العبادۃ۔ اقلات تقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیب اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو گے فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح سے بظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوح پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوح پیغمبری کا دعویٰ کر کے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولولہ اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول

ایک نام سناتے کارساز ۱۲

مذکورہ بالا مذکورہ ۱۲ پیغمبروں میں سے ۱۲

بھیجتا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذ باللہ۔ بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علی زعمہم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۸ ص ۲۵۸) ۲۴ ما سمعنا الخ ہذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بہذا) ای بار سال بشر رسولاً او ہمایا صریحاً من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۲۹) الذی یدعوننا الیہ نوح ہذا نوح و معالیم ج ۳ ص ۳۱) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیث اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو نیکر بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ تم ان کو لہم ہذا مالکونہم و ابائہم فی فترۃ و ما لفرط غلوہم فی التکذیب و العناد و انما کہم فی الغی و الضلال (روح ج ۸ ص ۲۵۸) ۲۵ ان هو الخ



یہ بھی رؤساء مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہو جائے اور وہ اپنے اس عجیب غریب دعویٰ سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عنادوت کی انتہا تھی لہٰذا قال سرب النصر فی الخ حضرت نوح علیہ السلام سارھے نو سو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی ہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ میری متواتر تبلیغ و دعوت پر ان کے مسلسل انکار و وجود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کر دے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے سہی اھلکم بسبب تکذیبہم ایامی (کبیر ج ۹ ص ۱۶۷) اور

المؤمنون ۲۳

۷۵۸

قد افلح المؤمنون ۱۲

أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿۲۱﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ

رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ آلِهَةٍ غَيْرِهِ

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالْآخِرَةُ وَآتَرَفْنَاهُمْ فِي

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿۲۳﴾ وَلَكِنْ

أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذْ الْخَيْرُونَ ﴿۲۴﴾ أَيْعِدُكُمْ

أَنْتُمْ إِذْ أَمَرْتُمْ وَكُنْتُمْ تَرَا بَاءَ عِظَامِ أَنْتُمْ

مُخْرَجُونَ ﴿۲۵﴾ هِيَ هَاتِ هِيَ هَاتِ لِمَا تُوْعَدُونَ ﴿۲۶﴾ إِنَّ

هِيَ الْآحْيَاتُ نَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

بِسَبْعِينَ ثَلَاثِينَ ﴿۲۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

۲۷

سادہ دہری نئی دیں

منزل ۳

۲۷ وان كننا الخ ان محققہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان مخدوف ہے۔ ابتلاء۔ بلاء سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای انہ كننا البتلىن مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا للنظر من يعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص ۳۰) ای وان الشان كننا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم وعقاب شدید او مختبرین بھذہ الآیات عبادنا للنظر من يعتبر ویتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوح کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوح کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کار ساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ تھ انشانا الخ قوم نوح کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں لہٰذا فاسرسلنا فیہم الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے ازمو



وَمَا خُنُّ لَهُ يُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا

اور انکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے لئے مدد کر کہ

كَذَّبُون ﴿۳۹﴾ قَالَ عَسَىٰ قَلِيلٌ لِّيُصْبِحَنَّ نَدِمِينَ ﴿۴۰﴾

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تمہارے دنوں میں صبح کو رو جائیگے پچھتائے

فَاخَذَتْهُمْ الصَّبِيحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلَهُمُ غَنَاءً فَبَعْدًا

پھر پکڑا ان کو صبحگاہ نے حقیقت پھر کر دیا انکو کوڑا سودور ہو گیا

لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا

گنہگار لوگ پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں

آخِرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدے اور نہ پیچھے ہے

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَاءً كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولَهَا

پھر بھیجتے تھے اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس انکا رسول

كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُم بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ

انکو جھٹلایا پھر ملانے لگے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبَعْدَ الْقَوْمِ الْيَوْمُوتُونَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ

سودور ہو گیاں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہمیں لے لے موسیٰ اور اسکی بھائی

هَارُونَ هَايْتُنَا وَسُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ﴿۴۵﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَوَلٰٓئِهِ

ہارون کو اپنی نشانیں بکر اور کھل سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوا أَنْتُمْ مِّنْ

پھر لگے بڑال کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عِدُونَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابع ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں

منزل ۴

برائے نفی شرک فی التوفیق حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو پیغام دیا تھا اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ بِالْحَمْدِ ثُمَّ صَرَفَ الشَّرَّ إِلَىٰ كَواعِبَاتِ وَمَقَامِ بَیِّنٍ وَکَیْزِکَہِ اس کے سوا تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں ہے۔ وقال الامام حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں ان کی قوم کے شرکین نے وہی کچھ کہا جو دعوت نوح علیہ السلام کے جواب میں ان کی قوم کے رؤسا کہہ چکے تھے الذین کفروا الخ وہ توحید کے بھی منکر تھے اور قیامت کے بھی دائرہ فتنہم الخ ہم نے ان کو دنیوی انعامات کے مالا مال کر رکھا تھا یعنی نعمناہم ووسعنا علیہم فی الحیاة الدنیا (افازت ج ۳) ہم نے ان کو دنیا میں انعام و اکرام سے نوازا مگر انہوں نے ہمارے پیغام توحید کا سختی سے مقابلہ کیا اور من وعناد سے اس کا انکار کیا لے ماہذا الخ روماء

مشرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اس میں ہی مرنے کی کوئی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا فضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کا نعم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲) اسکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشری ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنا اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید المغبونون بتو کہم الہتکم واتباعکم ایلا عن غیر فضیلة لہ علیکم (قرطبی ج ۲ ص ۱۲) الخسرون عقولکم و مغبونون فی اسراءکم حیث اذلتکم انفسکم (ابو السورج ۶ ص ۲۵) لے ایعدکم الخ یہ بھی روماء وشرکین کا مقولہ ہے ایعدکم ای یقول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ہیہات اسم فعل ہے بمعنی ماضی ای بعد اور لام زائدہ ہے اور ہیہات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت سی بعید بات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصدق ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما نؤعدون او بعد لما نؤعدون (بحر ج ۴ ص ۳۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہوگا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے

یہودیہ میں  
نہیں رہا  
یہودیہ میں  
یہودیہ میں

بعد علامہ ابوجان لکھتے ہیں وینبغی ان یجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدر یتہیات یعنی زجاج کا قول ہیہات کے معنی کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ہیہات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم لے ان ہی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر رہ کر تے ہیں جب ہم مر جائیں گے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان هو الاصل جل الخ یہ ہود (تو) عیاذ باللہ خدا پر بہتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور شر و شرک کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے اسی ماہو الامم وقر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبی اللہ و فیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۵)

فتح الرحمن و اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے شہور کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔



۳۶ قال رب انجذب حضرت ہود علیہ السلام وخواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بددعا کی بددعا کی بددعا ان ذلک الرسول لہائیس من قبول الاحکام والاصاغر فزع الی سربہ وقال سرب النضری بما کذبون فاجابہ اللہ فیما سأل (کبرج ۶ ص ۲۸) قال عما قلیل النج عن بمعنی بعد ہے اور ماتحمرہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا مازائدہ ہے (ابو السعد - روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے بعد ہی ان پر عذاب آنیوالا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہو گئے فاخذ تھم الصیحة النج چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خن و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غناء وہ خن و خاشاک جو پانی کی سطح پر بہت رہا ہے ای کغش السیل دھوا محملہ من الورق والعیان البالیة (روح ج ۸ ص ۳۲) یہ اس دلیل کا مژہ ہے مشرکین قوم مودنے جن خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا گئے شتم انشأ النج ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ فاتسبق من امۃ النج ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہوئی گئی شتم ارسلنا النج یہ توحید پر تیسری منتقل دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تری اصل میں دتہی تھا او کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ سلسلہ سے حال واقع ہے اسی ارسلنا سلسلہ متواترین (بحر روح) وجعلنہم احادیث النج یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخبارا یسمع بہا یتعجب منها (مدارک ج ۳ ص ۹۳) شتم ارسلنا موسیٰ النج یہ نفی شرک فی الترفہ پر چوتھی نقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیجے فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

قدا فلاح المؤمنون ۱۸ ۷۶۰ المؤمنون ۳۳

فَكَانُوا مِنَ الْهَالِكِينَ ۳۸ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۳۹ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَامَّةً

تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور انکی ماں کو

آيَةً وَأَوْيَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۴۰

ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی تھرا گئے و اے

الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي

رسولو سیکھ گھاڑ سقوی چینی اور کام کرو بھلا جو

بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۴۱ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً

تم کرتے ہو میں جانتا ہوں اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب

وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۴۲ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ

ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو تجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈال کر کر یا اپنا کام

بَيْنَهُمْ فَرَقًا كُلَّ حَزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرَقَحْنَاهُ ۴۳

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے جو ان کے پاس ہے اس پر پھونک دیں گے

فَذَرَهُمْ فِي غُصَّتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۴۴ اِيْحْسِبُونَ أَنَّمَا

سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک قوت تک گئے کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ

نُسَدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِيْنٍ ۴۵ نَسَارِعْ لَهُمْ

ہم ان کو تیسے جاتے ہیں مال تمہارا اور اولاد سو رو دوڑ کر پہنچا ہے میں ہم انکو

فِي الْخَيْرِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۴۶ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ

بھلائیوں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں و البتہ جو لوگ

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۴۷ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ

اپنے رب کے خوف سے گئے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ

منزل ۴

موضع قرآن و حضرت عیسیٰ جیساں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ کل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مرچ کا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا طے پر اور بانی وہاں کا خوب تھاٹ یعنی سبے سولوں کے دین میں ہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں و ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جاتا تھا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوارا کٹھا بتا دیا اب سب بن مل کر ایک دین ہو گیا۔

۱۲



اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاسد تکبر والہ الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدست ہو کر اس کو ٹھکر دیا انہوں نے بتائیں کہ یہ دیا مومنوں کے لئے ہے اور ہمارے لئے نہیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلامی ہے اور ہر وقت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک بہت قوم کے دو آدمیوں کو بنی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انہیں حقیر سمجھتے تھے۔

۱۱۔ فکذبوا ہم انہ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انہیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اتینا موسیٰ الکتاب الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سرِ پادشاهی تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عجز حاصل کرنے کا بیج ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جحود سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا ۱۲۔ وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں منقل دلیل ہے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوئے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ ربی و ربکم فاعبدواہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے سب سے بڑی لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ہی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۸ ص ۸۲) ربوہ سے مراد کے باسے میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ہی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص ۲) قال قتادہ کنا نجد ان الربوة بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاك وقتادة (الی الربوة ذات قرار معین) هو بیت المقدس فهذا واللہ اعلمہوا الاظہر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳۳) قال قتادة وکعب بیت المقدس وزعم ان فی التوراة ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص ۲۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ مجوسیوں کے ذریعہ اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انہیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو بیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں و ذکر ان سبب هذا الاجواء ان ملک ذلك الزمان عزم علی قتل عیسیٰ علیہ السلام ففرت به امه الخ (روح ج ۸ ص ۸۲) وسبب الاجواء انما ضلت باینها عیسیٰ الی الربوة وبقيت بها اثنتی عشرة سنة وانما ذهب بهما ابن عمها يوسف ثم رجعت الی اهلها بعد ان مات ملكهم اکبر ج ۶ ص ۲۸۹) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے باسے میں ارشاد ہے۔ فنادها من تحتها ان لا تخزنی قد جعل ربك تحتك سرياً (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور بچے چھتریاں دی تھی (ابن کثیر) ۱۳۔ ذات قراس پر امن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی و روح) ۱۴۔ یا ایہا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی منقل دلیل ہے یا ایہا الرسل سے پہلے قلنا مقدر رہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ منقل دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ عین اللہ کے لئے تحریکات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذر و نیازیں دو۔ ومن الطیبت یعنی غیر الرحمن من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے حکم دیا تھا حکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لاخو طب بد کل رسول فی زمانہ نودی بذلك ووصی به (مراک ج ۳ ص ۹۳) لیساعلی ظاہر ہما لا تنہما رسلوا متفرقین فی ازمینہ مختلفہ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلك ووصی به (مراک ج ۳ ص ۹۳) واعملوا صالحاً اور اللہ کی وحی اور اس کی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دوں گا ۱۵۔ وان هذه الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص مت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترف ہو گا۔ والخطاب للراسل علیہم السلام علی نحو ما مر و قبل عام لہم ولغیرہم (روح ج ۸ ص ۸۲) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم و شریعتکم ایہا الرسل (امۃ واحدة) ای ملت و شریعت متحدة (ابو السعور ج ۶ ص ۲۹۵) امۃ واحدة یہ ان ہذا ۱۶۔ متکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سارے کے سارے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اس کے سوا کوئی حاجت روا اور دُور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ہذا ۱۷۔ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت و وعدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت و وعدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو ۱۸۔ فقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اس کا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک



ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فقط عوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فيه الا الذين اوتوا من بعد ما جاءتهم البينات بغيا بينهم الآية (بقرہ ۲۶) اور آل عمران (۲۶) میں فرمایا وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم الآية ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کر نیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور سپہ رسی تھے ذرا ذرا کر ہر ایک جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں ذرا ای فرقا و قطعاً مختلفہ (غازن ج ۵ ص ۲۹) لکھ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انہم معبودون بہ معتقدون اند الحق (روح ج ۸ ص ۲۲) لکھ فذہم الہی مشرکین قریش پر شکوئی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گمراہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انہیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انہیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور مانتے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لکھ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انہیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لایشعرون یہ محسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور انہال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان ہم پہنچا لو۔ بل لایشعرون اضراب من قولہ ایحسبون ای بل ہم انشاء البھائم لافطنہ لہم ولا شعور فیتاملوا ویفکروا اھواستدراج أم مسارعة فی الخیر فیہ تھدید ووعید (مخرج ۶ ص ۲۹) لکھ ان الذين الخ دفع عذاب کے لئے ابتدا و سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات مالا اولاً اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

قدا فلاح المؤمنون ۱۸ ۷۶۲ المؤمنون ۲۳

سَرَّيْهِمْ يَوْمَئِذٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝  
 اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے کئی کو شریک نہیں مانتے  
 وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ ۝  
 اور جو لوگ دیتے ہیں اچھے جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اچھے درجے میں اس لیے کہ ان کو  
 اِلٰی رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ  
 اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے وہ لوگ اچھے درجہ پر دوڑ کر دیتے ہیں بھلائیوں  
 وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ وَلَا نَكْلِفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا  
 اور وہ ان پر پہلے سے گئے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی کھانت کیوں  
 وَلَدَيْنَا مَكْتُوبٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝  
 اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا  
 بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ  
 کوئی نہیں ان کے دل اچھے بے ہوش ہیں اس سے اور ان کو یہ اور کام لگے ہیں  
 مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عِشْرُونَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا اخَذْنَا  
 اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب پوچھیں ہم  
 مِّنْ رَّفِئِهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْرُونَ ۝ لَا تُجْرَوْنَ  
 ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں پہنچے وہ لگیں گے چلانے مست چلاؤ  
 الْيَوْمَ قَفٰٓى اَنۡتَ كُمۡ مِّنَّا لَا تَنْصُرُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰتِیُّ  
 آج کے دن تم ہم سے جھوٹ نہ سکو گے تم کو سالی جانی تھیں  
 تَشَلَّیْ عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ۝  
 آتیں اچھے تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے  
 مُسْتَكْبِرِیۡنَ ۝ بِهٖ سِمًا اَتَمَّ جُرُودًا ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا  
 اس سے تکبر کر کے اس کو قصہ گو سمجھ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے دھتھار نہیں کیا

منزل ۴

یہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فقط عوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فيه الا الذين اوتوا من بعد ما جاءتهم البينات بغيا بينهم الآية (بقرہ ۲۶) اور آل عمران (۲۶) میں فرمایا وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم الآية ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کر نیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور سپہ رسی تھے ذرا ذرا کر ہر ایک جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں ذرا ای فرقا و قطعاً مختلفہ (غازن ج ۵ ص ۲۹) لکھ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انہم معبودون بہ معتقدون اند الحق (روح ج ۸ ص ۲۲) لکھ فذہم الہی مشرکین قریش پر شکوئی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گمراہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انہیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انہیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور مانتے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لکھ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انہیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لایشعرون یہ محسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور انہال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان ہم پہنچا لو۔ بل لایشعرون اضراب من قولہ ایحسبون ای بل ہم انشاء البھائم لافطنہ لہم ولا شعور فیتاملوا ویفکروا اھواستدراج أم مسارعة فی الخیر فیہ تھدید ووعید (مخرج ۶ ص ۲۹) لکھ ان الذين الخ دفع عذاب کے لئے ابتدا و سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات مالا اولاً اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

موضع قرآن و یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا اگے کام آئے نہ آئے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔



کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات و خیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذكره بقوله يحسبون انهم قد صدقوا من حال و بنين ناسرا لهم في الخيرات ثم قال بل لا يشعرون۔ بين بعده صفات من يسارع في الخيرات ويشعر بذلك (کبیر ج ۶ ص ۲۹) ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون میں الذين هم في صلاتهم خاشعون کا اعادہ ہے۔ والذین هم بالیت الخ اس میں قد اقم المومنون کا اعادہ ہے۔ والذین هم بربهم لا یشرکون میں هم عن اللغو معضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریا) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ شرک عام ہے خواہ ظنی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاء ہی کو شامل سمجھتے ہیں اختصار بعض المحققین التعظیم اسی لا یشرکون بہ تعالیٰ شرکا جلیدا ولا خفیدا ولعلہ الاولیٰ (روح ج ۸ ص ۴۸) والذین یؤتون الخ اس میں الذين هم لا منتهم وعهدهم مراعون کا اعادہ ہے یوتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال برکات کو شامل ہے۔ قال ابن عباس وابن جبیر هو عام فی جمیع اعمال البرکات قال والذین یفعلون من انفسهم فی طاعة الله ما بلغه جهدهم (بجرج ۶ ص ۴۸) یعنی اللہ کی اطاعت اور اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انھیں بجا لاتے ہیں۔ دلو بہم وجلة الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انھیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذين یصومون ویصلون ویصدقون وهم یخافون ان لا یقبل منهم اولئك الذين یسارعون فی الخیرات (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) اولئك یسرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ راہیگاں نہیں جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں۔ لانکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات و خیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سنیہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجالاؤ۔ ولدینا کتب الخ کتاب اسم جنس ہے اور اس سے اعمال نامے مراد ہیں اور یہ تحلیف اخروی ہے یعنی ممالے پاس تھا ہے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء ملے گی۔ بل دلو بہم الخ یہ بل لا یشرعون سے بھی ترقی ہے اور ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ترسان و لرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتیٰ الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انھیں چاہیے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولهم اعمال من دون ذلك الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورہ حج میں غیر اللہ کی نذر نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔ ۱۴۱۱ ح۱ الخ یہاں سے لیکر اذہم فیہ مبدسون تک تحو لیں شکوے اور زجر ہیں۔ حتیٰ اذا اخذنا الخ یہ تحو لیت دنیوی اور ماقبل کے لئے غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی و زاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابهم یوم بدر من القتل والاسرکما روی عن ابن عباس وجبیر وقتادة وقد قتل واسر فی ذالک الیوم کثیر من صنادیدہم ورویاءہم (روح ج ۸ ص ۴۸) قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون اسی ترجعون، متکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بلکہ تنصیر قرآن مجید سے کنایہ ہے جو ایسی سے مفہوم ہو رہا ہے منہما، تہجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سناں اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سناں جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنائے والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پیچ کر چلے جاتے تھے۔ ۱۴۱۲ ح۱ الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءہم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لہم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے جی نہیں پہچان سکے؟ ام یقولون بدہ چند یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عبادا اللہ محبون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے تاکیر و زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شاعت کا اظہار مقصود ہے الصنۃ لا نکار الواقع و استفہامہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انھیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حسد



اور بعض وعناد بھی قال سفیان بنی قنبر عرفتہ ولکنہم حسدہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳۱) ام یقولون بہ جند جنون و لیس کذا لک لا ینہم یعلون  
انہ ارجحہم عقلاً و اثبتہم ذہناً (مدارک ج ۳ ص ۹) ۵۹ بل جاءہم الخ یہ ماقبل سے ضرب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے  
پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت و عیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں  
لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق و امانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام

المؤمنون ۱۸

۷۶۴

قد افہم المؤمنون ۱۸

الْقَوْلَ امَّ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۶۸

اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس یا

امَّ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۶۹

یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانے والے کو سو وہ انکو پہچانتے ہیں یا

نَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَ أَكْثَرُهُمْ

کہتے ہیں اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو

لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ۷۰ وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ

سچی بات بری ملتی ہے اور اگر نہ سچا رہے ان کی خوشی پر

لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ

تو خراب ہو جاتیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں

أَتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۷۱

اللہ ہمیں پہنچائی ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خُرْجًا فَخَرَجَ مِنْكَ خَيْرٌ مِّمَّا

یا تو ان سے مانگا ہے کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے

الرِّزْقَيْنِ ۷۲ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ

دروزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٍ ۷۳ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پر اور جو لوگ ۳۷ نہیں مانتے آخرت کو

عَنِ الصِّرَاطِ لَنَّا كِبُونَ ۷۴ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا

راہ سے بڑھے ہو گئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولیں

مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلْجَوَافِ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۷۵

جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے و

منزل ۴

حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ہوتی ہو  
اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے  
انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں و اکثرہم للحق کرہون  
انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق  
(مسئلہ توحید) سے چڑا اور حق بیان کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد و ضد کی وجہ سے  
اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں  
(جاءہم بالحق) یعنی القرآن و التوحید الحق والدین  
الحق (و اکثرہم للحق کرہون) حسد و بغیاء و  
تقلید (قرطبی) ۱۸ ولوا تبغ الحق الخ یہ زجر جو اس  
سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق  
ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس  
لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا  
کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس لامر کے  
مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہیں ہمارے معبود کار ساز ہیں۔ لات  
منانہ عری وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور  
نذر و نیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں  
ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے  
جیسا کہ الشعراء بتبعہم الضالون بظاہر معلوم ہوتا  
ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے ملتے ہیں لیکن مقصود  
ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد  
ہے۔ الم تراہم فی کل داء یدعیون و انہم یقولون  
ما لا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے ہاتھ میں  
بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود  
ہے اول یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم  
یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے  
ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں  
حق کی ترجمانی ہو۔ فسدت السموات الخ اگر ان مشرکین  
کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان

کا نظم و نسق بہت سے معبودوں اور کار سازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے  
لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدنا (انبیاء ج ۲ ص ۱۷) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواء ہم باکان الشرک حقا لفسدت السموات والارض حیثما  
قر فی قولہ تعالیٰ لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدنا (روح ج ۱ ص ۱۸) بل اتینہم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن و بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ موتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے و یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو  
اور خصلت سے واقف ہوا کسی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ و حضرت کی دعا سے ایک بار مجھے کے لوگوں پر غلط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا۔



شرف و فضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بد نصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات و خیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدہ لا شرک ہو نیکاً اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تبلیغہ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللہم لبیک لا شریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول و اقرار کی مزید تشریح و توثیق کر دی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کر کے ان کے خود ساختہ کارسازوں کی نفی کی جاتے تو آمادہ پیکار ہو جاتے ہیں ۱۲۷ م

تسللہم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ و تبلیغ اور تعلیم و تدریس پر کوئی اجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا برے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخر حاج سہبک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دینگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھ دی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اسی مایعطیک اللہ من رزقہ و ثوابہ خیر (غازن و معالم ج ۵ ص ۳۷) د ان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہو اعراض کرتے ہیں بلکہ رحمتہم الخ ان کی سرکشی اور اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرماویں اور انہیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد و عداوت اور بغض و حسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ۱۲۸ د لقد اخذنہم

المؤمنون ۲۳

۷۶۵

قد افلم المؤمنون ۱۸

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۱۲۷

اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں ۱۲۷ پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑاتے

حَتَّىٰ إِذَا فُتِنَّا عَلَيْهِمْ بِآبَاءِ عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذْ أَهْمُ فِيهِ ۱۲۸

یہاں تک کہ جب کھولیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا ۱۲۸ تب بھی اس میں

مُبْلِسُونَ ۱۲۹ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

آس ٹوٹے گئے اور اسی نے بنائی ہے تمہارے کان ۱۲۹ اور آنکھیں اور

الْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۱۳۰ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي

دل تم بہت غوراً حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے

الْأَرْضِ وَالْيَدِ يَخْشَرُونَ ۱۳۱ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ

زمین میں اور اسی کی طرقت جمع ہو کر جاوے گی اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۳۲ بَلْ قَالُوا

اور اس کا جو بدلتا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں تو وہی کہتے

مِثْلَ مَا قَالِ الْأَوَّلُونَ ۱۳۳ قَالُوا إِذَا امْتَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا

ہیں جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ ۱۳۳ کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی

وَعِظَامًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۱۳۴ لَقَدْ وَعَدْنَا لَكُنَّ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا

اور مڑیاں کیا تمکو زندہ ہو کر اٹھنا ہے وعدہ دیا جا رہا ہے تمکو اور تمہارے باپوں کو

مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۱۳۵ قُلْ لِّمَنِ

پہلے سے اور کچھ نہیں یہ تفصیل میں پہلوں کی تو کہہ گس کہ ہے

الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۳۶ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ

زمین ۱۳۶ اور جو کوئی اس پر بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا

قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۱۳۷ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ

تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساکوں آسمان کا

منزل ۴

میں مبتلا ہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ۱۲۷ حتیٰ اذا فتننا الخ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدو یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلائ ان کے منصوبے کامیاب ہو جائیں گے لیکن جب ہم نے ان پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروردگاروں کی کامیابی اور ہر خیر و برکت سے مایوس ہو جائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ حصہ دوم — منعی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیل اور تین علی سبیل الاعتراف من انحصار ۱۲۷ دھو الذی انشا لکم الخ

موضع قرآن شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تمک کر عاجز ہوتے۔



المؤمنون ۲۳

444

قد افلح المؤمنون ۱۸

اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم

تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ

اُلتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیے

وَقُلْ فَإِنِّي لَهُمْ نَاصِرُونَ ﴿٨٩﴾ بِأَيِّ آيَاتِهِمْ يُلَاقُونَ

[illegible]

۵۔ البتہ جھوٹے ہیں بخدا اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ

عَةِ مِنَ الْإِذَاذِ الذَّهَبِ كُلِّهِ بِمَا خَلَقَ

وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ عَلَى بَعْضٍ سَجُنُ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ

[illegible]

نئے والا چھپے اور اھلے کا وہ بہت ادھر ہے اس سے جرح یہ تریک ملے ہیں

۴۲۔ اگر نہ دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وہ؟ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کہ

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٩٢﴾ وَأَسْأَلُكَ رَبِّي بِفَضْلِ عِلْمِي بِفَضْلِ نِعْمَتِي

٩٥) اَفْعَالَةٌ هِيَ اَحْسَنُ السَّعَاتِ فِي

دیا ہے      بری بات کے جواب میں وہ لہجہ جو بھڑ ہے      ہم

منذ

منزل ۴۴

برپاوردی حق درین  
۱۲  
مخوف درونی  
۱۳  
بر طین تبلیغ  
۱۴

১৫০

موضح قرآن و المعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کر لو۔



أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٧﴾ وَقُلْ رَبِّ اعْزُذْ بِكَ مِنْ

خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ لے رب تم میں میری پناہ چاہتا ہوں

هَمَزِ الشَّيْطَانِ ﴿٩٨﴾ وَأَعْزُذْ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ

شیطان کی پھیسڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں کہ میری پاس آئیں

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿٩٩﴾

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں سے کسی کو موت کہے گا لے رب مجھ کو پھر بھیج دو

لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ

شاید کہ میں بھلا کام کروں اس میں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے

هَوَّاقِلَهَا مِنْ دَرَاءٍ لَّهُمْ بَرَزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾

کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اسون تک کہ اٹھائے جائیں

فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَ

پھر جب بھونکے مارے صور میں تو نہ رہے ان میں اس دن اور

لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے سو جس کی بھاری ہوئی تولیے تو وہی لوگ

هُمْ الْمَفْلُحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

کام لے نکلے اور جس کی ہلکی ہوئی تولیے سو وہی لوگ ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلَفَهُ

جو مار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں یہ بھٹس دیں

وَجُوهُهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ

ان کے منہ کو آگ اور وہ انہیں بد شکل ہو رہے ہوتے تھے کی تم کو

أَيَّتِي تُنْفِلُ عَلَيْكُمْ فَلَنْتُمْ مَا تَكْذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا

ننال نہ تمہیں ہماری آیتیں دکھ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

منزل ۴۴

اور ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے وہ بھیجید و لایجسا علیہ اور جسے وہ چاہے بچائے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں امی من اراد الله  
اهلا كما وخوفه لم يمنع منه مانع ومن اراد نصره وامنه لم يدفعه دافع (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۷) قل فانی لتحرون آپ  
ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کار ساز سمجھتے ہو۔ امی فانی  
تخذعون ونصرفون عن توحیدہ وطاعتہ (فازن ج ۵ ص ۱۲۷) امی کیف یخیل الیکم ان تشرکوا به ما لا یضر ولا ینفع (قرطبی) ۷۶۷ بل انینہم

یہ ان ہذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے  
الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا  
کہ مسئلہ توحید اور حشر و نشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق  
ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمندان  
کو سمجھ سکتا ہے۔ دانیہم لکذبون اس لئے مشرکین  
اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد  
بالبعث وقیل مایعہ والتوحید ویدل علی  
فالت السباق (روح ج ۸ ص ۱۵۷) انکے ماتخذ  
اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت و مبرہن کرنے  
کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
ہی کار ساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں  
جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی  
ہو۔ دعا کا مکان معد الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی  
نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک سہیم بھی کوئی نہیں  
کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے  
ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعل بعضہم  
الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم  
دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور  
یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وعدہ والا  
شریک ہے وہی قادر و متصرف اور مختار و کار ساز ہے اور  
ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے و اذا کان  
کذا لک فاعلموا انہ اللہ واحد بیدہ ملکوت کل  
شیء و یدبر علی کل شیء (فازن ج ۵ ص ۱۵۷) انکے  
سبحن اللہ الخ لہذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک  
ہے عالم الغیب والشہادۃ الہ متصرف و مختار بھی وہی ہے  
اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہذا وہ ہر شریک سے پاک  
اور ہر عیب سے منزہ ہے لکھ قتل سرب اما الخ تخویف  
دنوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح  
اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان

تخویف

تخویف

تخویف

تخویف

مشرکین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچاؤ یہ اس عذاب کی شدت و فطاعت کے اظہار کے لئے  
کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ نظام ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہو گا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیے (روح) ولنا  
علی ان سرب الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت و طاقت ہے لیکن ہم عذاب کو موخر کر دیتے  
تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں لکھ ادفع بالستی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضع قرآن و اچھے شیطان کی ہے دین کے جواب سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب ہے اس سے بہتر وہ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی کو  
پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو انہیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں و یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے وہ جلتے جلتے بدن سو جہنم  
نیچے کا پوٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک و زبان کھٹکتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔



اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھول کر اور دلائل کے ساتھ بیان کریں۔ بخسن اعلم بما یصفون باقی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی۔ دقت مراب الہیہ توحید بیان کرتے وقت آپ شیطان و سوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال و افعال میں دخل دیں۔ دقت مراب الہیہ توحید بیان کرتے وقت آپ یہ تحریف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بد انجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

المؤمنون ۲۳

۷۶۸

قد افلح ۱۸

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿۱۰۶﴾

اے رب ضرور کیا ہم پر ہماری بختی نے اور ہے ہم لوگ بھٹکے ہوئے

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ

اے ہمارے رب نکال دے ہمیں اس سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا

اُخْسُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿۱۰۸﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ

بڑے ہو چکے تھے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا جسے میرے

عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ

بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سوغات کر دے اور رحم کر دے اور

أَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذَ لَهُمُوهُمْ سَخِرَ يَّا حَتَّىٰ

تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پھنسا دیا

أَنْتَ سَوَّيْتَهُمْ فِي دَعْوَاهُمْ فَأَجْمَعْتَهُمْ لِيَوْمٍ

تو نے انکو سب برابر کر دیا اور تم ان سے سنتے ہے میں نے

جَزَيْتَهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا ۚ أَلَهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۱۱۰﴾

آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنے کا اے کہ وہی میں مراد کو پہنچنے والے

قُلْ كَمْ لَبِئْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدُوِّ سِنِينَ ﴿۱۱۱﴾ قَالُوا

فرمایا تم کتنی دیر ہے اے دشمن زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے

لَبِئْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلُ الْعَادِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالَ

ہم نے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھے گنتی والوں سے بول فرمایا

إِنْ لَّبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۳﴾

تم اس میں بہت نہیں اے تو ظاہر ہی ہے ہو اگر تم جانتے ہوئے

أَفَحَسِبْتُمْ أَنْتُمْ خَالِقُونَ عَبَثًا وَأَنْتُمْ لَا

سو کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم نے بے بنیاد بنا دیا اور تم سہلے پاس

منزل ۴

اب اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیج دے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ مشرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا اس جوعن جمع برائے منکر ہے ای ار جعنی ار جعنی اس جعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیاء فی جہنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تنبیہ منکر ہے کہ لے ای القیاء القیاء اس طرح امراء القیس کا قول ہے۔ قنابہ من ذکرہی حبیب ومنزل ای قف قف۔ اجعون علی جہنم التکریر ای ار جعنی ار جعنی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۷) کلا الہی کلا کلامہ ردع ہے یعنی اب ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب سے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حشر اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا ہے کہ مگر فائدہ دمن و سادھم برزخ الہم ان کا موت کے بعد دنیا میں پس انامحال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے کلا فاذا نفخ الہی تحوّلوا اخری ہے نفخ سے نفخ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہو جائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں لیکن میرے خاندان پوچھے ہیں مگر اس جہان میں نسلی امتیازی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر و غرور سے کچھ فائدہ ہوگا کہ من ثقلت

سہ ادخال الہی ۱۲

الہی یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت صواذینہ الہی تحوّلوا اخروی ہے وہاں نسلی اور خاندانی شراعی کام نہ آئیں گے بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ملکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلفح وجوہہم الہی جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلادے گی اور ان کی شکلیں جل کر بد نما اور قبیح ہو جائیں گی الہی تم تعین الہیہ زحر ہے اور اس سے پہلے یقال لہم مقدر ہے جب انھیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں موضح قرآن الہی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی تھیں گے سو گناہ میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر میں ہی ہاں تھوڑی نظر آویگی یہ پوچھنا اسلئے کہ دنیا میں غدا کی ثنابی کرتے تھے اب کہ مشابہ آیا۔



249

قد افلح ۱۸

النور ٢٢

پھر کہنے آؤ گے و سوہبت اور ہے اللہ وہ بادشاہ ہے سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوائے

مالک اس عت کے تحت کا اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا احکم

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُصْبَاطِ ۚ فَيَرْجِعُونَ إِلَىٰ نَارِ لَعْنَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِهِ ۚ

خَيْرُ النَّاسِ حَسَنٌ ۝۱۱۸

خَيْرُ الرَّحِمِينَ ⑪٨

سورۃ نور کے مدنی ہے اور اس میں جونہی آیتیں اور نو رکوع ہیں

شرع اللہ کے نام سے جو بچہ مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ ایک رنگ، کہ جتنے اناریں اور ذمہ پر لازم اور اناریں انہیں ہائیں صاف

یاد رہو بدداری کی موت اور مرد سوا مارو

اَفَاَنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ اَعْدَاءُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ يَوْمَ تَجُودُ السُّيُوفُ وَالسُّيُوفُ



منزل ۳۴

مجلس سورت  
مؤلف احمدی  
۱۲

موضح قرآن و ایعنی دنیا میں تونیک اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بلکہ کاتو یہ سب کھیں ہے۔



۵۵۰ فتح اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شرکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سائے عالم کا کارساز اور سائے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ اسی تنزه و تقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد و النشکاء والانداد الخ (قرطبی ج ۲ ص ۱۵۵) لا الہ الا هو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ عزت والے عرش کا مالک ہے جو سائے جہان کو محیط ہے لہذا من یدع الخ یہ تحریف اخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انہیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کا فرد مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاء العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند رب کا ثنا قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لا یقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۵۹) سورت کی ابتدا میں فرمایا قد افلم المؤمنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفر ون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی کہ دقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنیکا حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا امرکت احدا اغنت عن رحمة غیرہ و رحمة غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۳ ص ۱۸۱)

## سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مِلَّالَاتُ تَوْحِيدٍ

### اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۵ عذاب الہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان
- ۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۵ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف بر دلائل عقلیہ
- ۳۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۵ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی
- ۴۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۵ (ع ۳) نفی شرک فعلی
- ۵۔ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۵ (ع ۴) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ
- ۶۔ وَلْيَا أَتَّبِعِ الْحَقِّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ط نفی کار سازی از غیر اللہ
- ۷۔ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمْ السَّمْعَ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۵ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی
- ۸۔ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ قُلْ فَإِنِّي تُسْحَرُونَ ۵ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من انحصار
- ۹۔ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ فَنَعْلَمُ عَمَّا يَشْرِكُونَ ۵ نفی شرک فی التصرف
- ۱۰۔ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ \_\_\_\_\_ تا \_\_\_\_\_ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۵ (ع ۶) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۳ شوال ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴ فروری ۱۹۹۶ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورہ مؤمنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولا و آخر و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دایما ابدا)



# سُورَةُ نُّورٍ

**رابطہ** سورۃ نور کو سورۃ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے: سورۃ مومنون کی ابتدا میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۃ نور میں فرمایا اَللّٰهُمَّ تَوَدِّعْ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اِلٰہِ السَّعٰدِیْنَ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سورۃ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی ندریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارسے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورۃ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعَلٰی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ — تا — اِنَّہٗ لَا یُعْذِرُ الْکَافِرُوْنَ ہ اب سورۃ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے عند اور چڑکی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپکا استیلا چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مظہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھر کر اڑا دی تھی۔

**خلاصہ** سورۃ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا و سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر و تیسرے حصہ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعویٰ توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتدا یعنی اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِالْیَسْتَنِادِ لَكُمْ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:-

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

## پہلا حصہ

ابتداء میں سورۃ انزلنا و فرضنا لہا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ و الزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی افلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یومنون المحصنات الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا۔ چوتھا حکم والذین یرمون اذواجہم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جاءوا بالافک (۲۷) سے لیکر واللہ اعفور رحیم (۳۷) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنے والوں کے لئے زجر ہیں۔ ان الذین جاءوا بالافک الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھر کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموه ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تلغونہ بالسنتکم — تا — واللہ علیہم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے زنجیر اور آخری تخولیت ہے۔ ولا یأتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون الخ — تا — هو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تخولیف آخری اس کے بعد الخبیثات للخبیشین الخ میں برے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یتاٰیہا الذین امنوا لاتدخلوا الخ (۴۷) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ ایستہ جو گھر ہالشی نہ ہوں بلکہ عمومی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں، دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمؤمنین یعضوا من البصاہم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ نکتہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمؤمنات یغضضن من البصاہن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرٹھوں کی حفاظت کریں (۳) ولایبدین زینتھن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل مشر حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں ایستہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ



پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کر سکتی ہیں اور (م) دلائل صریحین ہر جہاں ہر وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چوتھا قانون دانتک حوالیہ منکر الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر ڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبغون الکذب الخ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انہیں مکاتب کر دو۔ چھٹا قانون ولا تکسرہوا فتیکم علی البقاء الخ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم آیت الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتداء صورت میں مذکور ہوئی اور تحویف دنیوی ہے۔

اللہ نور السموات والارض الخ (ع ۵) اس میں دعویٰ توحید کو ایک تشبیہ کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہاں کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارساز و صفات الوہیت، ہی سے سارا جہاں قائم اور آباد ہے آگے دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ الخ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارنے والوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعلیٰ اللہ کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ الخ (ع ۲) دعویٰ توحید جو اللہ نور السموات والارض میں مذکور ہے پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس کا اعلان کرتی ہے واللہ ملک السموات والارض الخ اور زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہاں میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یوحی الخ یہ دعویٰ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھران سے بارش اور ابلے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے واللہ خلق کل دابة من ماء الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل و صورت اور افعال و خواص کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تمام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم و داناسب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لقد انزلنا آیت بیئت الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتداء صورت میں مذکور ہوئے۔

ویقولون امنوا باللہ تا۔ بل اولئک ہم الظالمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوہ ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین تا۔ فاولئک ہم الفاسقون (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل و جان سے پیروی کرتے ہیں فاقسموا باللہ تا۔ الا البلیغ المبین (ع ۸) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا۔ تا۔ لعلکم ترحمون ہ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دینیوی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تحویف اخروی ہے

## دوسرا حصہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا ایہا الذین امنوا لیست اذنکم الخ (ع ۸) اوقات اسراحت و خواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ملے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پرزے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعشی حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذلک یبین اللہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین امنوا باللہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تحویف دنیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جو ہنسی موقع پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان اللہ مافی السموات والارض و آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں اگر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

## پہلا حصہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانے والوں پر زجر ہے۔ پھر اصلاح و تطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعویٰ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعویٰ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔



الْآخِرَ وَلَيْشَهِدَ عَدَاِبَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ②

پچھلے دن بد اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت ہے

لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ہے

الْمُؤْمِنِينَ ③ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ

ایمان والوں پر دوا و اور جو لوگ نے عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْلًا لَهُمْ وَهُنَّ

نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو استغنی

جَلْدَةٍ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ

ڈرتے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی نہیں اور وہی لوگ

هُمُ الْفَاسِقُونَ ④ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ

ہیں نافرمان و مگر جنہوں نے توبہ کر لی اس کے پیچھے

ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑤ وَ

اور سزا دے گا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ

جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوڑوں کو کہہ اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ

سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صحت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کہ

إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ

کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں باریہ کہ اللہ کی پھسکار ہو

منزل ۴

۷ سورۃ انزلہا الخ سورۃ مبتدا مخذوف کی خبر ہے اسی ہذہ سورۃ اور انزلہا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (مدارک) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور سترو عفات کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرضہا ضمیر مفعول سے پہلے مضاف مندر ہے اسی فرضنا احکامہا (روح) احکام سے سترو عفات کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں و انزلنا فیہا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہدگی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے

اینت بدئت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ و

فرضہا اشارۃ الی الاحکام الی بدینہا اولیٰ

قولہ و انزلنا فیہا اینت بدئت اشارۃ الی ما

بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۲ ص ۳۱) ۷

الزانیۃ والزانی الخ یہ سترو عفات اور تطہیر معاشرے

متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور

زانیہ کو سو سو ذرہ مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تا کہ لوگ

بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو

باتوں کا خاص خیال رکھو اول و لا تاخذکم بہما اولادہ

الخ اگر واقعی تم اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی

اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو

نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی

کرو اور نہ اس قدر ملے کوڑے مارو کہ ان کو پستہ بھی نہ

چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس

شرعی حکم کے تحت داخل ہے۔ دوم لیشهد عدا بہما الخ جاری

کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیے

تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ

گناہ کی جرأت نہ کریں یہ گناہ زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر

کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم

ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ

منتقل ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم

کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور

مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجوم منہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام متواتر المعنی کثرت جماعۃ علی کوم

اللہ تعالیٰ وجہہ وجود حاتم (روح ج ۱ ص ۷۹)

اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے شامے سے بھی ثابت

ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ

یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا

حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام

کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

موضع قرآن

۷ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسانہ بیاد لافے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے

لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی ہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے تا قید والیاں یعنی کبھی ان

کو بری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگا دے عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمن

۷ مترجم گوید ان میں آیت معلوم شد کہ زانیہ مصرہ برزنا را نکاح نتوان کرد و ہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی آست

کہ حرام کردہ شد شرک زنا بر مسلمان یا گویہ خاص است بقومی یا گویہ منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲۔



کہا کوڑے لگانا اور منکال کرنا۔ آپ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں کے ایک عالم بن صوریہ کو حلف دے کر پوچھا ہے بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا اس پر سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وحیث یحکمونک عندہم التوراة فیہا حکم اللہ الخ (۶۷) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا تکثیر ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں لہذا الزانی لا ینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بدکار ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جاسکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک مشرکہ کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لا ینکح کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح کرے یعنی عدم لیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لا یکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تفسیر الامور الزانی اشد تقبیح ببیان انہ بعد ان رضی بالزنا لا یلیق بہ ان ینکح العقیفۃ المؤمنہ... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیۃ ہی فی طبقہ... (فلائیکم) خبر مراد منہ لایلیق بہ ان ینکح لکما نقول: السلطان لا یکذب ای (لایلیق بہ ان ینکح فیہ) آیت الفعل من نزلة عدمہ (روح ج ۸ ص ۱۸۷) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چھٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک مشرکہ کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ فالملعی الزانی لا یطأ فی وقت الزنا الا زانیۃ من المسلمین او من ہی احسن منها من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان النکاح فی هذه الآیۃ الوطء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے یا آیت وانکحوا الایامی متکم (قرطبی ج ۲ ص ۱۶۷) لیکن پہلا مطلب رنج اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ہے وحریم ذلک الخ ذلک سے زنا کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے منہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہوگی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہوگا۔ والاشارة یحتمل ان تكون للزنا المفہوم معا تقدم والتحريم علیہ علی ظاہرہ ولعل هذه الجملة وما قبلها متضمنة لتعلیل ما تقدم الخ (روح ج ۸ ص ۱۸۷) یا اشارہ مذکور بالا نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحریمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کا ملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم نے تکوینی طور پر مومنین کا طین کے دلوں کو ایسے بدکار مرد و عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ و یحتمل ان تكون لنکاح الزانیۃ وعلیہ فالمراد من التحريم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعہم عن نکاح الزانی جعل نفوسہم اذیتا عن الميل الیہ فلا یلیق ذلک بہم الخ (روح ج ۱ ص ۱۷۷) والذین یرمون الخ یہ تمیز احکم ہے جب یہ بات واضح ہوگی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے برے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انھیں مدوزف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی درجے ملے جائیں ولا تقبلوا لہم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئک ہم الفسقون یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ متائف ہے کلام مستاتف غیر داخل فی حین جزاء الشرط کانہ حکایۃ حال الرامین عند اللہ بعد انفقنا الجملة الشرطیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) کذا فی البحر المحیط ج ۶ ص ۲۳۱) الا الذین قالوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ ای رجعوا عما قالوا وندموا علی ما تکلموا استثناء من الفاسقین كما صرح بہ اکثر اصحاب... کون الاستثناء من الجملة الاخیرۃ مذهب الحنفیۃ فعندہ لا تقبل شہادۃ المحدث ودفی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۸ ص ۱۷۹) ولیس یقتضی ظاہر الآیۃ عود الاستثناء الی الجمل الثلاث بل الظاہر هو ما یعضدہ کلام العرب وهو الرجوع الی الجملة الی قیام الخ (محرم ج ۴ ص ۲۳۱) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمہ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص ۳۵۷ وارشاد العقل السلیم لابی السعود ج ۶ ص ۲۳۳ بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی لہذا فی روح المعانی ج ۸ ص ۱۷۱) کے والذین یرمون الخ یہ جو حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لہذا ذکر حکم قذف الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لٹا ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں اپنے اوپر بدعا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشادۃ احدہم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت



میں سچا ہے والحمد للہ اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر خداوند اس طرح لعن کرے تو اس پر ہدف نہیں ہوگی۔  
 وہ دیدار عنہا الخ ان تشہد میں ان مصدقہ سے اور جملہ بتاویل مصدر دیدار کا فاعل ہے اور العذاب سے حد زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی بطریق  
 ذیل لعن کرے تو اس سے حد زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس کا خداوند جھوٹا ہے اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر اس کا خداوند اپنے دعویٰ  
 میں سچا ہو تو اس (مراد بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خداوند بیوی و دونوں بطریق بالا لعن کر لیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائیں گے  
 اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاق بائن  
 واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) ۱۹۵ دلولہ فضل

الحمد للہ کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
 پر تہمت لگانے والوں پر زجریں ہو رہی ہیں۔ مومنوں  
 کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں  
 پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ  
 پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی  
 مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے  
 ملاک کر دیا جاتا۔ لہٰذا کی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے  
 آرہی ہے۔ اس سورت میں کچھ چار بار آیات لیکن  
 اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور  
 دوسرے کچھ کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور  
 چوتھے کا جواب ایک ہے ان الذین جاءوا الخ  
 یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
 عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم  
 ہو گئے۔ اول وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی  
 اور اس کی تشہیر کی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی ریس  
 المنافقین تھا۔ درم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے  
 منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں  
 سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں حضرت حسان بن  
 ثابت اور مطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص  
 مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی  
 نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں  
 جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ  
 زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے معکم میں  
 خطاب تمام مسلمانوں کو ہے عصبہ سے وہ منافقین  
 اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ  
 لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے  
 اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کر کے

۱۲  
 منافقین  
 پر زجر  
 ۱۲

النور ۲۳

۷۷۵

قدا فلم ۱۸

اللَّهُ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذِبِينَ ۝ وَيَدْرُؤْ أَخَذَ

اس شخص پر اگر وہ جھوٹا اور عورت سے مل جائے

الْعَذَابِ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ

چار بار کہ وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں

الْكَاذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا

جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ

اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝

تمہارے اوپر اور اس رحمت اور یہ کہ اللہ بخشنے والا حکیم ہے

الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ

لوگ نہ لائے ہیں نہ طوفان میں ایک جماعت میں تم اسکو نہ سمجھو

شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

بڑا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے

مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ

وہ ہے جس نے گناہ کیا اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ

لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ

اس کیواسطے بڑا عذاب ہے کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا کہ ان کے مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتُ بَأْنِفُسِهِمْ خَيْرٌ أَوْ قَالُوا هَذَا إِفْكٌ

اور ایمان وال عورتوں نے اپنے نفسوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ سب سچ طوفان

مُبِينٌ ۝ لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شَهَدَائٍ

ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد

منزل ۴

موضح قرآن

اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غیر ایک جہاد سے پھر آئے تھے۔ رات کو کوچ ہوا بغیر اور نفاذ نہ تھا  
 ام المومنین جنگل جتنی تھیں حاجت کو پہنچے رہ گئیں ایک مسلمان لکھ کر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا  
 آپ مہار پڑ کر شکر میں لاپہنجایا کجنت منافق لگے اپنے رویہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا بغیر بھی سنتے اور بغیر حقیقت کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا تھے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے  
 سنا انکو نہایت غم اٹھائیں دن روتے روتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرماتے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کیا  
 گناہ بعض خوشیاں کر کر کہتے بعض افسوس کر کر کہتے چھڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے چپکے نہ کرتے بعضے سکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلاتے ان پھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو مقور بہت  
 الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھایا لا عبد اللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

۱۲  
 منافقین  
 پر زجر  
 ۱۲



متکم کا لفظ استعمال فرمایا۔ ومعنی (متکم) من اهل ملتکم ومن ینتقلی الی الاسلام سواء کان کذا الذی فی نفس الامر لا فی شمل بن الی لان من ینتقلی الی الاسلام ظاہراً وان کان کافر فی نفس الامر (روح ج ۱ ص ۱۱۱) لے لا تحسبوا الخ اس الیک اور تمہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیشتر ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمہمت سے پاک ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ گذشتہ چار احکام بھی نازل فرمائے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طلبہ و پاکیزگی کا پیغام لے کر آتے ہیں بل ہو خیر لکم لا کتابکم بہ الثواب العظیم وظہور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشر آیات فی نزہۃ ساحتکم الخ ابو السعود ج ۶ ص ۳۳) لکن امری

النور ۲۴

۷۷۶

قد افلح ۱۸

فَاذْلَمُوا بِاَنْتَوَا بِالشُّهْدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ

پھر جب نہ لائے مشاہدہ تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں

الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

جھوٹے و اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر فلا اور اس کی رحمت

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ

دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچ کرنے میں

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ اِذْ تُلْقُونَ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ

کوئی آفت بڑی و جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر فلا اور

تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَ

بولتے اپنے منہ سے جس چیز کو تم کو خبر نہیں اور

تَحْسِبُونَ هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا

تم سمجھتے ہوا سکو ملے بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے و اور کیوں نہ

اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا

جب اللہ نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ اَنْ

اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ

تَعُوذُوا بِاللَّهِ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَ

پھر نہ کر فلا ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو و اور

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيٰتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ

کھواتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب باتوں پر حکمت والا ہے و جو

الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الذِّمَنِ اٰمَنُوا لَهُمْ

وہ لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

منزل ۴

اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی۔ و هذا تو بلیغ و تعریف للذين سمعوا الافك ولما يجدوا

موضع قرآن و چاہئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگاویں انکو جھٹلائے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے

اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے و یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل عقلی عذاب کے و یعنی

پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ پیچھے دشمن تھے۔ اگلے آیت میں پتہ بتا دیا۔

فتح الرحمن و یعنی جس کی میگفتند فلان و فلان چنین میگویند و مانیدہ ایم و تحقیق نمیدانیم ۱۲۔

منہم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے

انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا

لیا ہے و الذی توئی الخ اس سے عبد اللہ بن ابی

رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد

کا سرغنہ اور لیڈر ہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں

حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ و الاقرب

فی الروایۃ ان المراد بہ عبد اللہ بن ابی ابن

سلول فافہ کان منافقا یطلب ما یكون قدحا

فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعاً لہ

خیما کان یأتی الخ اکبر ج ۶ ص ۲۵) و الذی توئی

کبرۃ) ہو عبد اللہ بن ابی ابن سلول (معالم قرآن

ج ۵ ص ۶) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ

یہاں موصول سے عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے

مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو:- مدارک ج ۳ ص ۱۰۳

جامع البیان ص ۳، ابو السعود ج ۶ ص ۳۳، روح

ج ۱ ص ۱۱، بحر ج ۶ ص ۲۲ وغیرہ لے لولا اذ

سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے۔ قالوا

فلن یر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو

اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے

میں حسن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا

کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی شخص

اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان

نہیں کر سکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کر گذریں لے

لولا جاءہ الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت

لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے؟ جب

وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے

ہیں لہذا اے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط



عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۱۹ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَ

عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم

نہیں جانتے ۱۹ اور اگر نہ تھا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور

أَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۲۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

یہ کہ اللہ نرم کرنے والا مہربان تو کیا کچھ نہ تھا اے مسلمانو! نہ

تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ

چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر

الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْ لَا فَضْلُ

شیطان کے سودہ تو یہی بتلاتا کہ بے حیائی اور بری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ کا

اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا

فضل لگے تم پر اور اس کی رحمت تو نہ سنو تا تم میں ایک شخص بھی

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲۱

دیکھ لیکن اللہ سنوارتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

وَلَا يَأْتِلُ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا

اور قسم نہ لگائیں بڑے درجہ والے تم میں سے لگے اور کثرت مال اس پر کہ دیں

أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

قریبوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں

وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا لَا تَجْبُونَ أَنْ يُغْفِرَ اللَّهُ

اور چاہے کہ تمہاری اور درگزر کوں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے

لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۲۲ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ

اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان و مہربان جو لوگ لگے عیب لگاتے ہیں

منزل ۳

فی دفعہ دہائیکہ الخ (بحر ج ۶ ص ۳۳) لہذا دولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے پہلے دولا فضل اللہ الخ گذر چکا ہے وہاں تو

کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضل الخ کو جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عقیقہ عورت

اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن

اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً تمہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت

ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور

آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن زمین منافقین

کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت

میں دردناک عذاب میں گرفتار ہو گا لہذا اذتلقوہ

الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذتلقوہ کے متعلق ہے۔

(روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلانی ہوئی خبر کو پا چھو

ہاں لے لے لے تھے اور بالتحقیق اس کی اشاعت کر رہے

اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے تو اب اس

سکا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل

کرنے میں عجلت نہیں فرمائی تحسبون اھینا الخ تم

اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ

کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم

تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا

احساس ہونا چاہیے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے

میں لب کشائی مناسب نہ تھی لہذا دولا اذسمعتوہ

الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات

سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی

اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ اے اللہ بے شک

تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے

جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگا یا گیا ہے

یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ

تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔

وہبین اللہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے والا

ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ

ایسے احکام نازل فرماتا ہے جس میں تمام بہنی آدم کی فلاح و

بہبود ہو لہذا ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے

ذبیہ اور اخروی تحریف ہے نیز تہمت لگانے کی عادت

کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا

رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے

اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں لہذا دولا فضل اللہ الخ کو جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ

کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک

موضع قرآن واجب طوفان اٹھانے والے جھوٹے پڑے اور ان کو صدامی گئی اسی کوڑے ان میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابو بکر صدیقؓ کا بھانجا مفلس یہ اس کی

خبر لیتے تھے اب قسم کھائی کہ اس کو میں کچھ نہ دوں گا۔ اللہ نے اس کی سفارش کر دی وہ تھا ہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو ان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے

جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بندہ نہ کروں گا

خارج الحکم



ملاک کر دیتا اور مہلت نہ دیتا العجل لکم العذاب وکودہ المنتہ بترک المعاجلة بالعقاب مع حذف الجواب مبالغة فی المنتہ علیہم والتوبیخ لہم (ملاک ج ۳ صفحہ ۱۵۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ما ذکی منکم الخ یعنی ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت بُرا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہیے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ من یتبع الشیطان او تکب الفحشاء والمنکر فانہ لا یامر الا بہما ومن کانت

النور ۳۴

۷۷۸

قد فہم ۱۸

المُحْصَنَاتِ لُغِفِلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُغَوًا فِي الدُّنْيَا

حفاظت والیوں بیخبر ایمان والیوں کو انکو بھڑکارے دنیا میں اور  
الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۲۳) یَوْمَ تُشْهَدُ عَلَيْهِمْ

آخرت میں اور ان کیسے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کر دیں گی  
الْسِّنَةِ وَأَيُّدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۲۴)

ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے  
يَوْمَ يُؤْفِكُ فِيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُونَ أَنَّ

اُس دن پوری دیکھا اُنکو اللہ ان کی سزا جو چاہے اور جان لیں گے کہ  
اللَّهُ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (۲۵) الْخَبِيثَاتِ لِلْخَبِيثِينَ

اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں گندوں کے واسطے  
وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے  
لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مَبَرَّءُونَ مِنْمَا يَقُولُونَ لَهُمْ

واسطے ستھروں کے وہ لوگ تھے بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے  
مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (۲۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی دے اے ایمان والو  
لَا تَدْخُلُوا بِيوتًا غَيْرَ بِيوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا

مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرو اور  
تَسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

سلام کرو ان گھر والوں پر بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم  
تَذَكَّرُونَ (۲۷) فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا

یاد رکھو و پھر اگر نہ پاؤ گے اس میں کسی کو تو اس میں نہ

منزل ۴

كذلك لا يجوز اتباعه وطاعته (روح جلد ۱)

۱۲۵۱) لا یو لا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد

کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ما ذکی منکم الخ

جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بھائی

اور بہنیں تراشی کو روکنے کے لئے احکام و حدود

مقرر فرمائے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی

شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج

ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ

ہو جاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرما کر ان کے

منہ بند کر دیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے آیات بینات نازل فرما کر توحید اور شریعت کی

راہ واضح کر دی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ

کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی

کھول دیا ہے تاکہ گنہگار توبہ کر کے گناہوں سے اپنے

کو پاک کر سکیں توبہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ

ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہو سکتا

ولکن اللہ بزرگی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی

مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے

مذہب شریعت  
آخر دی ۱۲  
پہلا قانون  
معاشرت  
۱۲

۲  
ع  
۹

وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رضیٰ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رضیٰ پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

موضح قرآن ولا ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے ف یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہو۔ اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔



تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے جلتے اللہ یا ربنا اننا لنعجب ان تعضل لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بجال کر دیا ۲۳ ان الذین یؤمنون الخ  
یہ منافقین کے لئے تحریف دنیوی و اخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انھیں مہلک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا  
اس سے عبد اللہ بن ابی ریس المنافقین مراد ہے جو واقعہ انکس کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ہذا خاص فی عبد اللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص ۵۷۷) غازی  
(۵۷۷) یوم تشہد الخ طرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے  
تو اللہ تعالیٰ ان سے گویائی کا اختیار سلب کرے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمائے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور نہ ہاں ان کے اختیار سے بغیر  
بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انطقہن اللہ من غیر اختیار ص ۱۳۱ یومئذ یؤذینہم اللہ الخ دینہم، دین کے معنی حساب اور  
جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا اسی حسابہم و جزاء ہم  
(قرطبی) ومعنی الحق الثابت الذی ہم اہلہ (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں  
تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہو جائیں گے اور ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس  
انہا نزلت فی عبد اللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامت علم حیث لا ینفعہ (بجرح ۶ ص ۴۳) الخ الخبیثات  
للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک  
عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ  
لوگوں کی شان کے شایان ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے  
کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عقیف انسان ہیں  
اور زنا ایسی خباثت سے مبرا ہیں۔ قال مجاہد وابن جبیر وعطاء واکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من  
الرجال وکذا الخبیثون من الناس الخ الخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱۱) یا الخبیثات سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں  
مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی  
گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی  
عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا طہرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہذا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی  
بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آج نہیں آنے دیتا  
کان تعالیٰ یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اظہر من الرسول فاذا واجہ اذن لا یجوز ان  
یکن الاطیبات (کبیر ج ۶ ص ۳۹۶) حضرت شیخ قدس سرہ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس  
کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جن کو خبیث لوگ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ  
یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاکے امن مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ  
رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث مہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت  
سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارة قیل انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقہ و صفوان (روح ج ۱۸ ص ۱۳) اولئک  
مبرءون مما یقولون امی عائشہ و صفوان الخ الخبیثون و الخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور  
آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعزت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یا ایہا الذین امنوا الخ قصہ انکس کی تفصیل کے بعد اب  
آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دوائی کا سد باب ہو جائے اور آئندہ کے لئے  
کسی کو کسی پر الزام دہتان لگانے کا موقع نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں  
اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اگر کسی حتی تستأمنوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابہا (روح ج ۱۸ ص ۱۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں  
داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو۔ وتسلوا علی اہلہا جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو  
سلام مسنون کہو ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صرف مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ اگر اجازت نہ  
دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم اس جعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ہواذکی لکم۔ اجازت نہ ملنے  
کی صورت میں تمہارا واپس آجانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالآخر بچے اب  
دروازے پر چھٹ کر گھر سے رہنا مناسب نہیں۔ لانیہ من سلامة الصدور والبعد عن الريبة (مدارک ج ۳ ص ۱۰)



۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل و عیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً موٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیہ وقتادة ومجاهد فی الفنادق التي فی طرق السبلۃ قال مجاهد لا یسکنها احد بل هی موقوفۃ لیاوی الیہا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۲ ص ۲۸) ہی الخانات والمنازل المبنیۃ للسبلۃ . . . . . وقیل بیوت القیاس وحوالہ تھم اخاذن ج ۵ ص ۶۹) قل للمؤمنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیسٹر فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت و عفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب و محرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا ۲۹ قل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غرض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں دلا

یبدین زینتھن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں عورتیں اپنی زینت و آرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت و آرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اولیٰ ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انھیں ہاتھ نظر ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجانا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۰ دلیضربن جھنہن الخ عورت کے خلق حسن و جمال میں سینہ نمایاں چیز ہے رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی حفاظت سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیھن من جلابیھن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ دلابیدین الخ اور اپنی زیبائش کو

موضع قرآن ہا کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو غالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُوْذَنَ لَکُمْ ۚ وَ اِنْ قِیلَ لَکُمْ اَرْجِعُوْا فَاَرْجِعُوْا ۚ اُوْذَنَ لَکُمْ ۚ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۙ ۲۸

جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے ٹکرو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب سقرا ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بَیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَةٍ ۚ

ہیں تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِیْہَا مَتَاعٌ لَّکُمْ ۚ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ ۚ وَ مَا تَکْتُمُوْنَ ۙ ۲۹

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری وہ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو

و یَحْفَظُوْا اَفْوَاجَہُمْ ۚ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَہُمْ ۚ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ

اور تمہارے ہیں اپنے ستر کو اس میں خوب سقرا ہے ان کیلئے بیک اللہ کو خبر ہے

بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۙ ۳۰

جو کچھ کرتے ہیں وہ اور کہہ دے ایمان والوں کو چھپی رکھیں ذرا

اَبْصَارَہُمْ ۚ وَ یَحْفَظْنَ اَفْوَاجَہُمْ ۚ وَ لَا یُبْدِیْنَ

اپنی آنکھیں نہ اور تمہاری رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں

زَیْنَتَہُمْ ۚ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْہَا ۚ وَ لَیْضْرِبْنَ جُحْرَہُمْ ۚ

اپنا سنگار مگر جو کھل چیز ہے اس میں سے وہ اور ڈال لیں اسے اپنی اوڑھنی

عَلٰی جُیُوْبِہُمْ ۚ وَ لَا یُبْدِیْنَ زَیْنَتَہُمْ ۚ اِلَّا

اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوْلَتِہُمْ ۚ اَوْ اَبَآئِہُمْ ۚ اَوْ اَبَآءَ بُعُوْلَتِہُمْ ۚ

اپنے خاندان کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاندان کے باپ کے

دی ہو تو نہ جاوے اور پھر جاؤ گے سے برانہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا وہ شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیوی۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جاناجدے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے نوٹدی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے وہ تمہارے نہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھا دیں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی قیہ تھی

فتح الرحمن ۱ یعنی رباط وقف ۱۳ یعنی مواضع زیور ۱۲ و ۱۳ یعنی وجہ و کفین ۱۲۔



اَوْ اَبْنَاءَهُنَّ اَوْ اَبْنَاءَ بَعُولَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانَهُنَّ اَوْ بَنِي  
 اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِي اَخَوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَاءَهُنَّ اَوْ مَا  
 مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوْ التَّابِعِينَ غَيْرِ اُولَى الْاَرْبَابَةِ  
 مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِي لَمْ يَظْهَرْ وَاَعْلَى  
 عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا  
 يُخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اِنَّ  
 السُّمُومُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝۲۱ وَانْكَحُوا الْاَيَّامَ  
 مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاَمَّا بَكُمْ اِنْ  
 يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِمِ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ  
 عَلِيمٌ ۝۲۲ وَلَيْسَتُوعَفِيفٌ الَّذِي لَا يَجِدُونَ  
 نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ

یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے  
 بھتیجیوں کے یا اپنے بھانجیوں کے یا اپنی عورتوں کے یا  
 اپنے ہاتھ کے مال سے یا کاروبار کر سوا لوں کے جو مرد کہ کچھ غرض  
 نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہنچا  
 عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو گر جانا جائے جو  
 بھائی ہیں اپنا سزاگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ٹکرائے  
 ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ گے اور نکاح کر دو رہنماؤں کا  
 اپنے اندر سے اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر  
 وہ ہونگے مفلس اللہ انکو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ کا شکر والا  
 سب کچھ جانتا ہے اور اپنے آپ کو محتاتے رہیں جن کو کھانا نہیں ملتا سامان  
 نکاح کا جب تک کہ مقدور نہ ہو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں

منزل ۴

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذمی رحم محرم ہیں  
 باپ، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اوصاء ہن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی  
 آرائش کو ظاہر کر سکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے  
 زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن و جمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس

رضی اللہ عنہ لا یجوز للمسلمة ان تراه  
 یهودیہ او نصرانیۃ لئلا تصفہا الزوجہا۔  
 (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۲) اور ما ملکت الیمین اس سے مراد  
 لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم میں ہیں ای من الامہ  
 ولو کوا فردا العبد فہم کلا جانب لزوج  
 ۱۸ ص ۱۳۳) والنابعین الیمین یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ  
 مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر  
 گزارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے  
 انہیں رغبت نہ ہو بل اپنے کام سے کام رکھیں اور ان  
 کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاجر العقل  
 مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش  
 ظاہر کر سکتی ہیں الرجل یتبع القوم فی کل معہم  
 ۱۲ ص ۱۳۳) (قرطبی ج ۲ ص ۱۳۳) المل دیالنابعین  
 غیر اولی الاربابہ ہم الذین یتبعون القوم لیمسوا  
 من فضل طعامہم لاہم الا ذلک ولا حجت  
 لہم فی النساء (خان ج ۵ ص ۱۳۳) والطفل الذین  
 الیمین اس طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں  
 پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے  
 ولا یضربن بامرجلہن الیمین یعنی اپنے پاؤں میں  
 پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

بہشتی عورتوں  
 سے  
 پہنچائی ہوں  
 معاشرہ

موضع قرآن و سنکار میں سے کھل چڑھیں چیز کو کہا  
 جیسے چٹے کپڑے اور تپتی پالوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا  
 منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھونا درست ہے  
 ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا  
 پھللا اور باقی بدن اور گناڈھا نکنا ضرور ہے غیر سے مگر  
 اپنے محرموں سے چھائی سے زالتک اور اپنی عورتوں جو  
 نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدلتہ  
 عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء  
 کے نزدیک اور پاؤں کی دھک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگر دیا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آئے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے کی  
 رسول نے فرمایا اے علیؓ تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ راند عورت جب مرد سے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند نہ ہو  
 کو عیب سے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے معذور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن  
 واما اصل این آیت آنت کہ مواضع زینت دو قسم است۔ پہنچہ در ستر آن حرج است و آن وجہ و کفین بود۔ و آنچہ در ستر آن حرج نیست مانند  
 سر و گردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین اذ اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن اذ اجنبیان فرض است نہ از محارم۔ والذی علم



باؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ گروٹیں لینے لگیں و تو بولوا الی اللہ الخ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر و نواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخون عن سہو و تقصیر فی ادا امرہ و نواہیہ و ان اجتہد و اخلذاوصی المؤمنین جمیعاً بالتوبۃ و بتامیل الفلاح اذا تابوا (مذکر ج ۳ ص ۱۰۹) ۱۰۹ و انکھوا الیاحی الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح و عفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامی ایسم کی جمع

النور ۲۴

۷۸۲

قد افلح ۱۸

الْكِتَابِ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

لکھت آزادی کی مال بیکران میں سے جو تمہارے ہاتھ کے مال میں تو انکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو

فِيهِمْ خَيْرًا ۚ وَ اَتَوْهُمْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِي اَتٰكُمْ

ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تمکو دیا ہے

وَلَا تُكْرَهُوَ اَفْتِيَتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدَنْ تَحْصِنَ

اور نہ تم کو کسی کرو اپنی چھوڑیوں پر جسکے بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں شکے قید سے رہا

لَتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُمْ

کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر برہنہ کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِمْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳

تو اللہ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ۳۳

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَمَثَلًا مِّنَ

اور ہم نے انہیں انہاری طرف آئیں شکے کھل ہوئی اور کچھ مال

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۴ اللّٰهُ

انکا جو پہلے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو اللہ

مُورِ السَّانُوْتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرٍ كَاشِكُوْةٍ

روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی شکے مثال اگلی روشنی کی جیسے ایک طاق

فِيْهَا مُصْبِحٌ مِّمَّاصِبٍ ۝۳۵ اَلْمُصْبِحُ فِيْ زَجَاۤجٍ ۝۳۶ الزَّجَاۤجَةُ

اس میں ہو ایک چہرے شکے وہ چہرے دھڑوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے

كَانَتْهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ۝۳۷ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا

زَيْتُوْنَةٍ ۝۳۸ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۝۳۹ يَّكَادُ زَيْتُهَا

وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب اس کا تیل کہ

منزل ۳

ہے اور ایسم غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کہتے ہیں

یا وہ مرد و زن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو الاہیم

قال فخر بن شمیم کل ذکر لانی معہ وکل

انشی لا ذکر معہا بکراکان او ثیباً... و فی

مشرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الاہیم

السی لا زوج لہا واصلہ ہی السی کانت متزوجۃ

ففقدت زوجہا بزعر طرأ علیہا الخ دروج ج ۸

ص ۱۲ یعنی جس عورت و مرد کا ابھی تک نکاح نہیں کیا

ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان

کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے

جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جائیے

ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہو جائیگا اور نکاح نہ کرنے میں

بہت سی خرابیاں ہیں الصالحین سے یا تو شرعی معنی مراد

ہے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی

گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کریں ورنہ ان

اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیخصن دینہم

و یحفظ علیہم صلاحہم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵)

یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی

اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ

بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کریں صلاحیت کہتے ہوں

موضع قرآن ۱ لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام ،

لونڈی کہتے کہ تیں اتنی مدت میں

استانچھ کو کمادوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا

لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی

تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر جویری

بدکاری نہ کرے گا اور دو ہستندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام

لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ

سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کرائی

مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ ۱۲ یعنی

پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

لکھنا قانون معاشرت ۱۲

پرموعی ترمیم

ج ۳

فتح الرحمن ۱۲ یعنی فتیدہ روشن است ۱۲۔ ۱۲ یعنی در قندیل ۱۲۔



وقیل المراد بالصلاح معناد اللغوی ای الصالحین للنکاح والقیام بحقوقہ (روح ج ۱۸ ص ۱۲) ان یکونوا الخ غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کے نکاح میں تاخیر نہ کرو کیونکہ فقر وغنا اللہ کے قبضے میں ہے اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ ان کے افلاس کو غنا سے بدل دے گا واللہ واسع علیم اس کے خزانے غیر محدود ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور وہ اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے فقیر یا غنی کر دیتا ہے ۱۵۱۷ ولست تعفف الخ نکاح سے یہاں اسباب نکاح مراد ہیں۔ (لا یجحدون نکاحا) استطاعة تزوج من المهر والنفقة (مدارک ج ۳ ص ۱۹۱) یعنی جو لوگ اس قدر محتاج ہیں کہ بیوی کے مہر اور اس کے نان و نفقہ کا بھی انتظام کرنے سے عاجز ہیں وہ صبر و ضبط سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید رکھیں جب اللہ تعالیٰ ان کے لئے نکاح کے اسباب مہیا کرے تو نکاح کر لیں ۱۵۱۸ والذین یبتغون الخ یہ پانچواں قانون ہے نکاح کی صلاحیت رکھنے والے غلاموں اور لونڈیوں کی تزویج کا حکم دینے کے بعد مستحق کتابت غلاموں کو مکاتب کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ بدل کتابت اور کر کے آزاد ہو جائیں اور اپنے تصرفات نکاح، تجارت وغیرہ کے مختار ہو جائیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اسکا مالک کہہ دے کہ تم اتنی رقم ادا کرو تو تم آزاد ہو خیر اسے مراد قدرت اور امانت ہے یعنی اگر تم سمجھو کہ غلام کمانے کی قدرت رکھتا ہے اور بددیانت نہیں کہ مال میں خیانت کرے تو اس کو مکاتب کر دو۔ ای امانتہ وقدرة علی لکب (روح ج ۱۸ ص ۱۹۱) اتقوا ہم الخ جب ان کو مکاتب کر دو تو ان کی کچھ مالی امداد بھی کرو تاکہ وہ کوئی کام شروع کریں بدل کتابت میں سے کچھ تخفیف بھی اس میں شامل ہے (روح ج ۱۸ ص ۱۹۱) فاعلم، معام، خازن ۱۵۱۹ ولا تکرہوا فیتیکم الخ یہ صلاح و عفاف کا چھٹا قانون ہے زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرتے اور انکی کمائی کھاتے تھے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت عبد اللہ بن ابی ریس المنافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جن کی وہ کمائی کھاتا تھا حرمت زنا کے نزول کے بعد ان لونڈیوں نے زنا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب اسلام نے زنا حرام کر دیا ہے۔ اس لئے اب ہم یہ کام نہیں کریں گی ابن ابی نے ان کو مجبور کیا تو وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المفسرون نزلت فی عبد اللہ بن ابی ابن سلول المنافق کانت لہ جامعتان یقال لہما میکتہ ومعاذہ وکان یکرہ لہما علی الزنا لفریبتہ یاخذ منہما الخ (خازن ج ۵ ص ۱۵۱) آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے لا اختصاص للخطاب بمن نزلت فیہ الذیہ بل ہی عامتہ فی سائر المكلفین (روح ج ۱۸ ص ۱۵۱) ان اسود الخ اس سے بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ نہی ارادہ تحصیل کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر لونڈیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ کریں تو ان کو زنا پر مجبور نہ کیا کرو اس سے مفہوم یہ نکلا کہ ارادہ تحصیل نہ ہونے پر اگر اس کی اجازت ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس کے متعدد جواب ہیں اول ارادہ تحصیل کا ذکر محض مزید تغلیظ اور تقیح فعل کے لئے ہے یعنی جب وہ پاک نہ بنا چاہتی ہوں تو پھر ان پر جبر کرنا بہت ہی برا فعل ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں کئی ایک ایسے واقعات سامنے آچکے ہیں کہ بعض بے غیرت خاوند اپنی بیویوں کو بدکاری پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بطور تغلیظ فرمایا جب وہ پاک نہ بنے گا ارادہ کریں تو تمہیں بطریق اولیٰ انہیں پاک رہنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جیسا کہ دوسری ارشاد ہے لا تأکلوا الربا اضعا فامضاعفہ (آل عمران) یہاں اضعا فامضاعفہ کا اضافہ بطور تغلیظ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سود در سود ناجائز ہے اور سود مقرر جائز ہے فیہ توسیع للموالی ای اذا سرغبین فی التحصن فانتم احق بذالک (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) دوم ارادہ تحصیل کا ذکر اغلب حالات کھرا عایت سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ جبر و اکراہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب لونڈی اپنی آبرو محفوظ رکھنے کا تہیہ کرے اور زنا پر رضامند نہ ہو لیکن اگر وہ خود ہی رضامند ہو تو جبر و اکراہ کی نوبت نہیں آئے گی انما مشروط ارادۃ التحصن لان الاکراہ لا یتصور الا عند ارادۃ التحصن فاما اذا لم تزد التحصن فانہما تبعی بالطبع (خازن ج ۵ ص ۱۵۱) سوم۔ لا تکرہوا فیتیکم الخ نکاح کر دینے سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری لونڈیاں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کا نکاح کر دو اور نکاح سے ان کو نہ روکو کیونکہ اس صورت میں ان کے زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خواہش نکاح کے وقت کسی کو نکاح سے روکنا بھی اسباب داعیہ الی الزنا میں سے ہے اس لئے جو شخص اپنی لونڈیوں کو نکاح سے روکتا ہے گویا وہ ان کو زنا پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ زنا سے عفاف و طہارت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں قالہ الشیخ قدس سرہ بعض امراء اور بڑے بڑے پیران سوکھو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی شان و انہیں داماد نہیں ملتے حالانکہ صرف دین کو دیکھنا چاہیے یہ لوگ بھی اس آیت کے تحت داخل ہیں ۱۵۲۰ ومن یکرہنہن الخ من کی جزاء محذوف ہے ای فلا اثم علیہن اسی نہی کے بعد جو ان کو بدکاری پر مجبور کرے گا۔ اس کا جرم و گناہ جبر کرنے والے پر ہے لونڈیوں پر نہیں۔ ہاں جبر و اکراہ کے بعد بقاضائے بشریت ان (لونڈیوں) سے جو مطاوعت سر ہو ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ معافی دے گا۔ تعینق المغفرة لهن مع کونہن مکروہات لا اثم لهن... اعتبار انہن وان کون مکروہات لا یجحدون فی تضاعیف الزنا عن مشائبة معادۃ بحکم الجبلۃ البشریۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۵۱) ۱۵۲۱ ولقد انزلنا الخ..... دوسری بار ترغیب مع تحویل دنیوی آیت مبیحت دلائل توجیہ اصلاح معاشرہ کے لئے احکام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی طرف اشارہ ہے ومثلا من الذین الخ گندہ مشہ لوگوں کے قصص مثال تاکہ خدا سے ڈرنے والے اور انا بت کرنے والے لوگ ان سے نصیحت و عبرت حاصل کریں ۱۵۲۲ واللہ نور السموات الخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو جائیں گے اور مسئلہ توجیہ اور دین اسلام سے پھر جائیگے تہمت سے متعلقہ احکام اور اصلاح و تطہیر معاشرہ کے قوانین بیان کرنے کے بعد اب یہاں اصل دعویٰ توجیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نور السموات والارض اللہ تعالیٰ سالے جہان کا نور ہے سالے جہان کی رونق اور چل ہل اس کی ذات سے قائم ہے۔ سالے عالم کا کاروبار اسی کی تدبیر اور تصرف سے چل رہا ہے اور کائنات کے ہر ذرے سے اس کی قدرت ظاہر و مہید ہے۔ دوسری سالے جہان کا مدبر اور تمام جہان والوں کا کارساز ہے قال مجاہد وابن عباس فی قولہ واللہ نور السموات والارض) یدبر الامر فیہا (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۵۱) (روح ج ۱۸ ص ۱۵۱) قال مجاہد



مدبر الامور فی السموات والارض (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۵) اسی کے قدرت و تصرف سے زمین و آسمان کی رونق اور سائے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے منور اور موجود ہے المعنی امی بید و بقدرتہ انما ہذا صنواءہا واستقامت امورہا وقامت مصنوعاتہا (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۵) الواجب الوجود الموجد لما عداہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سائے جہان میں جو حسن و خوبی اور جمال و کمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ۲۷؎ مثل نور الخ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین و آسمان میں ظاہر و عیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف و شفاف شیشے کا شمع دان ہو جو

النور ۲

۷۸۳

قد افلح ۱۸

يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ

لنوره من يشاء ويضرب الله الامثال للناس

والله بكل شيء عليم (۳۵) في بيوت اذن الله ان ترفع

وترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو

والاصل (۳۶) رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع

عن ذكر الله وراقم الصلوة وايتاء الزكاة

يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والابصار (۳۷)

ليجزئهم الله احسن ما عملوا ويزيدهم من فضله

والله يرزق من يشاء بغير حساب (۳۸)

الذين كفروا اعمالهم كسراب يقيعه يمسب الظبان

ماء حتى اذا جاء له مجده شيئا وجد الله عنده فوقه

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے گا ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضع قرآن دل میں روشنی ہے۔ کتے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باع کے بیچ کا

درخشاں سائے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو جو کثیر الفواقد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں ہے۔ وہ تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ دکھائے بغیر ہی جل ٹھے گا مشکوٰۃ طاق جس میں چیراغ رکھا جاتا ہے مصباح چیراغ نہاجہ شیشہ کو کب دری چمکتے والا ستارہ لاغریقہ ولاغریقہ یعنی وہ نہ باغ کی شرقی جانب ہو نہ غریبی جانب بلکہ کھلے میدان اور صحرا میں ہو تاکہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ ایسے درخت کا روغن نہایت صاف و شفاف لطیف اور عمدہ ہوتا ہے اسی مناجیۃ للشمس لا یظلمہا جبل ولا شجر ولا یحببھا عنھا شیء من حیث تطلع الی ان تغرب و ذالک احسن لزیتہا۔ (روح ج ۱۸ ص ۱۶۹) یوقد من شجرة الخ المصباح سے حال ہے شجرۃ سے پہلے مضاف مقدر ہے اسی من ذیت شجرۃ نور عنی نور یعنی اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو گئیں۔ چیراغ میں تیل بھی زیتون کا ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چیراغ اعلیٰ درجہ کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کار سازی سائے جہان کے ذرے ذرے سے ظاہر و عیاں ہوتی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرائی تعلیمات کی ضیا پاشیوں سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

موضع قرآن

موضع قرآن

منزل ۴

فتح الرحمن و حاصل اس مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت و عبادت در دل مسلماناں حاصل می شود بنور چیراغ کہ در غایت درخشندگی باشد بہت اشعار بان مواظبت می فرما و ۱۶۔



فوس علی نور کا مصداق بن گیا جہدی اللہ دنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے سالے جہان میں ظاہر و عیاں ہے۔ جہان کے ذریعہ سے اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چرخ کی روشنی و ضوع و انجلا کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کار ساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں دینا اللہ الاحشال الذی اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ہوا علم بمن یشحق الہدایۃ ممن یشحق الضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) لکھ فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقلی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف و مختار اور کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدس کرتے ہیں۔ فی بیوت ظن یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا قائل ہے فیہا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت و فیہا تکریر عقولک نہید فی الدار جالس فیہا (بحر ج ۶ ص ۳۵۵) یا فی بیوت جز مقدم ہے رجال بحرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اس کی توحید مراد ہے واللہ بالاذن العز والرفع التعظیم (روح ج ۸ ص ۱۸۱) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما الملایہ (بذکر اسمہ) توحیدہ عنہ وجل وهو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۸ ص ۱۸۱) یعنی جن گھروں کی عورت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کا ذکر کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادت ہی سے عاقل ہو جائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے چنانچہ ان یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہو جائیں گے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیہم یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح و تقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جزاء دے اور مزید فضل و مہربانی سے نوازے (روح) واللہ یزق الخ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل و کرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزا دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار و کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے لکھ والذین کفرو الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہ کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب ہے کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین و آسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت و دعائیں کسی کو مشرک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافر خانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کار ساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالہم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قبیحۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو قحطی و قحط میں سفر کر رہا ہو۔ سوچ کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بد حال ہو چکا ہو، دُور سے اسے سراب نظر آئے جو سوچ کی شاعیوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سواریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام و نشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا سرائی السراب من هو محتاج الی الماء بحسبہ ماء قصد یشرب منه فلما انتہی الیہ (لم یجدہ شیئاً) فکذا الکافر یحسب ان علی عملہ وانہ قد حصل شیئاً فاذا دانی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیہا ونوقش علی افعالہ لم یجد شیئاً بالکل (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) حتی اذا الخ حتی غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بدشہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ مخدوف ہو گا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائیں گے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انہیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کرے گا لکھ او کظلمت الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات در ظلمات ہیں جس طرح ایک بہت سی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھاتے ہوئے ہوں۔ ایسا گھاٹو پ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک و جہالت کے ایسے ہی تہ بہ تہ اور موج در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رُشد و ہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک و ضلالت کے ان دبیر اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراپا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبہمہما (اعمالہم) فی ظلمتہا وسوا دھال کو ظنھا باطلہ و خلوہا عن نور الحق بظلمات متراکمة من لجم البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور مشرک ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضا جوئی کے لئے ناپ و گانے کی نذر و منت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناپ و گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان و قلم کی نوک پر لانے سے شرم و حیا مانع ہے



قد افهم

$$= \frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left( \frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right)$$

مردود و بی پروا  
یوسف بن علی بن علی

مجلس

• منزل ۳۴



بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام نکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کارسازئی، اس کا معبود برحق ہونا اور سائے عالم میں تصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبرة لاولی البصائر) ای دلالت لاهل العقل و البصائر علی قدرۃ اللہ و توحیدہ (غازن ج ۵ ص ۸۲) یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل من جبال، من السماء کے بدل ہے اور جبال بادلوں سے گنا یہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء۔۔۔۔۔ من جبال ای من قطع

التورہ ۲۳

۷۸۷

قد افلم ۱۸

يَكَادُ سَنَابَرُ قَهْ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۚ يَقْلِبُ اللَّهُ

ابھی اسکی بجلی کی کوندہ لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے

الْأَيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ

رات اور دن کو اس میں دھیان کرتی ہوئے آنکھ والوں کو

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّن يَّمْشِي

اور اللہ نے بنایا ہے ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کون ہے کہ چلتا ہے

عَلَىٰ بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّن يَّمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ

اپنے پیٹ پر اور کون ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کون ہے کہ

مَّن يَّمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يُخَلِّقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۚ وَاللَّهُ

ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اناریں آئیں اھ کھول کر تیکر وال اور اللہ

يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ وَيَقُولُونَ

چلائے جس کو چاہے مسیحا راہ پر اور لوگ کہتے ہیں

أَمَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

اے ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں گئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان کی

مِّن بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ وَإِذَا

اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں مانتے والے اور جب

دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

ان کو بلائے اللہ اور رسول کی طرف کران میں قضیہ چکائے تب ہی ایک فرقہ کے لوگ

مُعْرِضُونَ ۚ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۚ

منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچا ہو تو چلے آئیں اسکی طرف قبول کر کر

منزل ۳

تیسری صفحہ  
دین کے  
میں احادیث  
تیسری بار  
احوال و اعادہ

عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۸ صفحہ ۱۹)  
۵۵ واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطعہ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے اتان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوہا ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سائے جہان میں متصرف ہے ۵۵ ولقد أنزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود مدائیت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہوں گے ۵۲ ویقولون امنا الخ یہ منافقین پر شکوئی ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کروٹے یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد و آبرو نگہ کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذ دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ ملو

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لہم الحق الخ لیکن اگر انہیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا تو وہ اگر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعة طلبا لحقہم لا رضایا بحکم رسولہم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) ۵۵ ان فی قلوبہم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا و رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطر ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ہم



الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ۵۴ انہما کان لہ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں خرومی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو۔ مخلصین کا حال یہ ہے کہ

قد افلم ۱۸ ۷۸۸ النور ۲

اَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ اَمْ اُرْتَابُوا اَمْ يَخَافُونَ اَنْ يَّخِيفَ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا

اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ اُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۵۵

ان پر اللہ اور اس کا رسول کوئی نہیں ڈرے گا وہی لوگ بے انصاف ہیں و

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ اِذَا دُعُوا اِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائے انکو اللہ اور رسول کی طرف

لِيُحْكَمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولَٰئِكَ هُمُ

فیصلہ کریں ان میں تو کہیں جیسے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا

الْمُفْلِحُونَ ۵۶ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ

بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور

يَتَّقِهِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۵۷ وَاَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَدًّا

بیکر چلے اس سے سو ڈھائی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی بے شک

اِيْمَانُهُمْ لِيَنْ اَمْرَهُمْ لِيُخْرِجَنَّا قُلُوبَهُمْ وَاَقْسَمُوا

کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو شک کی جھوٹ کر نکلتی ہیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

مَعْرُوفَةً اِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۵۸ قُلْ اَطِيعُوا

چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خیر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو

اللَّهُ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّهَا عَلَيْهِ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ہے پھر اگر منہ پھیر دے تو اس کا ذمہ ہے

مَا حُسِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُسِّلَتْ اِنْ تَطِيعُوهُ

جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو

تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۵۹ وَعَدَ

تو راہ پاؤ اور پیغام لایا کہ تمہیں نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کر لیا کہ اگر تم

منزل ۷

تدعون من الطاعة لان طاعتكم طاعة معروفة بانها واقعة باللسان فقط من غير مواطاة من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶ قل اطيعوا الله واطيعوا رسوله وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرمادیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے۔ ای فان تولوا محذوف احدی التائین

موضع قرآن دل میں روگ یہ کہ خدا و رسول کو بیچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون و چرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تاامل اور پس و پیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ و من يطع الله الخ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر تم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے بخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈرے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے و بخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵) ۵۵ و اقسموا الخ منافقین پر زجر ہے مع شکوی منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپ کا حکم ہو گا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کئی کتر جاتے ہیں قل لا تقسموا الخ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرمادیا کریں کہ یہ بے قائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری طاقت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعة معروفة مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدا محذوف ای طاعتکم طاعة و جملہ تعلیل لدھی کا نہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعة لان طاعتکم طاعة معروفة بانها واقعة باللسان فقط من غير مواطاة من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶ قل اطيعوا الله واطيعوا رسوله وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرمادیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے۔ ای فان تولوا محذوف احدی التائین

مومنین کی گفتگو اور ان کے جوابات ۱۲ مزاج و کرم منافقین ۱۲



دہرہ ج ۱۲ (۲۹۶) بیرید فان تتولوا فاما ضرر قمه و اما ضرر مرقم انفسکم (مدارک ج ۳ ص ۱۱) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ ہیں جو ان کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر و احکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلئے اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کرو گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اور ان کے احکام کی تعمیل کرو گے تو فلاح دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش و خرم رہو گے۔ ورنہ تمہاری سرکشی، شرارت اور منافقت سے پیغمبر کا کچھ نہیں بچے گا۔ اس کے ذمہ فریضہ تبلیغ تھا جو اس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ و ما علی الرسول الا البلاغ

المبین التبلیغ الموضح فصار عدم القبول ليس لا لکم (جامع ص ۳۱) وعد اللہ الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت و نبوی سے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو دنیوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔

اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرما کر پورے فرمادیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہو گئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جابرہ مصر اور عاتقہ شام کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر کے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذین من قبلہم اسی بنی

النور ۲۴ ۷۸۹ قد افلح ۱۸

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي رُضُّوا لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝٥٥

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرُّسُولَ لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۝٥٦ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِي النَّاسِ وَلَيْسَ لِمُصِيبِهِمْ يَأْتِيهَا

الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ

ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں اللہ انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دیا انکو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے انھوں کو دیا اور لیکن ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کو ملے اور دے گا ان کو امن کے بعد خوف سے ان کو امن میں میری بندگی کر دیجئے شریک نہ کر دیجئے میرا شیعاً و من کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کو پیچھے سو دہی لوگ ہیں نافرمان خدا و اقموا الصلوة و اتوا الزکوۃ و اطیعوا الرسول اور قائم رکھو نماز دے اور دیتے رہو زکوۃ اور حکم پر چلو رسول کے لعلکم ترحمون تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کر یہ جو کافر ہیں تمہارا دین تمہارے لئے فی الارض و ما لهم فی الناس و لیس لِمُصِيبِهِمْ یأتیها ہلاک کر ملک میں اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بُری جگہ ہے پھر جانکی اے الذین آمنوا لیستأذینکم الذین مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ و الذین لم یبلغوا الحُلُمَ مِنْکُمْ ثلاث مرّات من قبل ایسان والو اجازت لیکر میں اللہ تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال میں در اور الذین لم یبلغوا الحُلُمَ مِنْکُمْ ثلاث مرّات من قبل جو کہ نہیں پہنچے تمہیں عقل کی حد کو تین بار فجر کی صلوۃ الفجر و حین تَضَعُونَ ثِیَابَکُمْ مِنَ الظَّهِیرَةِ و من بعد نماز سے پہلے اور جب آرام رکھتے ہو اپنے پڑے دوپہر میں اور عشاء

منزل ۴

اسرائیل حین اور تھم مصر و الشام بعد هلاك الجبابرة (بحر ج ۶ ص ۶۹) یعبد و سنی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ متانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

موضع قرآن و خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کر دیجئے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہو اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمن و ایمنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عمالقه پادشاہ ۱۲۷۱ یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمدہ الخلفۃ بعدی ثلاثون سنۃ و اللہ اعلم ۱۲ یعنی غلامان و کنیزکان ۱۲۔



فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور مجھے ہی سارے جہان کا مقرب و کارساز سمجھیں گے اور حاجات و حاجات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ انا قولہ بعد و ذلک لا یستغنیہ دلالۃ علی ان الذین عنہم لا یتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشریک (کبیر ج ۶ ص ۴۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تحذیر و تہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور نافرمانی کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل

النوم ۴۰

۴۹۰

قد افلحہ ۱۸

صَلَاةُ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۸  
 ان وقتوں کے پیچھے یہ تین وقت بدین کھنے کی تمہاری کچھ تنگی نہیں تم پر اور تم ان پر جناح بعد ہن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذلک بیان اللہ لکم الایات واللہ علیم حکیم ۵۸  
 اطفال منکم الحکم فلیستأذنواکم استأذن الذین من قبلہم کذلک یبیین اللہ لکم آیتہ واللہ علیم حکیم ۵۹  
 القوا بعد من النساء الی لا یرجون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن غیر منبرجت بزینہ وان یتستعففن خیر لہن واللہ سميع علیم ۶۰  
 علی الاعرج حرَجٌ وَلَا عَلَی الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَی السَّرِیضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَی أَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْكُلُوا مِنْ بَیُوتِکُمْ اَوْ بَیُوتِ اَبَائِکُمْ اَوْ بَیُوتِ اُمَّهَاتِکُمْ اَوْ بَیُوتِ

کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت بدین کھنے کی تمہاری کچھ تنگی نہیں تم پر اور تم ان پر جناح بعد ہن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذلک بیان اللہ لکم الایات واللہ علیم حکیم ۵۸  
 اطفال منکم الحکم فلیستأذنواکم استأذن الذین من قبلہم کذلک یبیین اللہ لکم آیتہ واللہ علیم حکیم ۵۹  
 القوا بعد من النساء الی لا یرجون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن غیر منبرجت بزینہ وان یتستعففن خیر لہن واللہ سميع علیم ۶۰  
 علی الاعرج حرَجٌ وَلَا عَلَی الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَی السَّرِیضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَی أَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْكُلُوا مِنْ بَیُوتِکُمْ اَوْ بَیُوتِ اَبَائِکُمْ اَوْ بَیُوتِ اُمَّهَاتِکُمْ اَوْ بَیُوتِ

مازل ۴

میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال و جان اور ان کی عزت و آبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوئے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھالیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ قال اهل التفسیر اول من کفر بهذه النعمة ومجد حقها الذین قتلوا عثمان فلما قتلوه غیر اللہ ما بہم وادخل علیہم الخوف حتی صاروا یقتلون بعد ان کافوا اللہ (غازن ج ۵ ص ۵۹) واقیموا الصلوة الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں علی تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطوف علی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا یضرب الفصل وان طال (ملک ج ۳ ص ۱۷) لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تحذیر و تہدید ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر و شرک میں منہمک اور مہملے احکام سے بغاوت و سرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں مہلک کرہماری گرفت سے بچ جائیں گے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بُری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

سرد و سردی کا قانون  
 مسلمانوں کی زندگی

دوسرا حصہ تین قوانین، تخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر

موضع قرآن و ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام بونڈی کو بھی پروانگی یعنی چاہئے اور سامے وقتوں میں حاجت نہیں و ایسی پروانگی جیسے جدے گھر والے ہر وقت خبر کر کر آویں یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ہے یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمن و اصل سنت کہ محرم و اطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشد و عریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محرم را و اطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۲۔



اِخْوَانِكُمْ اَوْ بِيُوتِ اَخْوَتِكُمْ اَوْ بِيُوتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بِيُوتِ

بھائی کے گھر سے یا بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی

عَمَّتِكُمْ اَوْ بِيُوتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بِيُوتِ خَلَتِكُمْ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْكُمْ

بھوپتی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی

مَفَاحِجُہ اَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْهَا

بھینوں کے تم مالک واپا اپنے دوست کے گھر سے نہیں کھاتے نہ پیتے کہ کھاؤ آپس میں مکر

اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّۃٌ

باسلام کو کرنا پھر جب کسی گھر میں گھر میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر ایک نماز ہے

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ كَذٰلِكَ يَبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ الْاٰیٰتِ

اللہ کے یہاں سے برکت والی مستحکم یوں کہلاتا ہے اللہ تمہارے آگے نکلے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۙ اِنَّ السَّامِعِيْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

سنا کر تم سمجھ لو ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ کے

وَرَسُوْلِهِ وَاِذَا كَانُوْا مَعًا عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا

اور اپنے رسول پر ملتے اور جب ہوتے ہیں کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتّٰی يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جب تک اس اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت پیتے ہیں وہی ہیں جو

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَاِذَا اسْتَاْذِنُوْكَ لِبَعْضِ شَاۡئِمِ

مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے

فَاِذْنٌ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهُ

تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معاف کر دے اللہ کے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۡءَ الرَّسُوْلِ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کہو بلانا رسول کا

مَنْزِلٌ ۙ

جس کی وجہ سے منافقین نے ہمت رکھ لی تھی کہ یہاں انہیں اس سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین اصول بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت و عصمت کی حفاظت میں ممد و معاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام و ہدایات کا تہہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہو چکی ہیں قیل ہذا رجوع الی تتمہ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الایات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص ۳۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ خاوند بیوی میں مخالفت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور

لوندیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لینا چاہیے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد یس علیکم جناح الخ ان عینوں قتل کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لوندی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافوں علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد و رفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے بطوافوں علیکم للخدمۃ و تطوفون علیہم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لاحفی الی حرج و هو مدفوع فی الشرع بالنقص (مدارک ج ۳ ص ۱۱۲) و اذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہو کر جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب کچھ جانتے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں ہر بات کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۱۲۳ و النواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۱۲۴ لیس علی الاعنی الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

۱۲۳ و النواعد الخ  
۱۲۴ لیس علی الاعنی الخ

موضع قرآن یعنی اپنا بیت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے خاوند کا ہوتا اس کی مرضی چاہیے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھئے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب مل کر کھایا کر دو اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کھانا اور تنقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ بھرتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں۔

فتح الرحمن وایضی نگاہبان وکیل حفظ او باشد ۱۲ یعنی اذن کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند و حاجت اذن صریح نیست ۱۲۔



## الفريقان ۲۵

492

قد افسح ۱۸

اپنے اندر برابر اسکو جو بتاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو

تم میں جو شک پائے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں

اسکے مکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو

عذاب دردناک و سستے ہوئے اللہ ہی کہے جو پچھلے اسماعیل

وَجَعَلْنَا الْإِسْلَامَ دِينًا لَكَ

شَيْءٌ عَلَّمَهُ ٦٣

شَيْءٌ عَلِيمٌ (٦٣)

سورۃ ۱۷ فرقان مکی ہے اور اس میں ستر آیتیں اور چھ کروع ہیں

مشروع اللہ کے نام سے جو بید مہربان نہایت رحم والا ہے

اے بڑی برکت ہے کہ اسی جس نے اسے امانی فیصلہ کی کتاب

نار ہے بہانوں پرے دریوٹا وہ نہ جی ہے

منزل ۴۴

موضح قرآن ﷺ حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیے۔ اپنے سزاؤں سے سب کو کرنا۔



للمنافقين (بجرج ٦ ص ٤٢) واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين -

سُورَةُ تُوْرٍ فِي آيَاتٍ تُوْحِيْدٍ سَكِي خِصُوْصِيَا

- ۱:- ان الذین جاءوا بالآفة عصبه الخ (۲ع) نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔  
 ۲:- اللہ نور السموات والارض الخ (۵ع) عالم الغیب اور کارساز مرف اللہ تعالیٰ ہی ہے  
 ۳:- المؤمنان اللہ یزجی سحابا۔۔۔ تا۔۔۔ ان اللہ على کل شیء قدير (۶ع) نفی شرک فی تصرف  
 ۴:- وعد الله الذین امنوا۔۔۔ تا۔۔۔ لا یشرکون بی شیئا (۷ع) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت و نبوی  
 ۵:- حدّثنا، حدّثف، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔  
 ۶:- مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔  
 ۷:- آداب و حقائق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۸۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۲ بجے صبح سورہ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ سبحان و بحارمی



# سُورَةُ الْفُرْقَانِ

**ربط** نامی ربط۔ سورہ نور میں فرمایا اللہ نور السموات والارض یعنی مسئلہ توحید سی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورہ فرقان میں فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان الخ یعنی یہی نور توحید حق و باطل کے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ تعالیٰ فرقان نازل فرمایا۔

**معنوی ربط**۔ سورہ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جا رہا ہے کہ نہ بتخذ ولد یعنی سارے جہان کا خالق، سارے عالم کا مدبر اور تمام امور میں متصرف و متعالی ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہذا وہی سب کا کار ساز اور حاجت روا ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارا اور صرف اسی کے نام کی نذریں منیتیں دو۔ اب سورہ فرقان سے سورہ سبائک بطور ثمرہ و نتیجہ یہ بیان ہو گا کہ جب کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں تو برکات و منہدہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہذا اسی کو برکات و منہدہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

**خلاصہ**۔ سورۃ کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات و منہدہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اول ابتداء سورت تبارک الذی نزل الفرقان الخ میں۔ دوم تبارک الذی ان شاء الخ (۲۷) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات و منہدہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سوم تبارک الذی جعل فی السماء الخ (۶) میں۔ تیسری بار ذکر دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

**دلائل عقلیہ**۔ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ الخ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض الخ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ و خلق کل شیء الخ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتخذوا من دونہ الخ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بے بس بندوں کو متصرف و مختار اور برکات و منہدہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات و منہدہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت و حیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا الخ یہ شکوی ادلی ہے مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات و منہدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ ہے و اعانہ علیہ الخ یہ دوسرا شکوی ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو صبح و شام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی الخ یہ تینوں شکوؤں کا جواب ہے اور اصل دعویٰ پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعویٰ کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصے کہانیاں ہے بلکہ یہ دعویٰ اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا لہذا الرسول الخ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھانا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہیے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک الخ۔ پانچواں شکوی۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیج دیا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ ادینق الیہ کنوا الخ چھٹا شکوی۔ رسول کی تو بڑی مٹاٹھ اور شان و شوکت ہونی چاہیے۔ وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہیے۔ ان تینوں شکوؤں کے جوابات لف و نشر غیر مرتب کے طور پر آگے آئے ہیں۔ وقال الظالمون الخ یہ مذکور تینوں شکوؤں سے متعلق ہے۔ تبارک الذی ان شاء الخ (۲۷) یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعيم آخرت آپ کے لئے شوکت و نیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعة۔ تا۔ ثبوت کثیر انخوف اخروی ہے۔ قل اذک خیر۔ تا۔ وعدا مسئلہ بشارت اخروی ہے۔ یوم نحشرھم۔ تا۔ نذقہ عذابا کبیرا مشرکین کے لئے خوف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات و منہدہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کار ساز اور برکات و منہدہ نہیں تھے۔ برکات و منہدہ اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ و ما ارسلنا قبلك من المرسلین۔ تا۔ وکان سہلک بصیرا یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب بوازم بشر یہ سے متصف تھے ہماری سنت جاری یہی ہے وقال الذین لا یمیزون الخ (۳۷) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوئے جو ہمارے پاس اگر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے یہ زائد بات ہے یوم یرون الملائکۃ الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہو گا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصعب الجنۃ یومئذ الخ بشارت اخروی۔ و یوم تشقق السماء۔ تا۔ هذا القرآن مہجور انخوف اخروی۔ و کذلک جعلنا لکل نبی عدوا الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال



الذین کفرو والولا نزل علیہ الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کر کے خود بنائے ہو کذا لک لنتبت بہ فوائد لک الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولایا قونک بمثل الخ ساتوں شکوؤں کا جواب ہے کہ فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وار دیکھا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجہہم الخ یہ تحریف اخروی ہے۔

**دلائل تقلیہ** ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر بھی دعویٰ تبارک لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ ولقد اتینا موسیٰ الکتاب الخ (۴۷) یہ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز مکرر دعویٰ کے لئے تحریف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تحریف دنیوی۔ وعداد و شعودا۔ تا۔ وکلا تہذبات تبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تحریف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریۃ الخ ساتویں نقلی دلیل واذہا وک۔ تا۔ بل ہم اصل سبیل زجریں ہیں۔ الم تر انی سابقہ کیف مد الفل الخ (۵۷) یہ دعویٰ سورت پر چھٹی نقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وهو الذی جعل لکم البیل الخ ساتویں نقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وهو الذی ارسل الریاح بشار الخ۔ یہ آسمانی عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہو جاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پیتے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنہ بینہم لیلہ الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وهو الذی مر ج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکٹھے ملتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وهو الذی خلق من السماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرہ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں دعبدون من دون اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکور سے ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وما امر سلتک الا مبشرا و نذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و مبشر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الخی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندہ جاوید ہے۔ الذی خلق السموات والارض الخ یہ دعویٰ سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سائے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سائے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذ قیل لہم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدا نے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبزلک الذی جعل فی السماء الخ (۶۷) یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعویٰ پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آ رہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وهو الذی جعل البیل والنبہما الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئک یمشون العرفۃ۔ تا۔ حسنت مستقر مقام میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبؤ بکم ربی الخ۔ تحریف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات با برکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی قرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسکی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں پکے وعد و حساب نعام و اکرام سے نواتے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کر نیسے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہو گیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کریں گے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعبث اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جنہیں ان کے انکار و جھوٹ کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

دعویٰ سورت کا مین بار ذکر، دعویٰ سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعویٰ مذکورہ کے بارے میں سات شکوؤں اور شبہوں کے جوابات مختصر خلاصہ زجر و تحریف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔



لے تبارک الخ یہ دعویٰ سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منفعت الہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاتا۔ ہر برکت و خیر (خازن ج ۵ ص ۹) عن ابن عباس معناه جاء بكل برکت دليله قول الحسن عجل البرکة من قبله (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چوتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارک) غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ و هذا الفعل لا يستلحق الاغلب الى غيره تعالى (روح ج ۱۸ ص ۲) ادھی کلمۃ تعظیم لہ لا تستعمل الا لله وحده (مدارک ج ۳ ص ۱۲) الذی نزل الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلیہ ما قبل کے لئے معضلت میں ہیں۔ الفرقان کے

قدا فلح ۱۸ ۷۹۶ الفرقان ۲۵

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ

سلطنت کے آسمان اور زمین میں اور نہیں پچھا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی

يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءَا

اسکا سا بھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو

تَقْدِيرًا ۱) وَاتَّخَذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ

ما ب کمر اور لوگوں نے پچھ لکھے ہیں اس سے دوسے کتنے حاکم جو نہیں بناتے

شَيْئًا وَهُمْ يَخْلُقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا

کوچیز نہ اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں برے کے

وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوةً وَلَا نَشُورًا ۲)

اور نہ بچنے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ بچنے کے اور نہ جی اٹھنے کے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن هَذَا إِلَّا آفَاكُ بِأَفْتِرَائِهِ

اور کہنے لگے کہ جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان بانڈھ لایا ہے

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلُمًا

اور ساتھ دیا ہے انکی پیٹ میں اور لوگوں نے سو آگئے بے انصافی

وَزُورًا ۳) وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اسنے لکھ رکھا ہے سودی

تَسْمِيَةً عَلَيْهِ بَكْرَةٌ وَأَصِيلًا ۴) قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي

لکھوائی جات ہیں اسکی پاس صبح اور مشام و تو کہہ دے اسکو اتارے اس نے جو

يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ

جانتا ہے چھپے ہوئے عہد آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ

غَفُورًا رَحِيمًا ۵) وَقَالُوا مَا لَ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ لَطْعَامًا

بخشنے والا مہربان نہ کہ اور کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کھانا کھانا

منزل ۳

مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور  
حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے  
سماء ھمہنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل  
والھدی والضلال والخی والرشاد والحلال والحرام  
(ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۰) لیکن للعلیین نذیر۔ اللہ نے  
اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ  
اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا  
جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلاشبہ  
برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لے الذی لہ  
الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور  
سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و  
آسمان کی بادشاہی میں کوئی اسکا نائب اور شریک نہیں  
لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق  
کل شیء الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر  
چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز  
کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی  
کھن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہو گا ہرگز  
نہیں! لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لہ یَتَّخِذُ وَلَدًا  
کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسی ولایت کی نفی مقصود نہیں  
بلکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود  
ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلہ اولاد  
سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نامب اور  
کار خمار نہیں بنا رکھا۔ اسی المعینزل احدا منزلۃ  
الولد (روح ج ۱۸ ص ۲۳) ولم یَتَّخِذْ وَلَدًا الظاہ  
نفی الاتخاذ اسی لم یَنزِل احدا منزلۃ الولد  
(بحر ج ۲ ص ۴۸) ولم یَتَّخِذْ وَلَدًا فین سبحانہ  
انہ هو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبود  
اور قال للملک عنہ (کبیر ج ۲ ص ۴۴) فقد رآ  
تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک انداز کیساتھ وہی رکھتا  
ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہو گا ہرگز  
کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان  
پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ زموت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ اللہ اور برکات دہندہ

موضع قرآن اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوئے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یا د کرنے کو اس کو کافروں کہنے لگے وٹ یعنی اپنی

موضع قرآن بخشش اور مہربانی سے یہ آتا۔



وہی ہو سکتا ہے جو ان مذکورہ بالصفات سے مصنف ہو۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود چونکہ ان صفات سے عاری ہیں اس لئے خیر و برکت بھی ان کے اختیار میں نہیں لئے۔ وقال الذین کفروا لہ یہ پہلا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعویٰ کہ "برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے" اس کا خود ساختہ ہے، اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ دعا غافلہ قوم اخرون یہ دوسرا شکوی ہے اور اس خیال کی ساخت پر داخست میں کئی دوسرے لوگ بھی اس کے معاون ہیں۔ فقد جاء وظلماء زوراً یہ اور حال الہی ہے اس میں مشرکین کے قول مذکور کو سراسر بے انصافی اور جھوٹ قرار دیا گیا۔ وقالوا اساطیر الاولین الہ یہ تیسرا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ قرآن تو محض اگلے لوگوں کے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے پس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیرے وہی اس کے سامنے پڑھا اور پڑھاتا ہے کہ قل انزلہ الہ یہ تینوں مذکورہ شکوک کا جواب ہے نیز دعویٰ سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعویٰ اور یہ قرآن جو اس دعویٰ کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعویٰ مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سائے جہاں کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ اب اور گزر کرے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیہلہم ولا یعاجلہم بالعقوبۃ وان استوجبوا مکابرتہم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ہے وقالوا مال الہ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کھاتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اس کو نبوت مل گئی۔ و اذا کان کذلک فمن ابن لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز عنا بالنبوۃ (غازن ج ۵ ص ۹۴) لولا انزل الہ الہ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا ہی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ہو۔ لا انزل الہ الہ ملک من عند اللہ فیکون لہ شاہدا علی صدق ما یدعیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱) ۹ ادبلی الہ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ

الفرقان ۲۵

۷۹۷

قدا فلو ۱۸

وَيَسْتَشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ

اور پھر تاج بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ نہ رہتا

مَعَهُ نَذِيرًا ۱۰ أَوْ يُلْقِي إِلَيْهِ كَنْزًا أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ

اس کے ساتھ ڈرائے کو یا پڑتا اس کے پاس ہے خزانہ یا ہو جاتا اس کے لئے ایک باغ

يَا كُلُّ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا

کھا یا کرتا اس میں اور کہتے تھے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد

مَسْحُورًا ۱۱ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

بہا دو مالے کی دیکھ کیسی بھٹلاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۱۲ تَبَرَّكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ

اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو نہ

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

کرتے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ تجھے بہتی ہیں ان کے

الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا ۱۳ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ

نہیں اور کرتے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت

وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۱۴ إِذَا رَأَوْهُم

کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جہنم کے آگ

مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيظًا وَزَفِيرًا ۱۵ وَإِذَا أَلْفَا

دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھجھانا اور چلانا اور جب ذلے جائیے

مِنْهُمْ مَكَانًا ضَيِّقًا مَقْرَنَيْنِ دَعَوْا لَهُنَا لَكَ ثَبُورًا ۱۶ لَتَدْعُوا الْيَوْمَ

انکے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک بجلی کی جگہ سے پکارے گے اس جگہ موت کو مت پکارو آج

ثَبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۱۷ قُلْ أَذَلِكَ خَيْرًا مِنْ جَنَّةِ الْخُلْدِ

ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے والے تو کہہ دے بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

منزل ۳

رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظالمون الہ یہ مذکورہ تینوں شکوکوں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض ازراہ عناد و مکارہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبر مان کر اس کی پیروی کر لے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عبادہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الہ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور مٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا آیتوں

موضع قرآن کا یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔



شکوہ کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لغت و نشر غیر مرتب نہ تبرک الذی الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لغت و نشر غیر مرتب کے طور پر چھپے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دیے تو اس میں بھی اسکی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شاء جمل میں ان شک کے لئے نہیں بلکہ معنی اذ ہے اور ماضی معنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالیٰ مختار ہے جب چاہے گا آخرت میں الیا کریگا۔ بل کذبوا بالساعة الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخر

الفرقان ۲۵

۷۹۸

قد افلح ۱۸

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَاصِيًّا ۝۱۵ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۝ كَانَتْ لَكُمْ عَلَى رَبِّكُمْ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝۱۶ وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ وَيَقْعُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضَلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝۱۷ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝۱۸ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ أُولَئِكَ مَا كُنْتُمْ لَكُمْ بَشِيرًا ۝۱۹ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنْهُمْ لِيَاكُلُوا الطَّعَامَ ۝۲۰ يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۝۲۱ أَتَصْبِرُونَ ۝۲۲ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝۲۳

منزل ۴

کے متکرم میں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت اور باغات کیوں نہیں دیئے گئے یا مطلب ہے کہ وہ نہ صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدا فالمن کذب سے وادعوا بشورا کثیرا تک متکرم میں گئے لئے تحریف اخروی ہے اللہ اذ اس انہما الخ یہ آتش جہنم کی شدت کا بیان ہے، آت کی ضمیر جہنم کی طرف راجع ہے۔ قیامت کے دن جب جہنم کی آگ دور سے روزخوں کے سامنے ہوگی اور وہ اسے دیکھیں گے تو اس کا غیظ و غضب اس قدر جوش میں آجائیگا کہ وہ دور ہی سے اس کی غضبناک آوازیں اور خوفناک پھونکاریں سکر دہشت زدہ ہو جائیں گے زخیر سے آتش جہنم کی وہ خوفناک آواز مراد ہے جو اس کے شدید جوش اور غلیان سے پیدا ہوگی۔ سمعوا صوت طیبھا واستعالمھا (بحر ج ۶ ص ۴۸) واذ القوا امنھا الخ مکانا مفعول فیه اور منھا اس سے حال مقدم ہے۔ اسی فی مکان فهو منصوب علی الظرفیۃ (ومنھا) حال منہ (روح ج ۱۸ ص ۲۴) مقررین، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے ثبورا ملاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈال دیا جائے گا تو وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیاں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے یعنی ایک بار میں تو جھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضع القرآن) اللہ قتل اذلت خیر۔ تا۔ وعدا مسئولا یشارت اخروی ہے اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انھیں بطور جزاء ملے گا اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذمی عقل فیصلہ کر سکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے جو جنت کی طرف لے جائے لہذا فیہما الخ جنت کے مزید عیش و آرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک حال ہے

راغونف انشر

۱۲

جواب ہے ۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

۱۲

موضع قرآن وایعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے لئے ہر تمغیر حسینی میں ہے تا یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی و پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافروں میں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔



ترجیح اس کو ہے کہ شاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدا مسئلہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی و حمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی لہذا مسئولیت یہاں اللہ کے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کتایتہ عن کونہ امر اعظیما ویجوز ان یراد کون الموعود مسئلہ حقیقۃ بمعنی یسألہ الناس فی دعاؤہم بقولہم ربنا انتبتنا ما وعدتنا علی سلسلک الخ (روح ج ۲ ص ۲۷۷) ۱۷ ویوم یحشرہم الخ یہ تحوّل اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ ویعبدون من دون اللہ کے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد

نہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارا گیا۔ یورید المعبودین من الملائکۃ والمسیح

وعزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲) قال الجمهور من عبید من یعقل ممن لویا من لبعادۃ کالملائکۃ وعیسى و

عزیر و هو الاظهر (بحر ج ۶ ص ۳۸) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں

کو جو دنیا میں تمہیں کار ساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ قالوا سبحانک الخ اللہ کے

وہ نیک بندے بعد عز و نیاز عرض کریں گے ہاں الہا! تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک

ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے لئے بھی کسی اور کو کار ساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے

تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کار سازی اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ما کان لنا ان نأمرهم

بعبادتنا ونحن نعبدک ونحن عبیدک (معالم و خازن ج ۵ ص ۹) ۱۷ ولكن متعتهم الخ اے ہمارے

پسندیدگاران گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ ظالم پکارتے تو یہ ہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت

روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا رہا یہاں تک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور

تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے دکانوا قوما یومرا اس طرح شقاوت اور بد بختی ان پر غالب آ

گئی اور وہ گمراہ ہو کر مہاک ہو گئے۔ الہی انت الذی اعطیتہ جمیع مطالبہ من الدنیا حتی صامرا کالغریق

فی بحر الشهوات واستغرق فیہا صامرا صا دالہ عن التوجه الی طاعتک والاشتغال بمجد متک (کبیر ج ۶ ص ۵۹) ۱۷ فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے یہاں

مقدور ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے کہا جائے گا کہ دیکھ لو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلادیا ہے تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے کار ساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں

نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انہیں تمہاری پیکار کی خبر تک نہ تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفی باللہ

مشہد ابیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفیلین (سورہ یونس ع ۳) فماتستطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکیں اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ ویظلم منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین کو یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر و شرک کرے گا اسے ہم

۱۹  
۱۷  
۱۵  
۱۴  
۱۳  
۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

۱۹  
۱۷  
۱۵  
۱۴  
۱۳  
۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

۱۹  
۱۷  
۱۵  
۱۴  
۱۳  
۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے تھے وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اترے ہم پر

الْبَلَاةُ أَوْ نُرِي رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْا عَثْوًا كَبِيرًا ۱۱ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا

اور سر جھٹھلے ہیں بڑی شرارت میں جس دن ہم دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ

بَشَرِي يَوْمَ يَمْذَلُ الْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَبْرًا

خوشجی نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے

مُخْجَرًا ۱۲ وَقَدْ مَنَّآ إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

کوئی اثر اور ہم پہنچے تھے ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے

فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ۱۳ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑائی ہوئی بہشت کے لوگوں کے لئے کا اسدن

خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۱۴ وَيَوْمَ تَشَقُّقُ

خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جدن پھٹ جائے

السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ۱۵

آسمان بادل سے اور اُتائے جائیں فرشتے تار لگا کر دیا

السُّلٰكُ يَوْمَئِذٍ لِلسَّعٰی ۱۶ وَالرَّحْمٰنُ وَكَانَ

ہادشاہی اسدن پس ہے رحمن کی اور ہے

يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۱۷ وَ يَوْمَ

وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

يَعْصِي الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلِيْتَنِي أَنْتَ يَا رَسُولَ

کاش کاش کیا گنہگار تھے اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکارا تو تیرا رسول کے ساتھ

منزل ۴

فتح الرحمن والی یعنی آسمان بہ ہیت معتدہ خود باشد اما ابرنا کا منش شود ۱۲۔



بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایہا المكلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الہا آخر کھولو الکفرۃ الخ روح ج ۸ ص ۱۸۵  
 اللہ واما اسلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے یعنی رسل سابقین علیہم السلام جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا  
 بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جائے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہو جائیگی  
 حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ ہی یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی  
 اور اچھلنے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت  
 ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا  
 تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے یعنی کسی  
 کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان و ابتلاء مقصود ہے  
 التصبر و تکیا تم اس ابتلاء پر صبر کرو گے؟ استفہام  
 سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ  
 دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر  
 ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای  
 محنت و ابتلاء و هذا تصیر رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم عما یؤدہ بد من الفقر و مشیمہ فی  
 الاسواق یعنی انہ جعل الاعنیاء فتنۃ للفقراء  
 فیغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۳)  
 ۱۷۰ وقال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے  
 برائے بیان زیادت یعنی اونری سبنا مشرکین جو  
 منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے  
 جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید  
 کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور  
 وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور  
 ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہ حکم صادر فرمائے۔ لولا نزل  
 علینا الملائکۃ فتحبونا انک رسول حقاً اونری  
 سبنا فیحبونا بذلک (بحر ج ۶ ص ۹۹) لقد شککوا  
 فی انفسہم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و  
 استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے اے  
 یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ  
 محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ  
 فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انہیں کوئی خوشی  
 حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں  
 کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا  
 حجراً مقبول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے  
 اور محجور اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہار ہاد محجور تاکید معنی الحجور کا قالوا موت مائت (مدارک ج ۲  
 ص ۱۲۵) ۱۷۱ وقد منّا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ قد منّا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قد منّا ای عمدنا (منظر ج ۷ ص ۱۳) ہبآء غبار یہ باطل  
 کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم وفاز ج ۵ ص ۹) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ  
 وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

الفرقان ۲۵

۸۰۰

وقال الذین ۱۹

سَبِيلًا ۲۰ يُولِيكَ لِيَتَنِيَ لَمْ أَخَذْ فَلَا نَخْلِيلًا ۲۱

لست اے خدائی میری کاش کہ نہ پکڑا سوتا میں نے فلائے کو دوست

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۚ وَكَانَ

اس نے تو بہکا دیا مجھ کو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکے تھے اور ہے

الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۲۲ وَقَالَ الرَّسُولُ

شیطان آدمی کو وقت پر غایت والا اور کہا رسول نے کہ

يَرْبِّ إِنَّا قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۲۳

اے میرے رب میری قوم نے بھڑایا ہے اس قرآن کو جھک جھک

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۚ

اور اسی طرح کہہ رکھے ہیں ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۲۴ وَقَالَ

اور کافی ہے تیرا رہ دھلانے کو اور مدد کر نیکیوں اور کہنے کے لئے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِ الْقُرْآنَ جُمْلَةً

وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا

وَاحِدَةً ۚ كَذَلِكَ لِنُبَيِّنَ لَهُ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ

ایک جگہ ہو کر اسی طرح آمارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس تیرا دل اور پڑھ سنایا جائے

تَرْتِيلًا ۲۵ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ

مٹھ بٹھ کر آتے اور شے نہیں لے سکتے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے جھٹک ٹھیک بات

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۶ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھیر کر لئے جائیں گے اوندھے پڑے ہوئے اپنے

إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۷

دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بگڑے ہوئے ہیں راہ سے

منزل ۴

اور محجور اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہار ہاد محجور تاکید معنی الحجور کا قالوا موت مائت (مدارک ج ۲  
 ص ۱۲۵) ۱۷۱ وقد منّا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ قد منّا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قد منّا ای عمدنا (منظر ج ۷ ص ۱۳) ہبآء غبار یہ باطل  
 کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم وفاز ج ۵ ص ۹) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ  
 وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

۱۷۲ یعنی کا فر بھکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لا دے گا ف یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت  
 موضح قرآن ہے۔



جس سے مشرکین و کفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں ہباء منثوراً ای باطلا لا ثواب لدنقوات مشراط الثواب علیہ عن الایمان و  
 الاخلاص للہ تعالیٰ (منظری) لکن اصحاب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقر رہنے پہنچنے کی جگہ مقبلاً استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن  
 ایمان والوں کو سامنے پہنچنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ ویوم تشق السماء الخ یہ تحویل اخروی ہے  
 الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئے گی اس طرح دنزل الملائکۃ تنزیلاً ما قبل  
 کا بیان ہے اور واوتفسیر یہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملائکۃ یومئذ الحق الخ بادشاہ تو  
 دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ بیشک آج  
 بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرانگندہ کھڑے ہیں۔ دکان یوماً الخ کائنات کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم  
 مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسبوا کے متعلق ہے لکن ویوم یعض الخ قیامت کے دن مشرکین و کفار حسرت و تدامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور  
 کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لا کر اللہ کی توحید اور اس کے برکات و بندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ نیویدلٹی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور  
 اور صناید کفر سے دوستی نہ گانتھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لکن اصلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعویٰ تبارک سے ہٹا دیا۔ خذوا خوار کرنے والا۔  
 شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کر کے ان کو شرک میں مبتلا  
 کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا  
 اور آخرت میں برکات دیندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ معبود  
 اور برکات دیندے دکھائی دیں گے۔ خذوا لہو مبالغۃ من الخذلان ای من عادة الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲) ۲۲ وقال الرسول الخ  
 الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن  
 کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ مقررہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار و طغیان اور عناد و عدوان دیکھ کر اظہار  
 افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد و عناد اور رد و انکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لہا اکثروا  
 من الاعتراضات الفاسدة ووجوه التعنت فناق صدرا لرسول صلی اللہ علیہ وسلم و شکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یارب..... اکثر المفسرین  
 انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو مسلم بن المہر ان الرسول علیہ السلام یقول فی الحنۃ..... والاول اولی لانہ موافق  
 للفظ الخ (کبیر ج ۴ ص ۴۷) ۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات  
 کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد و عناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن  
 ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام  
 لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداۃ قومہ وکفاک فی ہادی الی طریق قہم ہم والانتصار منہم وناصر  
 لک علیہم (مدارک ج ۳ ص ۱۲) وکذلک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین تسلیۃ لرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۴ وقال الذین الخ ساتواں  
 شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ  
 کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کر کے بناتا اور لوگوں کو سنا تا ہے کذلک لنبی الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنا  
 یہ شبہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ سے آسانی کے ساتھ یاد کر سکیں ورنہ تلناہ تدریجاً  
 یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے ترسل و تدریج کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک)  
 ۲۵ ولایاتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب غریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے  
 ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا اسات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور  
 اعتراض فاسد وارد کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کر دے گا۔ ولایاتونک بمثل بئوال  
 عجیب من سؤالاتہم الباطلۃ کما نہ مثل فی البطلان الا اتیناک نحن بالجواب الحق الذی لا یجیل عنہ..... وما هو احسن تکشیفاً لما بعثت  
 علیہ ودلالۃ علی محتہ (بحر ج ۴ ص ۴۹) ۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تحویل اخروی ہے جو لوگ محض ضد و عناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور  
 لایعنی اعتراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مومنوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی  
 دور ہیں۔ ضد و عناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہو چکا ہے۔



۲۷۔ ولقد اتينا الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعویٰ کے لئے تحریف دنیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیل میں اگرچہ دعویٰ کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبادلت سے دعویٰ ذکر کر دیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعویٰ کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت فے کر اسکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ و قوم نوح اچھے یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام

الفرقان ۲۵

۸۰۲

وقال الذین ۱۹

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کیساتھ اسکا بھائی

هَارُونَ وَزِيْرًا ۳۵ فَقُلْنَا اذْهَبْ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ

ہارون اکام بٹائیوالا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۳۶ وَقَوْمُ نُوحٍ

جنہوں نے جھٹلایا ہمارے باتوں کو پھر فے مارا ہم نے انکو کھاڑ کر اور نوح کی قوم کو

لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ

جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لائیوالوں کو ہم نے انکو ڈوب دیا اور کیا ان کو لوگوں کے لئے

آيَةً ۳۷ وَاعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۳۸ وَعَادًا

نشانہ اور تیار کر رکھا ہے ہم نے گنہگاروں کیوسطے عذاب دردناک اور عاد کو

وَشُعُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ

اور شعود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں

كَثِيرًا ۳۹ وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا

بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے

تَنْبِيْرًا ۴۰ وَلَقَدْ آتَيْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطِرَتْ

نار کر کر اور یہ لوگ آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر بارش

مَطَرُ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۴۱ بَلْ كَانُوا

برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر

لَا يَرْجُونَ نَشُورًا ۴۲ وَإِذَا رَأَوْكَ إِذَا تُتَجَدُّونَكَ

امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں تجھ کو دیکھیں تجھ کام نہیں لکھتے تھے

إِلَّا هُزُوًا ۴۳ أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۴۴

مگر ہٹھٹھ کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

منزل ۴

۲۹۔ واذراؤك الخ یہ شکری ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جسے نہ ہتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم بچے رہے یعنون انہ کا دین فتنہم عن عبادۃ الاصنام لولا ان صبروا و تجلدا و استمروا علیہما (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۱۹) و سوف یعلمون الخ تحریف اخروی ہے مشرکین دنیا میں اپنے گمراہیت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

اپنی قوم کے پاس پیغام توحید لاتے، قوم نے تکذیب کی تو انہیں سب غرق کر کے آئندہ نسوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ و عداد ثمود۔ تا۔ و قرونابین ذلک کثیرا یہ تیسری تا چھٹی نقلی دلیل ہیں قوم عاد کی طرف ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اصحاب الرس کی طرف شعیب علیہ السلام کو اور ان قوم کے درمیانی زمانوں میں کئی دوسری قوموں کے پاس کئی پیغمبروں کو بھیجا گیا ان قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو ٹھکرایا تو ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ و کلاھما بنا لھما الخ ان تمام قوموں کے پاس ہم نے پیغمبروں کے ذریعے دلائل و براہین اور امثال استہزاء سے مسئلہ توحید کو واضح کیا مگر ان معاندانوں نے پھر بھی انکار کر دیا تو ہم نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کر دیا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ۳۷۔ ولقد اتوا الخ یہ ساتویں نقلی دلیل ہے اتوا کی ضمیر اہل مکہ سے کنایہ ہے اور القریۃ سے قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں جن پر پتھروں کی بارش کر کے اللہ نے ان کو برباد کیا تھا۔ مشرکین ملک شام کی طرف جاتے ہوئے ان بستیوں کے پاس سے گزرتے تھے ا فلم یكونوا یرونها۔ کیا مشرکین مکہ نے ان تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا؟ استفہام انکاری ہے یعنی خوب دیکھا ہے مگر پھر بھی عبرت نصیحت حاصل نہیں کرتے یعنی اذا مروا بہم فی اسفارہم فیعتبروا و یتفکروا لان مدائن قوم لوط کا انت علی طریقہم عند مسرہم الی الشام (معالم و فائز ج ۱ ص ۱۸) بل کانوا لا یرجون نشو واک شہ اقوام کی بستیوں کو دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکرتے کیونکہ حشر و نشر پر ان کا ایمان نہیں، وہ آخرت کے حساب و عذاب سے مطمئن ہیں اور عذاب جہنم کا ان کے دلوں میں کوئی خوف نہیں بل کانوا قوما کفرا بالبعث لا یخافون بعث

۱۲۔ دوسری نقلی دلیل ۱۳۔ دوسری نقلی دلیل ۱۴۔ تیسری نقلی دلیل ۱۵۔ چھٹی نقلی دلیل

موضع قرآن ماکنوں والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کھنڈے میں روند پھران پر عذاب آیا تب وہ رسول.... خلاص ہوا۔



عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے۔ اس آیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودانِ باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کا دل مضلنا عن الہدینا بھی قریب ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جیسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالآیت شاملہ

من عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ہواہ ولہن اطاع  
الہوی فی سائر المعاصی وهو الذی یقتضیہ کلام  
الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲۱۰) اسی مفہوم کی ایک آیت  
سورہ جاثیہ (ع ۳) میں ہے اقلیت من اتخذ اللہ  
ہواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور  
حاجت روا بنا لیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو  
اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ا  
محتسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے  
اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے  
ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی  
میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ  
سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لہذا ہم  
لا یلقون الی استماع الحق اذ نادوا الی تدبرہ عقلاد  
مشہدین بالانعام الی مثل فی الغفلة والضلۃ  
الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) اللہ تعالیٰ سہلک الخ یہ دعویٰ  
سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت  
کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور یکسر مٹا  
اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن  
کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ  
زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹنا بڑھتا  
ہے دھوا لہذا جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے  
اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں  
ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، نیند کو باعثِ راحت اور دن  
کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا  
دھوا لہذا ارسل الرياح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے  
بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار سوائیں چلاتا  
ہے جو بارانِ رحمت کی خوشخبری بکراتی ہیں۔ پھر وہ  
آسمان سے مینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو  
پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور

وقال لذین ۱۹ ۸۰۳ الفرقان ۲۵

ان کاد لیضلنا عن الہدینا لولا ان صبرنا  
علیہا وسوف یعلمون حین یرون العذاب  
ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو  
من اضل سبیلا ۲۱ ارعیت من اتخذ اللہ  
کو کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو سنے اس شخص کو جس نے پوچھا  
ہو بہ افانت سکون علیہ وکیلا ۲۲ ام تحسب  
کیا اپنی خواہش کا کہیں تولے سکتے ہیں اس کا ذمہ یا تو خیال رکھنا  
ان اکثرہم یسمعون او یعقلون ان ہم  
کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں  
الا کالانعام بل هم اضل سبیلا ۲۳ الم  
برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بھگے ہوئے ہیں راہ سے تولے نہیں  
تبرالی ربک کیف مڈ الظل ولو شاء لجعلہ  
دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو دا اور اگر چاہتا تو اس کو  
ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ۲۴ ثم  
ٹھہرا رکھنا پھر ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا بنا دیا پھر  
قبضہ الینا قبضا یسیرا ۲۵ وهو الذی  
پھینچ لیا ہمیں اس کو اپنی طرف سے سچ سمیٹ کر دا اور وہی ہے جس نے  
جعل لکم البیل لیباسا والیوم سباتا و  
بنادیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور  
جعل النار نشومرا ۲۶ وهو الذی امرسل  
دن کو بنادیا آگہ ٹپکنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلائیں

منزل ۴

غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سائے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور فیض خیرات ہے اور کوئی نہیں۔

موضع قرآن ۱۱ اول ہر چیز کا سایہ لہنا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اول روز ۱۲ یعنی ہر صفت کہ آفتاب تقاضا می کند می رود ۱۲۔



## الفرقات ٢٥

1-2

وقال لزين ١٩

ہوا میں خوش خبری لائیوایاں اسکی رحمت سے آگے اور امارا ہم نے

آسمان سے پانی پاکی حاصل کریں گے کہ زندہ کر دیں اس مرے ہوئے دیس کو

اور بلائیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو۔

اور اس طرح سے تقسیم کیا، جسے انکو اپنے پی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Handwritten musical notation on a five-line staff. The notation includes various note values, rests, and bar lines, typical of a musical score.

الَّذِي مَرَّ بِهِ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

وَجَعَلَ مِنْهَا يَتِيمًا ذَكَرْ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا جَعَلَهُ سَبَبًا

وَصِهْرًا ۖ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٣﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ

مسئلہ ۴۴

[illegible]

تعالیٰ ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے لہذا بعد از انہی شکوئی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھتے ہیں جنہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع و ضرر کے مالک نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں وکان الکافر علیٰ ربہ ظہیرا۔ علیٰ ربہ میں تضمین ہے اسی عالیا علیٰ مخالفہ ربہ یا علیٰ بمعنی الٰہی ہے اور ظہیرا کے معنی ہیں پیٹھ پھینکنا والا یا ظہیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے بقول عونہ

**موضع قرآن** یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے بیسویں کی بہتات کر دے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کہ فردوں کے انکار سے فک اپنی اولاد کا جہ ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی مسرور ہے اور رب سب کر سکتا ہے یعنی مائے پھر ملا ہے۔



لشیطان علیہ دہ بالعداۃ والشرک (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲) کہہ دیا ارسلناک الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین ازراہ ضد و مکابروہ ہوتے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلكم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرمادیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضامندی سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو۔ مسئلہ دو ٹوک ہے۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کریں اور اس زندہ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک ہے کا اور ہر قسم کی برکات و خیرات جس کے قبضہ و اختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح و تحمید کرنے میں وہ آپ کا حافظ و ناصر ہے فانہ الحقیق

بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنهم الموت فانهم اذا ماتوا ضاع من توکل علیہم (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹) دیکھی بہ الخ یہ کفار کیلئے تنویف آخری

ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم و گناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا

لے گا۔ اللہ الذی خلق الخ یہ دعویٰ سورت پر گیارہویں عقل دیں ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان

میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں

متصرف ہے اور کوئی اختیار اس کے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہذا برکات و منہ بھی وہی ہے الرحمن یہ مبتدا

مخذوف کی خبر ہے اسی ہوا الرحمن فالرحمن خبر مبتدا محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق

و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مقرران ہے اسکا ایک نام الرحمن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے

وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت و تعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے اسی ہوا الرحمن الذی

لا ینبغی السجود و التعظیم الا لہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹) فستل بہ خبیروا کسی عارف خیر سے اسکی رحمت کے

بائے میں پوچھ دیکھو۔ اسی فستل عنہ رجلا عارفا بخبرک برحمتہ (بحر ج ۲ ص ۵۰) یا خبیروا سے مراد

اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیا کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیا کے بائے میں اللہ سے سوال

کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایہا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بهذا الخ غیری و قیل معناه فاسأل عنہ خبیروا ہوا اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص ۵۸)

کہہ داذ اقبل الخ یہ شکوی ہے مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمن کون ہے ہم تو رحمن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو

ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم و معرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ ای لا تعرف الرحمن وکانوا ینکون ان یسعی اللہ باسمہ الرحمن (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲) لا ھم وکانوا یطلقونہ علی اللہ وکانوا یقولون لا نعرف

وقال الذین ۱۹ ۸۰۵ الفرقان ۲۵

اللہ ما لا ینفعہم ولا یضرہم وکان الکافر

اللہ کو پھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے اسکا نہ برا اور نہ کانسر

علی ربہ ظہیرا ۵۵ وما ارسلناک الا

اپنے رب کی طرف سے پیغام بھیجنا ہے اور تجھ کو مننے بھیجا ہے یہی

مبشرا و نذیرا ۵۶ قل ما اسئلكم علیہ

خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر

من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا ۵۷

یہ کچھ مزدوری جو جو کوئی چاہے کہ پھڑلے اپنے رب کی طرف راہ

وتوکل علی الحی الذی لا یبوت و سبح بحمدہ و کفی

اور بھروسہ کر اور پر اس زندہ کے جو نہیں مرتا یہ اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی

بہ بذنوب عبادہ خبیرا ۵۸ الذی خلق السموات

ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے بخبردار جس نے بنائے آسمان

والارض وما ینتھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی

اور زمین اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں جو چھ دن میں پھر قائم

العرش ثم الرحمن فستل بہ خبیرا ۵۹ واذ اقبل

عرش پر وہ بڑی رحمت والا سوچو پھر اس سے جو اسکی ہر رکھتا ہو اور جسے کہے

لھما اسجدوا للرحمن قالوا وما للرحمن التجدد لہما

ان سے سجدہ کرو رحمن کو کہیں رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم

تأمرنا و زادھم نفورا ۶۰ تبارک الذی جعل فی

تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے اسکا بدگنا بڑی برکت جو اسکی اسکی جس نے بنائے

السماء بروجا وجعل فیہا سراجا و قمرًا مبیرا ۶۱

آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند ابالا کرنے والوں

منزل ۴

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے

یہ سوال ہے



الرحمن الرحمان الیہما متاع یعنونا مسلیمة الذباب یسمونه رحمان الیہما متاع (منظوم ج ۲ ص ۲۹) اے تبارک الہ یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ اور دعویٰ پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالم تاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور کی سفید چادر بچھائیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کوکب سیارہ کی منازل مراد ہیں ہی منازل الکواکب البیضاء (مدارک ج ۳ ص ۱۳) اے وہوالذی الہ یہ دعویٰ سورت پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبر کرنا

الفرقان ۲۵

۸۰۶

وقال لذین ۱۹

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ ارَادَ

اور وہی ہے اے جس نے بنائے رات اور دن بدلتے بدلتے اس شخص کیلئے کہ چاہے

أَنۢ يَّذْكُرَ أَوْ يَنسِيَ ۚ وَرَادَّ شُكُورًا ۖ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ

دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا و اور بندہ رحمن کے اے وہ ہیں جو

يَسْتَوْنَ عَلَى الْأَرْضِ ۚ وَرَادَّ اِذَا خَلَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ

چلتے ہیں زمین پر بے پاؤں و اور جب بات کرنے لگیں اے بے سمجھ لوگ

قَالُوا سَلَامًا ۖ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

تو کہیں حقاً سلامت و اور وہ لوگ اے جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور

قِيَامًا ۖ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

کہتے ہیں و اور وہ لوگ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا

جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ ۙ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

عذاب بے شک اسکا عذاب چھٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَمَقْلَمًا ۖ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا

اور جگہ بستے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بچاؤ نہیں اور نہ تنگی کریں اور

كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۖ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ

ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گزدان اور وہ لوگ اے کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ

إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہئے

وَلَا يَزْنُونَ ۖ وَمَنۢ يَّفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ ۙ يُضَاعَفْ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں و دونا ہوگا اسکو

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدُ فِيْهِ مُهَانًا ۖ ۙ إِلَّا مَنۢ تَابَ

عذاب قیامت کے دن اور پڑا ہے گا اسیں خوار ہو کر مگر جس نے توبہ کی

منزل ۳

چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا چاہے وہ اسکا شکر بجالائے اے عباد الرحمن الہ پہلے یہ مذکور ہو کہ دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ عباد الرحمن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیا رہیں آیت کی ابتدا میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی اولئک یجزون الہ درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی اٹھ صفیں مذکور ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اخلاص عمل کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یستوون الہ یہ عباد الرحمن کی پہلی صفت ہے، وہ غرور و تکبر نہیں کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق ظاہر ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رہتا ہے اے الذین یبیتون الہ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری رات نماز میں گزار دیتے ہیں۔ والذین یعقون الہ تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچاؤ۔ کیونکہ اس کا عذاب ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی بری جگہ ہے غراہ۔ شر لازم اور عذاب دائم الخزام الشر اللانہم والہلاک الدائم (خازن ج ۵ ص ۵۸)

مراۃ المؤمنین ص ۱۲  
دوسری صفت  
یعنی اللہ تعالیٰ سے  
مستحق ہونے کے  
اور ہر ایک کو  
اللہ تعالیٰ  
اخلاص عمل  
کے مطابق  
درجات عطا  
کرے گا۔

الرحمن الرحمان الیہما متاع یعنونا مسلیمة الذباب یسمونه رحمان الیہما متاع

والذین اذا انفقوا الہ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصاً مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

موضع قرآن و بدلتے یا تو بڑھتا گھٹتا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو ف یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگار یا راہ لوٹنے پر ف یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔



وَأَمِنْ وَعَمِلْ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ٤٠ وَمَنْ تَابَ

برائیوں کی جگہ بھلائیوں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے

وَعَمِلْ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ٤١ وَالَّذِينَ لَا

اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر ایسی جگہ و اور جو گنہگار

يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِالْغَوْمِ وَالْإِيمَانُ مَا

شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گزرتے ہیں گھیل کی باتوں پر شکایتیں نہ لگاتے اور

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يُخَوِّرُوا عَلَيْهَا صَبَإً

وہ لوگ تھے کہ جب انکو بھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور

عَمِيَانًا ٤٣ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا

اندھے ہو کر و اور وہ لوگ تھے جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرح

وَذُرِّتَنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْ لَنَا لِمَتَّقِينَ إِمَامًا ٤٤

اور اولاد کی طرح آنکھ کی ٹھنڈک اور کریمو پر ہیزگاروں کا پیشوا

أُولَٰئِكَ يَجْزُونَ الْعَرْفَةَ بِصَابِرٍ وَأَوِيلَقُونَ فِيهَا

ان کو ۴۹ بدلے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور اپنے اپنے

تَحِيَّةً وَسَلَامًا ٤٥ خَلِدِينَ فِيهَا حَسَنَتٌ مُسْتَقَرًّا

انگوٹیاں دعا اور سلام کہتے ہوئے سدا رہیں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَمَقَامًا ٤٦ قُلْ مَا يَعْبُؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دَعَاؤُكُمْ

اور خوب جگہ دینے کی کہ تو کہہ نہ پڑو انہیں کہتے ہیں اے میرا رب تمہاری اگر تم اسکو نہ پکارا کرو

فَقَدْ كَذَبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ٤٧

سو تم جھٹلائیے اس آگے کو جو جلی ہے منہ پھیر دے

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اتقار ہے الانفاق فی غیر طاعة اسراف والاصاک عن طاعة اقتاد (ہجرج ۶ ص ۵۸۱)  
 ۵۸۱ والذین لا یدعون الیہ عباد الرحمن کی صفات کی پانچوں نوع ہے جس میں متعدد نفیس مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات و منہ  
 سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تحویل اخروی  
 ہے ومن یفعل ذلک الیہ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دہرا عذاب یا جائیگا

ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ

رہیگا الامن تاب وامن الیہ ما قبل سے مشتے اے اور توبہ کر نیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ

کر لی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ پر لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل

کر دے گا کیونکہ وہ بڑی مہربان ہے ومن تاب و عمل صالحا الیہ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ

کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ بعد الموت (متابا) ای حسنا بفضل علی غیوہ الیہ (فہان

ج ۵ متابا) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ مٹا

ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاتا ہے معناه ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفۃ

لذنوب محصلۃ للثواب العظیم (کسیرج ۶ ص ۵۸۱) والذین لا یشہدون الیہ عباد الرحمن کی چھٹی

صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشہدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور سے

مراد شرک ہے یا ہولعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشہدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاہران المعنی لا

یشہدون بالزور او شہادۃ الزور قال علی والباقر ضہو من الشہادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاہدۃ و

الزور الشرک والصنم او الکذب او الزور الغناء (ہجرج ۶ ص ۵۸۱) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک

و معصیت کی مجال میں ہرگز شرک نہیں ہوتے لیکن اگر اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجال سے

پاس سے ان کا گزر ہو جائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گزر جاتے ہیں

المعاصی کلہا لغو.... یعنی لم یحضرہا مجالسہ و اذا اتفق موہبہ لم یتدلسوا بشئ (جامع ص ۳۲) یعنی جب شرک کی مجال سے اتفاقا گزرتے ہیں تو اپنا ایمان بچا کر گزر جاتے

ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے متلوٹ نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی ہولعب کی مجال سے گزرتے ہیں تو باوقار گزر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے ۵۸۱ والذین اذا

الیہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گہ پڑتے

موضع قرآن وابدل دیجا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ مٹا کر یگا۔ واپسلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب

موضع قرآن توبہ کرے یعنی پھر اپنے کام سے توبہ کرے ہاں ججہ پانے کا یعنی گناہ میں شامل نہیں و رکھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے ان میں شامل نہ ان سے لڑیں گی

آنکھ کھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پر ہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے و یعنی فرشتے آگے آئے لے جاویں گے و یعنی اس جگہ ٹھوڑی دیر ٹھہرنا طے تو بھی غنیمت ہے انکا تو وہی گھر ہے کہ یعنی بندہ مغرور نہ ہو غاوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے ہمیشہ یعنی لڑائی جہاد۔

اعمال صالحہ سے توبہ کر کے اللہ کی طرف پھر آتا ہے

ج ۵

ج ۵ ص ۵۸۱



یعنی اگر آیتیں سن کر شدت خوف یا فرط مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایب کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کرنے کے لئے تکلف اور تصنع سے ایب نہیں کرتے یعنی انہم اذا ذکرنا واماخروا سجدا ویکلیا سامعین باذان واعیة مبصرین بعیون سامعیة لما امرنا بہ و نھوا عنہم لا کالمنافقین و اشباھہم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) اے اللہ! اللہ کے والدین یقولون الخ یہ عباد الرحمن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایب نیک بنا کہ انہیں کچھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچائے کہ ہم پر ہمہ گیر کاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس الخ و السدی وقادة والوبیع بن النضر ائمة یقتدی بنانی الخیر (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳) ائمة یقتدی بنانی الخیر و لانا نفع متعدد الخ غیر خلا جامع البیان حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں المستقیم کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المستقیم کے حال ہے ای حال کو نھم ائمة اولئک الخ اولئک۔ عباد الرحمن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالافاضل دینے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کرینگے خلدین فیہا وہ جنت کی نعم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگی نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انہیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی اچھا مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے نہ کہ ما یعبثوا الخ یہ تحویل دنیوی ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بکم میں بلاء تعدیر کیلئے ہے رہائی۔ یعبثوا کا فاعل ہے دعا کچھ مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذ بکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم لعذ بکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرمادیں میرے رب کو تمہاری پروا نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کر دیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکارتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وما کننا معذبین حتی نبعث رسولا یا ما یعبثوا بکم رہائی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام نسفی، ابوالسعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ ما یصنع بکم رہائی لولا دعاء ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابوالسعود وغیرہما) فقد کذا تم الخ لیکن انہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی غیر ناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ہذا العذاب فی الآخرة وقیل کان یوم بدر وهو قول مجاہد (کبیر ج ۱ ص ۵۷) فسوف یکون الخ بکون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے۔

## سُورَةُ فِرْقَانِ مِیْلَ آیَاتِ تَوْحِیْدَ

### اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَلَ الْفِرْقَانِ — تا — وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدْ رَکَّعًا تَقْدِیْرًا ۝ نفی شرک فی التقرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔
- ۲۔ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَهَمًّا یَخْلُقُوْنَ — تا — وَلَا یَمْلُکُوْنَ مَوْتًا وَلَا حَیْوَةً وَلَا نَشْوَرًا۔ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں
- ۳۔ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ — تا — اِنَّہٗ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے لہذا برکات دہندہ ہی وہی ہے۔
- ۴۔ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَاَبْعَدُوْنَ — تا — فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صِرَافًا وَلَا نَصْرًا ۝ (۲۷) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کار ساز اور برکات دہندہ ہونیسے صاف انکار کریں گے۔
- ۵۔ وَ اِذَا سَأَلَکَ اَنْ یَّتَّخِذَ وَثًا — تا — اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْہِ وَکِیْلًا ۝ (۲۸) خصوصیت سورت۔ جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔
- ۶۔ اَلَمْ تَرٰ اَنْیَ رَبَّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ — تا — خَلَقْنَا النُّجُجَ وَ اَنَاسِیَ کَثِیْرًا ۝ (۵۷) جب یہ تمام ثغرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ کی
- ۷۔ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ — تا — عَلٰی رَہْ ظَہِیْرًا ۝ خصوصیت سورت۔ جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

( آج بتاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء بروز شنبہ ۲۶ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تم الصالحات و برحمۃ تنزل البرکات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین و علی آلہ وصحبہ و سائر عبادہ جمعین۔ سجاد بنجاری عفا اللہ عنہ )



معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا غیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعویٰ پر تیرہ دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعوے پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَآءًا۔ یعنی تم کذب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں وقائع اہم سابقہ بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَآءًا۔ یعنی یہ مشرکین کہ دعوت توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہو گیا ہے جو اہم گذشتہ کا ہوا جن کا ذکر اسی سورت میں آ رہا ہے۔

[illegible]

حاصل۔ یہ توحید کے نہایت واضح دلائل ہیں۔ اسکے باوجود اگر مشرکین نہیں مانتے تو غم سے آپ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم چاہتے تو کوئی نشان ظاہر کر کے انکو مانتے پر مجبور کر دیتے لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں۔ یہ مشرکین ہر نئی افتازہ دلیل کا انکار کر رہے ہیں اسلئے انہیں اب اس انجام کیلئے تیار رہنا چاہئے جو پہلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا۔ کیا وہ اس بات میں بھی غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین میں گونا گوں فائدے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن سمجھنے کیلئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے اسی میں غور کریں تو سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکت دہندہ نہیں انکو ہم سابقہ مثلاً قوم فرعون، قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، اور اصحاب الایکہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ان قوموں کو ہمارے پیغمبروں نے توحید کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں جب ان قوموں نے نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ان دلائل نقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ دعویٰ تبارک اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ تو شیطانی و سوسہ سے نہ شاعرانہ بات ہے۔

یہ سورت حسبِ قریل مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، زجر بر منکرین مع تحویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، اور پھر سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی و نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شعبہوں کا جواب۔

[illegible]

پہلی دلیل نقلی۔ وَلَا ذُنَادَىٰ رَبُّكَ مُؤْمِنًا (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشہ حکومت میں، ہوش حتیٰ انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مسح لاف و لشکر عذاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آکر دعوت حق کو



مقبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ **وَاضْلُمْ لَهُمْ نَبَأَ ابْنِهِمَ الْكَاذِبَ** (۷۵) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات و ہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر چیز و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ لِّكُلِّ سَلِيلٍ** (۷۶) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیا دار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب طوفان سے بالکل خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَادُوسُ سُلَيْمَانَ** (۷۷) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس رب جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیض برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اسے ہود! تو تمہیں وحی نہ کرنا کہ تم میری بات نہ گزرو گے۔ انہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عجزناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَوَافٍ** (۷۸) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معائنہ جواب دیا۔ معجزہ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعامات خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ لِّكُلِّ سَلِيلٍ** (۷۹) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو ہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بد بخت قوم اپنی بد اعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ **كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ النَّبِيِّينَ** (۸۰) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پسند و نصیحت کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا واقعے میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوت توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

**وَأَنَّهُ لَآتِزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ** (۸۱) یہ ابتدائے سورت میں مذکور جبر سے متعلق ہے اور دعویٰ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعویٰ توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے **وَأَنَّهُ لَقَوْلُ رَبِّ الْأَوَّلِينَ** دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعویٰ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے **أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُ مِثْرَابٌ أَنِ** الخ یہ بھی دلیل نقلی ہے **كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ الْخُطُوبَ** دیوبند میں ہے **أَفَبِعَدْلٍ إِنَّا لَنَشُدُّكَ عَنْ آلِهَتِكَ** الخ معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے الناعذاب مانگتے ہیں۔ **وَمَا تَكُنْ لَكَ بِهِ السُّلْطَانُ** الخ یہ **وَأَنَّهُ لَآتِزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ** الخ پر مشرکین کے دو شبہوں میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملا اعلیٰ تک سائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی و سادس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

**فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ** الخ یہ بیان سابق کا مکرر نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے خافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم **وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ** الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم **وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ** الخ ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحِيمِ** الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

**هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ مِثْرَابٌ** الخ یہ شبہ اولیٰ کے جواب کا متمم ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی پکی باتیں غلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

**وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ** الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مومن ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔



قَالَ لَذِيْنِ ۱۹

All

الشعراء ٢٦

سورہ شعراء کی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۵۴ شاید تو ہے

گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

اتاریں ان پر آسان سے ایک نشان ہم پر جا میں ان کی گردنیں

اس کے آگے پیچھی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت ہے

رحمن سے مئی جس سے منہ ہمیں موڑے

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

مٹھتے کرتے تھے کہا نہیں دیکھتے وہ زمین کو مٹھ کتنی اٹکائیں ہم نے

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے

اور ان میں بہت لوگ نہیں مانتے والے اور تیرا رب ہے وہی ہے

منزل

الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

مجلس

۱۲

مؤید بن علی

16

1

5

مدبر سے کام لے کر

تھیں تیرا پروں

0.2



کھ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ اَلَا یَتَّقُونَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تھروں سرکشی میں بدست ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔

وقال الذین ۱۹ ۸۱۲ الشعراء ۳۶

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۰ وَادْنَادِي رَبُّكَ مُوسَىٰ ۱۱

زبردست رحم والا ۱۰ اور جب بلکارا تیرے رب نے کھ موسیٰ کو کہ

اَنْتَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۱۰ قَوْمٌ فِرْعَوْنُ ۱۱ اَلَا یَتَّقُونَ ۱۱

جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّکُنْ بَوْنٌ ۱۲ وَ یَضِیْقُ

بولا اے رب شہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلا میں اور رک جاتا ہے

صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلَیْ هٰرُونَ ۱۳

میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَلَهُمْ عَلٰی ذَنْبٍ فَاَخَافُ اَنْ یَّفْتُلُوْنِ ۱۴ قَالَ

اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا فَادْهَبَا بِاٰیٰتِنَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۱۵

کبھی نہیں ملے تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاٰتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۶

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنٰی اِسْرَآءِیْلَ ۱۷ قَالَ اَلَمْ تَرَبُّکَ

یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بولا کیا نہیں بلا ہے ہم نے تجھ کو

فِیْنَا وَلِیْدًا ۱۸ وَ کَبَّشْتَ فِیْنَا مِنْ عَمْرِؤَ سِنِیْنٍ ۱۸

ہمارے اندر لڑکا سا اور رک تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس لے

وَفَعَلْتَ فَعَلْتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنْ

اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْکٰفِرِیْنَ ۱۹ قَالَ فَعَلْتُمَا اِذَا اَوَاٰنَا مِنْ

ناشکرت کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

منزل

یہ ماقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسل و فیہ معنی القول (مدارک ج ۳ ص ۳۶) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس میں رسالت کا دعویٰ اور دعوت کو حید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنٰی اِسْرَآءِیْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ اے ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالت شیر خوار گی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گزارا؟ کچھ تو میرے احسانات کا شکر ادا کر نا چاہئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الہ مانا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعَلْتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ اب حق موضع قرآن یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا۔ بنی اسرائیل کا وطن تھا۔ ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسفؑ کے سبب مصر میں آ رہے تھے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ وک ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورہ قصص میں آوے گا۔

مذہبی فقیہین

مذہب کا یہاں

مذہب کا دوسرا

مذہب کا دوسرا



الصَّالِّينَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ

پھر کئے والا ہے پھر بھاگتا میں تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بھاگتا

لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ ۲۱

مجھ کو میرے رب نے حکم اور بھیج دیا مجھ کو بھیجیے والے اور

تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنَّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ ۲۲

کیا یہ نعمت وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ۲۳ قَالَ رَبُّ

بولتا فرعون شے کیا مسمیٰ پروردگار عالم کا کہا پروردگار

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنتُمُ

آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

مُوقِنِينَ ۝ ۲۴ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْمَعُونَ ۝ ۲۵

یقین کرنے بولا کہ اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ ۲۶ قَالَ إِنَّ

کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا

رَسُولُكُمُ الَّذِي أَرْسَلَ إِلَيْكُم مَّجْنُونًا ۝ ۲۷

پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا طِإْنُ كُنتُمْ

پروردگار مشرق کا اور مغرب کا شے اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

تَعْقِلُونَ ۝ ۲۸ قَالَ لَئِنْ اتَّخَذَتِ الْإِنَّمَاءُ غَيْرِي

جو سمجھ رکھتے ہوں بولا اگر تو نے چھڑایا کوئی اور حاکم میرے سوا

لَا جَعَلَكَ مِنَ الْمُسْجُورِينَ ۝ ۲۹ قَالَ أَوْ لَوْ جِئْتُكَ

تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو قید میں کہا اور شے اگر لے کر آیا ہوں میرے پاس

مذللہ

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تو نے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرنے ہوئے ایک اور گنہگار کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلا وجہ قتل کر دیا۔ وَكَذَلِكَ مِنْ تَكْفِيرِ رَبِّكَ يَكْفِرُ نِعْمَتَ سَعْدِ قَالَ أَكْثَرُ الْمُنْكَرِينَ الْجَاهِلِينَ لِنِعْمَتِي وَحَقِّ تَرْبِيَّتِي يَقُولُ رَبِّنَا كَفِينَا فَكَافِيَتَنَا أَنْ قَتَلْتُمْ هَذَا نَفْسًا وَكَفَرْتُمْ نِعْمَتَنَا وَهِيَ رِوَايَةٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (مخازن ومعالجہ ص ۱۳) یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف و نشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض جو کہ عصمت میں قاذر تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلا قصد و ارادہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے قبلی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَأَنْتَ مِنَ الْعَصَاةِ لَئِنْ أَمَرْتُ الْجَاهِلِينَ..... وَاوَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَلِكَ عَلَى مَا رَوَى عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ جَاهِلًا بِهِ غَيْرَ مُتَعَمِّدًا يَا هَاقَنَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا تَعَمَّدَ السُّوْكَرُ لِلتَّادِيْبِ فَأَدَّى إِلَى مَا أَدَّى (سرواح ج ۱ ص ۱۵) اس غیر ارادی قتل کی وجہ سے مجھے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرہ مرسلین میں داخل فرمادیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیر ارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حُكْمًا سے نبوت یا عقل و حکمت مراد ہے حکم اے حکمت اور نبوة (ابو السعود ج ۲ ص ۱۵) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعویٰ لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے تینوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں ۱۳ یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ اے عبدات

ایہاں عبدات یہاں قبل کا سبب ہے یعنی یہاں کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تو نے میری قوم کو ذلیل و رسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تو نے ظلم و عدوان سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم و جور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقۃ انما علیہ تعبید بنی اسرائیل لان تعبید ہم وقصہ ہم بنی ابناء ہم هو السبب فی حصولہ عندہ و تربیتہ ولو ترکہم لرباہا ابواہ (مدار ج ۱ ص ۱۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اَنَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رب العالمین کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَيَّ السَّلَامُ نے فرمایا رَبُّ الْعَالَمِينَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کار ساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ۱۴ موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ اِذَا لَا تَصْعُونَ إِلَى هَذِهِ الْمَقَالَةِ اغْرَابَهُ وَتَجَمُّوا اذْكَانَتِ حَقِيقَتُهُمْ اِنْ فَرَعُونَ رَہم و معبود ہم (مخرج ص ۱۵) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ

موضع قرآن و الحقاہۃ اغْرَابَهُ وَتَجَمُّوا اذْكَانَتِ حَقِيقَتُهُمْ اِنْ فَرَعُونَ رَہم و معبود ہم (مخرج ص ۱۵) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ فتح الرحمن ص ۱۵ یعنی بندہ گرفتار بنی اسرائیل نعمت نبود پس ہمیں پرورش کردن کہ بآن ضرورت بود نعمت نباشد ۱۲۔



وقال الذين ١٩

جہاں وہ رہے وہیں سے جہاں پہنچے ہمارا حق جی ہے الہ

کہا ہاں لاؤ وہ کوئی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول

میں آتے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور رد و قدح کی گنجائش مل جائے۔ قَالَفَعَصَا اٰنْجِ مٰوٰی عَلَیہِ السَّلَامُ نَے فوراً اپنی لامٹی زمین پر ڈال دی جو زمین پر گرے ہی ایک ہیبتناک اژدہا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آ رہا تھا۔ وَتَرٰعَصَا اٰنْجِ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ جگمگا رہا تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ **۱۰۷** اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے دربار پر ایسا اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہو گئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ کَالْهٰذَا اِنْقُلْ عَلٰی سَبۡبِیۡلٍ لِّتَنْفِیۡرَ لِّئَلَّا یَقْبَدُوْا قَوْلَ مَوۡسٰی (خازن) **۱۰۸** مقربین دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ و ہارون



كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ٢١ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا

ہو ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت

لَئِنَّ الْمُقَرَّبِينَ ٢٢ قَالَ لَهُمُ مُوسَى أَلْقُوا مَا

مقررہوں میں ہو گئے وہ کہا ان کو سب سے موسیٰ نے ڈالو جو

أَنْتُمْ مُسْلِقُونَ ٢٣ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ

تم ڈالتے ہو پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاکھیاں

وَقَالُوا بَعِزَّةٌ فَفِرْعَوْنُ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ٢٤

اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے

فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ٢٥

پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر بھی وہ لٹکنے لگا جو سانگے انہوں نے بنایا تھا

فَأَلْقَى السَّحَرَةُ سِحْرَهُمْ ٢٦ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ

پھر اندھے گئے جادوگر سحر میں سبتے بولے ہم نے مان لیا جس کے

الْغَالِبِينَ ٢٧ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ٢٨ قَالَ

رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا

أَمْسِكْهُمْ قَبْلَ أَنْ أَذِنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے

الَّذِي عَلَيْكُمْ السَّحَرَةُ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ٢٩

جس نے تم کو سبھلایا ہے جادو سوا ب معلوم کر لو گے

لَا قُطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافِ

البتہ کاٹوں کا ہتھکڑی نہ اور دوسری طرف کے پاؤں

وَلَا وَصَلَبَكُمْ أَجْمَعِينَ ٣٠ قَالُوا الْإِضْيِيرُ

اور سولی پر چڑھاؤں کا تم سب کو سبتے بولے کچھ ڈر نہیں

وعلیہما السلام) کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ فی الحال ان کو مہلت دو اور ان کے مقابلے کے لئے ملک کے کونے کونے سے ہار جادو گروں اور ان کے دستاویز کو جمع کروجن کے مقابلے میں یہ مات کھا کر خود بخود سوا ہو جائیں گے اور اپنی نبوت و رسالت کا نام بھی نہ لیں گے۔ فُجِعَ السَّحَرَةُ اُنْجِنَا مِنْهُمُ مَقَابِلَہ کے لئے ایک دن مقرر کر دیا گیا اور ملک بھر سے جادو گروں کو اکٹھا کر لیا گیا اور لوگوں کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ بھی مقررہ وقت پر جائے مہود میں پہنچ جائیں تاکہ وہ بھی یہ دلچسپ مقابلہ دیکھ سکیں۔ هَلْ أَتَاكُمْ هَاجَرُ زَعْنِ الْحِثِّ وَالْأَسْتَحْجَالِ (روح ج ٩ ص ١٩٥) كَعَلْنَا نَسْتَبِيعُ السَّحَرَةَ اِنْجِنَا مِنْهُمُ مَقَابِلَہ نہایت اہم ہو گا کیونکہ ہم اپنے دین پر

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادو گروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ ٢٢ جادو گروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو تم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ اِنْ فِرْعَوْنُ نَعَمْ ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کراہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔ ٢٣ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آئے سب سے پہلے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈال دو قَالُوا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ ثُمَّ اُنْجِنَا مِنْهُمُ مَقَابِلَہ کے لئے اپنی لاکھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہوا کہ سانپوں کے میدان میں موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاکھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاکھی ڈال دی جو زمین پر گر گئی ہی ایک بہت بڑے اڑدہانے کی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادو گروں کے تمام نپوں کو ٹپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاکھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ٢٤ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الہی ہے اس لئے بلا توقف اور ہمتا مل اس طرح سجدے میں گر پڑے گویا کسی

نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ تم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ اٰی خَدَوَا سَاجِدًا يَنْشُرُ مَا شَاءَ وَذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ تَلْعَنُهُمْ وَتَرَدَّدُ لَعْنُهُمْ مِثْلَ ذٰلِكَ خَارِجٌ عَنْ حُدُودِ السِّجَرِ وَانْهَ امْرَاةٌ اٰی ظَهَرَ عَلَىٰ يَدَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَتَصْدِيقُهُ (سہو ج ٩ ص ١٩٥) ٢٥ فرعون جادو گروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمانے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادو گروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اتحاد دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں موضع قرآن و معنی میرے مصاحب رہو گے ١٢ مندرجہ اللہ تعالیٰ قلم تمہارا بڑا گہارہ گویا موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ١٢ مندرجہ۔



لنا فيه نفع عظيم لما يحصل لنا من الصبر عليه  
 لوجه الله تعالى من الشوايل لعظيم (روح ج ۹ صفحہ ۱۹۸)  
 ۳۷۔ یہ لاضحیٰ کی دوسری تفسیر ہے۔ اُن کُنَّا  
 اسی لان کُنَّا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ  
 ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ  
 معاف فرمادے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے  
 ہیں۔ ۳۸۔ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو  
 گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و  
 آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام  
 کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر  
 شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ  
 تمہارا تعاقب کرے گا۔ ۳۹۔ فَارْسَلْ فِرْعَوْنُ جب فرعون  
 کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ نے بھاگاپے تو ان کا  
 تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی  
 اکٹھے کئے۔ اِنَّ هَؤُلَاءِ اِنَّمَا يَهْتَفُونَ بِهٖ سِوَايَ  
 ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت  
 کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب  
 جوش میں آگیا ہے۔ وَرَاٰنَا جَمِيعًا حٰذِرُوْنَ اور اب ہم  
 حسرت و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان  
 کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۴۰۔ فَارْفِصِمُہُ فرعون مع  
 لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم  
 نے ان کو باغیوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے  
 لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور  
 باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔  
 كَذٰلِكَ كَافَّ بَيَانَ كَمَالِہٖ لِنَبِیِّہٖ یعنی قوم فرعون کو  
 سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل  
 کو ان کا وارث بنا دینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۴۱۔ جب  
 سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے  
 تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرہ قلزم کے کنارے  
 پہنچے تو پیچھے سے فرعونوں نے ان کو آلیا۔ فَكَلَّمَا تَرٰآ الْجَمْعَ  
 علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں  
 سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ  
 تھے۔ ۴۲۔ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاشیٰ سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الْيَمُّ جَانِبًا يَمِينًا وَجَانِبًا شَمَالًا نہ ٹھکی ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی نہ تک بارہ راستے بن گئے  
 موضح قرآن ۱۔ ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیتا ماریا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو  
 ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا پہنچے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَقَالَ لَذَيْنِ ۱۹

۸۱۶

الشعراء ۳۷

اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہیں کہ ہم بخش دے ہم کو

رَبَّنَا خَطِيْنًا اَنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۴۱

رب ہمارا تقصیر میں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور

اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِنَا اِسْکَمُ

حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا

مُتَّبِعُوْنَ ۝ ۴۲ فَارْسَلْ فِرْعَوْنُ فِی السَّدَاۤیِیْنِ

پہنچا کریں گے بھڑ بھڑ فرعون نے شہروں میں

حٰشِرٰیۡنِ ۝ ۴۳ اِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ۝ ۴۴

نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے مٹوڑی سی

وَاِنَّہُمْ لَنَا لَغَاۤیِطُوْنَ ۝ ۴۵ وَآنَا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ ۴۶

اور وہ مقرر ہم سے دل جلتے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں

فَاَخْرَجْنٰہُمْ مِّنْ جَنَّتٍ وَعِیْمُوْنَ ۝ ۴۷ وَكُنُوْا

پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغیوں اور چشموں سے ۴۷ اور خزانوں اور

مَقَامٍ کَرِیْمٍ ۝ ۴۸ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ جیتے بنی اسرائیل کے

فَاتَّبَعُوْہُمْ مُّشْرِیْقِیْنَ ۝ ۴۹ فَكَلَّمَا تَرٰآ الْجَمْعَ

پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۴۹ پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فرجیں

قَالَ اَصْحٰبُ مُوسٰی اِنَّا لَنُدْرٰکُوْنَ ۝ ۵۰ قَالَ کَلَّا ۝ ۵۱

کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں

اِنَّ مَعِیْ رِبِّیْ سَبِیْہِدٰیۡنِ ۝ ۵۲ فَاَوْحٰیۤ اِلٰی مُوسٰی

میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۵۲

مذہل

موضح قرآن ۱۔ ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیتا ماریا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو  
 ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا پہنچے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔







بجاریوں کی پکار سنتے ہیں، نہ ان کا نفع نقصان ان کے اختیار میں ہے اس لئے مجھے ایسے مجبوروں کی عبادت سے سخت نفرت اور عداوت ہے اَلرَّبُّ الْعَالَمِينَ مستثنیٰ منقطع ہے اِن رب العالمین کی عبادت اور پکار سے نفرت نہیں کیونکہ وہ تو اپنے پکاریوں کا وادی ہے، سب کا کارساز اور سب کے نفع نقصان کا مختار ہے، اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفتیں ذکر کی ہیں جو مجبورانِ باطل میں نہیں پائی جاتیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ لے اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی دین و دنیا کے منافع و مصالح کی طرف راہنمائی فرماتا ہے وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي اَنْحُمِ الرَّزْزِي رَسَالٌ مَّجِي وِي هِي هُوَ وَ اِذَا مَرَضْتُ لَم يَمَارِي سَه شِفَا رَمِي وِي

الشعر آء ۲۶

۸۱۸

وقال للذين ۱۹

اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ اَلَا قَدْ مَوْنٌ ۶۱ فَاِنَّهُمْ عَدُوِّي

تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں

اَلَا رَّبُّ الْعَالَمِينَ ۶۲ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۶۳

مگر جہاں کا رب جس نے مجھ کو بنا یا سو وہی مجھ کو راہ دکھاتا ہے

وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۶۴ وَاِذَا مَرَضْتُ

اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۶۵ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۶۶

تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا اور پھر جلائے گا

وَالَّذِي اَظْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۶۷

اور وہ جو مجھ کو توفیق ہے کہ بگھٹے میری تقصیر انصاف کے دن

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَاَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۶۸

اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں جگہ اور

اجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِينَ ۶۹ وَاَجْعَلْنِي

رکھ میرا بول سچا پہنچوں میں دل اور کر مجھ کو

مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۷۰ وَاغْفِرْ لِي رَاٰی رَاٰی

داروں میں شہ نصرت کے بارے کے اور معاف کر میرے باپ کو

كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۷۱ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۷۲

محققا راہ بھولے ہوؤں میں اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب کی کراٹھیں

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۷۳ اِلَّا مَنْ اٰتٰی اللّٰهَ

جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے لے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس

بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۷۴ وَاَرْزُقْ الْجَنَّةِ لِلْمُتَّقِينَ ۷۵

دل چنگالے کر اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے

منزلہ

عطا کرنا ہے۔ وَالَّذِي يُبْدِئُ الْاٰخِرَ مَوْتٍ وِحْيَاتٍ مَّجِي اسی کے قبضے میں ہے وَالَّذِي اَظْمَعُ الْاٰخِرَ اور اسی سے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطا سے درگزر فرمائے گا۔ خطا سے کوئی خاص خطا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خلافِ ادنیٰ کام سرزد ہو گیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مواخذہ نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر چونکہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ عمل کی معمولی فروگزاشت کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بیان کر کے قوم پر حجت قائم کی کہ تمہارے معبود و معجز وہ ہے جس میں اس لئے وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کی فریادیں سنتا ہے اور سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر ایک کا نفع نقصان اس کے اختیار میں ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وَهَذَا الْحُكْمُ احْتِجَاجٌ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَى قَوْمِهِ اِنَّهٗ لَا يَصْلَحُ لِلْاٰلِهِيَةِ اِلَّا مَنْ يَفْعَلُ هٰذَا الْاَفْعَالِ رَحْمَانٌ وَرَحِيْمٌ ج ۵ ص ۱۹ ۷۱ حُكْمًا سے کمالِ علمی وَاَحْقَقِي بِالصَّالِحِينَ سے کمالِ عملی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجھے حکمت اور کمالِ علم عطا فرما اور کمالِ عمل کی توفیق عطا فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں کی معیت سے سرفراز فرما۔ وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ اَلْحَقِّ لِسَانَ صِدْقٍ یعنی ذکرِ خیر ائمہ نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ تاکہ وہ نیک کاموں میں میرا اقتدار کرتی رہیں اور مجھے اجر ملتا رہے حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِسَانَ صِدْقٍ سے کلمہ صادق یعنی دعویٰ توحید مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يُحْذَرُونَ (زخرف ع ۳) ممکن ہے آخرین سے امت محمدیہ مراد ہو اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التَّوْبِيلُ لثَانِي اِنَّهٗ سَأَلَ رَبِّهٖ اَنْ يَجْعَلَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مَنْ يَكُوْنُ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی وَذٰلِكَ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (کبریٰ ج ۴ ص ۲۵) وسمعت ان یمراد بالآخرین اخرا مبعوث یبعث فیہا نبی وانه علیہ السلام طلب المعیت الحسن والذکر الجمیل فیہم ببعثة نبی یجدد اصل دینہ ویدعو الناس الی ما کان یدعوہم الیہ من التوحید معلما لہم ان ذلک ملة ابرہیم علیہ السلام (روح ج ۱۵ ص ۱۵) اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِي رَاٰی رَاٰی الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغْفِرْ لِي رَاٰی رَاٰی (ابو السعد ج ۴ ص ۳۵) وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ موضح قرآن و ل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

یہ اصل نہیں ہے

یہ میرا ہوا اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التَّوْبِيلُ لثَانِي اِنَّهٗ سَأَلَ رَبِّهٖ اَنْ يَجْعَلَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مَنْ يَكُوْنُ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی وَذٰلِكَ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (کبریٰ ج ۴ ص ۲۵) وسمعت ان یمراد بالآخرین اخرا مبعوث یبعث فیہا نبی وانه علیہ السلام طلب المعیت الحسن والذکر الجمیل فیہم ببعثة نبی یجدد اصل دینہ ویدعو الناس الی ما کان یدعوہم الیہ من التوحید معلما لہم ان ذلک ملة ابرہیم علیہ السلام (روح ج ۱۵ ص ۱۵) اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِي رَاٰی رَاٰی الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغْفِرْ لِي رَاٰی رَاٰی (ابو السعد ج ۴ ص ۳۵) وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ موضح قرآن و ل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔







خاندان سے تھے اخوہم نسباً لادیناً (مدارک ج ۳ ص ۳۵۱) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور حبشی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجالاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت

دوقال لذنین ۱۹ ۸۳۰ الشعراء ۲۶

سے دینی اخوت مراد ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے تقویۃ الایمان میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے ہی اخلاقی عیاشی و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور وہ اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آیا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا فِيهِ أَمْرًا كَرِيمًا من التوحید والطاعة لله تعالیٰ (روح ج ۱ ص ۱۰۷) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ اللہ مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر تم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہو گا۔ یہ بات تم برداشت نہیں کر سکتے مریاے دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے ہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور عیاشی اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا رذیلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ و

أَلَا تَتَّقُونَ ۱۰۶ إِنْ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۱۰۷ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر ہے سو ڈرو

اللَّهُ وَأَطِيعُونَ ۱۰۸ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۱۰۹

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۱۰ فَاتَّقُوا اللَّهَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے

وَأَطِيعُونَ ۱۱۱ قَالُوا أَنْتَ مِنْ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں گے اور تیرے ساتھ ہوں گے ہیں

الرُّذُلُونَ ۱۱۲ قَالَ وَمَا عَلَيَّ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱۳

کہنے لگے کہا مجھ کو کیا جانتا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں و

إِنْ حَسَابُكُمْ إِلَّا عَلَى رَبِّي كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۱۱۴ وَمَا

ان کا حساب پھر چھٹنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں

أَنَا بَاطِلٌ دَالِمُ الْيَمِينِ ۱۱۵ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۱۱۶

مانگنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس ہی ڈر سنانے والا ہوں کوئی

قَالُوا أَلَيْسَ لَكَ تَنْتَهٍ لِيُؤْخَرُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۱۱۷

بولے اگر تو نہ تنہ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَوْمِي كَذِبُونَ ۱۱۸ فَافْتَحْ بَيْنِي

کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلایا سو فیصلہ کرے میرے

وَبَيْنَهُمْ فَتَحَا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ

اور انھیں بچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں

الْمُؤْمِنِينَ ۱۱۹ فَإِنْ جَبَيْتَهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي

ایمان والے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

منزلہ

حاصلہ و ما وظیفتی الا اعتباراً بطواہر دون الشق عن القلوب والتفتيش عما في السرائر فما يضر في عدم اخلاصهم في ايمانهم كما ترجمون (روح ج ۱ ص ۱۰۷) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ إِنْ حَسَابُكُمْ إِلَّا تَنَاوَى شَعُورُهُمْ لَا يَبْلُغُ كَالْحَسَابِ كَتَابِ تَوَالِدُ كَوْنُ مَعْلُومٍ ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لائے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانے کا ہے خواہ وہ اشرف ہوں یا اراذل اور مہران دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری موعظ قرآن و کتبہ کا سختی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے ان کے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔



الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ (۱۱۹)

اس لڑی ہوئی کشتی میں پھر ڈوبا دیا ہم نے اس کے بچے ان باقی بچے ہوؤں کو

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ هُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (۱۲۱)

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ (۱۲۲)

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

عَادُ الْاِسْرَئِيلِينَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ هُوْدُ ۝

عاد نے پیغام لانے والوں کو بھیجا جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے

اَلَا تَتَّقُونَ ۝ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا ۝ (۱۲۵)

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللّٰهُ وَاطِيعُونَ ۝ وَمَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۝

اللہ سے اور میرا کہا مالو لاف اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنَّ اَجْرَیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ

میرا بدلہ ہے اس جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رَبِّعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصٰنِعَ لَّعَلَّکُمْ

اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم

تُخْلَدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۝ (۱۳۰)

ہمیشہ رہو گے طا اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاطِيعُونَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّکُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مالو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچایا

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَبَنِیْنَ ۝ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

منزل ۵

دعوت قبول کر لیا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۱۱۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصہ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم مندر پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قُوْحٰی ۝ اِنْ کُنَّ بُوْنِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرما دے یعنی ان پر عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

۱۱۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے

ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مؤمن

ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا

لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کر کے ہلاک کر دیا

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات و منہرہ صرف اللہ

تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو

طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی

نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین کو

کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۱۲۰ یہ جو تھی نقلی دلیل

اور تخویف دہیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ هُوْدُ ۝

متا۔ اِنَّ اَجْرَیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر بھی

گذری ہے۔ اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رَبِّعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ بَلَد

ایہ علامت، مینار۔ مَصٰنِعَ مَالِیْشَانِ مَعْلٰتِ حضرت

ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوت توحید دینے کے

بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان و شوکت

کے اظہار کے لئے بے مقصد و نیچے اونچے مینار بنا رہے

ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں

باندھے بیٹھے ہو۔ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

شرط اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِیْنَ بَطَشْتُمْ

ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے

خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۱۲۱ اس

لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبت اور ظالمانہ افعال

کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں

ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّکُمْ

کوالہ کے انعامات یاد دلانے تاکہ ان کے دلوں میں

جذبہ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں

وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور

جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ اَمَدَّکُمْ

پانچواں الخیر اَمَدَّکُمْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گوناگون فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے

تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فل ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اچھے مضبوط مینار سے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔



وقال الذين ١٩ ٨٢٢ الشعر ٣٤٤

باغ اور چشمے میں دُرتا ہوں ۵۴ تم پر ایک بڑے  
 یَوْمِ عَظِيمٍ ﴿۱۲۵﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعُظْتَ أَمْ  
 دِن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا

نہ بنے۔ تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ ہمیں عادت ہے

الْوَالِدَيْنِ ۝ (۱۳۲) وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۝ (۱۳۳) فَعَلْنَا لَوْهَ

فاهلكتهم ان في ذلك لاية وما كان  
لهم في ان كوغارت كرويا اس بات ميں البتہ نشانی ہے اور ان ميں

الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطُغْيَانِهِ وَاتَّخَذَ آلُوهَ الْثَمَرِ الْحَدِثَ ۝ إِذْ

کہا ان کو ان کے بھائی صانع نے کیا تم ڈرتے نہیں میں

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَرْتُمْ إِلَّا

جہان کے پالنے والے ہر

فسرہ الراغب (روح ج ۱ ص ۱۱۱) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھرناتے رہو گے۔ ۵۶ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراطِ مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيعُوا أَصْرَ الْمُشْرِكِينَ مفسرین سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ وَالْمُشْرِفُونَ ہم کبراء ہمد و علا مہمہم فی الکفر والاضلال دکا نوا تسعة رھط یفسدون فی الارض (مخرج، ص ۱۱۱) المشرکین قال ابن عباس المشرکون (خازن ومعالم ج ۱ ص ۱۱۱) جو لوگ کفر و شرک اور کفر ہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

سننا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی ریت اور ڈگر ہے جس پر پہلے لوگ چلے آ رہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں، وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں اور نہ کوئی جزار و منرا ہے۔ مَا هَذَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الدِّينِ الْاَوَّلِينَ وَعَادَتِهِمْ كَانُوا بِهِ يَدِينُونَ وَنَحْنُ بِهِمْ مُقْتَدُونَ اَوْ مَا هَذَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ الْاَعَادَةِ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهَا النَّاسُ فِي قَدِيمِ الدَّهْرِ اَوْ مَا هَذَا الَّذِي جِئْتُ بِهِ مِنَ الْكُذْبِ الْاَعَادَةِ الْاَوَّلِينَ كَانُوا يَلْفُقُونَ مِثْلَهُ وَيَسْطُرُونَ (کبیر ج ۲ ص ۳۵) یہ مزاجینا دنیا کا کبیرا نا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَيْدٌ بُوْكَ لَمْ يَخْرُجْ قَوْمٌ نَافِلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي تَكْزِيبُ كِي تَوَانِيسُ هَلَاكٌ كَرُوْا كَلِمَا۔ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ ۵۵ یہ پانچویں نقلی دلیل اور تحویف اخروی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ صٰلِحٌ تَا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر گزری ہے۔ اَتُتْرَكُوْنَ الْاَخْرَاقُ مَوْصُوْلَةٌ هُمْنَا مِلَّةٌ۔ اَمِنٰنِیْنَ، تُتْرَكُوْنَ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ ہر فی جَنَّتِ الْاَخْرَاقُ فَا هُمْنَا سے بدل ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باغوں اور چشموں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گھنے گچھوں سے لڑی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیث دیتے رہو گے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہو گے؟ وَ تَخْتَنُوْنَ الْاَخْرَاقَ تُتْرَكُوْنَ پر معطوف ہے۔

فَارِهْلِيْن اَي اَشْرِيْن بِطَرِيْن كِهَادُوْمِي عَنْ اِبْنِ  
عِمَّاس ... قَالَ بَوْصَالِحْ حَازِقِيْن وَيَذَالِكْ

۵۶۔ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُشْرِكِينَ  
فِي الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ وَكَانُوا تَسْعَةً رَهْطٍ يَفْسُدُونَ  
جولوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں



أَمِينٌ ۝ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٌ ۝ وَزُرُوعٌ ۝

بے کھلے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

نَخْلٌ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ

کھجوروں میں جن کا کٹا بھلا ملائم ہے اور تراشتے ہو

الْجِبَالِ بُيُوتًا فَرِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

پہاڑوں کے گھر تکلف کے سوڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ

اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا

بولے تم بہر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۝ فَأْتِ بَآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ

آدمی ہے جیسے ہم سولے آکھ نشان اگر تو

الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَذِهِ نَارُ اللَّهِ لَهَا شَرْبٌ ۝

سجھا ہے کہا یہ آگ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور

لَكُمْ شَرْبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ

تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر و اور مت پھیرو اس کو بُری طرح سے

فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ يُومِرُكُمْ ۝ فَعَقَرُوهَا

پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالو اس اونٹنی کو وہ

فَأَصْبَحُوا نَدِيبِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ

پھر کل کورہ گئے پھٹتے و پھر آپکڑا ان کو عذاب نے البتہ

منزل ۵

کھہ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے «العیاذ باللہ» تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے ورنہ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کوئی اتنی باری خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے فَأْتِ بَآيَةٍ الْفَرْدَانِ لَئِنْ كُنْتُمْ نَذِيرِينَ تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ اِنَّكَ يَشْتَرُ مِثْلُنَا فَكَيْفَ تَكُونُ نَبِيًّا وَهَذَا بَمَنْزِلَةِ مَا كَانُوا يَذْكُرُونَ فِي الْأَنْبِيَاءِ انهم لو كانوا صادقين لكانوا من جنس ملائكة (کبیر ۲۶)

۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قدر و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرما دیا۔ دومی انہم قالوا نريد ناقة عسراء تخرج من هذه الصخرة فتلد سقبا فجعل عليه تفكرك فقال جبريل صل ركعتين واسئل ربك الناقة فجعل فخرجت الناقة وسقبا ونتمجت سقبا مثلها في العظم (مدار ۳۳) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگادی گئی کہ چشمے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلا یا کریں اور لیکن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ الْفَرْدَانِ کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ۵۹ پانی کے ایک دن کے نامہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آگیا تو اب اپنے لئے بہت پشیمان ہوئے گرام کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیحه سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ هُوَ مُتَعَبِّدٌ

موضع قرآن و اونٹنی پیدا ہوئی۔ پھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مویشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مویشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اور دوں کے مویشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ و ایک عورت بدکار کے گھر مویشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔



تم اس قدر حد سے گزر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَأْتُونَ فِي ذُنُوبِكُمْ أَهْمُكُمْ (عنکبتون) ۱۵ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تندہ اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعویٰ نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ إِنِّي لَعَمْرِي لَمُؤْمِنٌ اَلْقَالِبِينَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پروا نہ کی اور صاف فرما دیا مجھے تمہارا اے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قَابِلٌ عَلَیْہِ السَّلَام تہدید ہفوفہؓ بھاد کتنبہما علی عدم الا کثرات بہ وانہ راغب فی الخلاص من سوء جوارہم لشدۃ بغضہ لعلمہم (روح جم ۱۵ ص ۱۱۱) ۱۶ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پُرکارا مجھ اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّیْنَاهُ وَآہْلَہُ اَنۡہُ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت

کو عذاب سے بچالیا البتہ ایک بڑھیا جو مٹر کہ  
بستی کو نہ دیا اور اس پر سے سخت پتھر

وَأَنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٥٩﴾ كَذَبَتْ قَوْمٌ

کی قوم نے پیغام لائے و اتوں کو نتہ جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے

اَلتَّسْقُونَ ﴿١٤١﴾ اِنِّیْ لَکُمْ رَّسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٤٢﴾ فَاتَّقُوا

میرزا بدر ہے اسی پروردگار عالم پر  
کہا تم دوڑتے ہو

خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ طَبَقًا لَكُمْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُشْكِرُونَ

مہتمم کے واسطے بنادی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جہود و نہیں بلکہ تم لوگ ہو

مِنْ الْبُخْرَيْنِ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنْ

الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَاهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾  
 بسینار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو کرتے ہیں



فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی

الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۝ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ

ان پر ایک برسائو سوکھا ہوا برسائو تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَ أَصْحَابُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

نُعِيكَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا

بن کے رہنے والوں نے پیغام لائے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم

تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ

ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے

وَأَطِيعُوا أَمْرًا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا پھر کرو واپس

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَس

اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی

الْمُسْتَقِيمَ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَ

ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

منزلہ

۸۲۵ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تحریفانہ روئی ہے

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ ۝ نَا ۝ عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اس کی تفسیر گزری ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا

نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکس نہیں

تھا اس لئے یہاں اَخْوَهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا

اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں

فرمایا ۝ وَآلِي مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۝ (ہود ۸۶) لم یقل

هذا اخوهم شعيب لانه لم يكن من نسبهم بل

كان من نسب اهل مدین ففی الحدیث ان

شعیباً اخاً مدین امرسل الیہم والی

اصحاب الایکس (مدارک ج ۳ ص ۳۳۸) ۸۲۵

شکر کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ

تول میں بددیانتی کرتے تھے ۝ اس لئے حضرت شعیب

علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر

لوگوں کی حق تلفی نہ کرو ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَس

صحیح ترازو سے تولو لا کر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے

اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے ۝ لیتے وقت زیادہ

مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے

وقت کم مقدار والے ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَس

بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو ۝ وَآتُوا

فِي الْأَرْضِ مَقْسُورَةً ۝ اور بے چینی نہ پھیلاؤ ۝ وَآتُوا

مِلْکَ مِثْلَ مِلْکِ ۝ اس اللہ سے ڈو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں

کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تحریف و نبوی ہے یعنی اللہ

سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا

جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب

سے تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے ۝ وَآمُرُهُمْ ثَانِيًا أَنْ يَتَّقُوا

مِنْ أَوْجَدِهِمْ وَأَوْجَدَ مِنْ قَبْلِهِمْ ثَانِيًا ۝ (مخرج ۳۳۸)

قادر علی ان یعذب بہم ویہلکہم (مخرج ۳۳۸)



۱۵ قوم نے جواب میں کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے (عیاذ باللہ) تیرا دماغ متاثر ہو گیا ہے اور تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ہے کیونکہ تو ہماری مانند بشر ہے جھلا بشر بھی بی ہو سکتا ہے اس لئے ہم تو تجھے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید کلام حاشیہ ۵ میں گذر چکا ہے۔ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا الْخِطَا اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو آسمان ہم پر گر کر ہمیں ہلاک کر دے قَالَ رَبِّیْ اَعْلَمُ الْخُفْرَ مَا یَا عَذَابَ لَنَا مِیْرَے اختیار میں نہیں، میرا رب تمہاری تمام بد اعمالیوں کو جانتا ہے وہ جب چاہے گا ہمیں پکڑ لے گا۔ ۱۶ اَخْرِجْ قَوْمَ الْمَکَذِیْبِ پرتھو قوم تکذیب پر قائم رہی تو اللہ نے ان کو عذابِ ظلمہ سے ہلاک کر دیا

وقال لذین ۱۹ ۸۳۶ الشعراء ۳۶

لَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۱۸۲ وَاتَّقُوا الَّذِي

میت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے اور ڈرو اس سے جس نے

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأُولِينَ ۱۸۳ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ

بنایا تم کو اور انکی خلقت کو بولے ۱۸۳ تجھ پر تو

مِنَ الْمُسْحَرِينَ ۱۸۴ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنا وَإِنْ

کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور

تُظَنُّكَ لَئِنْ الْكَاذِبِينَ ۱۸۵ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ

ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو گرا دے ہم پر کوئی کسف

السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۱۸۶ قَالَ رَبِّیْ اَعْلَمُ

آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا

بِمَا تَعْمَلُونَ ۱۸۷ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ عَذَابٌ يَّوْمَ

۱۸۷ ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے

الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابٌ يَّوْمٍ عَظِيمٍ ۱۸۸ إِنْ فِي ذَلِكَ

دن کی دھند بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ول البتہ اس بات میں

رَآیَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۱۸۹ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۹۰ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۹۱

زبردست رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا کلمہ

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۱۹۲ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ

۱۹۲ لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتمد جس کا دل پر کہ تو ہو

الْمُنذِرِينَ ۱۹۳ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۱۹۴ وَإِنَّكَ لَفِي

۱۹۳ ڈر سنا دینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھتا ہے

منزلہ

نقلی از کتب سابقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ دعویٰ کوئی نیا نہیں بلکہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اور اگر ضمیر سے قرآن مراد ہو تو اس میں تاویل کرنی پڑے گی یعنی ذکر القرآن یا مطلب یہ ہو گا کہ قرآن کے اغلب مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ اے وان ذکر القرآن لفی کتب متقدمہ وقیل ان معناہ لفی کتب المتقدمہ وهو یا اعتبارا بالغلب فان التوحید وسائر ما یتعلق بالذات والصفات وکثیر من الموعظ والقصص مسطور فی کتب سابقہ (روح ۱۰۰) چونکہ اس صورت میں تاویل کرنی پڑتی ہے اس لئے انسب یہی ہے کہ ضمیر منصوب سے دعویٰ تب راجع مراد ہو جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی رائے ہے۔ اَوَلَمْ یَكُنْ مَوْحًی قُرْآنٌ فَلِ سَائِبَانَ کے دن ابراہیم اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فخرج الرمن فل یعنی آتش بھل سائبان ظاہر شد۔ ہلاک ساخت ۱۲۔

جو بڑا ہی دردناک عذاب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ نے اصحاب الایکہ پر غمزدگی مطلق کر دی وہ گرمی سے بھاگ کر گھروں میں داخل ہوئے تو وہاں باہر سے بھی زیادہ گرمی تھی آخر پھر گھروں سے باہر نکل آئے۔ پھر اللہ نے ایک بادل (ظلمہ) بھیج دیا سب اس کے سائے میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ نے اس ظلمہ سے آگ بر سادی جس سے سب جل کر ہلاک ہو گئے۔ یہی عجیبہ اظہار ہم بعد ما حبست عنہم الریح وعذبوا بالحر سبعة ايام فاجتمعوا تحتها مستجیرین بہا سمانا لہم من الحر فامطرت علیہم نارا فخلعتوا (مدارک ج ۳ ص ۱۴۱)۔

رَأَتْ فِي ذَلِكَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ دونوں سورتوں کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اب آگے دعویٰ تبارک پر ایک دلیل وحی اور مزید دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک کتب سابقہ سے اور ایک علماء بنی اسرائیل سے۔ ۱۵۸ یہ ابتدائی سورت میں وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ الْمُنْذِرِينَ الرَّحْمَنِ الْخَلِیْقِ سے متعلق ہے اور آیت میں ضمیر منصوب دعویٰ تبارک سے کنایہ ہے۔ اور یہ دعویٰ تبارک پر دلیل وحی ہے یا ضمیر سے قرآن مراد ہے۔ مشرکین اس دعوے کی تکذیب اور اس سے استہزاء کرتے تھے۔ حالانکہ یہ دعویٰ تو رب العالمین کی طرف نازل کیا گیا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ جسے روح امین حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلب مبارک پر اتارا ہے تاکہ آپ اس دعوے کی تبلیغ فرمائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہیں اس لئے اسے فصیح عربی زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا کر نازل کیا گیا۔ ۱۵۸ یہ دلیل

استغنیٰ بابتی  
سورت و مکتب  
بکتابہ فی الخ







دنوی ہے۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ یہ دلائل کثیر ہیں۔ اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہ ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس خبریں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً متاثر کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ و

الشعر آء ۲۶

۸۲۸

وقال الذین

لَمَعَزُولُونَ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونُ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار رکھ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الْمُعَذِّبِينَ ۚ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۖ وَخَفِضْ

عذاب میں و اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو و اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے و پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۚ الَّذِي

ہوں بیزار ہوں تمہارے کام سے و اور مجھ سے کہ اس نے ہر دست رحم فرمے پھر جو

يُرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۚ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجْدِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب اٹھتا ہے و اور تیرا پھر نماز نمازوں میں و بے شک ہی ہے سننے والا

الْعَلِيمُ ۚ هَلْ أَنْتُمْ عَلَىٰ مَا تُنْزِلُ الشَّيْطَانُ تَنْزِلٌ

جاننے والا و میں بتاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان کے اترتے ہیں

عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۚ يُنْفِقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَذِبُونَ

ہر جھوٹے گھنہ گار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں و

وَالشَّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۚ أَلَمْ تَرَأَهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ

در شاہروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں و ک تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَهيمُونَ ۚ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۚ إِلَّا الَّذِينَ

مہماتے پھرتے ہیں و اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے و مگر وہ لوگ جو

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ ذُكِّرُوا بِاللَّهِ كَثِيرًا ۚ أَوَلَمْ تَصَبُّوا مِن بَعْدِهَا

یقین لائے و اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان

ظَلَمُوا ۚ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۚ

ہر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کس کردار آئیں گے و

منزل ۵

حوالہ یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملائیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و کا فر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی بھبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ و یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو پڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رحمہ و جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رحمہ و مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن و یعنی از قیام ہر کوع و از رکوع ہر کوع ۱۲ و یعنی نماز گزاران ۱۲ و یعنی ہر مضمون مبالغہ می کنند ۱۲۔

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی

مذہب نبوی



ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مست پکارا ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ **وَإِذَا رُجِعْتُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمُ الْأَوَّلِينَ**۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ **وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ** الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لائے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ **كَأَنَّمَا عَصَوْكَ** الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ **وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ** الخ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ **هَٰذَا** اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے **حِينَ تَقُومُ** جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ **وَتَقْلِبُ فِي الشُّجُرِ** اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے قلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ **(حِينَ تَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَتَقْلِبُ فِي الشُّجُرِ)** ای ویری سبحانہ تعالیٰ من حال کالجوس والوجود والی آخر کالقیام **(فِي الشُّجُرِ)** ای فیما بین المصلین اذا اتممتہم (روح ج ۱۹ ص ۱۵۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے **وَتَقْلِبُ فِي الشُّجُرِ** اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ **الشُّجُرُ** جدین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ کرام کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وہود کرمہا کان یفعلہ فی جوف الليل من قیامہ للتعبد وتقلبه فی تصفہ احوال ملہ تہجدین من اعتناہ لیطلع علیہم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعلمون الخ **تھم مدارک** (مدارک ج ۱ ص ۱۵۷) **أَنَّ هَٰذَا** اللہ تعالیٰ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سناجدین سے حضور علیہ السلام کے آبار و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آبار و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ **إِنِّي لَا أَقُولُ بِحُجَّةِ الْآيَةِ عَلَىٰ هَٰذَا الْمَطْلَبِ** (روح ج ۱۹ ص ۱۵۷) یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کافروں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بد عمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینے کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ **وَحَيْثُ كَانَتْ سَاحَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزَهُ عَنْ أَنْ يَحُولَ حَوْلَهَا شَائِبَةٌ شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَوْصَافِ انْقَضَتْ** استحالۃ تنزلہم علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ابو السعوی ص ۱۵۷) **ہَٰذَا** یہ مشرکین کے دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ **مَسْئُوقٌ لَتَنْزِيهِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ** ایضا عن ان یكون وحاشائہ من الشعراء وابطال (دعویٰ کفرۃ ان القرآن من قبیل الشعر) (روح ج ۱ ص ۱۵۷) یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غوایت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ **قَالَ** الشیخ قدس سرہ۔ **ہَٰذَا** یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و بجا و اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ **وَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ** الخ یہ ان کے غادی و گمراہ ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ **فَقَدْ ظَهَرَ** ہذا ان حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یشبہ حال الشعراء (کبیر ج ۱ ص ۱۵۷) **ہَٰذَا** مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی تجویز ابتداء نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ **إِنِّي كَانُ ذَكَرَ اللَّهِ وَتَلَاوَةِ الْقُرْآنِ** اغلب علیہم من الشعراء اذا قالوا شعراً قالوا فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزہد والادب ومدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ وصلحاء الامۃ ونحو ذلک مما لیس فی ذنب (مدارک ج ۱ ص ۱۵۷) **ہَٰذَا** یہ تحویف دینوی ہے **الَّذِينَ ظَلَمُوا** سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشکرکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاہر المطہر من الھجاء (خازن و معالجہ ص ۵۷) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور عند و عندا سے دعویٰ توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے **وَلَمَّا ذُكِّرُوا** انتصروا من بعد ما ظلموا اتوعد الظالمین ہذا التوعد العظیم الھائل الصادق لا یكذب واہم فی قولہ **أَنَّهُ مَقْلِبٌ يَنْقَلِبُونَ** (مجر ج ۱ ص ۱۵۷) تہمدید شدید و وعید اکید (روح ج ۱۹ ص ۱۵۷) **(وَإِخْرُجُوا غَوِيًّا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝)**



## سُورَةُ الشُّعَرَاءِ آیَاتِ تَوْحِيدِ

- ۱۔ اَوَلَمْ يَدْرُوا اِلٰى الْاَرْضِ — تا — مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْحٍ ۝ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کو تباہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۲۔ اِذْ قَالَ رَبِّيْهِ وَقَوْمِهِ — تا — وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ اَلَّذِيْ حَقَّقَتْ فِیْهِمْ هٰدِيْنَ — تا — وَالَّذِيْ يُخَيِّطُ فِیْ ثَمَرٍ مُّجْتَمِعٍ ۝ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔
- ۴۔ وَقِيلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تُعْبُدُوْنَ — تا — وَمِمَّا اضْلَلْنَا اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔
- ۵۔ وَرَاٰهُمْ لَمْ يَرْزُقْهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ — تا — عَلِمُوْا بِنُجُوْمٍ اَمْرًا ذٰلِكَ ۝ (۵۷) دعویٰ تبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔
- ۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنُ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔



## ۸۳۱ سورۃ النمل

**ربط** | سورۃ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۃ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۃ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۃ نمل میں بیان ہو گا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو کیا یہاں النمل اذ ملکوا امساکتکم لا یحیطنکم سلیمن و مجود کا وہم لا یشرعون ۵ اے چیونٹیو! اپنی لبوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکر کی تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وہم لا یشرعون کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۃ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعویٰ تبارک پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۃ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کار ساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

**خلاصہ** | تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ - ت - وَكُشِّرْ لِي ذُلِّيهِمْ نِيْلًا تَهْدِيهِمْ تَرْغِيْبًا - اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ اِنْ بَشَّرْتَهُمْ - ت - اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ - ت - ا - هُمْ اَلْخٰفِعُوْنَ تَخْوِیْفًا خَرُوْا - وَتِلْكَ لَآئِكَ الْقُرْآنُ اَلْحَرِیْبُ اِلَى الْقُرْآنِ مَعَ تَسْلٰی - اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِهٰٓؤُلَآءِیْ - ت - فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۵ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَكَفَلْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ عَلَیْہِمَا (ع) - ت - وَاسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَكَفَلْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ اِلٰی شَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا - ت - وَاجْعَلْنَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَسْتَفْتُوْنَ (ع) - ت - یسیر واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعویٰ کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَكَوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ - ت - فَمَا مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۵ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (ع) یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفات کار سازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَمْ دُوْۤسَرٰی عَقْلٰی دَلِیْل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا اَمْ دُوْۤسَرٰی عَقْلٰی دَلِیْل اَمْ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاكَ اَمْ دُوْۤسَرٰی عَقْلٰی دَلِیْل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یُّهْدِیْکُمْ اِلَیْہِ الْبَیْۤیِّنٰتِ اَمْ دُوْۤسَرٰی عَقْلٰی دَلِیْل ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضح بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ اِلَآہَ یُفِیْہِ لَف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَحَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلَآہَ (ع) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مکر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض افناد ہے۔ قُلْ یَسْیَرُوْۤا فِی الْاَرْضِ اِلَآہَ مُنْکَرِیْنَ کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ وَآلَ تَحْزَنُ عَلَیْہِمَا اِلَآہَ تَسْلٰی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِلَآہَ یہ دوسرا شکوہ ہے۔ قُلْ یَعْلَمُ اَنۡ یُّخْرِجَہُمَا اِلَآہَ یُجٰوِبُ شَکْوٰی ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَآتَ رَبَّکَ لَیَعْلَمَنَّ اَمَّا تَعْلَمُ اِلَآہَ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا ۲ الْقُرْآنُ اِلَآہَ مَعْرُوضٌ بَرَّ بَیٰن صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰہِ اِلَآہَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَرَاۤءَ الْقَوْلِ اِلَآہَ تَخْوِیْفٌ دِنِیُّوْی۔ وَیَوْمَ تَحْشُرُہُمْ مِّنۡ کُلِّ اُمَّۃٍ اِلَآہَ (ع) یہ تخویف آخروی ہے۔ اَلَمْ یَسِّرُوْۤا اَنَّا جَعَلْنَا الْاٰیٰتِیْلَ اِلَآہَ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ اِلَآہَ یہ تخویف آخروی ہے۔ مَنۡ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ اِلَآہَ بَشَارَتِ اِلَآہَ (ع) یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور تیسری علت سے متعلق ہے۔

وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ اِلَآہَ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور تیسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضح بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

اَلَمْ یَسِّرُوْۤا اَنَّا جَعَلْنَا الْاٰیٰتِیْلَ اِلَآہَ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور تیسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضح بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔



## مختصر خلاصہ

ابتداء میں تمہید مع ترغیب تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتداء میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لفظ و نشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد عر اللہ معہ اللہ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لفظ و نشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لفظ و نشر مرتب کے طور پر اول

النحل ۴

۸۳۳

وقال لذین ۱۹

سورة النحل ۱۹

سورة نمل ۱۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طس تلك آيت القرآن وكتب مبين ۱

یہ آیتیں ہیں سہ قرآن اور کھلی کتاب کی سہ ہدایت اور

بشرى للمؤمنين ۲

خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يؤمنون الزكاة وهم بالآخرة هم يوقنون ۳

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے

ان الذين لا يؤمنون بالآخرة زينا لهم اعمالهم

جو لوگ نہیں مانتے سہ آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں پر ان کے کام

فهم يعمهون ۴

سو وہ بھگتے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بُری طرح کا عذاب ہے

وهم في الآخرة هم الخسرون ۵

اور آخرت میں وہی ہیں خسراب اور بھگتہ کو تو

نزل القرآن من لدن حكيم عليم ۶

قرآن پہنچتا ہے سہ ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

موسى اهله انى انشئت ناراً سايتكم منها

موسیٰ نے سہ اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس میں

بخبراً واتيكم بشرها بقبس لعلمكم تصطلون ۷

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انکارا سدا کر شاید تم سینگو

منزل ۵

دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد عر اللہ معہ اللہ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لفظ و نشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لفظ و نشر مرتب کے طور پر اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طس تلك آيت القرآن وكتب مبين

بشرى للمؤمنين

يؤمنون الزكاة وهم بالآخرة هم يوقنون

ان الذين لا يؤمنون بالآخرة زينا لهم اعمالهم

فهم يعمهون

وهم في الآخرة هم الخسرون

نزل القرآن من لدن حكيم عليم

موسى اهله انى انشئت ناراً سايتكم منها

بخبراً واتيكم بشرها بقبس لعلمكم تصطلون

بے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ سہ یہ منکرین کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر و ثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اے اشد الناس خسراً انما لفوات الشوائب استحقاق العقاب (ابو السجوج ص ۶) سہ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو عظیم و عظیم خدائے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دوبار تسلی کا ذکر ہے ولا تحزن علیہم الخ اور فتوح علی اللہ الخ (ع ۶) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔



فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸﴾ يَمُوسَىٰ

اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا وہ اے موسیٰ

إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۹﴾ وَأَلْقِ عَصَاكَ ط

وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاکھی

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَّى

پھر جب دیکھا اس کو نلہ پھلپھناتے جیسے سانپ کی شک لوثا پیٹھ پھیر کر اور

يَعْقِبُ يَمُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ كَذِبِي

دیکھا اے موسیٰ مت ڈر ملے میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے

الْمُرْسَلُونَ ﴿۱۰﴾ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا

رسول کی مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں فلا اور ڈال دے ہاتھ اپنا

فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ

اپنے گریبان میں تلک نکلتے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو

آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۱۲﴾

نشانیوں کے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان فلا

فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۱۳﴾

پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

وَجَعَلُوا بَيْنَهُمَا سَبْطًا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا

اور ان کا انکار کیا تلہ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کر کے اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کا فتح و کامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ لے یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت اجارہ پوری کر کے جب اپنے اہل بیت یعنی یوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طوی میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک طرف آگ دکھائی دی تو یوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو

میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہو تو کم از کم سینکڑے تاپنے کے لئے انگارا ہی لے آؤں گا۔ شہاب

ای شعلۃ مضیئۃ (صدادک جہ شعلہ) نفس اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب ب کی

صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای شعلۃ نار مقبوسۃ ای مأخوذة من اصلها فقبس صفة

شہاب او بدل منہ (روح ج ۱۵ ص ۱۷) کہ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ

آگ سمجھے تھے وہ دینیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نورانی کی بجلی ہے۔ آن بُوراک، آن مخفہ من

المقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخفہ من الثقیلۃ و تقدیر کا نودی

باند بُورک والضمیر ضمیر الشان رمدارک ہے جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس

کی بجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خط ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے

ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نور بجلی ظاہر ہوا ہے اور بانی چیزوں کو بھی

اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ہوں نور اللہ ومن حولہا الملائکۃ دھومروی عن قتادۃ و

النہاج رکبیرج ۱۷ ص ۵۷ اس سے پہلے اقول مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور آن بُورک کے پر

معطوف ہے والظاہران قوله وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ داخل تحت قوله نودی الخ (مخرج ۷ ص ۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جیت، جسم و رنگ اور دیگر صفات مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور

کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول کا مطلب ہے

موضع قرآن ول آگ کے اندر اور اس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ ول اول

طک سی بن گئی تھی پہلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۴ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ول موسیٰ علیہ السلام سے ہو کر ایک کافر کا خون ہو گیا تنہا، اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ول سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فاصداۃ وہ نشان یہ ہیں۔ نقطہ اور میووں کا نقصان

اور طونان، اور ٹھڑی اور چڑھی، اور سینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عطا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورہ اعراف میں اس رکوع میں سے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فخ الرحمن ول مترجم گوید کہ در آتش است ملائکہ دران نور مصور بصورت آتش بودند و کسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فرو تر از ایشان بودند ۱۲۔



کرتی بلکہ مراد یہ ہے کہ اس میں اس کی تجلی کا ظہور ہوا۔ ۱۹ اے موسیٰ اس وقت تم سے کلام کرنے والا میں ہوں جو سارے جہاں میں منصرف اور فاعل مختار ہوں الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے۔ کیونکہ میں قدرت کے اعتبار سے سب پر غالب اور علم و حکمت کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی ہوں۔ وَأَنِّي عَصَاكَ يٰ هٰذَا اَللّٰهُ تَعَالٰی نے اپنی قدرت و حکمت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لامعنی زمین پر پھینکنے کا حکم دیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ معجزہ عصا اور ید بیضا اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے لیکن ان کا ظہور محض اللہ کی قدرت سے ہوا اس میں موسیٰ علیہ السلام کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں۔ ۲۰ وہ چھوٹا

النمل ۲۷

۸۳۴

وقال للذين

عُلُوًّا طَوَّافًا نَظَرَ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۱۴ وَ

غور سے سودیکھ لے کیا ہوا اسخام خسرانی کرنے والوں کا اور

لَقَدْ أَتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَ الْخَمْدُ لِلّٰهِ

ہم نے علہ دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا

الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۱۵

جس نے ہم کو بزرگی دی اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عِلْمُنَا

اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا علہ اور بولا علہ اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِن هٰذَا

بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بے شک یہی ہے

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۱۶ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ

فضیلت مسرور و اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اس کے شکر

مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۱۷ حَتَّىٰ إِذَا

جن اور کلہ انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جاغیتیں بنائی جاتیں یہاں تک کہ جب

أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ الْقَوْمِ قَالَ تَبَلَّغُوا يَا أَيُّهَا النَّاسُ

پہنچے چیتونیوں کے میدان پر علہ کہا ایک چیتونی نے اے چیتونیو علہ

ادْخُلُوا مَسَكِنَكُمْ لَا يَحْطَبُكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ

گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پھس جاؤ گے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۱۸ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ

اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے علہ اور

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ

بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا

منزل ۵

۱۶

مردم را خبر دادی

سانپ جو تیزی سے حرکت کرے۔ دوسری جگہ اس سانپ کو ثَعْبَانٌ دُور ہا سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسے چھوٹے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اگرچہ وہ بہت بڑا اڑدھان گیا لیکن حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ کی مانند تھا۔ شبہا سبجانہ فی شدہ حرکتنا واضطرار بہا مع عظم جثمتا بصغاس الحیات السریعة المحركة الخ (روح ج ۹ ص ۱۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اڑدہا کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ! مت ڈر وہ کیونکہ میرے قرب میں پیچھے کسی چیز سے نہیں ڈر کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باین جلالت شان یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سانپ ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے اور ہر چیز کو جاننا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ اس سے ایمان والوں کو ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے کہ برکات و سندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اَلَا مَنْ ظَلَمَ الْخِشْتَارَ مَنْقُطٌ ہے اور اَلَا مَعْنٰی لٰکِنْ ہے اور بَدَل مَعْنٰی تَابَ قال صاحب مطلع والمعنى عليه لكن من ظلم من سائر العباد ثم تاب فاني اغضيه (روح ج ۹ ص ۱۱۱) یا لَا يَخَافُ مَعْنٰی لَا يَضُرُّ مَعْنٰی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اَلَا مَعْنٰی بَلْ ہے جو ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہو گا اے موسیٰ! میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تاکہ کوئی مجھ سے ڈر کر بھاگے بلکہ اگر کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اپنی اصلاح کرے تو میں اسے بھی معاف کر دیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔ قال الشيخ قدس سره۔ ۲۰ یہ دوسرا معجزہ ہے۔

مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۱۱) فی تسبیح ایت الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ اے ارباب علم! ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ وہ یہاں نہ گوریں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَكَلَّمَا جَاءَهُمَا الْمَلَكُ، مبصرة، ایشیتا سے حال ہے یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق و فجور اور ان کی ضد و عناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

موضع قرآن و ادرث ہوا یعنی ہی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۳ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ وک چیتونی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہو گئی



عَلَىٰ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۱۹

مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور

ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں حل

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهَدْيَ ۚ

اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہد ہد کو

أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۚ ۲۰ لَاَعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا

بہا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت

شَدِيدًا أَوْ لَا أَذْبَحُكَ أَوْ لِيَأْتِنِي رَسُولٌ

سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند

مُبِينٌ ۚ ۲۱ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطَّتْ بِمَا

صریح پھر بہت دیر نہ کی (سند) کہ آکر کہا میں نے آیا خبر ایک چیز

لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَأٍ يَقِينٌ ۚ ۲۲

کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سب سے ایک خبر کے تحقیقی

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ

میں نے پایا (سند) ایک عورت کو کہ جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۚ ۲۳ وَجَدْتُهُمَا وَ

لی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا (سند) میں نے پایا کہ وہ اور

قَوْمَهُمَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ

اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور

زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَغْمَا لَهُمْ فَعَصَوْا عَنْ

بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

کرشمے ہیں۔ ۳۱۔ طَلَمًا وَغُلًا یہ دونوں جَعْدُ وَا کے مفعول ہیں اور وَاسْتَيْقَظَتْهَا أَنْفُسُهُمْ جملہ جعد وَا کے فاعل سے حال ہے۔ قوم فرعون کو دل سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے برحق ہونے کا پورا پورا یقین تھا لیکن انہوں نے محض بے انصافی اور غرور و استکبار کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔ قَا نُظِرْ كَيْفَ كُنَّا لَمْ پھر دیکھ لو ان معاندوں اور سرکشوں کا کیا حشر ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر کے ان کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے مصیبتوں سے نجات دی اور دنیا و آخرت میں آرام و راحت اور اعزاز و اکرام عطا فرمایا۔ اس میں مومنوں کے لئے بشارت کا پہلو ہے۔ ۳۲۔ یہ

دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم و فضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش و طیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ عجب دانا نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہر بد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکہ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے کیا یہاں الملکہ اُتیتنی یعنی بعثتہا اللہ فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں علم سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تنوین لتقلیل کے لئے یا تعظیم و تفہیم کے لئے۔ یعنی علوم و فنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا تعظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای آتینا کل واحد منہما طائفة من العلم لا نقده

من علم الشرائع والاحکام وغیر ذلک مما یخص بکل منہما کصنعة لبوس ومنطق الطیر وعلما سنیاً غزیراً فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح المعانی ج ۱ ص ۱۹۹) وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَوَدَّو سُلَيْمَانَ دُولُونَ هَمَارَے شکر گزار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجالاتے تھے۔ شاہ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوتہ و علمہ و ملکہ دون سائر اولاد کا وکان لداؤد علیہ السلام تسعة عشر ابناً معاً لم یخارن جہ ۳۱) ای قائم مقامہ فی النبوة والملك وحصار

نبیاً قبلہ بعد موت ابیہ داؤد علیہما السلام فوراً شہ ایا کا حجاز عن قیامہ مقامہ فیما ذکر بعد موتہ (روح ج ۱ ص ۱۹۹) ۳۱۔ تحدیث بالنعمة کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرماتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات نے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرماتا ہے۔ ۳۲۔ ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورۃ صاد میں اس چوٹی کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا ۱۲ مندرجہ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سب ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ مندرجہ وک سب چیزیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی آگیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ مندرجہ۔



فرمادیتا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمہ معجزۃ لہ کقصۃ الہدھد (بحرہ) من کل شئی میں کل استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیا جیسا کہ اَوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوما یمہ علیہ السلام من امر الدنیا والاخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاج الیہ ملک من آلات المحرب وغیرہا (روح ج ۱۹ ص ۱۸۷) پایہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرتہ ما اوتیٰ کہا تقول فلان بعلوم کل شئی ومثلہ واوتیت من کل شئی ومدارک ج ۳ ص ۱۸۷ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے

الغزل ۲۷

۸۳۶

دقال لذین ۱۹

السَّبِيلُ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۲۳ لَا يَسْجُدُونَ لِلَّهِ الَّذِي

رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جسے جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ

نکالتا ہے بچھی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۲۴ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۲۵ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ

پروردگار تخت بڑے کا ہے سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا

أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۲۶ إِذْ هَبْ بَكِيتِي هَذَا

یا تو بھوٹا ہے جسے لے جا میرا یہ خط

فَأَلْقَاهُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّى عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُونَ ۲۷ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَى الْأُفُوقِ وَالْأَرْضِ

جواب دیتے ہیں کہ کہنے لگی ہے اے دربار والو میرے پاس ڈالو گیا

كُنْتُ كَرِيمٍ ۲۸ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

ایک خط عزت کا ہے وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۲۹ لَا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأُتُونِي

سے جو بجد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے

مُسْلِمِينَ ۳۰ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَى الْأُفُوقِ وَالْأَرْضِ

مکہ پر دار ہو کر کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُون ۳۱ قَالُوا

میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

منزل ۵

اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا تاکہ کثرت از وجام کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم و ضبط قائم رہ سکے۔ ۱۸۷ حتیٰ ابتداء ہے جو ابتداء کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ یُوْرَعُونَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کہ وہ قیل وفساد و اختہ اذا التوا الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۸۷) یا یہ اتینا داؤد و سلیمان علیہما السلام کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چوٹی کی بات بھی سنائی۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۸۹ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چوٹی کے دل میں ڈال دیا تو اس نے دوسری چوٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سواروں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاہر ان علم الخملۃ بان الاذی ہو سلیمان علیہ السلام و جنودہ کان عن الہام منہ عز وجل الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۸۷) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چوٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن وانس غیب وال نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چوٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چوٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولیت من طعن فی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تاسی بہا فکف عن ذلک

ملا کر دیکھ لیں

۱۸۷

اس سے

۲۷

والحسن الادب (روح ج ۱۹ ص ۱۸۷) ۱۸۷ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چوٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہ علیہ السلام لہ لبسمہ صوت اصلاً و ما فہم ما فی نفس الخملۃ الہاماً من اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۸۷) اور غنی میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعام کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چوٹی کے دل میں ڈال دیا اور چوٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام و موضع قرآن فل بعدہ کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کو کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲۰ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فل یعنی آپ کو موعہ قرآن معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھا۔ ہڈیوں کے بلقیس کیسلی سوئی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲۱ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فل کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فل ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲۳ منہ رحمہ۔



لَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُوا بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَأَنْظِرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی وہ بادشاہ جب

دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَظَ أَهْلِهَا

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

أَذَلَّةً ۚ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۳۳﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے و اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدْيَةٍ فَنُظِرُّهُ بِمَا يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۴﴾ فَلَمَّا

کچھ تحفہ منسلک پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے و پھر جب

جَاءَ مُسْلِمُونَ قَالَ أَتَسْتَبِدُّونَ بِمَالِ اللَّهِ

پہنچا سلیمان کے پاس لے بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَيْرٍ مِّمَّا أَتَيْتُكُمْ بِهِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيَتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۵﴾

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

إِرجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہوسکے ان کے

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذَلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۳۶﴾ قَالَ

اور نکال دیں گے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے و بولا

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَيْكُمُ يَا تَبْنِي بَعْرِشَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي

اے دوبار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسْلِمِينَ ﴿۳۷﴾ قَالَ عَفْرَيْتُ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ

میرے پاس حکم بردار ہو کر و بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

مکمل ۵

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرہ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ ۱۱۷ اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پرتال کی تو ہڈ کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے ہڈ مجھے ہی نظر نہیں آ رہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ کہ عَدِّي بَنِي الْعَجَبِ معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی مقبول اور واضح دلیل پیش کرے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ۱۱۸ بس تھوڑی دیر کے بعد ہڈ واپس آ گیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کر کے آیا ہوں جن کا آپ کو علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی بختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہڈ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔

۱۱۹ یہ ہڈ کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُمُهَا وَ قَوْمَهَا النَّسَبَا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکہ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو دھوکا دیا اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم بھڑکی تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انہوں نے کانہ اجموسا یعبدن الانوار (مجموعہ مثلاً) کانت ہی وقومہا محجوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ۶ ص ۵۵)۔

۱۲۰ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ قصداً ہمارے متعلق ہے ای فصدهم عن السبیل لئلا یسجدوا فخذف انجا رفعہ ان واظمت

النون فی اللام (مدادک ج ۳ ص ۱۵۱)

ہڈ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالق کائنات اور مالک ارض و سما کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور ہر ظاہر و باطن کو جاننا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خب السماء مطر وخب الارض نبات (معالم ج ۵ ص ۱۱) ہڈ کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ

زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کٹے کٹے کھجوروں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ ۱۲۱ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہڈ نے یہ ٹمرا اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ۱۲۲ ہڈ موضع قرآن و یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲۳ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے۔ یا تو بصورت آدمی یا نادر اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲۴ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۲۵ منہ رحمہ و کافر جو اپنے امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲۶ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن و سلیمان علیہ السلام خود اس کے بلقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال اور ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔



الفصل ۳۷

△△△

وقال لذين ١٩

پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور اور مہول

معتبر ط. بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں

لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آگے تیری طرف تیری آنکھ پھر جڑ بچھا اسکو

دھرا ہوا اپنے پاس قلعہ کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جا بچنے کو

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے

اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ہے کہما روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے

آگے اس کے تخت کا ہم دھکیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو

کچھ نہیں دے گا۔ چہرہ وہ اسی ہے جس نے کہا: لیا ایسا ہی ہے یرا محنت

لوہی : وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم کہتے ہیں

سَمِيعٌ بَرُّواری اور رُوحِ اَسْمٰوِیّوں کے جو بیوہ کی اُس کے

١٠٠ ١٠١ ١٠٢ ١٠٣ ١٠٤ ١٠٥ ١٠٦ ١٠٧ ١٠٨ ١٠٩ ١١٠ ١١١ ١١٢ ١١٣ ١١٤ ١١٥ ١١٦ ١١٧ ١١٨ ١١٩ ١٢٠ ١٢١ ١٢٢ ١٢٣ ١٢٤ ١٢٥ ١٢٦ ١٢٧ ١٢٨ ١٢٩ ١٣٠ ١٣١ ١٣٢ ١٣٣ ١٣٤ ١٣٥ ١٣٦ ١٣٧ ١٣٨ ١٣٩ ١٤٠ ١٤١ ١٤٢ ١٤٣ ١٤٤ ١٤٥ ١٤٦ ١٤٧ ١٤٨ ١٤٩ ١٥٠ ١٥١ ١٥٢ ١٥٣ ١٥٤ ١٥٥ ١٥٦ ١٥٧ ١٥٨ ١٥٩ ١٦٠ ١٦١ ١٦٢ ١٦٣ ١٦٤ ١٦٥ ١٦٦ ١٦٧ ١٦٨ ١٦٩ ١٧٠ ١٧١ ١٧٢ ١٧٣ ١٧٤ ١٧٥ ١٧٦ ١٧٧ ١٧٨ ١٧٩ ١٨٠ ١٨١ ١٨٢ ١٨٣ ١٨٤ ١٨٥ ١٨٦ ١٨٧ ١٨٨ ١٨٩ ١٩٠ ١٩١ ١٩٢ ١٩٣ ١٩٤ ١٩٥ ١٩٦ ١٩٧ ١٩٨ ١٩٩ ٢٠٠ ٢٠١ ٢٠٢ ٢٠٣ ٢٠٤ ٢٠٥ ٢٠٦ ٢٠٧ ٢٠٨ ٢٠٩ ٢١٠ ٢١١ ٢١٢ ٢١٣ ٢١٤ ٢١٥ ٢١٦ ٢١٧ ٢١٨ ٢١٩ ٢٢٠ ٢٢١ ٢٢٢ ٢٢٣ ٢٢٤ ٢٢٥ ٢٢٦ ٢٢٧ ٢٢٨ ٢٢٩ ٢٣٠ ٢٣١ ٢٣٢ ٢٣٣ ٢٣٤ ٢٣٥ ٢٣٦ ٢٣٧ ٢٣٨ ٢٣٩ ٢٤٠ ٢٤١ ٢٤٢ ٢٤٣ ٢٤٤ ٢٤٥ ٢٤٦ ٢٤٧ ٢٤٨ ٢٤٩ ٢٥٠ ٢٥١ ٢٥٢ ٢٥٣ ٢٥٤ ٢٥٥ ٢٥٦ ٢٥٧ ٢٥٨ ٢٥٩ ٢٦٠ ٢٦١ ٢٦٢ ٢٦٣ ٢٦٤ ٢٦٥ ٢٦٦ ٢٦٧ ٢٦٨ ٢٦٩ ٢٧٠ ٢٧١ ٢٧٢ ٢٧٣ ٢٧٤ ٢٧٥ ٢٧٦ ٢٧٧ ٢٧٨ ٢٧٩ ٢٨٠ ٢٨١ ٢٨٢ ٢٨٣ ٢٨٤ ٢٨٥ ٢٨٦ ٢٨٧ ٢٨٨ ٢٨٩ ٢٩٠ ٢٩١ ٢٩٢ ٢٩٣ ٢٩٤ ٢٩٥ ٢٩٦ ٢٩٧ ٢٩٨ ٢٩٩ ٣٠٠ ٣٠١ ٣٠٢ ٣٠٣ ٣٠٤ ٣٠٥ ٣٠٦ ٣٠٧ ٣٠٨ ٣٠٩ ٣١٠ ٣١١ ٣١٢ ٣١٣ ٣١٤ ٣١٥ ٣١٦ ٣١٧ ٣١٨ ٣١٩ ٣٢٠ ٣٢١ ٣٢٢ ٣٢٣ ٣٢٤ ٣٢٥ ٣٢٦ ٣٢٧ ٣٢٨ ٣٢٩ ٣٣٠ ٣٣١ ٣٣٢ ٣٣٣ ٣٣٤ ٣٣٥ ٣٣٦ ٣٣٧ ٣٣٨ ٣٣٩ ٣٤٠ ٣٤١ ٣٤٢ ٣٤٣ ٣٤٤ ٣٤٥ ٣٤٦ ٣٤٧ ٣٤٨ ٣٤٩ ٣٥٠ ٣٥١ ٣٥٢ ٣٥٣ ٣٥٤ ٣٥٥ ٣٥٦ ٣٥٧ ٣٥٨ ٣٥٩ ٣٦٠ ٣٦١ ٣٦٢ ٣٦٣ ٣٦٤ ٣٦٥ ٣٦٦ ٣٦٧ ٣٦٨ ٣٦٩ ٣٧٠ ٣٧١ ٣٧٢ ٣٧٣ ٣٧٤ ٣٧٥ ٣٧٦ ٣٧٧ ٣٧٨ ٣٧٩ ٣٨٠ ٣٨١ ٣٨٢ ٣٨٣ ٣٨٤ ٣٨٥ ٣٨٦ ٣٨٧ ٣٨٨ ٣٨٩ ٣٩٠ ٣٩١ ٣٩٢ ٣٩٣ ٣٩٤ ٣٩٥ ٣٩٦ ٣٩٧ ٣٩٨ ٣٩٩ ٤٠٠ ٤٠١ ٤٠٢ ٤٠٣ ٤٠٤ ٤٠٥ ٤٠٦ ٤٠٧ ٤٠٨ ٤٠٩ ٤١٠ ٤١١ ٤١٢ ٤١٣ ٤١٤ ٤١٥ ٤١٦ ٤١٧ ٤١٨ ٤١٩ ٤٢٠ ٤٢١ ٤٢٢ ٤٢٣ ٤٢٤ ٤٢٥ ٤٢٦ ٤٢٧ ٤٢٨ ٤٢٩ ٤٣٠ ٤٣١ ٤٣٢ ٤٣٣ ٤٣٤ ٤٣٥ ٤٣٦ ٤٣٧ ٤٣٨ ٤٣٩ ٤٤٠ ٤٤١ ٤٤٢ ٤٤٣ ٤٤٤ ٤٤٥ ٤٤٦ ٤٤٧ ٤٤٨ ٤٤٩ ٤٥٠ ٤٥١ ٤٥٢ ٤٥٣ ٤٥٤ ٤٥٥ ٤٥٦ ٤٥٧ ٤٥٨ ٤٥٩ ٤٦٠ ٤٦١ ٤٦٢ ٤٦٣ ٤٦٤ ٤٦٥ ٤٦٦ ٤٦٧ ٤٦٨ ٤٦٩ ٤٧٠ ٤٧١ ٤٧٢ ٤٧٣ ٤٧٤ ٤٧٥ ٤٧٦ ٤٧٧ ٤٧٨ ٤٧٩ ٤٨٠ ٤٨١ ٤٨٢ ٤٨٣ ٤٨٤ ٤٨٥ ٤٨٦ ٤٨٧ ٤٨٨ ٤٨٩ ٤٩٠ ٤٩١ ٤٩٢ ٤٩٣ ٤٩٤ ٤٩٥ ٤٩٦ ٤٩٧ ٤٩٨ ٤٩٩ ٥٠٠ ٥٠١ ٥٠٢ ٥٠٣ ٥٠٤ ٥٠٥ ٥٠٦ ٥٠٧ ٥٠٨ ٥٠٩ ٥١٠ ٥١١ ٥١٢ ٥١٣ ٥١٤ ٥١٥ ٥١٦ ٥١٧ ٥١٨ ٥١٩ ٥٢٠ ٥٢١ ٥٢٢ ٥٢٣ ٥٢٤ ٥٢٥ ٥٢٦ ٥٢٧ ٥٢٨ ٥٢٩ ٥٣٠ ٥٣١ ٥٣٢ ٥٣٣ ٥٣٤ ٥٣٥ ٥٣٦ ٥٣٧ ٥٣٨ ٥٣٩ ٥٤٠ ٥٤١ ٥٤٢ ٥٤٣ ٥٤٤ ٥٤٥ ٥٤٦ ٥٤٧ ٥٤٨ ٥٤٩ ٥٥٠ ٥٥١ ٥٥٢ ٥٥٣ ٥٥٤ ٥٥٥ ٥٥٦ ٥٥٧ ٥٥٨ ٥٥٩ ٥٦٠ ٥٦١ ٥٦٢ ٥٦٣ ٥٦٤ ٥٦٥ ٥٦٦ ٥٦٧ ٥٦٨ ٥٦٩ ٥٧٠ ٥٧١ ٥٧٢ ٥٧٣ ٥٧٤ ٥٧٥ ٥٧٦ ٥٧٧ ٥٧٨ ٥٧٩ ٥٨٠ ٥٨١ ٥٨٢ ٥٨٣ ٥٨٤ ٥٨٥ ٥٨٦ ٥٨٧ ٥٨٨ ٥٨٩ ٥٩٠ ٥٩١ ٥٩٢ ٥٩٣ ٥٩٤ ٥٩٥ ٥٩٦ ٥٩٧ ٥٩٨ ٥٩٩ ٦٠٠ ٦٠١ ٦٠٢ ٦٠٣ ٦٠٤ ٦٠٥ ٦٠٦ ٦٠٧ ٦٠٨ ٦٠٩ ٦١٠ ٦١١ ٦١٢ ٦١٣ ٦١٤ ٦١٥ ٦١٦ ٦١٧ ٦١٨ ٦١٩ ٦٢٠ ٦٢١ ٦٢٢ ٦٢٣ ٦٢٤ ٦٢٥ ٦٢٦ ٦٢٧ ٦٢٨ ٦٢٩ ٦٣٠ ٦٣١ ٦٣٢ ٦٣٣ ٦٣٤ ٦٣٥ ٦٣٦ ٦٣٧ ٦٣٨ ٦٣٩ ٦٤٠ ٦٤١ ٦٤٢ ٦٤٣ ٦٤٤ ٦٤٥ ٦٤٦ ٦٤٧ ٦٤٨ ٦٤٩ ٦٥٠ ٦٥١ ٦٥٢ ٦٥٣ ٦٥٤ ٦٥٥ ٦٥٦ ٦٥٧ ٦٥٨ ٦٥٩ ٦٦٠ ٦٦١ ٦٦٢ ٦٦٣ ٦٦٤ ٦٦٥ ٦٦٦ ٦٦٧ ٦٦٨ ٦٦٩ ٦٧٠ ٦٧١ ٦٧٢ ٦٧٣ ٦٧٤ ٦٧٥ ٦٧٦ ٦٧٧ ٦٧٨ ٦٧٩ ٦٨٠ ٦٨١ ٦٨٢ ٦٨٣ ٦٨٤

منزل ۵

ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ ۲۵ بقیس نہایت زیرک حکمران تھی۔ وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور بہت وسطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی موضع قرآن نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھیں کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رح واپ یعنی ظاہر کے اسباب سے جڑ اور بقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا واپ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔



الْقَصْرِ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقِيهَا قَالِ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ

پانی پینڈ لیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ

بولی لے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی مُوٰدِ اَخَاهُمْ

القدر کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا اور ہم نے بھیجا تھا موذ کی طرف ان سے بھائی

صَلِحًا اِنَّ اَعْبُدُ وَاللّٰهِ فَاِذَا هُمُ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُونَ ۝۳۴

صالح کو بھیج کر بندگی کرو اللہ کی پھر وہ دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے کا

قَالَ یَقُوْمُ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

کہا اے میری قوم اچھے کیوں جلدی مانتے ہو بُرائی کو پہلے بھلائی سے

لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝۳۵ قَالُوا

کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اَظْلَمْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰیْرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

ہم نے معصوم قدم دیکھا تجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو لکھا کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے

قَوْمٌ مُّفْتَنُونَ ۚ وَكَانَ فِیْ مَدِیْنَةٍ تَسْعٰ رَّهْطٌ یُّفْسِدُوْنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو وقت اور تھے اس شہر میں لکھ نو شخص کہ خرابی کرتے

فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُونَ ۝۳۶ قَالُوْا اِنَّمَا هَؤُلَاءِ اَنْفُسُکُمْ الّٰتِیْ تَنۢبِئُکُمْ وَا

ملک میں اور اصلاح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ بے رات کو جاؤ گے ہم اس پر

اَهْلَکُمْ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لَوْ لَیْسَ مَا شَهِدْنَا هٰذَا لَکَ اَهْلٌ وَاَنَا لَصٰدِقُوْنَ ۝۳۷

اس کے گھر پر پھر کہہ دینگے اسکے دعویٰ کو نہ تو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر وہ ہمیں دکھائے گا

منزل ۵

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ **۳۳** بلقیس نے امرار سے کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر ہمیں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہئے۔ قالت لقولہا

ان کان ملکاً دنیویاً ارضاً المال و عملنا معہ

بحسب ذلک وان کان نبیاً لم یرضہ المال

و ینبغی ان ننبعہ علی دینہ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۱) **۳۴**

جب بلقیس کے اہلجی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ

السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم

مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے

ہو، مجھے اس کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے دین و

دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری

دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔

تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے

تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں

میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ دعا ارضی

منکرہ نبیؐ ولا افرح بہ الا بالایمان و ترک

المجوسیۃ (مدارج ص ۳۷) **۳۵** حضرت سلیمان

علیہ السلام نے بلقیس کے اہلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ

تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امرار سلطنت سے کہہ

دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے

بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا

مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا

سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت

میں حذف و تقدیر ہے کہ نہ قبیل الرحیع الیہم فلیأتونی

مسلمین والا فلناتینہما الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۱) **۳۶**

اس سے پہلے اندماج ہے جب

فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگزشت سنائی تو

وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں

اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام

کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج

کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا

اور پھر امرار سلطنت اور رخصار ملک کو ساتھ لے کر

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے

موضع قرآن سلیمان نے پکارا کہ یہ شیعوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ بھیجی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھیں سو وہی صحیح ہے

حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پندلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا

وہ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے وہ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔



اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ۸۴۰ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجلس برخواست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لاسکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زرد و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَكَ اَنْزِلْهُ اِلَيْكَ فَتُخَصُّ بِوَجْهِكَ وَتُعْتَصَمُ كَتَابُكَ فَتَكُونَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۱۹

الفضل ۲۷

۸۴۰

وقال الذين

وَمَكْرُوا مَكْرًا وَمَكْرُنا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۵۰ فَاَنْظُرْ

اور انہوں نے نہایا ایک فریب دہ اور ہم نے نہایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِينَ ۵۱

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ يَوْمَئِذٍ خَاوِيَةٌ اِنَّمَا يَأْتِيهِمُ الْخُشْيَانُ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَّقُوْنَ

سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے سبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

يَعْلَمُوْنَ ۵۲ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُوْنَ وَلَوْ اِذْ

جاتے ہیں و اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے اور لوٹ کو جب

قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تَبْصُرُوْنَ اِيْنَكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو کچھ کیا تم دور سے ہو سکتے

الرِّجَالِ شَمْوَةَ مِنْ دُوْنِ النِّسَاءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّجْهَلُونَ ۵۳

مردوں پر لہجہ کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمٍ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَخْرِجُوْا اَلْ لُّوْطُ مِّنْ

پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے تھے نکال دو لوط کے گھر کو

قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۵۴ فَاَنْجَيْنَاهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستمگرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھرانوں کو مگر

اَمْرَأَتَهُ نَقَدَرْنَاهَا مِنْ الْغَابِرِينَ ۵۵ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں اور برسایا ہم نے ان پر برساؤ

فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۵۶ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی

پھر کیا بڑا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا قی کو کہہ تعریف ہے اللہ کو شہ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰۤى اللّٰهُ خَيْرًا مَّا يَشْرِكُوْنَ ۵۷

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں وہ

منزل ۵

پہلے لاسکتا ہوں۔ الَّذِي عِنْدَكَ عَلَّمَ قُرْآنَ الْكِتَابِ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عامل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کہا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام قائل تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کے ان اعداء بالکتاب منہ لانہ هو النبی فکان صرف هذا اللفظ الی سلیمان علیہ السلام اولی (الثانی) ان حضار العرش فی ذلک الساعة اللطيفة درجہ عالیہ فلو حصلت لآصف دون سلیمان لاقتضى ذلک تفضیل آصف علی سلیمان علیہ السلام وانه عن یوحنا بن (کبیر ج ۶ ص ۵۵) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت وحی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے وحی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اَبْتِیْنَاکَ بِہِ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا معجزہ ہوگا۔ امام شافعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں دروح، کبیر، مدارک، حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلا

بہاؤی خانہ مکتبہ

۱۹

مکتبہ مکتبہ

عَلَّمَ قُرْآنَ الْكِتَابِ سے کالاً علم نکالتے ہیں حالانکہ کالاً علم سر اسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ موضح قرآن دیکھتے ہو کیا بڑا کام ہے وحی حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور کے والوں میں حضرت صالح پر لو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے ان کو بچایا اور ان کو کھپایا، کہے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا، جس رات حضرت نے ہجرت کی کہے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر بالین حضرت نکل گئے ان کو نہ سوچھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بتا دیا اور اسی میں کام بنا و اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر ان کی بات کو کوئی لوگوں کو سکھا دی۔



أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ

بھلا کس نے بنائے آسمان ارض اور اتار دیا ہمارے لئے

السَّمَاءِ مَاءً فَانْتَبَثْ مِنْهُ حُدَّاقٌ ذَاتَ بُهْجَةٍ

آسمان سے پانی پھر اُٹکائے ہم نے اس سے باغ رونق والے

مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْكِبُوا شَجَرَهَا إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ بَلْ

تمہارا کام نہ تھا کہ اُگاتے ان کے درخت تھے اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی

هُمْ قَوْمٌ يَعِدُونَ ۝۹۰ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا

ہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق تھے

وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِي وَجَعَلَ

اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرنے کو بوجھ اور رکھا

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو میں

لَا يَعْلَمُونَ ۝۹۱ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا وَ

سمجھ نہیں بھلا کون پہنچاتا ہے کشف بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور

يَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ إِنَّهُ

دور کر دیتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر اب کوئی حاکم ہے

مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝۹۲ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ

اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو جس

فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلِ الرِّيحَ بِشَرٍّ أَمْ

اندھیروں میں جھلک کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لانے والیاں

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا

اس کی رحمت سے پہلے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو

کفر ہے۔ ۵۳۵ بہر صورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی متعالم حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لیکن کوئی اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ ۵۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزدی تبدیلیاں کر کے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فلما جاء الخ جہ بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے سوال میں یہ نہیں کہا گیا اھذا عرشک کیا یہ تمہارا تخت ہے تاکہ یہ سوال اور پیچیدہ ہو جائے تاکہ کائنات کے بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل ویسا ہی ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَأُتِينَا الْعِلْمَ انہی بلقیس کا کلام ہے من قبلہا کی ضمیر سے احضار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہد کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

من تمة كلامها على ما اختاره جمع من المفسرين ... وَأُتِينَا الْعِلْمَ بِكَمَالِ قَدَرِ اللَّهِ تَعَالَى وَصَحَّةِ نُبُوتِكَ مِنْ قَبْلِ هَذِهِ الْمَعْجِزَةِ ... بما شاهدناه من أماله هدهد وما سمعناه من رسلنا اليك من الآيات الدالة على ذلك وكنا مؤمنين من ذلك الوقت فلا حاجة الى اظهار هذه المعجزة (روح ج ۱ ص ۱۶۷)

۵۳۷ مَا كَانَتْ تُعْبِدُ الْخُجَلَاءَ صَدَّاهَا كَافِلًا

۵۳۷ مَا كَانَتْ تُعْبِدُ الْخُجَلَاءَ صَدَّاهَا كَافِلًا

ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشوونما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صَدَّاهَا عن التقدم الى الاسلام عبادۃ اللہ سے و نشوونما باین اظہر الکفرۃ (مدل ج ۳ ص ۱۶) یا صَدَّاهَا عن التقدم الى الاسلام عبادۃ اللہ سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا و صَدَّاهَا اللہ اوسلیمان عما کانت تعبد بتقدیر حرف الجار (کبیر ج ۶ ص ۵۶۷) حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر پانی کے جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں عت جھوٹا یا اور بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا



کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّكَ صَدَقْتَ الْحَقَّ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف و شفاف فرش ہے اور شیئے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي الْبَقِيْسُ نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اُٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي الْبَقِيْسُ اِنھیں جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیئے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بقیس سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متفرق کرنے کے لئے کہا کہ بقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا عمل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ ۳۹ یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اَعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کار ساز نہیں۔ اعبدا اللہ ای وحدہ ولا تشركوا به شيئا (خسارن ج ۵ ص ۱۲) قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ ۴۰ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ دامعنی فاذا قوم صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ يختصمون فيقول كل فريق الحق معي الحق معي الحق (مدار ج ۳ ص ۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ ۴۱ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ اُڑھیا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے لِيُظْهِرَ لَكُمْ اَنَّا كُنَّا مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اعراف ۱۰۶) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہوتا کہ وہ تمہاری فرما کر تمہارے گناہ معاف فرمادے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا موصح قرآن ولا یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔ فتح الرحمن ص ۱ یعنی تا اُنکے منقطع گشت ۱۲۔

میں پانی پانی پانی

میں پانی پانی پانی

میں پانی پانی پانی

میں پانی پانی پانی

میں پانی پانی پانی

۸۴۲ من خلق السموات ۲۰ الفصل ۲۴

يُشْرِكُونَ ۴۳ اَمَّنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يَعْبُدُ مِنْ شَرِكٍ تَبْلَغْتُمْ مَجْلَا كُونِ سَرَّ سَ بَنَاتَا هَ بَھرا اس کو دہرائے گا تھے اور کون بَرَزَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ عَالَهُ مَعَ اللّٰهِ ط روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۴۴ قُلْ تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط خبر نہیں رکھتا جو کوئی حصہ ہے آسمان اور زمین میں یہ بھی ہوئی چیز کو مگر اللہ وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّٰنَ يَبْعَثُونَ ۴۵ بَلْ دَرَأَوْا عَلٰیہُمْ اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گئے ان کا فکر فِي الْآخِرَةِ قَدْ بَلَ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا قَدْ بَلَ هُمْ مِّنْهَا آخِرَت کے بارہ میں حصہ و شک ان کو مشہور ہے اس میں بلکہ وہ اس سے عَمُونَ ۴۶ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّ اَنْدھے ہیں ولا ابد بولے وہ لوگ جو منکر ہیں حصہ کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور اَبَاؤُنَا اَيُّنَا لَمْ يُخْرِجُوْنَ ۴۷ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا اَحْسَنَ ہمارے باپ کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو وَاَبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۴۸ اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں انگوں کی قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۴۹ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ گنہگاروں کا اور غم نہ کر لگے ان پر اور نہ خفا ہو

منزل ۵

۴۹ فتح الرحمن ص ۱ یعنی تا اُنکے منقطع گشت ۱۲۔



عذاب وغضب کیوں مانگتے ہو؟ السیئة عذاب وعقوبت۔ الحسنۃ توبہ واستغفار (روح) ۵۴۲ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذ باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار، ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ تشاء منابك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذبهم فنبسوه الي مجيئه (مدارک)

۵۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند اللہ ای السبب الذی منہ یجئ خیرکم و شؤکم عند اللہ وهو قضاء و قدر ان شاء رزقکم وان شاء احرصکم (کبیر ج ۲ صفحہ ۵۴۴) حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فساد ی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قالوا انما اسموا الخ ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شیخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ تقاتلوا جہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قالوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہو گیا اس کے فاعل سے حال ہو گا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وهو قول الجہور وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدل من قالوا، او حالا من فاعله الخ (سروح ج ۵ صفحہ ۵۴۵) قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم

۲۴ الفصل ۲۷  
۸۴۳  
۱ من خلق السموات ۲  
ان کے قریب بنائے سے اور کہتے ہیں اللہ کب ہو گا یہ وعدہ اگر  
تم سچے ہو تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر ہونے چکی ہو  
بعض الذی تستعجلون ۴۱ وان ربک لذو فضل  
بعضی وہ پیڑ جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو مستی فضل  
فصل علی الناس ولکن اکثرهم لا يشکرون ۴۲  
رکھتا ہے لوگوں پر پھر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے  
وان ربک لیعلم ما شکن صدورهم وما یعلنون ۴۳  
اور تیرا رب جانتا ہے کہ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں  
وما من غائبہ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین ۴۴  
اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کتب  
مبین ۴۵ ان هذا القرآن یقض علی بنی اسرائیل  
کتاب میں یہ قرآن صاف ستا رہا ہے بنی اسرائیل کو  
اکثر الذی ہم فیہ یحتلفون ۴۶ وانه لہدی و  
بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں و اور بے شک وہ ہدایت ہو اور  
رحمۃ للمؤمنین ۴۷ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ  
رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے  
وهو العزیز العلیم ۴۸ فتوکل علی اللہ انک علی  
اور وہی ہے زبردست متب کچھ جاننے والا صواب و اللہ پر شک تو ہے  
الحق المبین ۴۹ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع  
صحیح کہے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا

۵۴۴ قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ ومکرهم ما اخفوه من تدبیر الفتک بصالح واهله ومکر اللہ اھلہ کہہ من حیث لا یشتعرون (عجرب ۷ صفحہ ۵۴۵) ومکرہم فکرہم فکروا و انہم فعلوں کیساتھ مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفعیل کے لئے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابلِ تسخیر منصوبہ بنایا۔ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدعاشوں کو موضع قرآن کے بعض حصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہ ہی صحیح تھا۔



۱ من خلق السموات ۳۰

البتہ اس میں نشا نہیں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں اور جس دن چھوٹی جاوے گی

میں نے اس کے بارے میں سوچا

واضح ہو گیا کہ کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ **نہ** یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کار سازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے۔ وَسَلَّمَ عَلَیْ عِبَادِهِ الخ اللہ کے برگزیدہ بند سے صفات کار سازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللَّهُ مُخَلِّبٌ أُمَمًا یُثَبِّرُ کُلَّ

**موضع قرآن** وَلَا قِیَامَتَ سَے پہلے صفا پہاڑ کے کا پچھے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر وَلَا یعنی ہر گناہ والے ایک جگہ ہوں گے۔



اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور تمام حجت کے طور پر فرمایا گیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تیکیت للمشرکین والزام الحجة علیہ بعد ہلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص ۵۱۲) اَمَّا لَيْسَ كُنُوتٌ میں اہم متصلہ ہے۔ اس کے بعد بطور تنویر دوسرے دعوے پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ ۱۵۵ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی چاروں دلیلوں میں اہم منقطعہ ہے بمعنی بل اور اس سے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا اس کے علاوہ یہ بتاؤ

تمہارے معبود اپنے بچاریوں کے حق میں اچھے ہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے عابدین کے حق میں اچھا ہے۔ تم جن پیغمبروں اور ولیوں کو کار ساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ تم سے ضرر دور کر سکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے۔ والمعنی اللہ خیر من عبداً ام الاصل من عبداً فان اللہ خیر من عبداً وامن به لا غناء من الہلاک والاصل من لغن عن عابدين شيئا عند نزول العذاب ولهذا السبب ذكر انوا عا تدل على وحدانيته ف قدرتہ (خازن ج ۵ ص ۵۱۲)

۱۵۶ یہ خطاب مخصوص لوگوں سے نہیں بلکہ ساری جنس مخلوق سے ہے ماکان لکم ای تجیع جنسکم یعنی تمام جنس مخلوق کو یہ اختیار نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ قُلْ لَّوْ أَنشَأْتُ مَلَكُوتَ الْخَرِ اور سورۃ یسین (ع ۲) میں ہے وَمَا عَلَّمَهُ أَنبِيَاءُ هُمْ یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔ اَللّٰهُ مَعَ اللّٰهِ ہر دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشرکین کے لاجواب ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ دلیل میں جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشرکین بھی مانتے تھے کہ وہ اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور الہ وہی ہو سکتا ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ اب مشرکین تو سوال کیا گیا اَللّٰهُ مَعَ اللّٰهِ کیا یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں پائی جاتی ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کار ساز ہے بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعِدُونَ اس کا جواب وہ خوب جانتے ہیں کہ نفی میں ہے لیکن سرکشی اور ضد و عناد کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی توحید سے اعراض کرتے ہیں یَعِدُونَ عَنِ الْحَقِّ الَّذِي هُوَ التَّوْحِيدُ (مدارک وروح) یا اس کے معنی برابر

کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکاریں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای بسا دون بہ غیرہ تعالیٰ من الہ ہے تہم (روح ج ۵ ص ۵۱۳) یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پر سکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پر دہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز دے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الہ اور کار ساز ہے جو یہ مذکورہ کام کر سکے؟ ۱۵۷ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصود ہی ہے۔ یعنی جو بیچین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب موضع قرآن کا ایک بار تصور پھونکے گا جس سے سب خلق مرعوب ہوں گے، دوسرا پھونکے گا تو جی انھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بیہوش ہو جائیں گے، اور پھونکے گا تو ہشیا ہوں گے، تصور پھونکنا بہت باری ہے فلا یہ ہو گا قیامت میں جیسے سورۃ طہ میں فرمایا ہے۔

الصُّورِ فَفَرَعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ لَا مَنَشَاءَ اللَّهُ

صور کتبہ نو گھرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے

وَكُلُّ أَتَوَلَّاهُ دَاخِرِينَ ۱۵۸ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسِبُهَا جَمَادًا وَ

اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے فلا اور تو دیکھے پہاڑوں کو جیسے سمجھے کہ وہ جم ہے ہیں اور

هِيَ تَسْمُرُ مِنَ السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتَقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ

وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری کری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو

خَيْرٌ بِهَا تَفْعَلُونَ ۱۵۹ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا

بہتر ہے جو تم کرتے ہو فلا جو کوئی لے کر آیا بھلائی تھے تو اس کو ملے اس سے بہتر

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۱۶۰ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا بھلائی

فَكَبَّتْ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

سو اونٹھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے

إِنَّمَا أَمِرتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدِ الَّذِي حَرَّمَ هَاؤ

مجھ کو بھی حکم ہے منہ کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور

لَهُ كُلُّ شَيْءٍ نَّوَأْمِرتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۱۶۱ وَأَنْ

اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں اور یہ

أَتْلُو الْقُرْآنَ فَمِنْ هُنْدٍ فَأَنشَأُ يَهْتَدِي لِنَفْسِي وَمَنْ

سنادوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا تھے راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی

ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۱۶۲ وَقُلْ لِّحَمْدِ اللَّهِ

بھکارا تو کہہ دے میں تو بھی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ کر تعریف ہے سب اللہ کو

سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۱۶۳

آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے منہ تو ان کو پہچان لو گے اور تیرا رب کبھی بے خبر نہیں ان کاموں جو تم کرتے







ہر ایک کے سینے میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ہر ایک کے ظاہری اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ اِلَيْهِ كِتَابٌ مُّبِينٌ سے علم الہی یا لوح محفوظ مراد ہے۔ وهو اللوح المحفوظ۔۔۔۔۔ وقیل المراد بالکتاب لمبین علمہ تعالیٰ الالہی الذی ہو مبدأ لظہار الاشیاء بالارادة والقدرۃ (روح ج ۲ ص ۵۶) یہ جملہ معترضہ ہے اور اس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان مقصود ہے۔ یعنی یہ قرآن بہت سے ایسے مسائل کا صحیح فیصلہ کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل آپس میں مختلف تھے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بارے میں ان کا اختلاف وہ ان کے بارے میں افراط و تفریط میں گرفتار تھے قرآن نے اس معاملے میں افراط و تفریط کے درمیان صحیح راہ بتائی۔ یہودی ان کو برا جانتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دونوں کو کار ساز سمجھتے تھے قرآن نے دونوں نظریوں کو باطل ٹھہرا کر صحیح فیصلہ دیا کہ وہ دونوں ہمارے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے نور سے ہیں اور نہ کار ساز ہیں۔ ایسے امور غیبیہ صحیح صحیح بتا دینا یہ حضور علیہ السلام کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ ۱۶۱ یہ قرآن ماننے والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور سرپارہمت ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ لَیْقُضِیْ اِلَیْهِ اللّٰهُ تَعَالٰی لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ وہ بڑا زبردست ہے اس کا فیصلہ رو نہیں کیا جاسکتا اور وہ سب کچھ جانتا ہے اس لئے اس کا فیصلہ سراپا حق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ بنی اسرائیل کے باہمی مختلف فیہ مسائل میں اس نے حق و انصاف اور حکمت بالغہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ ۱۶۲ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپؐ نہ کریں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ اِنَّكَ عَلٰی الْحَقِّ الْمُبِیِّنِ یہ ماقبل کی علت اولیٰ ہے۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی یہ تسلی کی دوسری علت ہے۔ یعنی اگر یہ مشرکین نہیں مانتے تو آپؐ کیوں کرتے ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں ان مشرکین کے دلوں اور کانوں پر نہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہو گا اور وہ کبھی حق کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کی مثال تو مردوں کی سی ہے جو نہ سُن سکتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے مہر جباریت کی وجہ سے ان کے تمام حواس معطل ہو چکے ہیں یا ان کی مثال ایسے بہروں کی سی ہے جو بہرے بھی ہیں اور پھر پیٹھ پھیر کر دور بھاگ جائیں۔ جس طرح یہ آپ کی بات نہیں سُن سکتے ایسے ہی ان مشرکین پر بھی آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس آیت میں کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح مردوں کے تمام حواس معطل ہو جاتے ہیں وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ دیکھ اور نہ سُن سکتے ہیں۔ اسی طرح کافر چونکہ اپنے ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کو مردوں سے تشبیہ دی گئی گویا ان کے یہ حواس مردوں کی طرح معطل اور بیکار ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف صاف سماع موتی کی نفی ہوتی ہے اگر مردے سُنتے ہوں تو یہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی واستدل بقولہ سبحانہ لا اَنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی عَلٰی اَنَّ الْمِیْتَ لَا یَسْمَعُ کلام الناس مطلقاً (روح ج ۲ ص ۵۶) سماع موتی کی پوری تحقیق سورہ روم کی تفسیر میں آئے گی اِنَّا اللّٰهُ تَعَالٰی۔ ۱۶۳ یہ تیسری تشبیہ ہے اس میں مشرکین کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک اندھا بینائی نہ ہونے کی وجہ سے راستہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح مشرکین بھی راہ ہدایت پر نہیں آتے۔ اِنَّ لَّسَمْعِ الْاِمْنِ یُؤْمِنُ اِلَیْهِ آپ کی تبلیغ سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو قرآن کو اللہ کا کلام سمجھیں اور اخلاص کے ساتھ راہ حق کی تلاش کریں۔ ۱۶۴ یہ تحویف دنیوی ہے۔ قول سے قیامت کا وعدہ اور وقوع قول سے قیامت کا قرب مراد ہے (مدارک و روح) یعنی آخری زمانے میں قرب قیامت کی علامت کے طور پر ہم زمین سے ایک عجیب و غریب جانور پیدا کریں گے جو لوگوں سے صاف صاف باتیں کرے گا اِنَّ النَّاسَ لَشَیْءٌ اَسْفَلٌ مِنْ ہٰذَا پہلے حرف جر مفرد ہے ای تکلمہ ہم یا ہم کا نوا لا یتیقنوں بایات اللہ تعالیٰ الناطقۃ بھوئی الساعۃ (روح ج ۲ ص ۵۶) یعنی وہ جانور لوگوں سے کہے گا کہ لوگ ان نشانیوں کو نہیں مانتے جو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لئے قائم فرمائی ہیں۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہاں دَآئِبَہ سے کوئی خاص دابہ مراد نہیں بلکہ عام ہے۔ اَلْقَوْلُ سے وعدہ عذاب مراد ہے۔ یعنی جب کسی قوم پر انکار توحید کی وجہ سے عذاب الہی کا وقت آجائے تو اللہ تعالیٰ بطور اعجاز جانوروں کو قوت گویائی عطا فرما کر ان سے دین حق کی سچائی پر شہادت و لوادیتا ہے۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک گاوہ نے آپ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات گزر چکے ہیں۔ جب ایسی معجزانہ شہادتوں کے بعد بھی لوگ دین حق کو نہ مانیں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ تکلمہ ہم یعنی وہ دابہ (جانور) دین حق کی سچائی اور دوسرے ادیان کے بطلان کی گواہی دیتا ہے۔ تکلمہ ہم بطلان الدیان کلمہ ہا سوی ذین الاسلام (مدارک ج ۲ ص ۵۶) اِنَّ النَّاسَ کَاٰثِمٰۃٍ یہ ماقبل کی علت ہوگی۔ یعنی ہم دابہ اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری آیتوں کو نہیں مانتے۔ دابہ کا معجزانہ کلام ان کو ایمان کی طرف مائل و راغب کرے گا۔ ۱۶۵ یہ تحویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب ہم انکار کرنے والوں کو فوج ورفوج میدان حشر میں جمع کریں گے تو انہیں ایک جگہ روک دیا جائے گا تاکہ پچھلے بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کو اکٹھا کر کے حساب کے لئے لیجا یا جائے۔ حَقَّ اِذَا جَاۤءُکُمْ اَوَّلُ الْبَیِّنٰتِ اِلَیْکُمْ اَنْ تَقُوْلُوْا اِنْ کُنَّا لَمَعْلُوْمٍ اَوْ اِنْ کُنَّا لَمَعْلُوْمٍ اَوْ اِنْ کُنَّا لَمَعْلُوْمٍ اَوْ اِنْ کُنَّا لَمَعْلُوْمٍ اس وقت ان سے کہا جائے گا کیا میری آیتوں کو تم نے سرسری طور پر سن کر ہی انکار کر دیا اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے اور ان کی حقیقت کو پانے کی کوشش نہ کی اکذبتہم بایاتی بادی الرأی من غیر فکر ولا نظر یؤدی الی احاطۃ اہل بکنہمہا وانہا حقیقۃ بالصّدیق (مدارک ج ۲ ص ۵۶) اَمَّا اَۤذَا اَکْثَرُکُمْ کَفَرُوْا جَب ہمارے آیتوں میں تم نے غور و فکر نہیں کیا تو بناؤ تو سہی دنیا میں تم کرتے کیا رہے ہو۔ کیا میں نے تم کو عبت اور بیکار کاموں کے لئے پیدا کیا تھا؟۔ ۱۶۶ وعدہ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب کی پاداش میں عذاب میں مبتلا کر دئے جائیں گے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی معقول عذر و معذرت پیش کر سکیں گے۔ ۱۶۷ یہ دوسری عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا تاکہ وہ اس میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں یہ رات دن کی آمد و رفت اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے لہذا کار ساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔



اس آیت میں صنعت احتیاج ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لَبِثْنَا وَاذِیہ۔ وَالْمُشْهُورَانِ فِي الْأَيَةِ صِنْعَةُ الْاِحْتِيَاكِ وَالنَّقْدِ رَجَعْنَا لِلْبَلِ مَظْلَمًا لِبَسْكَنُوا فِيهِ وَالنَّهَارُ مَبْصُرًا لِبَشَرٍ وَاذِیہ (روح ج ۲ ص ۲۷)

۳۷۔ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ وَلَمَّا ذَكَرَ اَشْيَاءَ مِنْ اَحْوَالِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ لِيَرْتَدَّ بِسَمَاعِهَا مَنْ اَرَادَ اَنْ يَتَّعِلَّ نَبَهُهُ عَلَى مَا هُوَ دَلِيلٌ عَلَى التَّوْحِيدِ وَالْحَشْمِ وَالنَّبُوَّةِ بِمَا هُمْ يَشَاهِدُونَ فِي حَالِ حَيَاتِهِمْ وَهُوَ تَقْلِيلُ اللَّبْلِ وَالنَّهَارِ (مجموعہ ص ۹)

۳۸۔ یہ تحویف اخروی ہے۔ یہاں نفخے سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبرا اٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبوط رکھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام (کبیر مدارک وغیرہ) نفحات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا رَجُلًا (زمزم) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِيٰمٌ يَنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفحات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت فَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ اِلَّا رَجُلًا میں مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵



## سُورَةُ النَّمْلِ مِنْ آيَاتِ تَوْحِيدِ رَبِّكَ خُصُوصًا

- ۱۔ یٰمُوسٰی اِنَّكَ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۔ قُلْ تَارَ اَهَآءَ تَهْتَفُتُوْنَ ۝ تَا ۝ لَا یَخَافُ كَذٰیكُمُ السُّعُوْنُ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۳۔ لَا یُحِطُّ بِكُمْ مِّنْ سُلٰیْمٍ ۝ وَجُنُودٌ كَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (۲۶) نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام و اصحاب سلیمان علیہ السلام۔
- ۴۔ اَلَا لِكِبْرِیْهِ دَالٌۢ بِاللّٰهِ الَّذِیْ ۝ تَا ۝ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔
- ۵۔ قَالَ سَتُنَظَّرُ اَمَدًا قَتًا اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَٰذِبِیْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔
- ۶۔ اِنَّهُۥ مِنْ سُلٰیْمٍ ۝ تَا ۝ وَ اَتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔
- ۷۔ وَلَقَدْۢۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی ثَمُوْدَ ۝ تَا ۝ فَاذْاٰهُمْ قَرِیْنًاۤ یَّخْتَصِمُوْنَ ۝ (۴۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ تَا ۝ اللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ (۵۶) تمام صفات کا رسانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔
- ۹۔ اَمَّنْۢ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۝ تَا ۝ قُلْ هَآءِ اَنْۢبِیَآءُكُمُ اَنْۢ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پہنچ عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔
- ۱۰۔ قُلْ لَا یَعْلَمُ مِنْۢ فِی السَّمٰوٰتِ ۝ تَا ۝ اَنْۢ اَنْۢ یَّعْشُوْنَ ۝ (۵۷) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۱۔ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ ۝ تَا ۝ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (۶۰) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۲۔ اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ النَّمُوْتِ ۝ تَا ۝ فَهُمُ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔
- ۱۳۔ اَلَمْ یَرَوْۤا اَنَّا جَعَلْنَا الْکِلَآءَ ۝ تَا ۝ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (۶۱) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۴۔ اِنَّہُمْ اَمَرْتُ اَنْۢ اَعْبُدَ ۝ تَا ۝ وَ اَمَرْتُ اَنْۢ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔



## ۸۵۰ سورہ الققص

**رابطہ** | سورہ الققص کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورہ النمل تک مسئلہ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی نقلی دلائل سے واضح کیا جا چکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

الققص کا النمل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ الفرقان، الشعراء اور النمل میں عقل نقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات دہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذاؤں دیتے تھے۔ اب الققص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اسے رسول! مسئلہ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے پیچھے رسول ہیں آخر غلبہ آپ کو حاصل ہوگا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر تم نے ان کو اور ان کے تبعین کو سر بلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

**خلاصہ** | یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تنخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علی سبیل الاعتراف من الخضم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہل کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ تَنْتَلُوْا عَلَیْكَ۔ تا۔ مَا كَانُوا بِحُدُودٍ ہ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی۔ تا۔ وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوْلٰتِ (ع) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔  
 امر اول۔ رَاتٍ فَرَعَوْنَ عَلٰی فِی الْاَرْضِ جن انہ فرعون بڑا سرکش تھا وہ مخلوق قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ بِالْحَقِّ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو تم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ تم نہ کر تم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَجَاءَکُمْ مِنَ الْمُرْسَلٰتِ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَکُنْ اَکُوْنُ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوسٰی رَبِّ اِنِّیْ اَخْلَعْتُ جَانِبَ الْیَمٰنِیِّ (ع) قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم۔ وَهَوَّ اللَّهُ اِلَیْہِ الْاَنۡہَا (ع) اللہ کے سوا دعامار اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَلَقَدْ اَنۡتَنَّا مُوسٰی (ع) پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر غلبہ آپ کا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور جملہ مقررہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا کُنْتَ بِحَاجَۃٍ لِّعَذْرَتِیْ۔ تا۔ لَعَلَّہُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ (ع) یہ جملہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے پیش آچکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعہ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَکُوْنَا اَنْ نَّصِیْبَہُمْ مَّصِیْبَۃً انہ یہ تنخویف دنیوی ہے۔ قَلَمَّا جَاءَہُمْ الْحَقُّ یہ شکوی ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جانی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا انہ یہ جواب شکوی ہے۔ ان کا یہ مطالب محض ضد پر مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَلَقَدْ وُضِعَ الْکِتَابُ اِلَی الْاَنۡہَا (ع) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَا تَرَ اَنۡتَنَّا مُوسٰی (ع) یہ بھی شکوی ہے یعنی ہم نے ان کو حرم میں پناہ دے رکھی ہے جس کا احترام سب کے دلوں میں ہے اس لئے اگر وہ ہدایت کو قبول کر لیں تو کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَکُوْنَا اَنْ نَّصِیْبَہُمْ مَّصِیْبَۃً دُنِیَۃً (ع) یہ تنخویف دنیوی ہے۔ وَکُوْنَا اَنْ نَّصِیْبَہُمْ مَّصِیْبَۃً اٰخِرَۃً (ع) یہ ترغیب اٰخِرۃ ہے۔ فَاَمَّا مَنْ قَاتَلَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ (ع) اس کے بعد اس دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخضم ہیں۔ پہلی عقلی دلیل وَرَبِّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ (ع) اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی

پہلی عقلی دلیل وَرَبِّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ (ع) اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی







اگر عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ۳۔ یہاں سے لے کر مَا كَانُوا يَجِدُونَ ہ تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔ لَقَوْا هَارُوتَ وَظُلْتَا کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب و غریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اسے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں اور جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگون ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ مصیبتیں آتی ہیں۔

۱ من خلق السموات ۲ ۸۵۲ القصص ۲۸

إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا اخْفِيتُ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ

موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلائی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو

فِي لَيْمٍ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا رَأَيْنَا آدَمَ وَآلَهُ

دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمکین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور

جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ ۵ قَالَتُ قَطَّةٌ أَلْ فِرْعَوْنَ

کہیں گے اس کو رسولوں سے ط پھر اٹھا لیا یہ اس کو فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَخَزَنًا ۚ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

کہ جو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا ہے شک فرعون اور ہامان اور

مَجْنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۚ ۸ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

ان کے لشکر بچھے چوکنے والے ت اور بولی یہ فرعون کی عورت

قُرْتُ عَيْنِي لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا

یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے اس کو مت مارو کچھ نیکی نہیں جو ہمارے کام آئے

أَوْ نَتَّخِذَ كَذَلِكِ أَوْهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ ۹ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ

یا ہم اس کو کر لیں بیٹھا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ت اور صبح کو موسیٰ کی ماں

أُمِّ مُوسَىٰ فَرَعَا ۚ إِنَّ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنَّ رَبَّنَا

کے دل میں قرار نہ رہا نہ قریب تھی کہ ظاہر کر دے بے قراری کو اگر نہ ہم نے گروہ دی ہوتی

عَلَىٰ قَلْبِهِ مَا لَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ ۱۰ وَقَالَتِ رَاحِلَةُ

اس کے دل پر لڑی اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں اور کہہ دیا اللہ اس کی بہن کو

فُصِيحَةٍ فَبَصَّرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ ۱۱

اس کو بچھے علی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوتی

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ

اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دایوں کو پہلے سے لڑی پھر بولی میں بتلاؤں تم کو

مذلل ۵

نہ خواہ میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ نکل کر سارے مصر پر چھا گئی ہے اور اس نے تمام قبطیوں (قوم فرعون) کو جلا دیا ہے لیکن بنی اسرائیل اس سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ فرعون نے تعبیر جاننے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ جس شہر سے بنی اسرائیل آئے ہیں اس میں ایک شخص پیدا ہوگا مصر کی تباہی اس کے ہاتھ پر ہوگی اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ موضع قرآن فلان کی ماں کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گز کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا فلان ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہ میں وہ بہنا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو فلان خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔

انہیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگون ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ مصیبتیں آتی ہیں۔

آن بلا ہا کہ شدہ با انبیاء  
بیچ کس نہ دیدن شاں در گریلا  
۳۔ فرعون ارض مصر میں سرکش ہو گیا اور ظلم و عدوان کی انتہا کو پہنچ گیا۔ وَجَعَلْ أَهْلَهَا شِيَعًا يَصْرِفُ عَنْهُمْ سَرًّا کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور ان سے مختلف قسم کی شدید اور شاق خدمات لیتا تھا یا مطلب یہ ہے کہ رعیت کو مختلف فرقوں میں پارہ پارہ کر دیا اور ان کے درمیان بغض و عداوت کا بیج بو دیا تاکہ وہ متفق نہ ہو سکیں اور آپس کے اختلافات میں لگے رہیں اور اس کے نیک و بد کاموں پر کسی کو نقد و تبصرہ نہ ہو سکے۔ انگریزوں کی بعینہ یہی پالیسی تھی بلکہ ہر ظالم اور جاہر حکمران یہی پالیسی اختیار کرتا ہے اصرافاً فی استعمال امہ لیستعمل کل صنف فی عمل من بناء و حرق و حفر و غیر ذلک من الاعمال لشاۃ ... افرقا مختلفۃ قدام اعزى بینہم

العداۃ والبغضاء لئلا تتفق کلمۃہم (روح ج ۲ ص ۳۳) ۴۔ طائفۃ سے بنی اسرائیل مراد ہیں جو عرصہ دراز تک قوم فرعون کے ہاتھوں مصائب میں مبتلا رہے اس جماعت کو اس نے بالکل ضعیف بے بس اور مغلوب کر رکھا تھا اور ان کو ہر نوعِ عتق کا نشانہ بنایا تھا۔ یَذَّبْھُمْ اَبْنَاءُھُمْ یہ با قبل کی تفسیر ہے یا کیستہ ضعیف کی ضمیر سے حال ہے۔ یذبح تبیین لا ستضعاف وتفسیرہ اونی موضع الحال من ضمیر کیستہ ضعیف الخ (مخرج ۷ ص ۳۸) فرعون بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا کہ وہ بڑی ہو کر اس کی



عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾

ایک گھروالے کہ وہ اس کو پال دیں ہمارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہوں

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

پھر پھینکا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ مقررہ ہو اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

جانتے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ

اور جب پہنچ گیا شلہ اپنے زور پر اور مستعمل کیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر شلہ

عَلَىٰ حَبِيبٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ

جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد

يَقْتُلِينَ هَٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ

لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں

فَاسْتَفَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ

پھر فریاد کی اس سے اس نے جو ممٹھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو ممٹھا اس کے

عَدُوِّهِ ۖ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا

دشمنوں میں پھر ممٹھا مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّكَ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ قَالَ

شیطان کے کام سے کلمہ بے تک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح کہ بولا

رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْ لِی فَغَفَرَ لَهُ ۚ

لے میرے رب میں نے برتا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا

مذللہ

یا دجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وَهَذِهِ الْحُجَّةُ الَّتِي بِالْقَبُولِ (کبیر ج ۲ ص ۳۳۳) اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مقہور لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدر بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی بہم فی الدین والدنیا علی مافی البحر روح ج ۲ ص ۲۸۱ ای قادیۃ فی الخیر لقیقہ

بہر وقیل دلالة منلوکا (خا زن ج ۵ ص ۳۳۳) مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۚ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ کھ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں متضامنی ان مستضعفین کی سر بلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ اَوْحَيْنَا میں وحی سے الہام اور القاری فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو اگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ۸ فارغیسی ہے یعنی جب والدہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو بچے کو الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثناء میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لَيْسَ كُنَّ لَهُمْ فِيهَا عَاقِبَتٌ

کلبے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھالیا جو انجام کاران کا دشمن اور ان کے لئے غم و اندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خَطْمُ مِیْنِ کفر و شرک اور انکار موضع قرآن ۱۰ فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو بچے پالاتا تو دایاں دھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پیا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ ۱۱ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ یقین ہونے لگتے ہیں۔ ۱۲ جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بڑا رہتے اُن کے کفر سے اور اُن کیساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعون اس کو ملامت ادا دینے کو اس کی اہل آگئی یا پختائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ بھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے۔



حق کی وجہ سے مجرم اور گنہگار تھے۔ ۹ فرعون کے دل میں خود بخود یا کسی کی توجہ دلانے سے یہ خیال پیدا ہوا ممکن ہے یہ وہی مولود ہو جس کے ہاتھ اس کی سلطنت کا زوال مقدر ہوا اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کی اور کہا یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے آپ اسے قتل نہ کریں ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچ جائے یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں گے کیونکہ ہمارے بیٹا بھی تو نہیں ہے۔ فرعون نے آسیہ کی بات مان لی۔ اور بچے کے قتل سے دستکش ہو گیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ یہ سب کچھ ہوا اگر ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی مولود ہے جس کے ہاتھ پر ان کا زوال و

ہلاک ہوگا۔ اِی لَا یَشْعُرُونَ اِنَّہ الذی یفسد ملکھم علی یدہ قالہ قتادہ (مخرج) قتادہ فارغاً یعنی صبر سے خالی یا خیال فرزند کے سوا ہر خیال سے خالی۔ (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فخر و عیانہ بنت لہصر بن لادی، کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صبح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر و استقلال سے خالی ہو گیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتادیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل معنی انہا کا دت تظہر صرہ من شدۃ الفرح بنجاستہ و تنبیع فرعون ایسا (روح ج ۲ ص ۳۰) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کر کے انہوں نے دیبا میں ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چینیں نکل جائیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لہا رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصیخ و تقول و ابناہ و قیل لہا سمعت ان فرعون اخذ التابوت لہ تشک انہ یقتلہ فکادت تقول و ابناہ شفقتہ علیہ (مدارک ج ۳ ص ۳۰) لیکن ہم نے والدہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگادی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کر کے مضبوط کر دیا لَتَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے اِی من المصدقین وعدا للہ ایاہا۔ (خازن ج ۵ ص ۳۰) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی

قالہ ایشخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لَوَ لَا کَا جَوَابِ مَقْدَرِہِ اِی لَا بَدَلَتْہ بِقَرِیْنَتِہ اِنْ کَادَتْ لَتُبْدِلُنِیْہِ (روح) ۱۰ ماں کی مانتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی کو ضائع فرما دے یا شاید اس فریاد کی بھی کچھ تفصیر تھی اور جیٹنا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے وہی تو ہوئے ہیں و لٰی یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مظلوم جانا کہ زبان سے کچھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کہا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ و لٰی یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کرے۔ فتح الرحمن و لٰی یعنی چون موسیٰ اور اعویٰ مفضل مبین گفت والنبت کہ غضب کردہ بر سر منی آید ۱۱۔

امن خلق السموات ۲

۸۵۴

القصص ۲

اِنَّہٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۱۱ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ

بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کرو یا

عَلٰی فَلَئِنْ اَکُوْنُ ظٰہِرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ۱۲ فَاَصْبَحْ

مجھ پر شہ پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا و پھر صبح کو اٹھا

فِی الْمَدِیْنَةِ خَافِیًا تَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِیْ سَتَرَ

اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد

بَاِزْمِیْسٍ یُّسْتَصْرِخُہٗ قَالَ لَہٗ مُوسٰی اِنَّکَ لَعَوٰی

راہ کی سختی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے

مُبِیْنٌ ۱۳ فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ

مصرع ق پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو

عَدُوٌّ لِّہُمَا قَالَ یٰمُوسٰی اَتُرِیدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ کَمَا

دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کیرے میرا جیسے

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیدُ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ

خون کرچکا ہے کل ایک جان کا تیرا ہی جی چاہتا ہے کہ

جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیدُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ۱۴

برہمستی کرتا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ جو صلح کر دینے والا ق و

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یُسْعٰی قَالَ یٰمُوسٰی

اور آیا شہ کے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہتا ہے موسیٰ

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ یَتِمُّوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاَخْرِجْ رَاِیْ لَکَ

دربار والے مشورہ کرتے ہیں مجھ پر کہ مجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا

مِنَ النَّاصِحِیْنَ ۱۵ فَاَخْرَجَ مِنْہَا خَافِیًا تَرَقَّبُ

بھلا چاہنے والا ہوں ق پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا الٹے راہ دیکھتا

مذلل

۱۰ ماں کی مانتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی کو ضائع فرما دے یا شاید اس فریاد کی بھی کچھ تفصیر تھی اور جیٹنا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے وہی تو ہوئے ہیں و لٰی یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مظلوم جانا کہ زبان سے کچھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کہا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ و لٰی یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کرے۔ فتح الرحمن و لٰی یعنی چون موسیٰ اور اعویٰ مفضل مبین گفت والنبت کہ غضب کردہ بر سر منی آید ۱۱۔



موسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ حضرت مریم بنت عمران و مریم بنت عمران والدہ مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہیں، کو تفتیش احوال کے لئے فرعون کے گھر اس کے پیچھے بھیجنا کہ معلوم کرے کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور دوسرے سب کچھ دیکھتی رہیں اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ تفتیش احوال کے لئے وہاں کھڑی ہیں۔ عَنْ جُنُبِ اِیْ عَنْ بَعْدُ یعنی دوسرے دوسرے کے لئے منع سے گناہ ہے۔ مراضع، مراضع کی جمع ہے یعنی مریم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دایکوں کا دودھ پینے سے روک دیا۔ اب وہ سب پریشان تھے کہ کیا کریں کچھ کمی دایہ کا دودھ منہ سے بھی نہیں لگاتا۔ جب مریم نے یہ صورت حال دیکھی تو حیرت کر کے قریب چلی گئیں اور کہا

اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیتے دیتی ہوں شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ **علاء** فارصیحہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اور ان کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس اس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ **علاء** جب موسیٰ علیہ السلام سن سنی کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا اُمّی الفکر والعقل والعلم فی الدین فعلم موسیٰ و حکم قبل ان یبعث نبیاً (معالجہ ص ۳۳) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہوگی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں ہی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ **علاء** ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک تو ان

القصص

۸۵۵

۱۰ من خلد التمام

۲۵

قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۲۱ وَلَمَّا

بولے اے رب بھالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب

تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي

منہ کیا **علاء** مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ

سیدھی راہ پر **علاء** اور جب پہنچا **علاء** مدین کے پانی پر پایا

عَلَيْهِ أُمَمَةٌ مِّنَ النَّاسِ يُسْأَلُونَ هَٰ وَوَجَدَ مِنْ

وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے **علاء** اور پایا ان

دُونِهِمْ أَمْرًا بَيْنَ تَدْوَيْنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ

سے دوسرے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدَرَ الرِّعَاءُ فَسَكَتَ وَأَبُونَا شَيْخٌ

بولیں ہم نہیں پلاتی پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے

كَبِيرٌ ۝۲۳ فَسَقَطَ لَهُمَا تَمْرٌ مِّنَ الشَّجَرِ فَأَقْبَرَتْهُمَا

بڑی عمر کا تھمرا اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو کھانے کے لئے پھانسی کی طرف بولا اے رب

إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝۲۴ فَجَاءَتْهُ

تو جو چیز آئی میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں **علاء** پھر آئی اس کے پاس

أَحَدُ دَوْنِهِمَا تَمْرٌ عَلَىٰ اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي

ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے **علاء** بولی میرا باپ

يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا

مجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تولنے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب

جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۝۲۵

پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر **علاء**

منزلہ

کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ ان کا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا اور نہ عادت گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لاسکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ **علاء** مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو **علاء** وہ حیات کنارے **علاء** قرآن کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اور وہاں سے پانی پلاتیاں **علاء** عورتوں نے پہچاننا چھاؤں پکڑنا ہے مسافر ہے دور سے آیا، ٹھکا بھوکا ہوا اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکریاں تھامے اور پیٹی بھی بیاہ دیں۔



ہو گیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبار قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مر گیا۔ لایشکل ایضا علی القول بعصمتهم عن الکبار والصفاء مطلقا لجواز ان یکون علیہ السلام قد رای ان فی الوکز دفع الظالم عن مظلوم ففعله غیر قاصد بل القتل وانما وقع متوترا علیہ لا عن قصد (روح ج ۲ صفحہ ۱۷) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبلی کی موت واقع ہو گئی تو بہت تادم ہوئے اور بول

القصص

۸۵۶

امن خلق السموات ۲۰

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۵﴾ قَالَتْ اِحْدِهِمَا

بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک

يَا بَتِ اسْتَاْجِرْهُ زَانٍ خَيْرٌ مِّنْ اسْتَاْجَرْتَ

اے باپ اس کو نوکر رکھ لے تلہ البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے

الْقَوِيَّ الرَّمِيْنُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَاْنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

جو زور آور ہو امانت دارف کہا میں چاہتا ہوں تلہ کہ بیاہ دوں تجھ کو

اِحْدٰى ابْنَتِيْ هَتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرْنِيْ ثَمْنِيْ حَجِيْرٍ

ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس

فَاِنْ اَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ

پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ

اَشْتَقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۷﴾

تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا تجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَيُّمَا الرّٰجِلَيْنِ قَضَيْتَ

بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جو کسی مدت ان دونوں میں پوری کر دوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلٰى وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۱۸﴾

سو زیادتی نہ ہو تجھ پر اور اللہ پر ہر دسم اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں ف

فَلَمَّا قَضٰهُ مُوسٰى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ اَنَسَ مِنْ

پھر جب پوری کر چکا تلہ موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی

جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهٖ امْكُثُوْا اِنِّيْ

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے

اَنَسْتُ نَارًا عَلٰى اَتِيْكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

منازلہ

اٹھے یہ تو ایک شیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے ورغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ اِلٰهِيْ اس غیر ارادی لغزش پر اللہ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے معافی دیدی کیونکہ معاف کرنے والا اور مہربان حقیقت میں وہی ہے۔ تلہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ رِسْمًا اَنْعَمْتَ عَلٰی کے بعد فلا تمہمتی محذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا مِسْمًا میں بار قسمیہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے اور فَكُنْ اَكُوْنُ کچھ جواب پر معطوف ہے ای اقسام بانعام علی امتنع عن مثل هذا الفعل الخ (روح ج ۲ صفحہ ۱۷) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرمادی ہے (ایضا) اس پر امر خامس یعنی فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيرا لِّلْكَافِرِيْنَ متفرع ہو گا۔ تلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید و بیم اور کشمکش میں گزار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبیلے سے ختم گئے تھے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام ہی یہی ہے۔ فَلَمَّا اَنْ اَدَا اِلٰهِيْ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبلی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ نیچے پڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اسی طرح

۳۶

آج تجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر و تشدد سے بڑا بننا چاہتا ہے۔ تلہ اسرائیلی کی گفتگو سے قبلی کے قتل کا معہ مل ہو گیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان دجو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے، شمعون یا حزقیل کو اس کی اطلاع ہو گئی وہ دوڑتا ہوا موضع قرآن۔ فل زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے فل ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مدفع کیا اگر موضع قرآن چاہتے اسی وقت پھر غالی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خودی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔



مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ

آگ کا تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اس کے پاس تہ آواز ہوئی  
شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ

میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطہ میں

الشَّجَرَةِ أَنْ يُسْئِلَنِي أَنْ آتِيَ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾

ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ جہان کا رب

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاکھی پھر جب دیکھا اس کو ہلچلنے لگے جیسے سانپ کی سٹک

وَلِي مُدْبِرٌ أَوْ لَمْ يُعَقِّبْ يَمُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ

الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا مجھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو

مِنَ الْأَمِينِ ﴿۳۱﴾ أَسْلَفُكَ يَدُكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ

کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ستہ نکل آئے

بِضَاءٍ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ

سفید ہو کر نہ کہ کسی بُرائی سے اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو

مِنَ الرَّهْبِ فَإِنَّكَ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ڈر سے سو یہ دوسندس ہیں ستہ تیرے رب کی طرف سے فرعون

وَمَلَائِكُهُ إِنَّهُمْ كَانُوا أَقْوَمًا فَسَقِينِ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ

اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تجھے لوگ ناقران فدا بولالے رب ۳۲

إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿۳۳﴾ وَ

میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سوچتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور

أَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ مَعِيَ

میرا بھائی ہارون ستہ اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سواس کو بھیج میرے ساتھ

منزل ۵

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ ۳۱ موسیٰ علیہ السلام بلا توقف شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر رہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کر لیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف منوجہ ہو کر التجا کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی لمبا و ماوی نہیں یعنی منتظر الطلب ہل یحققہ فی خذہ شہد لہا لالی اللہ تعالیٰ علیمہ انہ لا ملجأ الا الیہ (خازن ج ۵ ص ۵۳۷) ۳۲ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی تھا اس لئے مدین کا رخ کیا۔ و مدین قریبہ

شعیب علیہ السلام سمیت ممد بن بنی اہیم

ولم تکن فی سلطن فرعون و بینہا و بین مصر

مسیرۃ ثمانیۃ ایام (مدار ج ۳ ص ۳۷۸) راستہ چونکہ

صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ

پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چلے گئے کہ وہ اپنی مہربانی

سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ ۳۳ خدا خدا کر کے مدین

پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنویں پر لوگوں

کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں موسیٰ

علیہ السلام نے دیکھا کہ دو غوریس دور پر سے اپنا یوڑ

روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب

سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے

تم اپنا یوڑ اس طرح دوڑ کیوں روکے کھڑی ہو؟ انہوں

نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا

کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو

پانی نہیں پلا سکتیں۔ کیونکہ ہم خود کنویں سے پانی نہیں

نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا ضعیف ہے وہ بھی

اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں

کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کھی پانی ہم اپنی

بکریوں کو پلا لیں گی۔ ان امرات ان لا نطق انستسقے

ولا نستطیع ان نزاحم الرجال فاذا صدروا

سقینا مواشینا ما افضل مواشیم

فی الحوض (معالجہ ۵ ص ۵۷۸) مشہور قول یہی ہے

کہ یہ دونوں غوریس حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں

تھیں مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ

السلام کے ساتھ اس قدر رنج و کد تھی کہ انہوں نے انسانی

مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت

شعیب علیہ السلام کے بڑھاپے کا خیال کرتے نہ انکی بیٹیوں

کے ضعف صغی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر

۳۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر

رحم آگیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے

سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی انہ فی القوم عن رأس البئر وسألہم لہو افا سطوہ دلوہم و قالوا

استیق بہا و کانت لا یزعمہا الا اربعون فاستنقی بہا و صبرہا فی الحوض الخ (مدار ج ۳ ص ۳۷۸) سائے میں بیٹھ کر اپنے موسیٰ سے بھوک کی شکایت

موضع قرآن و بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

فتح الرحمن فل مترجم گوید ہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ۱۲۔

شعیب علیہ السلام  
مدین قریبہ



کی کہ میرے مولیٰ! اس وقت جو بھی تو مجھے غوراً بہت کہیں سے بھجوادے میں اس کا محتاج ہوں۔ ۵۲۔ اسی خیال ہی میں تھے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک آئی، اس کی چال ہی سے شرم و حیا اور شرافت نمایاں تھی، اس نے آکر کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کے احسان کا آپ کو بدلہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہوئے اور لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے اور دائیں بائیں مجھے راستہ بتاتی جاؤ وہی اندہ علیہ السلام اجابہ فرمایا فقام معہا فقال لہما امشی خلفی وانعتی لی الطريق فانی اکرہ ان تصیبا لریح ثیابک فتصفت لی جسدک ففعلت الخ (روح ج ۲ ص ۶۱) جب انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سلام کیا

۱۰ من خلق السموات ۲۰ ۸۵۸ القصص ۲

سَرَدُ اَيْصِدْقِي اِنِّي اَخَافُ اَنْ يُكَذِّبُونِ ۳۴ قَالَ

مدد کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا

سَنَشُدُّ عَصِدُكَ بِاَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مَلِكًا سُلْطٰنًا

ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے ملے اور میں گے تم کو غلبہ

فَلَا يَصِلُونَ اِلَيْكُمْ اَشَآءُ بَايْتِنَا اَنْتُمْ وَمِنْ اَتْبَعِكُمْ

پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیاں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو

الْغٰلِبُونَ ۳۵ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

غالب رہو گے یہ مگر جب پہنچا ان کے پاس ۵۲ موسیٰ نے کربہاری نشانیاں دکھائی ہوئی بولے

مَا هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّقْتَرٌ وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْ اٰبَايِنَا

اور کچھ نہیں یہ جادو ہے ہاندھا ہوا اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باب

الْاَوَّلِيْنَ ۳۶ وَقَالَ مُوسٰى رَبِّیْ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدٰى

دادوں میں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات

مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِلٰهَ

اس کے پاس سے اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بے شک

لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۳۷ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا اَیُّهَا الْمَلٰٓئِکَةُ

بھلا نہ ہو گا بے انصافوں کا اور بولا فرعون اے دربار والو

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ فَاَوْقِدْ لِّیْ هَآمِنٌ

مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا آگ دے اے ہامان

عَلٰی الْاِطْلَیْنِ فَاَجْعَلْ لِّیْ صَرَْحًا لِّعَلِّیْ اَطْلِعْ اِلٰی اِلٰه

میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ

مُوسٰى وَرَآنِیْ لَا ظَنُّهُ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۳۸ وَاسْتَکْبَرُ هُوَ

کے رب کو اور میری شکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف اور بڑائی کرنے لگا وہ

منزل ۵

معاقہ ۱۱ عند المنکرین ۱۲

نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے فرمایا اب بے خوف ہو جاؤ یہاں فرعون کا کوئی تسلط نہیں اور اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور ظالموں سے تمہیں بچا لیا ۵۳۔ دونوں بہنوں میں سے ایک بولی — اور یہ وہی تھی جو انہیں بلانے گئی تھی — اباجان! اس نوجوان کو آپ ملازم رکھ لیں جو رپوڑ کو چرانے، اسے پانی پلانے اور اس کی دیکھ بھال کا کام کیا کرے۔ کیونکہ آپ کو ملازم ایسا چاہئے جو طاقت ور بھی ہو اور نیک بھی اور اس نوجوان میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوت کا اندازہ اس نے اس سے لگایا کہ انہوں نے تنہا ڈول کھینچ لیا جو کئی آدمی مل کر کھینچ سکتے تھے۔ اور ان کی امانت اور نیکی کا اندازہ اس سے لگایا جب وہ انہیں ساتھ لیکر گھر آ رہی تھی تو انہوں نے اسے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے۔ ۵۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو جب موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت و امانت کا علم ہو گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں اگر تو آٹھ برس میری نوکری کرے تو میں ایک بیٹی تیرے نکاح میں دے دوں۔ اگر تو آٹھ کے بجائے دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے احسان و بفضل ہو گا اور کام کاج میں میں تجھ پر سختی کرنے اور زیادہ مشقت ڈالنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔ اور انشاء اللہ تو مجھے اس معاملے میں اچھا پائیگا۔ ۵۵۔ قَالَ ذٰلِكَ بَيِّنٰتٍ وَبَيِّنٰتٍ اَخِیْ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو گیا کہ مجھے اختیار ہے آٹھ سال پورے کروں یا دس سال اور دس سال پورے کرنے کے سلسلے میں مجھ پر دباؤ نہ ڈالا جائے گا اور ہمارے اس معاہدے پر خدا گواہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ معاہدہ پختہ ہو چکا ہے ہم میں سے کوئی اپنے معاہدے سے پھر نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گزشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوج مہر بن سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے والتزوج علی رعی لغنم جائز بلا اجماع لانہ من باب لقیام باموال الزوجية (روح ج ۲ ص ۶۱) لیکن ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رعی غنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوہہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوہہ کی تعیین لا محالہ کرنی ہو گی۔ وھذہ مواعداً منہ ولم یکن ذلک عقد نکاح اذ لو کان عقداً لقال قد انکحتک (مدارک ج ۳ ص ۱۵۵) ۵۶۔ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد موضع قرآن فلا کرے کو آگ دے یعنی پکڑنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنادے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

منزل ۵



۱. من خلق السموات ۲.

۸۵۹

الْقَصَصُ

اور اس کے لشکرِ متہ ملک میں ناسحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف

پھر کمرہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے قتلہ اس کو اور اسی کے لشکروں کو پھر چھینکے یا ہم نے ان

کو دریا میں سودیکھو لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اولہ

کسا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلا تے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن

ان کو مدد نہ ملے گی اور مجھے رکھ دیں ہم نے ان پر اس دنیا میں پہنچنا

اور قیامت کے دن ان پر  
جبرائی ہے اور دی ہم نے

موسیٰ کو کتاب ملے بعد اس کے کہ ہم عارت کرے پہلی جماعتوں کو (۴۲)

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَقَطَّ أَوَّلَ عَيْنِهِمَا وَأَكْبَدَ كِلَاهُمَا وَقَوَّاهُمَا

\_\_\_\_\_

منزل ۵

ما گذشتہ وقت نمبر ۱۲

۲ بیان صداقت  
۱۲ فقرت علی اللہ  
علیہ وسلم

پرنندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پیروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں دھوم مٹا کر خود من فعل لٹا کر عند الامن بعد الخوف وهو فی الاصل مستعار من فعل لٹا کر عند هذه الحالة المحالة الخ (روح المسائل) یہ ذنوب متجزئہ عصا اورید بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہاء کو پہنچ چکے ہیں۔ **مسئلہ** منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قطعی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی کھلم کھری موضح قرآن و تورات کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ و غلب کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو تورات ملی۔



چاہتے تھے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ رسالت سے استغفار چاہتے ہیں۔ طلب من اللہ تعالیٰ ما یقوی قلبہ ویزیل خوفہ (کبیر ج ۲ ص ۲۸) والہذا الخیر طلب الحفظ والتأیید لا بلاغ الرسالة علی اکمل وجه لا الاستغفاء من الارسال (روح ج ۲ ص ۲۸) یہ دوسری درخواست تھی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور قادر الکلام ہے اسے میرا معاون بنا کر میرے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ میری تائید کرے اور میری تقریر کو بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کر سکے اور کافروں کے مجاہدے کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ ومعنی تصدیقہ موسیٰ اعانتہ ایسا کا زیادہ

البیان فی مظان الجدل ان احتاج الیہ لیثبت دعواہ (مدارک ج ۳ ص ۲۸) ۳۴

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں درخواستیں منظور فرمائیں اور فرمایا تیرے بھائی کو تیرا معاون بھی بنا دوں گا اور تمہیں ایسا غلبہ دوں گا کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے اور تمہیں ایسا رعب عطا کروں گا کہ وہ مارے خوف و ہولیت کے برے الٹے سے تمہارے قریب بھی نہ آسکیں گے۔ بایلتنا کا متعلق مخدوف ہے ای اذہب بایلتنا۔ یا یفعل یا سلطاناً۔ یا لا یصلون کے متعلق ہے۔ یا یظن العالین کے متعلق ہے اور ظرف کی تقدیم رعایت فاصلہ یا حصر کے لئے ہے۔ (روح ج ۲ ص ۲۸) موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس گئے اور انہیں معجزے دکھائے تو وہ کہنے لگے یہ تو بڑا زبردست جادو ہے جو موسیٰ نے خود ایجاد کیا ہے ایسا جادو تو آج تک ہمارے باپ دادا کے زمانے میں بھی کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ (بحر) یا اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور دعوت ہے کہ اللہ کے سوا اس کے جہاں کا کوئی مالک و کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی وعاہ اور بیکار کے لائق ہے۔ وصا سمعنا یہذا یعنی بالذی تدعوننا الیہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اہل سمجھ کر ہدایت کا پیغام دیکر بھیجا ہے اور جسے اس نے حسن عاقبت کا وعدہ دیا ہے اللہ اسے تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر وہ ساحر و مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو وہ اسے منصب نبوت پر فائز نہ فرماتا کیونکہ ایسے مفتری اس کے نزدیک فوز و فلاح کے مستحق نہیں۔ (روح و مدارک) امر ثالث یعنی

تَتْلُوَا عَلَیْهِمْ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝۳۵

کر ان کو سناتا ہماری آیتیں پڑھ رہے ہیں رسول بھیجتے اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ اِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحْمَةً

تو نہ تھا کتبہ طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے

مِّنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْهُمْ مِنْ نَّذِيرٍ

تیرے رب کا تاکہ تو ٹورسنادے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرناؤں والا

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝۳۶

مجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اتنی بات شیعہ کے لئے کبھی

تُصِيبُهُمْ مُّصِيبَةٌ يَوْمَ تَأْتِيهِمْ فَيَقُولُوا

آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں

رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ الْيَنَّا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَ

اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کہنی کو پیغام دے کہ تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور

نَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۷

ہوتے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی ہے ان کو ٹھیک بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِيَ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ مُوْسٰی

ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

اَوْ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَا اُوْتِيَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ قَالُوْا

کیا ابھی مسکرم نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے

سِحْرٍ تَظٰهَرٰ اَفْوَ قَالُوْا اِنَّا بِكُلِّ كَفْرٍ وَّ ن ۝۳۸

دونوں جادوئیں آپس میں موافق ملا کر کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے طے تو کہہ

فَاْتُوا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ

اب تم آؤ گے کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کر میں اس پر چلوں

منزل ۵

قُلْ رَبِّیْ اَعْطٰکُمْ مِّنْ حَآءِ بِآلِہِہِ الْاٰلِہِ اس پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تھا ایسا ہی جواب دینے کا حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ ۳۷ فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر بروہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے ازراہ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اسے شرفار قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں موصیٰ قرآن ص ۱۷ کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور تورات کے حکم سے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر فسح نہ ہو سوم وار ہے اور بھیری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔

فتح الرحمن ص ۱۷ یعنی توریت و قرآن ۱۲۔



ہوسکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَأَوْقِدْ لِي يَهَامُنْ عَلَى الظَّالِمِينَ الخ ارے ہامان فوراً بجھنے اینٹوں کی بھیڑ پڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر تیرہ گھر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون کانت عادتہ متی ظہرت حجة موسیٰ ان یتعلق فی دفع تلك الحجة بشبهة یروجها علی اغمار قومہ و ذکر ہذا شبہتین الاولی قولہ ما علمت لکم من الہ غیری الشبهة

الثانیة قوله فَأَوْقِدْ لِي يَهَامُنْ عَلَى الظَّالِمِينَ الخ (کبیر ج ۶ ص ۵۸) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون کے حکم کے مطابق ہامان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف دفع الوقتی کے لئے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الا قرب انہ کان اوہم لبناء ولم یبن (کبیر ج ۶ ص ۵۸) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یا ہامان ابنی لہ صرْحاً لکھائی الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تقریر ہے اور اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ ۳۸۔ یہ فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی اور ان کے کبر و غرور کا بیان ہے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت و عظمت انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی کبر و نخوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی تعظموا عن الایمان ولم ینقادوا للحق (خازن ج ۵ ص ۱۴) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمت اذادی فمن تازعنی واحد منہما القیتہ فی النار (سورہ ج ۲ ص ۳۸) ۳۹۔ فرعون، اس کے اصرار و بار بار اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و

۸۶۱ القصص

ان کنتم صدیقین ۴۹ فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اھواءہم ومن اضل من اتبع اھواءہ یغیر ھدی من اللہ ان اللہ لا ھدٰی لقوم الظالمین ۵۰ ولقد وصلنا الھم القول لعلھم یتذکروں ۵۱ الذین اتینھم الکتب من قبلہ ھم بہ یومئرون ۵۲ واذ ایتلے علیہم قالوا امانا بہ انہ الحق من ربنا انما کنا من قبلہ مسلمین ۵۳ اولیک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا وایدعون بالھسنۃ السیئۃ ویمارن قنھم ینفقون ۵۴ واذ اسمعوا للغو اعرضوا عنہ وقالوا لانا اعمالنا ولکم اعمالکم سلم علیکم ولا تبغی الجھلین ۵۵

۵۴ منزل

غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو کھڑا کیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھ لو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جھگڑ، نہ لاؤ لشکر و جعلہم اہمات یتدعون الی الشکار الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر و ضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید سے گمراہ کرتے تھے۔ و یؤفوا الیقیمۃ لا ینصرون دنیا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ موضح قرآن فل یہ حبشہ کے فصاری تھے بجائے کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے نہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔ فتح الرحمن فل مترجم گوید یہود و عیسٰی آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ نیرت ہجرت کنند و نسخ یہودیت نصرت فرماں بردار مقتدر قرآن بودند و میبگفتند عرب را فرمان قرآن لازم است واللہ اعلم ۳۳۔



انہیں عذاب سے بچا سکیں گے۔ وَأَتَجَنَّبُهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا وَيَا مِیْنِہُمْ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ساری مخلوق کی لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنا دیا اور آخرت میں بھی وہ مطرود و ملعون ہوں گے۔ **سورة القرون** الاولی سے گذشتہ اقوام متمدنہ مراد ہیں۔ ان اقوام کے پاس اللہ کے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے اور انہیں توحید کی دعوت دی لیکن انہوں نے دعوت توحید کو نہ مانا اور اپنے پیغمبروں کو تعظیلاً یا تو ان کو دنیا ہی میں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اب اسی دین کے احیا کی خاطر موسیٰ کو بھیجا اور اسے تورات دی جس کی ہر آیت میں نور بصیرت کا سامان تھا، وہ سراپا ہدایت اور باعث رحمت تھی کیونکہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے انسان

القصة

۸۶۲

۱ من خالق السموات ۲۰

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ

تورہ پر نہیں لاتا مگر جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو

یہ چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے اور کہنے لگے کہ اگر ہم راہ

الہدیٰ معکَ نَتَخَطَّفُ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ يُمْكِنْ

پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے خط کیا ہم نے جگہ نہیں دی

لَهُمْ حَرَمًا مِّنْ أَمْنًا يُّجِبِي إِلَيْهِ تَسَرُّتُ كُلِّ شَيْءٍ

ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھینچے چلے آتے ہیں اس کی طرف یسوی ہر چیز کے

رِسْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَ

روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے اور

كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قُرْيَةٍ أَبْطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فِتْرَكَ

کتنی نمارت کر دیں ہم نے فتنہ بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گزراں میں اب یہ ہیں

مَسْكِنُهُمْ لَمْ يَنْصُرُوا مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكَانَ

ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم

نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّىٰ

ہم آخر کو سب کچھ لینے والے اور تیرا رب نہیں تھے غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک

يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا

نہ بھیجے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سنا لے ان کو ہماری باتیں اور ہم پر گز نہیں

مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا أَوْتَيْنَاهُم مِّنْ

غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تم کو ملی ہے کوئی

شَيْءٌ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ

ہر چیز سے فائدہ اٹھالینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

منزل ۵

ما متنبی ولفظ  
وَقُلْنَا لِمَنْ

ما متنبی ولفظ  
وَقُلْنَا لِمَنْ

ما متنبی ولفظ  
وَقُلْنَا لِمَنْ

ما متنبی ولفظ  
وَقُلْنَا لِمَنْ

اللہ کی رحمت کا مستحق ہو جاتا تھا۔ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تورات نازل کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعوت توحید فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عرق کر دیا۔ اب چونکہ پھر ضرورت تھی کہ دین حق جو علماء یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں مسخ و محو ہو چکا ہے اسے از سر نو زندہ کیا جائے اس لئے اب مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دے کر بھیجا گیا جس میں یہی دعویٰ توحید پیش کیا گیا ہے جو موسیٰ اور ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا تھا اب اہل عرب اس دعویٰ کا انکار کریں گے تو ان پر بھی دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آجائے گا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو اللہ نے غلبہ دیا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اب اس کا تعلق ابتداء و رسالت یعنی تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُسَبِّحِينَ سے ظاہر ہو گیا۔ انقرض لیان کون ابتداء ہا بعد اہل کہ ہم لا شاعر بانہا نزلت بعد مسائل الحاجة الیہا تمہیداً لما یعقبہ من بیان الحاجة الداعیة الی الانزال القرآن الکریم علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الخ (روح ج ۲۰ ص ۱۷۷) یہاں سے لے کر تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُسَبِّحِينَ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ گذشتہ زمانے کے احوال ظاہری اسباب علم کے بغیر صحیح صحیح بیان فرما رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے وحی کے ذریعہ سے یہ ساری باتیں آپ کو بتائی ہیں۔ ان الوقوف علی ما فصل من الاحوال لا یتسنى الا بالمشاهدة اذ التعلم من شاهدها وحیث انتفی بکلاهما تبین انہ بوجہ من علام الغیوب لا بحالہ (ابو السعود ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غری جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف وحی کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملة الحاضرين للوحي الیہ او الشاهدین علی موضح قرآن و حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ و لایہ کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھ ہو، یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۷۷ یعنی مردمان اخراج کنند ۱۲۔



الوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہم السبعون المختارون للیقات (روح ج ۲ ص ۲۲) لیکن آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تو ہم نے کئی قرن پیدا کئے اور صدیوں زمانہ گزر گیا اس کے بعد ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طرح قَطَاوَل عَلَیْہِمُ الْعُمَرُ کے بعد فَارَسَلْنَاکَ مقدر ہے بقرینہ وَلَکِنَّا کُنَّا مُرْسِلَیْنَ ۱۴۳۳ شاورنگا ای مقیم اسی طرح آپ اہل مدین یعنی قوم شعیب علیہ السلام میں بھی موجود نہ تھے اور نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھنے تھے۔ لیکن ہم نے آپ کو منصب رسالت عطا کیا اور ذریعہ وحی گذشتہ واقعات کی آپ کو خبر دی۔ وَلَکِنَّا اَرْسَلْنَاکَ وَابْخَرْنَاکَ بِہَا وَعَلَّمْنَا کَہَا رَصْدَارَکَ ج ۲ ص ۲۲) جب کوہ طور کے دامن میں ہم نے موسیٰ کو آواز دی اس وقت بھی آپ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو توحید کی دعوت دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی داعی نہیں آیا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں۔ فی زمان الفترۃ بینک و بین عیسیٰ وهو خمس مائۃ و خمسون سنۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۲) یہ تحویف دی ہوئی ہے۔ گو کا جواب آخر میں مقدر ہے ای لہما ارسلا رسولاً اور فَيَقُولُوا اَنْ تُصِیْبَہُمُ الْعَذَابُ فَرَع ہے۔ مُصِیْبَہٌ و نیوی عذاب۔ مَا قَدْ مَتَّ اَیْدِیْہِمُ اَعْمَالُ مَشْرُکَانہ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب ان پر کفر و شرک کی وجہ سے عذاب آجاتا تو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا جس کی ہم پیروی کرتے اور اس پر ایمان لاتے، تو ہم کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرکین کا عذر قطع کرنے کے لئے ہم نے آپ کو اور دوسرے رسولوں کو بھیجا۔ والمعنی لولا انہم قائلون اذ عوقبوا بما قد موا من الشراک والمعا صی ہللا ارسلا الینا رسولاً محتاجین بذلک علینا مَا اَرْسَلْنَا اِلَیْہِمُ اِی انہما ارسلا الرسول اذ لا لہذا العذر عجزاً کبیراً اگر اَنْ تُصِیْبَہُمُ کی ضمیر غائب سے اہل مکہ مراد ہوں تو جواب مقدر کما ارسلاک ہوگا۔ یا جواب مقدر لعد بنا ہم ہے۔ یعنی ہم نے آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکہ کو ان کے شرک کی وجہ سے ہلاک اس لئے نہیں کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔ ورنہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کی وجہ سے وہ اس لائق تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۴۳۳ یہ شکوہ ہے۔ پھر جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرآن ان کے پاس آگیا تو اب ایمان لانے کے بجائے ضد و عناد اور حجادے پر اتر آئے اب کہتے ہیں یہ قرآن تورات کی طرح ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ سوال کرنے والے یا تو یہودی تھے یا مشرکین نے یہودیوں کے ایمان پر سوال کیا تھا اَوْ کَھُتِفُوْا اَلْکِیۃ جواب شکوہ ہے یعنی ان کا سوال محض ازراہ تعنت و عناد ہے، طلب حق کے لئے نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تورات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ تورات اور قرآن کے بارے میں وہ کہتے ہیں سَمَحَرَانِ تَظَاہَرَا یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ ایک قرأت میں سَا حَرَانِ ہے تو اس سے ان کا اشارہ حضرت رسول اکرم اور موسیٰ علیہما السلام کی طرف ہوگا۔ وَرَاٰکَا بِحُلِّ کُفْرُوْنَ الخ چونکہ یہ دونوں کتابیں جادو ہیں اور ان کے لانے والے جادو گر ہیں (عیاذ باللہ) اس لئے ہم دونوں ہی کو نہیں مانتے۔ ۱۴۳۳ اگر قرآن اور تورات جادو کی کتابیں ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب لاکر ہمیں دیدو جو ان دونوں سے زیادہ رُشد و ہدایت پر مشتمل ہو فَإِنْ لَّوْیَسْتَجِیْبُوْکَ الخ اگر تم ان سے بہتر کوئی کتاب نہ لا سکو اور نہ ان کی پیروی کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اور اپنی خواہشات نفسانیہ کے غلام ہو۔ اس طرح یہ آیت سمحران تَظَاہَرَا سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اور وَلَقَدْ اَتٰنَا مُوسٰی الْکِتٰبَ الخ سے متعلق ہے یعنی قرآن رُشد و ہدایت کی واضح اور بین کتاب ہے اور تورات بھی نور بصیرت اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ تھی اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں کتابیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں تو تم ان سے کوئی بہتر کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ۔ وَمَنْ اَضَلُّ حَقِیْقَتِ یہ ہے کہ تم طالب ہدایت نہیں بلکہ خواہشات نفس کے غلام ہو اور جو شخص محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کو نہ مانے اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوتا اور پھر ایسے ضدی اور معاند لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اس لئے انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ ۱۴۳۸ یہ تخریب الی القرآن ہے۔ ہم نے کفار مکہ کے پاس پے پے اور مسلسل آیات بھیجیں اور مسئلہ توحید کو ہر طرح واضح کیا تاکہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں جن کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ تو مان ہی لیں گے۔ ۱۴۳۹ یہ پہلی کتابوں کے علماء سے نقلی دلیل ہے۔ علماء اہل کتاب میں جو انصاف پسند اور خدا ترس ہیں وہ تو اس قرآن پر ایمان لاچکے ہیں اور اس پر کماحقہ عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ یَسْأَلُوْنَکَ حَقِّ تِلْکَ اٰیٰتِہِ اَوَّلِکَ یَوْمَئِذٍ یُّؤْمِنُوْنَ بِہِ (بقرہ ۱۲۶) یہ مؤمنین اہل کتاب کے اوصاف ہیں۔ جب وہ قرآن حکیم کی آیتیں سنتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں آمنا و صدقنا یہ قرآن سراپا حق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے ہم تو اس کے نزول سے پہلے ہی اللہ کی توحید پر قائم تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لاچکے تھے۔ ہمارے کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اِی من قبل القرآن مسلمین مخلصین اللہ بالتوحید مؤمنین بحمد صلی اللہ علیہ وسلم انہ نبی حق (معارج ص ۲۱) اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ لَمَّا شَہِدْ وَاذْکُرْہٗ فِی الْکِتٰبِ لَمْتَقَدِمَۃً وَاَنہم علی دین الاسلام قبل نزول القرآن (روح ۲۱) ان لوگوں کو دوسرا اجر و ثواب ملے گا کیونکہ پہلے وہ اپنی کتاب پر ایمان لائے اور پھر قرآن پر ایمان لائے۔ جہاں صبر و اپنے دونوں ایمانوں پر قائم رہے اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَیَذَرُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ لَمَّا کُنَّا ہُوْنَ سَیِّئَ کَرَامَالِ الخ بجا لاتے ہیں یا مشرکین کی تکلیف و ایذا کا حلم و عفو سے جواب دیتے ہیں۔ یدفعون بالطاعة المعصية وبالاحسان الاذى (مدارک ج ۳ ص ۲۲) ۱۴۳۹ ہر بڑی اور فضول بات یا شرک جیسا کہ امام شاک نے فرمایا ہے۔ (روح) یعنی جب وہ مشرکین سے لغو، یہودہ اور مشرکانہ باتیں سنتے ہیں تو ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ تمہیں سلام ہے ہم تم ایسے نادانوں کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سلام متارکہ ہے نہ کہ سلام تحیہ۔ قال الزجاج سلام المتاركة لا سلام تحیة (مخرج ۱، ۲) ۱۴۳۹ یہ



## ۲. از خلق السموات

اس دن سودہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے نہ ملے سو جس نے کہ تو یہ کی سہ اور یقین لایا

فتح الحاملہ روا عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کفر

فختہ از حملہ روز ۱ یعنی ۱۰ ذی القعدہ ۱۲۰۳ یعنی ۲۴ اکتوبر ۱۷۸۹ء کو فتح کر کے اس کا محاصرہ ختم کیا۔



وَعَمِلَ صَالِحًا فَحَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿۹۷﴾

اور عمل کئے اچھے سو امید ہے کہ جو وہ چھوٹے والوں میں

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ

اور تیرا رب کچھ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں

الْخَيْرَةُ طَسُبْحَنَ اللَّهُ وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۹۸﴾

پسند کرنا اللہ نہ لگتا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شرک بتلاتے ہیں

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۹۹﴾

اور تیرا رب جانتا ہے کچھ جو چھپ رہے ہیں ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَ

اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا کسی کی تعریف ہے دنیا اور

الْآخِرَةِ نُوَلِّهِ الْأَخْكَارَ وَالْيَهُودَ تَرْجِعُونَ ﴿۱۰۰﴾ قُلْ

آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھرے جاؤ گے تو کہہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ

دیکھو تو سب اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو

يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ ط

قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی

أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ

پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر

اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ

دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے

يَأْتِيكُمْ بِبَيِّنَاتٍ لِّتَسْكُنُوا فِيهِ فَبَلَا تَجِبُونَ ﴿۱۰۲﴾

کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

مَنْزِل ۵

قریب مراد ہیں۔ ۹۷ ہمارے سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کما حقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ ۹۸ یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیا کی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستحار کی زینت و آرائش ہے اسے بقاء و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا اخلا تَعْقِلُونَ ۹۹ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کون سا سودا نفع آور اور کون سا خسارے کا ہے۔ ۱۰۰ استفہام انکاری ہے۔ ایک وہ مؤمن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولت ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ ۱۰۱ یہ تحریف اخروی ہے۔ شکر کائنات سے وہ تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کا ساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے المراد بالشرکاء من عبد من دون الله تعالى من ملك ارجن اوانس اوکوکب اوصنم اوغیر ذلک

درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا اخلا تَعْقِلُونَ ۹۹ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کون سا سودا نفع آور اور کون سا خسارے کا ہے۔ ۱۰۰ استفہام

انکاری ہے۔ ایک وہ مؤمن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولت

ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز

نہیں۔ ۱۰۱ یہ تحریف اخروی ہے۔ شکر کائنات سے وہ تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کا ساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے

المراد بالشرکاء من عبد من دون الله تعالى من ملك ارجن اوانس اوکوکب اوصنم اوغیر ذلک (روم ج ۲ ص ۱۲) بھرج ۷ ص ۱۲، قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کار ساز سمجھا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں

تمہارے سفارشی ہیں۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں بچھڑاتے؟ آئین مآ کنتم تعبدونہ وتجعلونہ شریکاً فی العبادۃ وتزعمون انہ یشفع ابن ہولینصر کم ویشخصکم من ہذا الذی نزل بکم (کبیر ص ۲۲) ۱۰۲ موصول سے کفر و شرک کے امام اور شیوا مراد ہیں یعنی مشرک پیر جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور لھو کرے سے ان کے شرک پیر اور مستیع راہ ہیں۔

گہنا غور کتنا قبل کے لئے بہتر معلوم ہے الذین حق علیہم القول بالشیاطین وائمة الکفر رؤسہ (بحر

یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوا اِيَّاكَ اَعْبُدُونَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءھم ویطیعون شھواتھم (صد (۱۳ ص ۱۵) ۱۰۳ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کار ساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے

کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شَطِیْبٌ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ خذوف ہے۔ (روح) یا تو قہقہہ کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنوا لو انھم کانوا ھتدین فلا یحتاج

علیہم القول بالشیاطین وائمة الکفر رؤسہ (بحر

یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوا اِيَّاكَ اَعْبُدُونَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءھم ویطیعون شھواتھم (صد (۱۳ ص ۱۵) ۱۰۳ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کار ساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے

کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شَطِیْبٌ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ خذوف ہے۔ (روح) یا تو قہقہہ کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنوا لو انھم کانوا ھتدین فلا یحتاج



الحجواب (روح ج ۳ ص ۲۸) ۳۱ قیامت کے دن مشرکین سے یہ سوال بھی ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ کے رسولوں کو کیا جواب دیا اور ان سے کس طرح پیش آئے جو انہیں شرک سے روکتے اور توحید کی دعوت دیتے تھے۔ فَعَمِيَّتْ عَلَيْهِمُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ۔ انہیں سب کچھ بھول جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ ۳۲ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ۳۳ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تک وہی دعوی دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے جس

من مخرقة السموات ۲۰ ۸۶۶ القصص ۲۸

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا

اور اپنی مہربانی سے اللہ بنا دینے ہمارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو

فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۳۱﴾

اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ

اور جس دن ان کو پکارے گا کہ تم تو فرمائیے کہاں ہیں میرے شریک جن کا

كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۳۲﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ

تم دعویٰ کرتے تھے اور ہر گروہ سے ہم سے

شَهِيدًا أَقْلُنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعِلْوا إِنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ

ایک احوال بتلانے والا ہے ہر گروہ کے لئے اپنی سند تب جان لیں گے کہ حق ہے اللہ کی

وَصَلَّ عَنْهُمْ مِمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳۳﴾ إِنَّ قَارُونَ

اور قارون ہمیں گئی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے و قارون جو تھا لے

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ

سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر اور ہم نے دیئے تھے ہر

الْكُنُوزِ مَا ارْتَضَىٰ لِنَفْسِهِ لَتَنُوبَ أُولَئِ الْعَصِيَّةِ أُولِ

کو خزانے اتنے کہ اس کی کنبیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی مرد زور

الْقُوَّةِ أَذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ

اور جب کہا اس کو اس کی قوم نے اترامت اللہ کو

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿۳۴﴾ وَابْتَغَ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ

نہیں بھلنے اترانے والے و اور جو تجھ کو سے اللہ نے دیا ہے اس سے کمالے

الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ

پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے و اور بھلائی کر

منزل ۵

وضع قرآن ۱۰ احوال بتانے والا پیغمبر یا ان کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ و قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگاری یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضرر کھتا موسیٰ سے منافق بن کر پیچھے عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روہر لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر یہ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھا یا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا۔

فتح الرحمن ۱۰ یعنی ہر پیغمبر پر قوم خود گواہی دہد ۱۲ و ۱۳ یعنی در دنیا عمل صالح بجا آر ۱۲۔

کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر مصائب برداشت کئے اور جسے فرعون نے روک دیا اور مقابلے میں ماریاں کھائیں کہ مومن راہِ حق پر کھڑے رہیں۔ اور جس دعویٰ کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور مشرکین نے اس کا انکار کیا۔ وہ دعویٰ یہ تھا وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔ غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ۔ یہ دعویٰ مذکورہ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اور سارے جہاں میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی مخلوق میں سے کوئی مختار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اختیار و تصرف میں اس کا مزاحم ہو اور وہ مشرکین کے شرک سے برتر اور منزہ ہے۔ اسی تنزه بذاتہ تنزه خاصاً بہ من ان ینازعہ احد او ینزاحم اختیارہ (ابو السعود ج ۶ ص ۶) ۱۱ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْغَنِيُّ ذُو الْجَوَارِ الْمُنِيرِ۔ دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو لا محالہ حاجات و مشکلات میں پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ بِدُورِ الْغَمِّ دُنْيَا اُمِّهِمْ۔ آخرت میں صفات کار سازی کا مالک وہی ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا میں بھی وہی کار ساز ہے اور آخرت میں بھی مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے پہلی دلیل دوسری کے لئے علت ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ ثبوت دعویٰ کا مدار چونکہ امر اول (پہلی دلیل) پر ہے اس لئے اگلی تین دلیلوں سے اسی کو ثابت کیا ہے۔ وَكَهَ الْخَمْرِ الْخَمْرُ غَائِبًا عَنْكُمْ عَنِ الْقَضَاءِ وَقَدَرِ الْخَمْرِ

میں یہ قول بھی دیکھیں

میں یہ قول بھی دیکھیں

میں یہ قول بھی دیکھیں



كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ط

جیسے اللہ نے بھلائی کی مجھ سے اور مست چاہ خرابی ڈالنی ملک میں

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ

اللَّهُ كَمَا بَحَثَنِي خِرَابِي وَاللَّهُ وَلِيٌّ لِّمَنِ الْكَوَالُ ط

عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي أَوْ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ

اِبْنِ هِنْدَ سَ جَوْمِ رَے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا ہے کہ اللہ غارت کر چکا ہے

مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکعتی تھیں زور اور

أَكْثَرُ جَمْعًا ط وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝

زیادہ رکعتی تھیں مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہات

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ط قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

پھر نکلا ہے اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يَلِيتُ كُنَّا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

دنیا کی زندگی کافی ہے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی

كَذُوحٌ عَظِيمٌ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيُكَفِّرُ

بُری قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ لے خرابی تمہاری

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ أَمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقَاهَا

اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے

إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَّلْنَاهُ الْأَرْضَ غُثًّا

دل میں پڑتی ہے جو پسند والے ہیں وہ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو لکھ اور اس کے گھر کو زمین میں پھنسا

كَانَ لَهُ مِنْ فِعْلِهِ يُنْصَرُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوا اور نہ وہ

منزلہ

بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کسی کا اس میں دخل نہیں۔ برکات دہندہ اور حاجت روائی کا فیصلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ ۸۶۶ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ یعنی یہ بات تم بھی جانتے اور مانتے ہو کہ دن رات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ قیامت تک رات ہی رہے اور دن کبھی نہ آئے تو کیا تمہارے معبودوں میں اللہ کے سوا کوئی ایسا کارساز ہے جو تمہیں دن کی روشنی مہیا کر سکے۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ نِجْمًا مُنِيرًا لَيْسَ لَكُمُ يَوْمَئِذٍ عَنْ اللَّهِ حِصْرٌ ۖ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ

کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان لائل میں غور و فکر کر کے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ ۸۶۷

یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔

یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شکر کرنا اور معبودان باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب سے بڑی ناشکری ہے۔ ۸۶۸

یہ تالیف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ

آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں نے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع کر دیا۔ ۸۶۹

شہیدان سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی امت کو دعوت پہنچادی اور جب اس نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی

نبیہم لان الانبیاء علیہم السلام شہداء علیہم شہدائون بما كانوا علیہ (مدار ۲ ج ۳ ص ۱۸) کے

الشہید لشہد علی تلک الامۃ بما صد رصنہا وما اجابت بہ لما دعیت الی التوحید وامنہ

قد بلغہم رسالۃ ربہم (بجرح ۱ ص ۱۳) کے

نیک مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جراثیم و

معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین

الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

موضع قرآن و خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حق کے موافق کھا پیو اور زیادہ مال سے آخرت کمال ایک

ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گناہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ برا کام

کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا۔ و ل یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر

گرتے ہیں، نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بری قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سوچے خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں

آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے میں ہزاروں برس۔

فتح الرحمن ص ۱۷ یعنی در صورت لزوم ہاداش مجال عذر نیست ۱۲۔



سمجھتے رہے۔ ان الحق اللہ فی الالوہیۃ لایشارکہ سبحانہ فیہا احد (روح ج ۲ ص ۲۱) غیر اللہ کو کار ساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ مآکانوا یفنون من الوہیۃ غیر اللہ والشفاعۃ لہم (مد رک) لکھ یہ تخیف و نیوی ہے اور وَمَا أُوتِیْتُکُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِنْہ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام

القصص ۲۸

۸۶۸

امن خلق السموات ۲۰

مِنَ الْمُتَصَرِّينَ ۝۸۱ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَسَّوْا مَكَانَهُ

مدد لا سکا اور جسر کو لے پہنچے جو کل شام آرزو کرتے

بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيُكَانُّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

بھی عکس اس کا سادہ ارے حسد الی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَن يُشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ لَا أَنُ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بَنَاتُ وَيُكَانُّهُ لَا يُفْلِحُ

بسم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے بڑائی یہ تو بھٹکارہ نہیں

الْكَافِرُونَ ۝۸۲ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پائے منکر وہ کھر عکس بھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ۝۸۳ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝۸۴ مِّنْ حَبَاءِ

بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی وہ جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۝۸۵ وَمِنْ حَبَاءِ

بھلائی وہ اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ

بڑائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۸۶ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے جس نے نہ حکم بھیجا

عَلَيْكَ الْقِسْمَ أَنْ لَرَأَدُكَ إِلَى مَعَادٍ قُلْ سَرِّحْنِي

بجھڑ فسر آن کا وہ بھرنے والا ہے مجھ کو پہلی جگہ تو کہہ دے میرا رب

منزل ۵

دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کی ہمارا مراد لیا ہے۔ ارادہ علیہ بوجودہ الامکان سبب والتجارات (کبیر ج ۱ ص ۲۱) قال ابن المسیب علم الکیمیا (روح) لکھ یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش موضع قرآن و لایق قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قیمت ہے بڑی قیمت ہے سو وہ ان کو ملے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے و نیکی پر وعدہ دیا کی کا وہ ملنا ہے مقرر اور بڑائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو کر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی آخرت ۱۲۔

کے والد عمران اور قارون کا والد یصہر دونوں جیٹھے بھائی تھے جو فہم بن لادی بن یعقوب کے بیٹے تھے۔ (روح) قارون منافق تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا سے پار ہو گیا و لم یکن فی بنی اسرائیل اقرا صہ للتوزیۃ و لکنہ نافع کما نافع السامری (خازن ج ۵ ص ۲۸) وہ کثرت مال کی وجہ سے دوسرے اسرائیلیوں پر ظلم و زیادتی کرتا تھا۔ مفاہیج سے مراد خزانے ہیں نہ کہ کنجیاں جیسا کہ حضرت ابن عباس اور دوسرے مفسرین نے کہا ہے قال السدی ای خزائنہ و فی معنای قول الضحاک ای ظروفہ و اوعیتہ و مروی نحو ذلک عن ابن عباس و الحسن (روح ج ۱ ص ۲۱) اور عصبۃ تین سے دس آدمیوں تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے اسے اس قدر دولت دی تھی کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی جماعت بڑی مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ اذ قال الخ کے متعلق ہے یا اس کا متعلق محذوف ہے ای اظہر التفاح و الفرج (روح) لکھ قوم کے لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دولت دی ہے اس میں اللہ کا حق ادا کر کے اور اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر کے سامان آخرت تیار کر اور دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا۔ جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور تجھے دولت عطا فرمائی ہے اسی طرح تو اللہ کے بندوں پر احسان کر اور دولت کے بل پر زمین میں شرف و فساد پامت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ شریف لوگوں کو پسند نہیں فرماتا لکھ قارون نے اپنے ناصحین کو نہایت ہی سرکشانہ جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔

۱۱

۱۲



اور منکر مجرموں کے گناہوں کا کوئی حساب کتاب نہیں کیا جاتا اور انہیں بلا حساب ہی جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ جرم و گناہ اور معاصی کے سوا ان کے لیے کچھ ہوتا ہی نہیں۔  
لعلمہ تعالیٰ یہ ہر بلید خلون النار بغیر حساب (مدارک ج ۳ ص ۱۳۸) ۱۷۷ قارون ایک دفعہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ، اپنے قدم و حشم کے جلو میں نہایت ہی بیش قیمت لباس اور ساز و سامان کے ساتھ نکلا۔ جب دنیا دار لوگوں نے اس کی شان اور آن بان دیکھی تو بول اٹھے ہائے کاش! ہمارے پاس بھی اس قدر دولت ہوتی۔  
قارون تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دُنْيَا دُنْيَا دُنْيَا کی باتیں سن کر دیندار اور اہل علم نے اس آرزو پر انہیں سرزنش کی اور کہا تم پر افسوس!

تم دنیا کی تمنا کرتے ہو حالانکہ ایمان اور عمل صالح کا ثواب  
واجب اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن یہ خیال صرف انہی  
لوگوں کے دلوں میں آتا ہے جو ایمان و عمل صالح پر  
قائم ہوں اور شہوات و معاصی سے اپنے نفس امارہ  
کو قابو میں رکھ سکتے ہوں۔ ۱۷۷ قارون کی سرکشی  
اور اس کے عناد و استکبار اور انکار و تجدد کی وجہ سے  
ہم نے اس کو اور اس کے عالیشان عمارت کو خزانہ دہ  
سمیت زمین میں دھنسا دیا قَتَلْنَا كَانْ لَكَ مِنْ فَخْرِكَ الْخ  
دنیا میں ہزاروں افراد اس کی خدمت اور امداد و اعانت  
کرنے والے موجود تھے مگر عذاب خداوندی سے اسے کوئی  
بھی نہ بچا سکا۔ قارون کے بارے میں کئی پیر و پا قصے  
مشہور ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ مثلاً اس کے  
خزانے اس قدر زیادہ تھے کہ ان کی چابیاں ساٹھ بیالیس  
تھیں اٹھاسکتی تھیں جب کہ ایک چابی صرف انگلی کی  
مقدار لمبی تھی اور اتنی ہلکی کہ چمچے سے بنائی گئی تھی۔  
اسی طرح جب وہ شان و شوکت سے نکلا تو اس کے  
آگے پیچھے اور دائیں بائیں ستر ہزار پیادوں، چار ہزار  
گھوڑ سواروں اور تین سو لونڈیوں کا جلوس تھا۔ علی  
ہذا قارون اس وقت سے لے کر اب تک زمین میں  
دھنس رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا وغیرہ  
وغیرہ یہ سب بے سند اور جھوٹے قصے ہیں۔ علامہ آلوسی  
لکھتے ہیں کہ فلکیات کے ماہرین کے مطابق زمین کے قطر  
کی مقدار معین ہے اس لیے یہ دھنسنے کا واقعہ اشکال  
سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بصحة ذلك بل هو  
مشکل ان مع ما قال الفلاسفة في مقدار قطر الارض  
روح ج ۲ ص ۱۲۱، ۱۷۷ کل جن لوگوں نے قارون  
کی شان و شوکت دیکھ کر اس جیسی دولت اور شان  
کی تمنا کی تھی اب وہ اپنی باتوں پر عداوت کا اظہار  
کرنے لگے اور کہا دولت کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار

أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ  
هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَمَا كُنْتَ  
تَرْجُو أَنَّ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا  
رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ  
ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ۝ وَلَا يَصُدُّكَ  
عَنِ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ  
وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ  
إِلَهًا آخَرَ مَا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ قَدْ كَلَّمَ  
نَسِيَّ هَٰلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ لَكَ  
الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوچھ اور کون

پہڑا ہے صریح گمراہی میں ہے اور کون

توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے تمھ پر کتاب مگر

مہربانی سے تیرے رب کی سو تو مت ہو کون

مسدود کار کافروں کا ہے اور نہ ہو کہ وہ تمھ کو روک دیں

اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف

اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو

شرک والوں میں ہے اور مت پکارا کون اللہ کے سوا

دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا ہے ہر

چیز کون فنا ہے مگر اس کا منہ اسی کا

حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

میں ہے وہ جسے چاہے دولت مند بنائے اور جسے چاہے تنگ دست کرے اور اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر دولت نہیں  
دی ورنہ ہم بھی قارون کی طرح سرکش اور خدا کے نافرمان اور باغی ہو جاتے اور ہمارا بھی وہی خیر ہوتا جو قارون کا ہوا۔ ۱۷۸ یہ بشارت اخروی ہے شروع میں  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے دعوت توحید کی خاطر بہت مصائب اٹھائے اسی طرح اسے پیغمبر آپ پر بھی اس دعوت کی وجہ سے مصائب  
موضع قرآن پہلے لاوے گا پہلی جگہ آیات اتری۔ ہجرت کے وقت پھر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ وٹ یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ  
جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ وٹ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن، گو کہ اپنے قرابتی ہوں۔ وٹ  
اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو، مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ۔







## سُورَةُ الْقَصَصِ مِیْلَاتِ تَوْحِیدِ اور اِکی خصوصیات

- ۱۔ قَالَتَا لَا تَسْقِي بَحْتًا بَيْدًا وَالرَّعَاءُ السَّخِ (۳۶) — خاندانِ شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بنا پر رکھی تھی۔
- ۲۔ تَمْشِي عَلَى السِّنِينَ حَيَاءً — عورت کو ہر حال میں شرم و حیا سے رہنا چاہئے۔
- ۳۔ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْكُتَكَ الْخَمْسَ سَالٍ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَاسِ خِدْمَتِ كَمُ ذَرِيعَةِ تَرْبِيتِ دِي كَمُ تَاكَ وَهَ أَتْنَهُ مَصَائِبِ بَرَدَاثَتِ كَرْنِ كَمُ قَابِلِ هُوَ جَائِسِ —
- ۴۔ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُتُوا — تَا — كَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَهُ (۳۶) نفی علم غیب از موسی علیہ السلام۔
- ۵۔ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ — سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔
- ۶۔ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَكُ — تَا — إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ — نفی علم غیب از موسی علیہ السلام۔
- ۷۔ وَمَا كُنْتُ بِجَانِبِ الْعَرْشِ — تَا — كَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۷۶) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸۔ وَكَيَوْمَ يَنذِرُهُمْ — تَا — كَوَاسِهِمْ كَاثُورًا يَهْتَدُونَ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ — تَا — وَكَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ — نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ إِنَّ الَّذِي كَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ — الخ توحید کی خاطر مصائب برداشت کرنے کے بعد آخر غلبہ آپ ہی کو ملے گا۔
- ۱۱۔ وَمَا كُنْتُ تَتَوَجَّوْا أَنْ يُلْقَى الْخَمْسَ نَفِي عِلْمِ غَيْبِ از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم — اللہ تعالیٰ توحید کو ماننے کی توفیق دے تو مشرکین سے تعاون نہ کرنا چاہئے۔
- ۱۲۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ الْخَمْسَ نَفِي شَرِكِ فِي التَّصَرُّفِ —

آج بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۸۷ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۶ بجے صبح  
سورۃ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولی والاخرۃ والصلوۃ والسلام  
علی رسولہ الشافع المشفع بالساہرۃ وعلی آلہ وصحبہ المقترین بسنتہ الطاہرۃ



سُورَةُ عَنكَبُوت

**رابط** | سورہ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورہ القصص کے ساتھ نانی ربط یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہو گیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید اللہ کے سوا کوئی کار ساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا حاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو، کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا۔ جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ باد و باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب و بلیات میں کام نہیں آ سکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد اشعار میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ | سورہ مشکوٰۃ کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لفظ و نشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائل عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتزاز من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ — ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

[illegible]

دوسرا دعویٰ — مشترکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ اَنْ يَكْسِفُوهَا الْخُمْ - اس دعوے پر چار قصے مفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعب علیہ السلام کا ہے۔ اور الی مدین انھم شعیباً۔ تا۔ فاصبحوا فی دایرہ حم جشمین ۵ (۴۶) دوسرا اور تیسرا قصہ عاد و ثمود و قوم ہود و صالح علیہما السلام کا ہے۔ وعداء او شموذا تا۔ وکانوا مستبصرین۔ چوتھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وقارون وفرعون وهامان۔ تا۔ ولکن کانوا انفسهم یظلمون۔ ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق و فجور اور انکار و عصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ نہیں آسکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے، لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر کپڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فاستکبروا فی الارض وما کانوا سلطیین۔



## مرکزی دعویٰ — اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلَافًا — وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ہ اس کے بعد اس دعویٰ پر چار عقلی و بلیس، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کا لہ، اس کی وحدانیت اور کار سازی کی دلیل ہے۔ اُنْزِلْ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ الْحَدِيثَ یہ دہم دلیل وحی ہے۔ جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی جا رہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاقْبُوا الصَّلَاةَ یہ امر مصلح ہے۔ مشرکین کی ایذا رافع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ یہ طریق تبلیغ ہے۔ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَاتَّبِعْنِ أَنْتِهِنَّ لَعَلَّكُمْ أَتَقْوُوا دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْأَلُونَ اللَّهَ بِحُجَّتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْهَمُونَ ہ بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لکھنا پڑھنا جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعویٰ توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَفَالَّذِينَ كَفَرُوا نُزِّلَ عَلَيْهِمُ الْكِتَابُ بِشُرُوفِ الْغَيْبِ یہ شگہی ہے مشرکین کہتے ہیں ہمیں من مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا؟ قُلْ إِنَّمَا الْإِنشَاءُ عِنْدَ اللَّهِ

جواب شگہ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اُولَئِكَ يَكْفِيهِمْ أَنَّا نُنْزِلُ الْإِنشَاءَ عَلَيْكَ یہ بھی جواب شگہی سے متعلق ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم کرنے کے لئے انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَكَيَسَّرَ لَكُمُ الْكَلِمَ الْيُسْرَىٰ زجر جمع تخویف دنیوی و اخروی۔ اعادہ زجر جمع تخویف دنیوی و اخروی۔

لِيُعْبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا الْإِسْلَامَ بِه ابتداء سورت یعنی وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر

توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذا پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بشارت اخروی۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ أَعْرَضَ عَنْ يَوْمِئِذٍ یہ جواب سوال مفرد ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ بے زبان چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتے ہیں تمہیں بھی دے گا اس کی نگر نہ کرو۔

وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَكُنْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی مبیل الاعتراف من الخفم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اور دوں کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللَّهُ يَبْسُطُ مَوْضِعَ قُرْآنٍ پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔

الْعَنْكَبُوتُ ۲۹

۸۷۳

امن خلق السموات ۲۰

سورة العنكبوت لے مکہ میں نازل ہوئی اس کی اختصار آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يُبَيِّنُوا أَنْ يَقُولُوا

کہا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ یہ کہ پھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

أَمَّا وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ

ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے ہم نے جانچا ہے ان کو جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا

ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكَذِبِينَ ۚ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کہا یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں

السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۚ مَنْ

برائیاں کہ ہم سے نوح جائیں بری بات طے کرتے ہیں وہ جو کوئی

كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ وَ

توقع رکھتا ہے کہ اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آ رہا ہے اور

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا

وہ ہے سنے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو

يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۚ

اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ

اور جو لوگ ایمان لائے اور کئے بھلے کام ہم انار دیں گے۔

منزل ۵



١. من خلق السموات ٢. ٨٦ ٣. العنكبوت ٤.

ان پر سے برائیاں ان کی اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر

کاموں کا ٹ اور ہم نے تاکید کر دی ہے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے ہٹنے کی

اور اگر وہ تجھ سے زور کرے کہ کوئی شریک کرے میرا جس کی بھگت کو حشر نہیں

تو ان کا کہنا مت مان۔ مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سوویس بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم

کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے کہ اور بھلے کام کئے

ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ق اور ایک وہ لوگ ہیں جو کہ

کہتے ہیں یقیناً اللہ ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کمرے لگے لوگوں

کے ستانے کو جہاں اللہ کے عذاب کے اور اگر آپ پہنچے مدد سے تیرے رب کی طرف سے

تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا = ہمیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ

سینوں میں ہے جہان والوں کے اور البتہ ظلمہ معلوم کرے مہم اللہ ان لوگوں کو جو

یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کر لیا جو لوگ دغا بازیں اور کہنے لگے منکر

منزلہ

قَادَّارِكَبُوا فِي الْفُلْكِ الْخَمْسَةِ زجر بر  
مشترکین۔ جب ان کی کشتیاں خطرات میں گھر جاتی ہیں تو وہ  
سب کو چھوڑ چھاڑنا اللہ کو پکارتے ہیں، جب اللہ ان  
کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو پھر شرک  
کرنے لگتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَسِرُوا اَنْتَا جَعَلْنَا الْاَنْدَالَسَ مِنْ مَحَلِّ  
غُورٍ وَفَكَرُوا اور ہمارے احسانات کو بھی دیکھو اور ان  
کا شکر بجالاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کے جوار میں بسا دیا  
ہے اور امن و اطمینان کی زندگی عطا کی ہے۔ وَمَنْ  
اَظْلَمُ مِنْ اَخْتَرَى الْخَمْرَ مَرَجَ خَوْفِ احْسَرٰى۔ وَ  
الَّذَيْنِ سَآهَدُوْا فِیْ سِنَا الْخَمْرِ یہ بھی ابتدائے سورت سے  
متعلق ہے۔ مسئلہ توحید کی وجہ سے کفار کی طرف سے  
مصائب آئیں گے جو لوگ مردانہ داران کا مقابلہ کریں گے  
اور توحید کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے پر آمادہ ہو جائیں  
ہم انہیں راہ توحید پر ثابت قدم رکھیں گے اور انہیں  
سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا کریں گے۔ ۱۷  
سورت کا پہلا دعویٰ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کی  
رضامندی اور عظیم جنت حاصل کرنے کے لئے دعویٰ توحید  
کو صرف مان لینا ہی کافی ہے اور اس کے بعد وہ آزاد ہیں  
اور آزمائشوں اور تکلیفوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا نہیں  
جائے گا، استفہام انکاری ہے یعنی لوگوں کا یہ خیال صحیح  
نہیں بلکہ دعویٰ توحید کی وجہ سے انہیں مشرکین کے ہاتھوں  
مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا ہو گا وَلَقَدْ فَتَنَّا  
الْخَمْرَ جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کو بھی ایسا کرنا پڑا۔  
جب انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید  
پیش کی تو قوموں نے انہیں گونا گونے مصائب کا تختہ مشق  
بنایا۔ اسی طرح ان کے متبعین کو بھی آلام و مصائب میں  
بتلا گیا۔ فَكَيْعَلَكُمْ اللّٰهُ الْخَمْرَ یہ ابتلا و امتحان کی  
حکمت اور علت ہے۔ اور علم یہاں بمعنی اظہار و  
تبيين سے ومعنی لایۃ فلیمظہر ان اللہ الصادقین

مخبریات اخروی

تکوی و تنویف ۱۲

من الکاذبین (خازن و معالجہ ص ۵۵) یعنی ہم ہجرت سے، مصائب و مشکلات سے اور اقامت فرائض و واجبات سے مسلمانوں کی آزمائش کریں گے تاکہ  
 خلص اور منافق، راسخ الایمان اور ضعیف الایمان میں امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے اتہ تعالیٰ یتجنہم عشاۃ التکالیف  
 کالمہاجرة و المجاہدۃ و در فضل الشہوات و وظائف الطاعات و فنون المصائب فی النفس و الاموال لیتمیز المخلص من المنافق و الراستخ فی  
 الایمان من المتزلزل فیہ فیما مل کل ہما یقتضیہ و یجازیہم سبحانہ بحسب مراتب اعمالہم (روح ج ۳ ص ۳۷) یہ دوسرا دعویٰ ہے مشرکین کا نبیال  
 موضح قرآن و یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ و دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ  
 ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑئے۔



باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ التَّائِبَاتِ کفر و شرک و معاصی۔ التَّائِبَاتِ ای الشُّرَکِ والمَعَاصِی (مدارک ج ۳ ص ۱۹۱) فعل مضارع حدوث و تخریب و دلائیلت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر و شرک اور فسق و فجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بد اعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ سکیں گے؟ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ لہٰذا یہاں سے لیکر شروع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت و تحویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوا الْآخِرَةَ توحيد کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ انہیں کافروں کی ایذا سے ہجرت بھی کرنا ہوگی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب و آلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاهَدَ الْيَنبِیَّاءَ جو لوگ محض دین حق کی خاطر ترک وطن کی مشکلات اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس سے فائدہ انہی کا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرے انہیں اجر عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکہ ہے بلکہ جہاد سے ایذا کفار پر صبر کو مراد ہے (موضع) ای ومن جاهد فی الدین و صبر علی قتال الکفار و اعمال الطاعات فانتما یسعی لنفسه ای ثواب ذلک کلامہ (قرطبی ۱/۳۳۳) یہ ان مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب و آلام پر صبر کیا۔ اٰمَنُوا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الْخَيْرِ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن رتبہ سے بہتر جزا دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَنْ جَاءَنَا بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا ای حسن جزاء اعمالہم و الجزاء الحسن ان یجازی بحسنة حسنة واحسن الجزاء ان یجازی بالحسنة الواحدة بالعشر و زیادة (روح ۳۱/۳۲) حضرت یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال

یعنی ہجرت کی جزا دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہترین عمل کی پوری پوری جزا دیں گے اور مفہوم مخالف مراد موضع قرآن پر بھی دل کھاتے ہیں طوفان سے پہلے اتنا ہے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی تودہ سو برس و ک جس وقت یہ سورت اتاری ہے حضرت کے بار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینہ کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناف سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدریں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فتح الرحمن و یعنی بارگاہ شہن و گمراہ گردن بردارند و بارنابعان از سر ایشان دفع نمند ۱۲۔

العنکبوت

۸۷۵

۱ من خلق السموات ۲

لَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ

ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ

وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ

اور وہ کچھ نہ اٹھالیں گے ان کے گناہ

إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا

بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھالیں گے اپنے سارے بوجھ اور کتنے بوجھ

مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمَّا كَانُوا

سارے بوجھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھا ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کر وہ

يَفْتَرُونَ ۝۱۳ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ

جھوٹ بناتے تھے و اور ہم نے بھیجا سارے نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا

فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ

ان میں ہزار برس چکاس برس کم پھر پکڑا ان کو

الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝۱۴ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ

طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور

السَّفِينَةَ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝۱۵ وَإِذْ رَأَيْنَا

جہاز والوں کو اور دکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے وسطیٰ اور ابراہیم کو

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ

جب کہا اس نے اپنی قوم کو سارے بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۱۶ إِنَّمَا نَعْبُدُونَ

بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پہنچتے ہو

مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْ شَاءَ مَا وَخَفُونَ إِنْ كُنَّا

اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

متزل ۵

اسی طرح قصہ متزل

متعلق بدوئی اولیٰ



۲۔ امن خلق السموات ۲۔

العَنْكَبُوتُ ٢٩

جن کو صلہ کم پوجتے ہو اللہ کے سوا کے وہ مالک ہمیں بہاری

روزی کے سوئم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روتی اوداس کی بندگی کروادہ

اس کا حق مانو۔ اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تلو

تو جھٹلا چکے ہیں بہت فکے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو

بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر دیکھا دیکھتے ہیں علیہ کیوں مقرر شروع کرتا ہے اللہ

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیر طویل کرے۔ آمین

١٣٣٣

وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلدِّينِ مُطِيعًا

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ ۝

وَلَا فِي السَّمَاءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا

( )

جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور توحید کی راہ میں آئیوالی ہر مصیبت اور تکلیف میں ثابت قدم رہے ان کو ہم صالحین میں شمار کریں گے اور انہیں ان جیسی ہی جزا دیں گے۔ اِی یجعلہم منہم ویدخلہم فی عدادہم کما یقال لبقیہ من العلماء اکبر ج ۶ ص ۵۸ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے

الغیۃ نزلت فی المنافقین (قرطبی ج ۳ ص ۱۳۳) اودٰی فی اللہ الخ یعنی اللہ کی توحید کی خاطر اور اس کی راہ میں اِی راجلہ عزوجل علیٰ ان فی السببیۃ او المراد فی سبیل اللہ یا ان عنہم امشرون علی الایمان بہ تعالیٰ (روح ج ۲ ص ۱۳۳) ایمان والوں کو توحید کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان منافقوں کی طرح کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہوگا جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کی خاطر مشرکین کی طرف سے ایذا پہنچی تو اسے اللہ کا عذاب سمجھ کر جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرنے لگے اور ایمان کو خیر ہا دیکھ دیا۔ اِی نزلوا ما یشیبہم من اذیتہم منزلة عذابہ تعالیٰ فی الآخرۃ فجزعوا منذلک ولہم یصابروا علیہ واطاعوا الناس وکفر با اللہ (تحریر ج ۲ ص ۱۳۳) لیکن اگر مسلمانوں کی فتح و غنیمت حاصل ہو جائے تو مال کے لالچ میں ان سے کہتے ہیں کیا دین میں تم تمہارے ساتھی نہیں؟ اس لئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اَوْ کَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ الخ اللہ نے فرمایا جمعوں کہتے ہیں کیا میں ان کے سینوں کی باتیں نہیں جانتا؟ جس طرح میں مؤمنوں کے اخلاص کو جانتا ہوں اسی طرح ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں۔ مَا فِی صَدْرِہٖوَلَا فِی التَّفَاقُ وَمَا فِی صَدْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْاِخْلَاصِ (مدارک ج ۲ ص ۱۳۳)

روحِ حیران یعنی شروع تو دیکھتے ہو دہرانا اُسی سے سمجھو۔



نَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ

مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ

يَسْأَوْنَ مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

نامید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا

حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

جلا دو پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں

لِقَوْمٍ مُّؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ

ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں خدا اور براہیم بولے منہ جو پھرتے ہیں تم سے

دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ کے سولے تمہارے تھان سودوسی کر کر آپس میں دنیا کی زندگی میں

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ ۚ وَلَيَعَنُ

پھر دن قیامت کے آئے منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ إِلَّا تَارَةً مِّنْ

ایک کو ایک اور ٹھکانا ہمارا آگ ہے اور کوئی نہیں ہمارا

نَصِيرِينَ ۝ فَمَنْ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ

مددگار و پھر مان لیا اس کو لوط نے منہ اور وہ بولایں تو وطن چھوڑنا ہوں

رَبِّي ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے رب رحمت و عفت والا اور دیا ہم نے اس کو اسحق

وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَ

اور یعقوب سلمہ اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

منزلہ

وہ تو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوں گے۔ ایک تو خود ان کے اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور کا بوجھ ہو گا اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور کفر و شرک پر اکسانے سے گناہ کا بوجھ اس پر مستزاد ہو گا۔ دنیا میں جو وہ افترا کرتے رہے اور جھوٹی باتیں بناتے رہے آخرت میں ان کے بارے میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ سلمہ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کا پیغام دیا اور وہ توحید کی خاطر ساڑھے نو سو سال تکلیفیں اٹھاتے اور مشرکین کی ایذا میں برداشت کرتے رہے۔ اسے ایمان والو! تم پر بھی مصائب آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں بلکہ ان پر صبر کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قوم میں ساڑھے نو سو برس رہنے کا ذکر صرف اس جگہ آیا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عرصہ دراز تک توحید کی خاطر مشرکین کے ہاتھوں مصائب برداشت کئے۔ وَآخَذَهُمُ الطُّوفَانُ الخ یہ ضمنا دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مشرکین ہمارے پیغمبر کو ساڑھے نو سو سال ستاتے اور شرک میں لگے رہے ان کا خیال تھا کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکے گا لیکن اللہ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا اور ان میں سے ایک بھی عذاب خداوندی سے بچ نہ سکا۔

فَاَنجَاهُ اللّٰهُ نوحؑ الخ نوحؑ کو اور اس پر ایمان لایو الووں کو جو کشتی نوح میں سوار تھے ہم نے طوفان سے تو بچا لیا لیکن وہ ساڑھے نو سو سال مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ سلمہ یہ دو سرفصلہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی لیکن اس کی وجہ سے وقت کے بادشاہ نمرود، اپنی قوم اور خود اپنے باپ کے مسلسل مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے۔ مِّنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا۔ اَوْثَانًا، تَعْبُدُونَ کا مفعول اور ذوالحال مؤخر ہے اور مِّنْ دُونِ اللَّهِ حال مقدم ہے۔ اسے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور شرک کرنے میں اللہ سے ڈرو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ٹھاکری تو ہیں وہ کب الوہیت کے سزاوار ہیں تم انہیں کار ساز سمجھ کر ایک صریح غلط اور جھوٹا نظریہ پیش کرتے ہو۔ اِی تَکَذِّبُونَ کَذِبًا حِیثُ تَسْمَعُونَ اَللّٰهُمَّ وَتَدْعُونَ اِنَّمَا شَفَعَاؤُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَہ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۱) سلمہ یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کا حصہ ہے۔ فرمایا اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے اور پکارتے ہو وہ تو تمہاری

سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی ہی کے لئے بجالو اور تمام حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا

موضع قرآن و اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام جلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ ملنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ و ل یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روپر و منکر ہوں گے کہ تم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو، تب یہ پوجنے والے ان کو پھینکا دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔ و حضرت لوط جتنے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے نوکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔



العنكسوت<sup>٢٩</sup>

ALA

۲۰ من خلق السموات

دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ

فیکوں سے ہے ف اور میجا لوط کو جب کہا اسٹ اپنی قوم کو ستہ تم

آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے

جہاں میں کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور

راہ مارے ہو قلم اور کمرے ہو ابھی جس میں براہم

پھر یہ جواب دیا تھا اس کی قوم کا منہ نہیں نہ جو ہے اسے اس پر ہر ملک

اللہ کا اگر تو ہے سہا بولا اے رب میری مدد کر

ان شریہ لکھنؤ پریس اور جب شریہ لکھنؤ پریس

ابوہامد کے پاس کوئی خبری نہ کر ہوئے ، ہم کو غارت کرنا ہے اس جی

وَمَا يَكْفُرُ لَكُمْ وَيَعْتَدِلُ عَلَيْكُمْ وَلَا يَرْحُمُكُمْ وَلَا يُثَبِّتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَلَا يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ بَرَأَ إِلَيْنَا الْوَصْفَ الَّذِي كُنْتُمْ تُقَرِّبُونَ الْبَرَاءَ إِلَى اللَّهِ وَلَا يَخْشَى الْفِتْنَةَ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

天 其 其 其 天 其 其 其 其 天 天 其 其 其 天 其 其 其

برای شرف و تقدیر

۱۵۷

مابعد کی طرف مضاف ہے، بین اسم ہے بمعنی وصلۃ  
(پیوستگی) یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا  
ای لی تو ادوا دی تو اصلوا وحیۃ عوا علی عبادتہا کہا  
کے سامنے محبت و عقیدت کی وجہ سے ان کے ٹھکانہ بن  
**موضع قرآن** اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ ما  
بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور چھپر کرتے ہو

متزلزله

موضع قرآن اول دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ اول راہ مارنا بھی اُن میں دستور رکھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید بھی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور قہیڑ کرتے ہوں گے۔



كان اناس صالحون فماتوا واسف عليهم اهل زمانهم فصوروا احجارا بصورهم حيا لهم فكانوا يعظمونها في الجملة ولم يزل تعظيمها يزداد جيلا فجيلا حتى عبدت فالاية اشارة الى ذلك فالمعنى انما اتخذتم اسلافكم من دون الله اوثانا انهم (روح ج ۲۰ ص ۱۵) ۱۵۰ دنيا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے۔ یعنی معبود اپنے پیجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تستبرأ الاوثان من عباديها وتستبرأ القادة من الاتباع

ويلعن الاتباع القادة رخازن ومعالم ج ۵ ص ۱۵۱) اور تم سب جہنم میں جاؤ گے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وما لكم من نصيرين) مخلصونک منها کما اخلصني ربي من النار التي القيتني فيها (ابو السعود ج ۶ ص ۱۵۱) ۱۵۱ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہارن بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تامل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وقال ربي ههنا جوارح الى ربي احي الى الجهة التي امرني ربي بالهجرة اليها (روح ج ۲۰ ص ۱۵۱) ۱۵۱ یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہو گا وہاں جا رہا ہوں۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوئی سے تران اور پھر تران سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے درود وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے ارض شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی تیار رہو تمہیں بھی اپنے دین و ایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی ۱۵۱ ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کر دیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مخصوص کر دیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندہ جاوید بنا دیا تمام اہل ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلو بيعث الله نبيا بعد ابراهيم الا من صلبه... اهل ملل كلها تدعيه وتقول

العنكوت

۸۷۹

امخلق السموات

وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ فَكَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۲۱

اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی وہ جانے والوں میں

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئِ بِهِمْ وَ

اور جب پہنچے ۱۵۱ ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور

صَاق بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ

تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا

إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ

ہم بچائیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہے گی

مِنَ الْغَابِرِينَ ۲۲ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ

وہ جانے والوں میں و ہم کو اتار رہے ہیں اس بستی والوں پر

الْقُرْيَةَ رَجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ

يَفْسُقُونَ ۲۳ وَلَقَدْ شَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً

نافران ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان ۱۵۱ نظر آتا ہوا

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۲۴ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ

سمجھ دار لوگوں کے واسطے اور بھیجا مدین کے پاس ۱۵۱ ان کے بھائی

شُعَيْبًا فَقَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا

شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو

الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ

پہلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

پھر اس کو جھٹلایا ۱۵۱ تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

منزل ۵

ہو مٹا... ان اہل کل دین یتولونہ (قسطی ج ۳ ص ۱۳) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ ۱۵۲ یتیسرے قصہ ہے اور پہلے دعویٰ سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتداء اس قوم سے ہوئی مآسبکم بھا الخ یعنی تم سے پہلے کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ آیتکم لئلا تموتوا الخ تم اس قدر بیباک ہو چکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقْطَعُونَ السَّبِيلَ بالقتل واخذ المال کما هو عمل قطاع الطريق وقيل عتواضهم السابلية بالفاحشة (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) ۱۵۱ تمہاری بے موضع قرآن بھی دغا بازی کی دین لیں میں گمراہ راہ بھی لوٹتے تھے۔



بے حیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ ای اتیان الرجال فی حبال السہمیری بعضهم بعضاً قالہ منصور و ہجاء و القاسم بن محمد وقتادہ و ابن زید (بجرجہ ۷ منہا) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِمْ أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا إِنَّا أَفْكَارٌ مُّبِينُونَ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا تو یہ کہ ہم اس فعل کو تو چھوڑنے والے نہیں اگر تو سچ کہتا ہے کہ اس فعل کی وجہ سے ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا تو وہ عذاب لے آئے اس میں دیر کیوں کر رہا ہے قَالَ رَبِّ انصُرْنِي الخ آخر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ ۲۷۸ اَلْبَشَرُ لَيْسَ بِشَيْءٍ يَخَافُ الْوَيْلَ مِنَ اللَّهِ وَرَبِّ الْعَالَمِينَ تُولَدُ مِنْ ذَرْبٍ وَتَأْتِي بَشَارَتُ مَرَدٍ يَوْمَ لُوطٍ كِي هَلَاكُتْ اور لوط علیہ السلام کی نجات کی بشارت مراد ہے بالبشر ای بالبشرایة بالولد والناسخلة (روح ج ۲۰ ص ۲۵۸) استنصر لوط علیہ السلام ربه فبعث عليهم ملائكة لعدا ابھم فجاءوا ابراھیم اولاً مبشرين بنصرة لوط علی قومہ (قرطبی ج ۱۳ ص ۲۳۳) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوطًا اِذَا بَرَأْنَاهُ اِسْمِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمایا اس میں تو لوط ہے بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرک ہے۔ قوم لوط دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ مشرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط كانت فيهم ذنوب غير الفاحشة... ومع هذا كله كانوا يشركون بالله (قرطبی ج ۱۳ ص ۲۳۳) جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے دُرسے سخت آزرہ خاطر ہوئے قَالُوا لَا تَخَفْ الخ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کا اندیشہ بھانپ لیا اور کہا آپ مت ڈریں اور نہ غم کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں۔ اِنَّا مِّنْ رُّسُلِ الْخِ و آپ کی قوم کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ ۲۷۹ ہم نے اس قوم کی ہلاکت و تباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل و بصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یاسیاء پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دین حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اسے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضمناً دوسرا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سرکش اور فسق و فجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ ۲۸۰ یہ جو تھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم و بے انصافی، بددیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم و بے انصافی سے زمین پر شر و فساد مت بپا کرو۔ وَادْخُلُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ اٰخِشُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَخَافُوا (خازن ج ۷ ص ۳۳۳) وہ اپنی طاقت و قوت اور دولت و شوکت کے نشے میں بد مست تھے۔ شعیب علیہ السلام کی نصیحتیں و تلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب و انکار پر اڑے رہے فَكَذَّبُوهُ اِی اصر و اعلیٰ التکذیب (قالہ الشیخ رحمہ اللہ) ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بالاتر ہیں فَآخَذَ تَهْمُ الرَّجْفَةِ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے الرَّجْفَةِ کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرما دیا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرَّجْفَةُ سے شدہ بدزلزلہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور غاراشگاف آواز مراد ہے۔ الرَّجْفَةُ الزَّلْزَلَةُ الشَّدِيدَةُ اَوْ صِبْغَةٌ جَدِيدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَانِ الْقُلُوبَ رَجَفَتْ بِهَا (مدار ج ۳ ص ۳۹۷)



۳۱۔ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین کہ ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَرَبِّیْنَ كَهْهٖ السَّخِ شَیْطَانُ نَے ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال فبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے

تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے

کام لیتے تو حق و باطل میں

اقتدار کر سکتے تھے۔ مستبصرین

ای عقلاء یکنہم التَّمِیِزُ

بین الحق والباطل

بالاستدلال والنظر

ولکنہم اغفلوا و

لعبت بربوا (روح

۳۰ ص ۵۵، ۵۳

یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے

دعوے سے متعلق ہے۔ ان

کے پاس موسیٰ علیہ السلام

دلائل و بینات لیکر آئے یہ

لوگ دولت و حکومت کے

نشے میں چوران کی بات کب

سننے والے تھے۔ انہوں نے

قبول حق سے استنبار کیا۔

ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی

گرفت سے نکل جائیں گے

اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں

گے لیکن ان میں سے کوئی

بھی بچ نہ سکا۔ فَكُلًّا

أَخَذْنَا بِذُنُبِهِمْ

سب کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں

کی دنیا میں بھی انہیں عبرتناک

سزا دی۔ ان چاروں قوموں

کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوا

سَبْقِیْنَ اس سے معلوم ہو

گیا کہ یہ چار قصے آمِ حَسَبِ

الَّذِیْنَ یَعْمَلُونَ السَّیِّئَاتِ

اَنْ یَّسْبِقُوْنَ اَنْ یُّنْفِقُوْنَ

کسی قوم کو صاحب یعنی طوفان باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحہ جنگ کاڑھے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی فارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمُ الخ ان قوموں کو گونا گون عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استنبار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضع قرآن و یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

میں پانچوں اور چھٹے  
قصے متعلق بنی ہوئی باتیں

میں ساتواں قصہ  
متعلق بنی ہوئی باتیں

العنکبوت

۸۸۱

من خلق السموات ۲۰

فِي دَارِهِمْ جِثْمِينَ ۳۰ وَ عَادًا وَ ثَمُودًا وَ

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو ۳۰ اور

قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ قَفٌّ وَ زَيْنٌ

تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور فریفتہ

لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالُهُمْ قَصْدُهُمْ عَنِ

کیا ان کو شیطان نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو

السَّبِيلِ وَ كَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۳۸ وَ قَارُونَ

راہ سے اور تھے ہوشیار فل اور ہلاک کیا قارون

وَفِرْعَوْنَ وَ هَآءِ مِنْ قَفٍّ وَ لَقَدْ جَاءَهُمْ

اور فرعون اور ہا مان کو ۳۵ اور ان کے پاس پہنچا

مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْاَرْضِ

موسى کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۳۹ فَكُلًّا اَخَذْنَا

اور ہمیں تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے

بِذُنُبِهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ

اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پھر اڈ

حَاصِبًا ۴۰ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ

ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑنے

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۴۱ وَمِنْهُمْ

اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا

مَّنْ اَغْرَقْنَاهُ ۴۲ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ

کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

منزل ۵



۳۳ یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعویٰ کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالابن کو اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بھاسکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھنی سے۔ بعینہ ہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودان باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آسکتے۔ اس مثال میں مشرک

العنکبوت ۲۹

۸۸۲

۱ من خالق السموات

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۰﴾

پر تھے وہ اپنا آپ ہی جبراً کرتے

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

مثال ان لوگوں کی جیسے جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر

أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ

اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے

بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنْكَبُوتِ كُوكَا شُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوئی فہم

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا

مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾

کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا

تِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ

یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور

مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۳۳﴾ خَلَقَ اللَّهُ

ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَلِكَ

آسمان اور زمین کے جیسے چاہتیں اس میں

لَذِيَّةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۴﴾

لذاتی ہے یقین والوں کے لئے

منزل ۵

کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے ہالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (اتَّخَذَتْ بَيْتًا) لنفسها تَأْدَى إِلَيْهِ وَأَنْ بَيْتَهَا فِي غَايَةِ الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ لَا يَدْفَعُ عَنْهَا حَرًّا وَلَا بَرْدًا فَكَذَلِكَ الْأَوْثَانُ لَا تَمْلِكُ لِعَابِدِيهَا نَفْعًا وَلَا ضَرًّا (معالم خازن ج ۵) ۳۳ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارتے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کوئی عقلمندی ہے۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ دَعَا كُوكَا شُوا يَعْلَمُونَ توجہ دیتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔ ۳۴ یہ مرکزی دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہار حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بالحق) ای للحق و اظہار الحق (معالم و خازن ج ۵) انہما مع اشتغالہما علی جمیع ما یتعلق بہ معاشہم شواہد دالۃ علی شئوہ تعالیٰ المتعلقۃ بذاتہ وصفاتہ (ابوالسعود ج ۲) ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے

توحید پر پہلی عقلی دلیل

یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے

موضح قرآن

وَل یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالاکہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ ۳۲ یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک مکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں، بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں ای کو ہیں۔ ۳۳ یعنی اُس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو غفورے کاموں میں کون مشرک ہونے کی کیا اختیاج۔

فتح الرحمن ۱۰۱ حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ تمان پناہ بردہ اند و تمان اینج نفع نہ دہند چنانکہ خانہ عنکبوت اینج فائدہ نمیدہد ۱۲۵







کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور حکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہئے۔ ۸۸۳ یہ دعویٰ توحید پر نقلی دلیل ہے مومنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لائے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَهِنْ هُوَ لَكَءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں۔ وَصَاحِبُ حُجْرٍ یہ زجر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو مندی اور معاند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ

العنکبوت ۲۹

۸۸۳

اتل مَا وَحَىٰ ۲۱

إِذَا لَرُتَابِ الْمُبْطِلُونَ ﴿۲۸﴾ بَلْ هُوَ آيَاتٌ

تَبْ تُو الْبَتَّ شَبَّهَ فِي يَ بْ تُوَ ف

بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا

صاف سہ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

يَحْجَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۲۹﴾ وَقَالُوا لَوْلَا

منکر ہمیں ہماری باتوں سے منکر وہی جو بے انصاف ہیں کہ اور کہتے ہیں کیوں نہ

أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ

اترے اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۳۰﴾ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قُلْ إِن

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةٌ وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۱﴾

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيِّنًا وَبَيِّنَاتٍ شَهِيدًا يَعْلَمُ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۳۲﴾

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے

وَلَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

مانزلہ

وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ ۸۸۴ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعویٰ توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین کہہ گوسکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے خود صلی اللہ علیہ وسلم کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑے گا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے پیچھے رسول ہیں۔ قَالَ النَّاسُ دَلِيلًا عَلَىٰ نُبُوتِهِ لَقَرِينًا لَّمَّا لَا يَقْرَأُونَ بِكِتَابٍ وَلَا يَخُاطِبُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَهُ يَكْفِي عَمَلُهُمْ بِأَخْبَارِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَمْمِ وَزَالَتِ الرِّبَاةُ وَالشُّكُّ (قَطْبِي ج ۳ ص ۱۳۳) إِذَا لَرُتَابِ الْمُبْطِلُونَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ ۸۸۵ یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَصَاحِبُ حُجْرٍ ہمارے آئینے جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو منکر اور عناد و مکارہ میں حد سے گزر چکے ہیں۔ ۸۸۶ یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے اگسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

ع ۵

قُلْ إِنَّمَا الْإِنشَاءُ الْحَقُّ جَوَابِ شَكْوَىٰ ہے یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرمادیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ لَرُتَابِ الْآيَاتِ عِنْدَ اللَّهِ، يَنْزِلُ آيَاتُهَا شَاءَ وَلَسْتَ أَمَلُكَ مَوْضِعِ قُرْآنٍ یعنی جگہ مقلد کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کہیں نہ استاد پاس بیٹھے تھے نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ وَلَ یعنی پیغمبر نے کسی سے افرو د ہے۔ وَلَ اللہ کی گواہی یہی کہ چٹوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فَتَجِدُ الرُّسُلَ وَلَ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از آئینِ اَوْتُوا الْعِلْمَ تنہا ذات حضرت پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۔



لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْةٌ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾

نو آپ پہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو

لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾ یسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَ

خبر نہ ہوئی ف جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور

إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ

دوزخ کھیر رہی ہے منکروں کو جس دن

يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے

أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۵﴾

بچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے فلا

يَعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِنِّي

اے بندو میرے جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو بھی

فَاعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ فَتَلَمَّ

بندگی کرو جو بھی ہے سو چکھے گا موت پھر

إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ہماری طرف پھر آؤ گے فلا اور جو لوگ یقین لائے اور کئے

الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي

بھلے کام ۵۸ ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعَمَ أَجْرٍ

بہشتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا

الْعَمِلِينَ ﴿۵۹﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

ماترلہ

شیئاً منہا (مدارج ۳ ص ۲۷) ۵۷ یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جو یا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک و شبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حج واضح آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لاتا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا حجت و عبرت ہے وہ اس میں غور و فکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اے اولمہ یکفہم آیۃ مغنیۃ عن سائر الاٰیۃ ان کانوا ظالمین للحق غیر متعنتین ہذا القرآن انذی تدوم تلاوتہ علیہم فی کل مکان و زمان فلا

تزال معہم آیۃ ثابتۃ لا تزل ولا تقمحل الخ (مخرج ۱ ص ۱۵۶) ۵۸ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل و براہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرمادیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ باطل سے معبودان غیر اللہ مراد ہیں وہو ما یعبد من دون اللہ تعالیٰ (ابوالسجوج ص ۱۸۷) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای بغیر اللہ عز وجل وهو شامل لنحو عیسیٰ و الملائکۃ علیہم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتہم الخ (روح ج ۳ ص ۱۶) ۵۹ یہ زجر مرجع تخویف دنیوی و اخروی ہے یہ معاذین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر و معین نہ ہوتا تو ابی تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اس لئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آئے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ دھویوم القیامۃ او یوم بدر (مدارج ۲ ص ۱۸۷) یسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ یہ زجر تذکرہ کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین و کفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزاء ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۵۹ یہ پہلے

مترجمین تفسیر

مترجمین تفسیر

مترجمین تفسیر

موضح قرآن و اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فحش کے میں تھے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آکھڑا ہوا۔ فلا یعنی آخرت کا عذاب تو عبت مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ بُرے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ فلا یہ اللہ کے گا یا وہ عذاب ہی لو لے گا، جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ فلا جب کافروں نے کے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا انہی تراسی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تا وطن بھوڑ نادل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فَقُتِحَ الرِّجْلُ فَلَا خَلَا تَعَالَىٰ تَرْغِيبٌ مِّمَّا يَدُورُ بِهَاجِرَتِ حَبْشَہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔



العنكبوت ۲۹

۸۸۴

۲۱. اتل ما اوحی ۲۱

بھروسہ رکھا و اور کہتے جاؤ کہ میں نے جو اٹھا نہیں کہتے

اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور کم کو بھی اور وہی ہے

سننے والا جاننے والا ہے اور اگر نہ تو لوگوں سے پوچھے کہ

کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا

سورج اور چاند کو تو ہمیں اللہ نے پھر کہاں سے

المٹ جاتے ہیں و اللہ پھیلاتا ہے روزی اے جس کے واسطے چاہے

اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر

جیز سے جبردار ہے۔ اور جو تو یوں چھے ان سے ۵۲ کس نے اتارا

آسمان سے بانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے

مر جائے کے بعد      تو کہیں      اللہ نے      تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے

پیر بہت لوگ ہیں جو

منزل ۵

در دهری عقی

۱۱

وہی ہے جس نے

۵۲

وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ۲۷۔ یہ جو تھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حریف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

**وضع قرآن** یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ۲۸۔ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی کا۔

**موضع قرآن** یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر عجز و سہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا، ورنہ ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ۲۹۔ وہ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ مغلس سے دولت مند کر دے۔



الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُمُ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ

دنیا کا جینا تو بس جی بھلانا اور کھیلنا ہے اور پھلا گھر

الْآخِرَةُ لَهِیَ الْحَيَاةُ ۖ أُنْ كُوكَا نُؤَاعِلُکُمْ ۖ (۶۲)

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوئی

فَإِذَا رَكِبُوا فِي لُفْلُکٍ دَعَا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں کھنکھانے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّینَ ۚ فَلَمَّا كَمَتْهُمْ إِلَى الْبَرِّ آذَاهُمْ كُشُرٌ كُؤُنْ

کرامتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لَيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ وَلَيُتَمَتَّعُوا دَقَّةً ۚ قَسُوفٌ يَعْلَمُونَ (۶۳)

کہ مکر رہیں ہمارے دینے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عقرب جان لیں گے ہلا

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّمَّا وَتَّخَطَفُ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ ان کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ أَفْئِلًا بَاطِلًا يُؤْفِقُونَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

يَكْفُرُونَ (۶۴) وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ

ماننے والے اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي

جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۚ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

لہنے کی جگہ نہیں دھم منکروں کے لئے اور جنہوں نے اللہ محنت کی ہمارے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (۶۵)

واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ساتھ

منزل ۵

ہے تو آپ اعلان فرمادیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کا رسانی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں بلکہ لائل کے اس قدر وضوح و ظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ ۳۵۵ دنیا کی تحقیق و تغیر و تقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان و نیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز دل بہلایا جاسکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ اے ماہی فی سرعت ذوالہما عن اہلہا و موتہم

الا کما یلعب للصبيان ساعة ثم یتفرقون (بحر ج ۲ ص ۵۷) اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر بھی ترجیح نہ دیتے۔ ۳۵۶ یہ زجر ہے۔ مشرکین جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفان باد میں گھر جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مرمومہ مذکاروں اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ عذاب آگیا ہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ڈراتا تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارتے لگتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ ۳۵۷ دونوں صیغوں میں لام بمعنی محی ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتنا دو اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای شریکوں کو لیکو نواکافین بما آتیناھم من نعمۃ النجاة بسبب شرکھم لیتتمتعوا باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان و تواضعھم علیہا روح ج ۲ ص ۵۷) یادو نوں میں لام امر کا ہے قرینہ یہ ہے کہ ایک قرار میں دلیتمتعوا کا لام ساکن ہے اور سکون لام امر ای پر جائز ہے لام گئی پر جائز نہیں اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ہما لام امر معناه التہدید و الوعید۔۔۔۔۔ ومن قرأ ولیتمتعوا باسکان الامر لم یجعلہا لام گئی لان لام کی لا یجوز اسکا زہا (قرطبی ج ۳ ص ۶۳) فسوف یعلمون ہ اب کفران نعمت اور شرک

کر لیں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ ۳۵۸ اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور و تدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقام امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکہ والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال و جان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن نہیں مانتے بلکہ اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی بددستی یکدیگر بسبب اجتماع بر شرک بہرہ مند شوند ۱۲۔



کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھتے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ اَقْبَابُ الْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ بِالْكَافِرِ ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ ۵۸۔ یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر اقرار کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ اَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا بَانَ زَعَمَ اَن لَّهٗ شَرِيكًا ... ۱۔ اور کذب بالحق ای بالرسول وبالقرآن (ابوالسعودی) ۵۸۔ استفہام انکاری ہے۔ ہمزہ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقیناً جہنم میں ہوگا۔ ہذا تقریر لشوائعہم فی جہنم لان ہمزہ الامکان اذا دخلت علی النفی صار ایجاباً (مدارک ج ۳ ص ۲) ۵۹۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدہ نفس اور مقاصات مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتدا یعنی دعویٰ اونی سے متعلق ہے۔ دین حق اور مسئلہ توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا) فی شأننا ومن اجلنا ولو جهنا خالصاً۔ کہنہ کیم سُبُكْنَا وَالْمُرَاد نَزِيدْنَهُمْ هُدًی اِلٰی سَبِيلِ الْخَيْرِ وَتَوْفِيقًا لِّلْاِسْلَامِ (روح ج ۲ ص ۲۱) ۶۰۔ یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلہ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراط مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شامل حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

## سُورَةُ عَنكَبُوتٍ کی خصوصیات

### اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ اَحْسِبَ النَّاسَ۔ تا۔ وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَافِرِينَ ۵۔ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)
- ۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ۔ تا۔ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۵۔ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہمیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)
- ۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ۔ تا۔ اِنَّمَا مَعَكُمْ بَعْضُ لُغْوٍ مِّنَ النَّاسِ ۵۔ ایسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر ٹھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)
- ۴۔ قَا نَجِیْنٰہُ وَاَصْحٰبُ السُّفٰیٰتِہٖ وَجَعَلْنٰہَا اٰیۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵۔ مصائب و مشکلات میں کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تا۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۵۔ نفی شرک فی التصرف۔
- ۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تا۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نَّصِیْرٍ ۵۔ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ وَلَمَّا اَنَّ جَاءَتْ رُسُلُنَا۔ تا۔ کَانَتْ مِنَ الْغٰیْبِیْنَ ۵۔ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
- ۸۔ مِثْلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تا۔ کُوْکُۢمًا یَّعْلَمُوْنَ ۵۔ نفی تصرف و اختیار از معبودان باطلہ۔
- ۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ۔ تا۔ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۵۔ نفی شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ لَا یَہْدٰی لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۵۔ نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۱۔ اُقْتُلْ مَا اَوْحٰی اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہئے۔
- ۱۲۔ وَلَیِّنْ سَاَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۵۔ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلٰکِ۔ تا۔ تَسُوْۤفَ یَعْلَمُوْنَ ۵۔ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

آج بنارنج ۵، ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ جون ۲۰۱۵ء بروز جمعہ ۱۴ شعبان ۱۴۳۷ھ صبح  
سورہ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الہادی  
الیٰ اوجز المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدایت فی الظلمات الخوالک



## سورۃ روم

**ربط** | سورۃ روم کو سورۃ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اسے ایمان والو! اگر تم اس عقیدہ توحید پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دُشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورۃ عنکبوت میں فرمایا۔ **أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُلَاحِظَهُمْ وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** یعنی صرف زبان سے اُمّت کا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورۃ روم میں فرمایا **وَيَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ يُنْفَخُ الْيَمِينُ** یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصد یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ **وَكُنَّا حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ** (۵۶) سوم آخر میں۔ **إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** (۶۴)

**خلاصہ** | مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا **فَسُبْحَنَّ اللَّهَ** یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دوبار اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا** (۲۴) دوم **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَیُّمِ** (۵۶) مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اہل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے مسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتداءً سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی **وَيَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ يُنْفَخُ الْيَمِينُ** جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** سے لے کر **يَلْقَاوْنَ رَبَّهُمْ** تک مشرکین پر زبردیں ہیں۔ **أَوَلَمْ يَسْأَلُوا فِي الْأَرْضِ لِمَ تُقَوِّفُ دُنْيَايَ سَبْعَ يَوْمٍ** (۲۶) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جزالت پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ **وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ** تفصیل انہما مؤمنین و کفار قَامَا الَّذِينَ آمَنُوا الْخَيْرَاتِ اخروی۔ **وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا** الْخَيْرَاتِ اخروی۔

**فَسُبْحَنَّ اللَّهَ حِينَ مُمْسِكُونَهَا** | یہ ابتداءً سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ **صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ** الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ** الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کر کے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا عادہ کیا گیا ہے۔ **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَیُّمِ** الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ **فَاتَّقُوا اللَّهَ** الخ

پہلی عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ** الخ (۳) انسانوں کو مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ** الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا۔ تیسری عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمُوتِ** الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا۔ چوتھی عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَّا مُمْسِكًا لِّلْجَلَدِ** رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمْ أَلْبَرَقَ** الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ** آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ **وَلَهُ مَنْ فِي السَّمُوتِ** الخ سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل۔ **وَهُوَ الَّذِي يُبَدِّلُ الْخَلْقَ** الخ ساری کائنات کو ابتدا نہ اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ **وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى** الخ یہ ان تمام دلائل کا حاصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دعا و پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد **صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ** الخ (۴) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انہما و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عابد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ **بَلِ اتَّبِعُوا الْاٰتِیَاتِ** الخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کرتے ہیں۔



فَاقْتُمْ وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْخَيْرِ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَإِذَا آمَنْتُمْ لِلنَّسَانِ الْخَيْرِ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوْ كَمْ يَكُونُ أَنَّ اللَّهَ الْخَيْرِ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَإِنَّ ذَٰلِكَ لَفِي حَقِّهِ الْخَيْرِ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ الْخَيْرِ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کار سازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْكِبَرِ الْخَيْرِ (۵۷) تحویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری پاپے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ الْخَيْرِ تحویف دنیوی۔ فَاقْتُمْ وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْخَيْرِ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے بوجہ بدعہدہ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ الْخَيْرِ تحویف اخروی ہے۔ وَمَنْ يَعْمَلْ صَالِحًا الْخَيْرِ بشارت اخروی۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الْخَيْرِ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کار ساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَكَفَىٰ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الْخَيْرِ تحویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یہ ابتداء سورۃ میں مذکور وعدہ نصرت یعنی لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعَدًا کا اعادہ ہے۔

اَللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ الْخَيْرِ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے ادھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سر نو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کار ساز اور برکات دہندہ ہے۔ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ آيَاتِ الْمَوْفَىٰ الْخَيْرِ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کر لے گا۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَٰكِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا الْخَيْرِ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَإِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ بِهَذَا نَحْضَرْتُمْ صِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے نسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سُن سکتے۔ مہرِ جباریت کی وجہ سے ان کے دل مردہ اور بے حس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ مَّعْطَا الْخَيْرِ (۶۰) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گزار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہذا کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ الْخَيْرِ تحویف اخروی ہے۔ وَكَفَىٰ صَرِيحًا لِلنَّاسِ الْخَيْرِ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصاً مسئلہ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذَٰلِكَ يَظْهَرُ اللَّهُ الْخَيْرِ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہرِ جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ الْخَيْرِ (۶۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی اور وعدہ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔



سُورَةُ الرَّوْمِ مَكِّيَّةٌ مِنْ ثَمَانِيَةِ آيَاتٍ وَفِيهَا ثَمَانِيَةُ آيَاتٍ وَفِيهَا ثَمَانِيَةُ آيَاتٍ وَفِيهَا ثَمَانِيَةُ آيَاتٍ

سورہ روم لے مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تسوع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي غَلَبَتْ رُومُ ۱ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ

مدا مغلوب ہو گئے رومی لے ملتے ہوئے ملک میں مد اور وہ

مَنْ بَعْدَ عَلَيْهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۲ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۳

اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے لے چند برسوں میں و

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفِرُّ

اللہ کے ہاتھ میں سب کام پہلے اور پچھلے ہے اور اس دن محوش ہونے

الْمُؤْمِنُونَ ۴ يَنْصُرُ اللَّهُ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ

مسلمان لے اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۵ وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ

نبردست رحم والا لے اللہ کا وعدہ ہو چکا لے خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعْدُهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۶

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے و

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

جانتے ہیں لے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ

عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ ۷ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا

آخرت کی خبر نہیں رکھتے و کہا دھیان نہیں کرتے لے

فِي أَنْفُسِهِمْ قَفَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

اپنے ہی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

منزل ۵

۳۷ رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بصری یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہو گئے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب (نصاری) ہیں اس لئے اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ **فِي أَدْنَى الْأَرْضِ** یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارض مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ **وَادْنَى الْأَرْضِ** اقرباً فان كانت الواقعة في اذرعات فهي ادنى الارض بالنظر الى مكة (مکہ، ہجر، مکتا) وقد جاء من طرق عديدة ان الحرب وقع بين اذرعات و بصری وقال ابن عباس والسدي بالاردن في فلسطين

دس و چ ۲۱ ص ۳۷ لے یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ **مَنْ بَعْدَ عَلَيْهِمْ** ہمدردی صدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور **هَمْ** ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتہم یا مصدر مبنی للمفعول ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور **هَمْ** ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ رومی اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلب فارس آیا **هَمْ** علی انہ مصدر مضاف الی مفعولہ اذالی نائب فاعلہ ان کان مصدر المجهول درجہ بعضہم موافقہ للنظم الجلیل (دس و چ ۲۱ ص ۳۷) لے **يَضَعُ** عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آ جائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابو بکرؓ سے فرمایا لفظ **يَضَعُ** تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کر لو۔ حضرت ابو بکرؓ دوبارہ

موضع قرآن و روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹا ڈالیں تبیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے برکئی برس میں وہ غالب ہو گئے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ **فَلَمَّا كُنِيَ بَرَسٌ** پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بردار ہوئی اور اسکی خوشی تھی **فَلَمَّا كُنِيَ بَرَسٌ** یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر مجبور نہ نہیں رکھتے۔ **وَمَكِّيٌّ** یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔

**فَتَحَ الرَّحْمَنُ** مترجم گوید فارس بر روم غالب شد و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندو گین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بقلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ کی از دلائل نبوت است ۱۲۔ **فَلَمَّا كُنِيَ بَرَسٌ** یعنی در سرحد خود ۱۲۔



ابن بن خلف سے ملے اور سو اونٹ شرط پر لگا دیئے اور مبعاد نو سال تک بڑھادی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار و شرط وغیرہ سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ) یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو جو سیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس وقت ابن بن خلف ہر چکا تھا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کا مال اس کے واٹوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابو بکر الخطر من ذریۃ ابی قتال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھذہ آیۃ بیئۃ علی صحۃ نبوتہ وان القرآن من عند اللہ

اتل ما اوحی ۲۱ ۸۹۲ السورۃ ۳

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ وَإِنَّ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر ہے اور

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ۝

بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے و

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

کیا انہوں نے سیر نہیں کی تھ ملک کی جو دیکھیں انجام کیا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ

ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ

مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَأَنَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ

تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے

مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۚ

بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لئے کرکھے حکم

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ

يُظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا

برا کرتے تھے پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا

السُّوْاۤءِ اَنۡ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوا هَالِكًا ۝

برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر غصے کرتے تھے و

اللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ

اللہ بناتا ہے پہلی بار اللہ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف

يَرْجِعُونَ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت اللہ اس کو توڑ کر دے گا

منزلہ

لانہا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادة (مداد ج ۳ ص ۳۷) اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ ہی نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مومنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ ۷ جس دن رومیوں کو فارس کے جو سیوں پر فتح ہوگی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دو گنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فاریسیوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون یظہورہم علی المشرکین یومہ بدر وظہور اہل کتاب علی اہل لشرک (معالم مخازن ج ۵ ص ۲۱) وعن ابی سعید الخدری انہ واقف ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وضرہم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۳ ص ۳۷) کے معقول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعدہ اللہ وعدا (کبیر ج ۶ ص ۲۹) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرمادئے۔ ۸ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں

موضع قرآن ۱۱ یعنی ہر چیز کی ایک ابتداء ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز موصوفہ میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا تکمیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ۱۲ یعنی بن رسول بھیجے اللہ کہتا۔ ۱۳ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے سمجھو۔



ہیں۔ ان کی ساری تنگ و دوہل دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ ۹۔ یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظام عالم اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفحت، وسعت علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۱۰۔ یہ تحویف دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان محلوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلادیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

السرور

۸۹۳

اٹل ما اوجی ۲۱

الْمُجْرِمُونَ ۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَشَاءُ

گناہ گار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے

شَفَعُوا وَكَانُوا بِشَرِّ مَا يَشَاءُ كَافِرِينَ ۱۳ وَيَوْمَ

سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر کفار اور جن

تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِدُّ يَتَفَرَّقُونَ ۱۴ فَاَمَّا

قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم کلا سو جو

الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي

لوں یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ

رَوْضَةٍ يَّحْبَرُونَ ۱۵ وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی اور جو منکر ہوئے اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ

جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پہلے گھر کا سو وہ

فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ ۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِينَ

عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو ع

تَسْمُونَ وَحِينَ تَصْبِحُونَ ۱۷ وَلَهُ الْحَمْدُ

جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعِشْيَا وَحِينَ

آسمان میں اور زمین میں اور پہلے وقت اور جب

تُظْهِرُونَ ۱۸ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

دوپہر ہوتا دکھاتا ہے زندہ کو مردہ سے ۱۹ اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۲۰

مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے

مآذ

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کار ساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَشَاءُ شَرِّكَاءَ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

فتح الرحمن ۱۔ مراد آیت کہ در ہر وقتی ازیں اوقات دلائل تنزیہ و اذراک و انصاف و بفضائل متجدد میگرد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔



دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر نگاہ ہو جائیں گے تو مبعودان باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشر کا ہمد کا فرین ای بالہتم و بشر کہتم حیث یسوا تمہم و وقفوا علی کتبہ امرہم (سردج ۲۱ ص ۵۲) اے اللہ یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام کی تفصیل ہے یَنْفَرُوتُ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ اسی یتیم اہل الجنة من اہل النار (خازن و معالجہ ۵ ص ۱۶) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ بَشَارَاتٍ اُخْرٰوٰی ہے اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش و خرم رہیں گے۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ

۱۱۱ مآذی ۲۱ ۸۹۳ ۲۰۵

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَكُمْ

اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو بنایا

مِنْ سُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بُشْرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿۲۰﴾ وَ

مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پھیلے پڑے اور

مِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا

اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے

لِتَسْكُنُوْا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً

کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے نزدیک پیار اور مہربانی

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ

البتہ اس میں بہت چتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں اور اس

اٰیٰتِہٖ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَلَقَ

کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا مثلاً اور طرح طرح کی

الْاَنْسٰنِ وَآلِہٖمْ اَنْ اَنْتُمْ اِنْ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں

لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَّا مَكَّمْ بِاللَّیْلِ وَ

سمجھنے والوں کو اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات اور

النَّہَارِ وَابْتَغَاوْکُمْ مِنْ فَضْلِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّسْمِعُونَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمْ

چتے ہیں ان کو جو سننے میں ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ دکھاتا ہے تمکو

الْبَرْقِ خَوْفًا وَطَمَعًا وَّیُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً

بجلی ۱۱۱ اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

منزل ۵

۲۵

مذہب پرستی کی نفی

سردیوں کی نفی

مذہب پرستی کی نفی

مذہب پرستی کی نفی

مذہب پرستی کی نفی

کَفَرُوا وَاللّٰہُ یُخَوِّفُ اُخْرٰوٰی ہے اس میں منکرینِ حید اور جامعینِ آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذابِ جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۱۱ فارغیت ہے اور یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور بخوفتہ نمازوں میں اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔ قَسْبُحْنَ اللّٰہَ اگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں قَسْبُحُوا سُبْحَانَکَ تھا لیکن معنی خیر ہے بقرینہ و کہ الحمد للہ اور مطلب یہ ہو گا کہ لائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شکر سے اللہ تعالیٰ کی تزیین و تقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں قَسْبُحْنَ اللّٰہَ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ کہ الحمد للہ اگرچہ لفظاً خبر ہے لیکن معنی انشائیہ ہے کیونکہ اس زمین و آسمان کے باریوں کو اللہ کی حمد و ثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بقبول الحمد للہ تعالیٰ ووجوبہ علی المیزین من اہل السموات والارض فی معنی الاصر بہ علی ابلغ وجہ حکانہ قبیل فسبحوا اللّٰہ تعالیٰ تسبیحہ اللاتق بہ سبحانہ فی ہذاہ الاوقات واحمدوہ (سردج ۲۱ ص ۵۲) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفاق المفسرین علی ان الخمس داخلۃ فی ہذاہ الاذیۃ وعن ابن عباس ما ذکرنا الخمس لا فیہا (مخرج ۱ ص ۱۶) چنانچہ مَسُورَہ میں مغرب اور عشاء، چائیں تَصْبِحُونَ میں صبح، عِشَیَّیَا میں عصر اور چائیں تَطْهَرُونَ میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ دبحر، مدارک، روح وغیرہ) سورہ عنکبوت میں وَاَقِمْ الصَّلٰوۃَ (ع ۵) فرمایا نغمان آیتوں میں اس کی تفصیل فرمادی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

موضع قرآن ہے انسان کو جو اقرار مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا انیسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تاجہان کی بستی ہو جو کوئی جو اقرار مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ۱۱۱ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ۱۱۱ دو حالتیں بدلتی ہیں سو یا تو چھری طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔



فَيَجِي بِهٖ اِلَآ اَرْضٌۢ بَعْدَ مَوْتِهَاۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مر گئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں

لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ۝۲۲ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمٰوٰتُ

ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان نہ

وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهَا ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ

اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین

الْاَرْضِۚ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۳ وَلَآءُ مَّنْ فِي

ہیں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے اور اسی کا ہے جو کوئی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ كُلُّ لَهٗ قَانِتُوْنَ ۝۲۴ وَهُوَ

آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے

الَّذِیْ یَبْدَا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ

جو پہلے بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر

وَلَآءُ الْمَثَلِ الْاَعْلٰیۚ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ وَهُوَ

اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۲۵ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

زبردست حکمتوں والا بتلائی تم کو ملے ایک مثل تمہارے اندر سے

هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَکَآءَ

دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال میں ان میں ہیں کوئی سا بھی تمہارا

فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْہِ سَوَآءٌۢ تَخَافُوْنَہُمْ

ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو ان کا

کَخِیۡفَتِکُمْ اَنْفُسُکُمْۚ کَذٰلِکَ نَقِصِلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ

جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم شانیاں ان کو

منزل ۵

کہ یہاں تسبیح سے نماز ہی مراد ہے کیونکہ نماز اول سے آخر تک تو لاؤ فعلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس پر مشتمل ہے اسی لئے قرآن میں اکثر نماز کو تسبیح سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً سَبَّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیۡلاً (احزاب ۴۱) وَسَبِّحُوْهُمۡ یَحْمَدُ رَبَّکَ قَبْلَ طُلُوۡعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوۡبِہَا (طہ ۱۳۰) سورہ عنکبوت میں اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ کی تعبیر اختیار کی گئی اور یہاں فَسُبْحٰنَ اللہ ہم سے اس مضمون کو ادا کیا گیا۔ وَلَآءُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی زمین و آسمان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تمام صفات کا ساز و ساز سے متصف ہے اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ لہٰذا یہ بھی بحث و نظور پر عقلی دلیل ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ ہے جان سے جاندار کو اور جاندار سے ہے جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہو گا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہو گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فرقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہو گا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائل عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہو گا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہو گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فرقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہو گا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائل عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ لہٰذا یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ مَّا مَلَکُوْا لَہٗ یہ جو عقلی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے میسر بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کار سازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہٰذا اس کا لشکر ادا کرنا، اسی کو کار ساز موضع قرآن سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیزیں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ ان سے اور وہ پاک ذات ہے۔



سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ ۱۹ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَطَمَعًا دونوں یُوبِیْکُم کے مفعول لہ ہیں ای لا لقاء الخوف و الطمع یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوف من الصاعقة وطمعاً فی الغیث (مدارِ جہ ۳ ص ۳۷) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر، بھرنا کارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے

اتل ما آجی ۲۱ ۸۹۶ الروم ۳

يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ

جو سمجھتے ہیں وہ بلکہ چلتے ہیں اسلئے یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر

بَغْيٍ عِلْمٌ فَمَنْ يُهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا

بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں

لَهُمْ مِّنْ مُّصْرِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا متہ دین پر رکھ

حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

ایک طرف کا ہو کر دہی ترائش اللہ کی جس پر تراش لوگوں کو

لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ

بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولسیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ

اکثر لوگ نہیں سمجھتے سب رجوع ہو کر اس کی طرف ہوتے

اتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو مشرک کرنے والوں میں

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا كُلُّ

جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر

حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُونٌ ﴿٣١﴾ وَإِذَا امْسَأَلَنَّا

فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے ۳۱ لوگوں کو

ضُرَدْعُوهُمْ مِّنْ يَّسْئِرٍ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَانُ

پچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو

مِّنْهُ رَحْمَةٌ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ زَكَرَهُمْ لَشِيرْكَوْنَ ﴿٣٢﴾

اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگے بنائے

منزل ۵

کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ و المتفکر دن قلیل و ادنیٰ منہ العالم واد فی منہ الفہم وچتر السماء واد فی منہ العقل وعد ما یجنون کہا قال العارف الرومی ۳۵

فکر آن باشد بکشاید رہے

راہ آن باشد کہ پیش آید شے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہو جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ ایشخ قدس سرہ۔ ۳۵ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی مبعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرائیل، مصر بھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَکُمْ مِّنْ فِی السَّمٰوٰتِ الْاُخْرٰی سَاتُوْنَ عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصتہً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قَارِنَتْوْنَ مَخْلُصُوْنَ (روح کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قَانَتْوْنَ قَائِمُوْنَ بِاللّٰہِ مَا دَا

موضع قرآن

وہ اپنی تم جھوٹے مالک ہو نوٹڈی غلام کے سب روزی لکھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ وَاٰیٰتِ اللّٰہِ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا ذرہ اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی بُرا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ وَاٰیٰتِ اللّٰہِ اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ وَاٰیٰتِ اللّٰہِ جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہنچاتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمن ۱۵۱ حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا شریک او نتوان گفت ۱۲۔



عبدوحداً بیتیہ تعالیٰ کہا قال الشاعر وفي كل شئ \* له آية = تدل علی افہ واحد ﷻ یہ توحید پر اٹھیں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداء اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کار ساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولله المثل الاعلیٰ الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات و صفات میں متفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاہد المثل الاعلیٰ قول لا اله الا الله وله الوصف بالوحدانية (بمخرج ۱۷ ص ۱۷) عن قتادة و مجاهد ان المثل الاعلیٰ لا اله الا الله ولعلهما اراد بذلك الوحدانية في ذاته تعالى وصفاته سبحانه (روح ج ۱ ص ۱۷) وهو العزيز الحكيم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ ﷻ یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمثیل تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلاً) یتبین بہ بطلان الشرك (من انفسکم) ای منتزعا من احوالها التي هي اقرب الاحوال اليكم واعرفها (روح ج ۲ ص ۲۱) کخيفتکم انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثل خيفتکم من هو من نوعکم من الاحوال المساهمين بکم (روح) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہو جائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کر لے یا اپنے بعض افتخارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلك لانفسکم فكيف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار و العبيد ان تجعلوا بعض عبیدہ لشرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰) قال ابن عباس تخافونهم ان يرقوكم كما يرت بعضکم بعضاً فاذا لم تخافوا هذا من هم اليکم ولم ترضوا بذلك لانفسکم فكيف رضيتهم ان تكون الهتکم الستي تعبد و تمشركائهم عبیدی (معارف ج ۱ ص ۱۷) یہ انفل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا هم مشرکون (مخرج ۱ ص ۱۷) ان معاندین کے دلوں پر مہجاریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کر لی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لاسکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن يهدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علی ہدایت احد (ابو السو ۱ ص ۲۲) ﷻ فارقیہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنی عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو سائل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتداء سورۃ میں مذکورہ وعدہ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و دینات سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں مغمم ہیں حق واضح ہو چکا اور توحید دلائل سے ثابت ہو چکی لہذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذ اتبین الحق و ظهرت الوحداً قیۃ فاقم الخ (نیسا پوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیام اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجهک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے گناہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ و الثبات علیہ (روح ج ۲ ص ۳۹) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استنداد اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیمہ فرمایا اور سورۃ یوسف میں فرمایا ان الحكم الا لله امر ان لا تعبدوا الا اياه ذلك الدین القیمہ (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقهم قایلین للتوحید و الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰) ای الزموا فطرۃ اللہ وہی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۱۵) لا تبدل لخلق الدین اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید اصل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہیں ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو و قیل ہونفی معناه الی الخ لا تبدلوا ذلك الدین (مخرج ۱ ص ۱۷) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشرك (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷) ﷻ یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای سراجین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ و اخلاص العمل و قیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲ ص ۲۱) ولا تكونوا من المشرکین یہ منبہن کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعا اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیما الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں ولا تكونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ بتدیلا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۴) یہ اعادۃ بارگاہ کے ساتھ مشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنالیا اور پھر ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنائے ہیں لیکن اسے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ ﷻ یہ مشرکین پر زبر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو ہند و نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زبر میں ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودان باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتے اور غافل اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کر دے گا تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آچڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا



التسوم ٣٠

۸۹۸

اتل ما اوحى ۴۱

کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے ۷۷ سو مزے اڑالو اب آگے

جان لوگے      کیا ہم نے ان پر اتاری ہے      کوئی سند سو وہ

بول رہی ہے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور جب چکھائیں ہم ۴۸

لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر مہموں نے نہیں سماتے اور اگر ان پر آپڑے کچھ مہربانی

اپنے ہاتھوں کے بیچے ہوئے پر تو اس توڑ بیٹھیں کیا

نہیں دیکھ چکے تھے کہ اللہ پھیلا اور پاپ لڑ رہا ہے جس کو چاہے

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں کہ سولہویں

قربت دالے کو اس کا حق سنبھالے اور محتاج کو اور مسافر کو

بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور دیکھیں

جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے

لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو

منزلہ

موضع قرآن کا یعنی جس کو چاہیے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

کر لو غنیمت اس کا انجام دیکھ لو گے۔ ام اتزلنا الخ ۱۴  
 منقطع ہے بمعنی بل والهمزة اور استفہام انکاری ہے اور  
 اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ کیا ان  
 مشرکین کے پاس ہماری طرف سے کوئی دلیل و حجت موجود  
 ہے جس سے شرک کا ثبوت ہوتا ہو یا ہرگز نہیں ان کے پاس  
 ایسی کوئی دلیل موجود نہیں محض اہوار و ظنون کے پیچھے دوڑ  
 رہے ہیں۔ ام بمعنی بل والهمزة للاضراب عن الکلام  
 السابق والاستفہام عن الحجۃ استفہام انکار و توبيخ  
 (بجہ) ۱۵ وَاَذَقْنَا النَّاسَ الْحَمْلَ مِمَّنْ شَرِكُوا رَبًّا یعنی جب  
 ہم لوگوں کو بارش، صحت، وسعت رزق وغیرہ کی صورت میں  
 اپنی رحمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔  
 اور اترا نے لگتے ہیں۔ لیکن اگر اپنی ہی بد اعمالیوں کی وجہ سے  
 کوئی مصیبت آگئی تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو گئے  
 کیونکہ ان کے مزعومہ معبود اور کار ساز اس مصیبت سے ان کو  
 بچانے میں ناکام رہے۔ ۱۶ یہ تو حید پر نوس عقلی دلیل  
 ہے یعنی رزق کی فراخی اور تنگی تو اللہ کے اختیار میں ہے  
 لہذا جب وہ اپنی رحمت سے روزی میں وسعت عطا کرے  
 تو اس کا شکر کرنا چاہئے اور اگر وہ روزی تنگ کر دے تو صبر  
 و استقلال کے ساتھ اسی کو پکارنا چاہئے۔ ۱۷ دفع عذاب  
 کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر۔ شرک نہ کرو، مذکورہ بالا تفصیلات میں  
 یہی مذکور ہوا، ظلم نہ کرو اور احسان کرو یہاں یہ دونوں باتیں  
 مذکور ہیں۔ دوسری صراحتہ اور پہلی ضمناً۔ تمام حقداروں کے  
 حقوق ادا کرو اس کے ضمن میں بے انصافی اور تفریق کی ممانعت  
 آگئی۔ ۱۸ خیر الخ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا ہی ان لوگوں  
 کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ  
 کامیاب ہوں گے۔ ۱۹ اتبتم من سبائ الخ دولت کا  
 صحیح مصرف یہ ہے کہ میں واجب حقوق پر اسے صرف کیا  
 جائے لیکن لوگوں سے سود پر قرض لینا اور سود ادا کر کے ان  
 کی دولت میں اضافہ کرنا اللہ کی دی ہوئی دولت کا جائز



اتَّيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ

جیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رمانندی اللہ کی سویہ وہی ہیں

هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۳۹﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ

جن کے دولے ہوئے خدا اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر

رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُبْيِئْكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ

تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے

شَرَّكُمْ لَكُمْ مَن يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ يَّخْتَلِفُ

تمہارے شریکوں میں جو کرے ان کاموں میں سے ایک کام وہ ٹھلا ہے

وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ

اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے فسق خرابی جھٹل چکا

وَالْبَحْرِ مِمَّا كَسَبَتْ أَيْدِيَ النَّاسِ لَيَئِذٍ يُقْرِءُ

اور دریا میں لوگوں کے ناموں کی کسائی سے چلھانا چاہیے ان کو

بَعْضُ الَّذِي عَلَيْهِمُ الْعَلَامُ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ قُلْ

بچھ مڑہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں صف کو کہہ

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پھرو گئے ملک میں تو دیکھو کیا ہوا انجام

الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِينَ ﴿۴۲﴾

پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے

فَاقِمُوا وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ

سو تو سیدھا رکھو اللہ اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آ پہنچے

يَوْمَ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصْدَقُونَ ﴿۴۳﴾

وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے

مذللہ

اللہ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بناؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کار ساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کار سازان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ و تعالیٰ الخ جب یہ مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کار سازی اور کمالات الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ یہ تحویف دیتی ہے۔

دنیا میں جو شر و فساد بپا ہوتا ہے اور مصائب و بلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بد اعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان و طغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے (ما کسبت ایدی الناس) بسبب معاصی و شرک (مدارک ج ۳ صفحہ ۲۱)

شرک و معاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک و عصیان سے باز آجائیں۔ اللہ یہ تحویف دیتی ہے۔ شرک و معاصی کے وبال کا انخام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت و تباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی شرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ یہ پہلے خاتم و جھٹ اللہ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لامحالہ آکر رہے گا اور کسی کے دے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان و یقین بے سود ہو گا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنة و فریق فی السعیر من کفر فعلیہ الخ یہ تحویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحی الخ ۱۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ یجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

مذللہ

مذللہ

مذللہ

اندر لا حجب الکافرین اس کی رضا و محبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر و مشرک اس کے غضب و سخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضع قرآن فلا یسئ کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا ہے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ فلا یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا لانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمن مل مترجم گوید مالی را کہ بشرط زیادت میدہند رہانام نہادہ شد والشد علم ۱۲ مل یعنی قوط و غرق و سائرہ صائب جزا عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔



۳۵۔ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت اگلاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا باد بانی کشتیوں کو ادھر سے ادھر لجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شکر نہ کریں۔ ۳۶۔ یہ مشرکین کے لئے تکویف و نبوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت

نبوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ عناد و تکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء و رسول علیہم السلام ولائل و بینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا دکانِ حقا علینا نصر المؤمنین یہ وعدہ نصرت کا عارہ ہے جس کا ابتدائے صورت میں وعدہ اللہ لا یخلف اللہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد و نصرت تو میں شخص اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ ۳۷۔ یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے دن کا نواۓ نغمہ غفغہ من المثلث ہے اور اس کا اسمِ ضمیر شانِ مقدر ہے۔ حالانکہ

عقلی دلیل

عقلی دلیل

عقلی دلیل

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا تَفْسِيْهِمْ

جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ

يَمْهْدُوْنَ ۝۳۶ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا

سنواتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین رائے اور کام کئے

الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يَجِبُ الْكُفْرِيْنَ ۝۳۷

بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرٰتٍ ۙ

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور

لِيُذِيقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۳۸

اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

اور ہم بھیج چکے ہیں سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس

فَجَاءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَاَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ اٰجَرُوْا

سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو کہنکار تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۹ اَللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی و اللہ ہے جو کھنکار ہے

الرِّيَّاحَ فَتَنْزِيْلُ سَحَابٍ اَبْسَطَهُ فِى السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ

ہوائیں پھروہ اتھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے

وَيَجْعَلُ السَّحَابَ مُغَرِّجًا لِّوَدْقٍ يَخْرُجُ مِنْ خَلْقِهٖ ۙ فَاِذَا

اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھ مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے پیچ میں سے پھر جب

بارش برسنے سے پہلے وہ نامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہوگی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مر جائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے گناہ ہے اسی من قبل ہذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار و اعادہ نہیں ہوگا۔

موضع قرآن ولا یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ولا بیچ میں باؤ کا مذکور اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح



۳۵ یعنی باران رحمت پر رحمت الہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بخر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت و صنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذلک لمحی الموقی جملہ معترفہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہوائِ تعالیٰ مردہ زمین کو نازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وہ وحی کل شئی و تدیر۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر و نشر پر قادر ہے۔ ۳۹ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یا دوانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز و شاداب اور پھلتے پھٹتے پھول پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر و تجدد اور انکار و تکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم و انابت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا ۳۷ مشرکین کے عناد و مکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار و تکذیب سے باز نہیں آ رہے۔ آپ کے انذار و تبلیغ میں کوئی تصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموقی یہ تو مردے ہیں اور مردوں کو آپ کسی طرح بھی اپنی بات نہیں سنا سکتے دوم لا تسمع الصم الخ یہ تو بھرے ہیں اور بھرے بھی وہ آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں جھلا ان کے کانوں میں آپ کی دعوت حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم دعانت بھدی العی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ انہوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ و انذار ہے یہ معاندین جو مہر جباریت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع و بصر کھوپٹے ہیں ان کو راہِ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الالبتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرنے

السرور ۳۰

۹۰۱

اتل ما اوحی ۲۱

اَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ اِذَا هُمْ يَسْتَبِشِرُونَ  
اس کو پہنچتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے  
وَ اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ  
اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی  
لَمُبْلِسَيْنِ ۳۹ فَاَنْظُرْ اِلَى اَثَرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ  
نا امید سو دیکھ لے اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکہ  
يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ  
زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرتے پیچھے جسے شکر وہی ہے مردوں  
الْمَوْتِ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۴۰ وَلَٰكِنْ اَرْسَلْنَا  
کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم چاہیں ۴۰  
رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفًّراً الظَّالِمُ اِنْ بَعْدَ عَذَابٍ يَكْفُرُونَ ۴۱  
ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لکھیں اس کے پیچھے ناشکر کی کرتے  
فَاِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْبَوْتِ وَلَا تَسْمَعُ الصَّمَّ الدَّعَاءُ  
سو تو سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بھروسہ کو رکارنا  
اِذَا اُولُو اَمْدٍ بَرَّيْنِ ۴۲ وَمَا اَنْتَ بِهٰذَا لَعْنَةٍ عَنْ صَلَاتِهِمْ  
جبکہ پھر میں پیٹھ سے کر اور نہ تو راہ بھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے  
اِنْ تَسْمَعُ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيٰتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۴۳  
تو تو سنا لے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں  
اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ  
اللہ ہے جس نے اللہ بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا تم کو کمزوری کے  
ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَ شَيْبًا  
پہچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

وَاللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

مائلہ

اور ان کے سامنے تسلیم و انقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پالنے کے بعد سے تسلیم کرنے کی جی تڑپ ہو۔  
موضع قرآن پھر پھیلا تا ہے جس طرح چاہے پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلا۔ غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری اور یہاں اس پر فرمایا کہ مراد  
پاکر بندہ نڈر نہ ہو دے اللہ کی قدرت و بھارتنگا ہے۔



## تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تحقیق اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دورائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سنتے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

الروم: ۳

۹۰۲

اتل ما اوحی ۲۱

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ

السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۝ قِيَامَتُ السَّاعَةِ قَسَمٌ لِّمَن كَانَ عَدُوًّا لِّلْغَيْبِ ۝

كَذٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْعِلْمَ

اِذَا تَوَلَّوْا لَآ تَعْلَمُوْنَ ۝ قِيَوْمَ يَدْعٰى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَمْعٰدَتَهُمْ

وَلَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلٰكِنْ جَسَّدْتُمُ بَايَةً لِّقَوْلِنَا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَنْتُمْ اَلَا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللّٰهِ حَقٌّ ۝ وَلَا يَسْتَخْفِكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ ۝

اللّٰهُ كَاوَدَعْدَ مُصْحٰكٍ ۝ اِنَّ تَحْمِلُوْهُ لَوِ كَدًا ۝

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلٰكِنْ جَسَّدْتُمُ بَايَةً لِّقَوْلِنَا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَنْتُمْ اَلَا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللّٰهِ حَقٌّ ۝ وَلَا يَسْتَخْفِكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ ۝

اللّٰهُ كَاوَدَعْدَ مُصْحٰكٍ ۝ اِنَّ تَحْمِلُوْهُ لَوِ كَدًا ۝

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلٰكِنْ جَسَّدْتُمُ بَايَةً لِّقَوْلِنَا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَنْتُمْ اَلَا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللّٰهِ حَقٌّ ۝ وَلَا يَسْتَخْفِكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ ۝

اللّٰهُ كَاوَدَعْدَ مُصْحٰكٍ ۝ اِنَّ تَحْمِلُوْهُ لَوِ كَدًا ۝

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلٰكِنْ جَسَّدْتُمُ بَايَةً لِّقَوْلِنَا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَنْتُمْ اَلَا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللّٰهِ حَقٌّ ۝ وَلَا يَسْتَخْفِكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ ۝

اللّٰهُ كَاوَدَعْدَ مُصْحٰكٍ ۝ اِنَّ تَحْمِلُوْهُ لَوِ كَدًا ۝

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلٰكِنْ جَسَّدْتُمُ بَايَةً لِّقَوْلِنَا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَنْتُمْ اَلَا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللّٰهِ حَقٌّ ۝ وَلَا يَسْتَخْفِكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ ۝

اللّٰهُ كَاوَدَعْدَ مُصْحٰكٍ ۝ اِنَّ تَحْمِلُوْهُ لَوِ كَدًا ۝

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلٰكِنْ جَسَّدْتُمُ بَايَةً لِّقَوْلِنَا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ اَنْتُمْ اَلَا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

منزل ۵

سبحان ربی العزیز

سبحان ربی العزیز

سبحان ربی العزیز

ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سنتے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

نفی سماع موتی کے دلائل | نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا ہے۔ پہلی آیت اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتِ وَلَا تَسْمَعُ الصَّغِيرَ الدَّاعِيَ اِذَا دَعَا صِدْقِ بْنِ (منزل ع ۶) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے تیسری آیت اِنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَن يَشَاءُ وَهَآءِنتُ بِمَسْمَعٍ مِّنَ فِي الْقُبُورِ اَفَاظِرُ ع سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موطو دے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہار و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس بنا پر کہ کفار کو حق سنانا مستند رہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر متفرع ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل عبارت یہ ہے۔ فَاَتَمَّهَا يَفِيدُ اِنَّ تَحْقِيقَ عَدَدِ

سماعهم فانه تعالى شبه الكفار بالموتى لا فائدة تعذر سماعهم وهو فرض على سماع الموتى فتح التقيہ ۴۴۴ اور اسے منظور اس پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی از کتاب هذا المجاز هنا عند اکثر مشائخنا هو ان الميت لا يسمع عند هم... لا هذا (اليمين) تنفقد على ما بحيث يفهم والميت ليس كذلك لعدم السماع (فتح القدیر) اور کتاب الايمان میں لکھتے ہیں فلو كلمه بعد موته لا يحث لان المقصود منه الافهام والموت يتاخر لا فائدة لا يسمع فلا يفهم (فتح القدیر) ص ۱۰۰ قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں اسماع (سننے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ موضح قرآن ولا یعنی قبر کا رہنا منظور معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فمن الرمن فل یعنی چون عفو بات مخلدہ معاینہ کر دند دنیا را بمشاہد ساعی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیا را بمشاہد فلور خیال میکردند ۱۲۔



اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مردے زائر کا کلام سن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موثق پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

**سماع موثق کے دلائل اور ان کا جواب** | اقلین سماع موثق کی سب سے قوی دلیل قلبیہ بدوالی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک ویران کنویں میں پھینکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا اے ایسے قد و جد تم ماعدہ سبکہ حقا خانی قد و جدت ماعدہ سبکہ حقا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما انتقم باسمع لما اقول منهم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلبیہ بدر کے مردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

**جواب** | اس حدیث سے سماع موثق پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موثق پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بسمسم من فی القبور انک لا تسمع الموتی یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے دعانت بسمسم من فی القبور انک لا تسمع الموتی۔ اقول انما قال انھم الان لیسلمون ان ما کنت اقول لھم حق، (صحیح بخاری ص ۵۶) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موثق پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آرہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موثق عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوۃ والسلام وہی من خواص القاعدۃ (روح ج ۲ ص ۵۷)۔

سوم حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلبیہ بدر کے مردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوایا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موثق پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابو قتادۃ احیاہم اللہ تعالیٰ یعنی اہل الطوی حتی اسمعہم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بیجا و تصغیر و نقص و حسرة و ذللاً (صحیح بخاری ص ۵۶، روح ج ۲ ص ۵۷)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انما قالہ علی وجہ الموعظۃ للاحیاء لا لفہام الموتی كما راوی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم و اراکم مومنین اما نساءکم فکلکت و اما اموالکم فقسمت و اما دوسرکم فکلکت فہذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۸)۔

**دوسری دلیل** | اقلین سماع موثق کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولى عنه اصحابہ انہ یسمع قراۃ نعالہما اذا القروا اذا اتاہ ملکات الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

**جواب** | اس حدیث سے بھی عموم احوال و اوقات میں سماع موثق کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللهم الا ان یخصوا ذلک بادل الوضغ فی القبر مقدمات للسؤال جمعا بیتہ و بین الایاتین فافہما یقید ان تحقیق عدم سماعہم (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴)۔

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا لیسسم مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قراۃ نعالہم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جاسکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آجاتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موثق کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

**تیسری دلیل** | بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے دہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آکر انہیں سلام کیا کرو۔ فالذی نفسی بیدۃ لایسلم علیہم احدا لاسدوا علیہ لایوم القیامۃ ماکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب



یہ ہے کہ حاکم قتال ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لا نسلم صحیحہ وتصحیح الحاکم مکتوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲ ص ۵)۔  
**پہلی دلیل** ابن عبد البر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ما من احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یحرف فی الدنیا یسلم علیہ الا عرّفہ و رد علیہ عبد الحق اشجیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشجیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبد البر ان عبد الحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان المحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انه ضعیف بل منکر (ج ۲ ص ۵)۔  
 جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے لیکن جن بعض احوال میں مردوں کے سننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال و موارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حسرتہ بہ عائشۃ فلا یکن دلیلاً علی السماع فالظاهر عدم السماع وهو الاصح عندنا (الکوکب الدرری ج ۱ ص ۵۹)۔  
 حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ اما هو عدم السماع لکن المستثنیات فی هذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص ۵۹) قدوة المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلك المتعلق والقول بوجود قوة السمع ونحوه فيها لفساد السمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا کذا اسائر الاحساسات لیس الاتباعا للشیئۃ فاشاء اللہ کان وما لم یشاء لہ یکن یقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماع من السلام ونحوه وهذا الوجه هو الذی یترجم عندی (روح ج ۲ ص ۵۹) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کر کے قائلین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقاً سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی دیوبندی عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع مدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ سورہ کادوم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں: یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مردے کو سنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور مادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نفوس سے جن باتوں کا اس غیر مسموئی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کو کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لاسکتے۔ الخ  
 ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جوابات چاہے اسے سنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیتۃ قوۃ یسمع بہا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوه مما یشاء اللہ سبحانہ لسماعہ ایاہ (روح ج ۲ ص ۵۹)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر نہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور مترج مدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع ذاتی جن مدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ تلبیس بدر وائی حدیث ہے۔

**اختلاف کا منشا** حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علین اور سجن قبر کے پاس ہے یہ قبر سے دور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی ارضیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علین اور سجن قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علین اور سجن دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب و جوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑپ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ سورہ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑپ نہیں سن سکتا۔ یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے ہمین کی جانب ارواح صلوا ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیار جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس ارضیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگان دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جا کر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذرین دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے کفی باللہ شہیداً بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغضدین (یونس ص ۳۶) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکل بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لہا ولا شعور لہا ولا خروج ولا سس ورنی البرزخ (تحریرات ص ۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس و شعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ مدیثوں میں آتا ہے کہ منکر و کبیر قبر میں اکرمیت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات



پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح و سرور اور بدکاروں کو عذاب ہو رہا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہو گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ فعند الحنفیة الجسد میت لا یسمع قہماً و دردن وسعة القبر والاحلاس ومن عود الروح وسعة القبر وضرب المیزان وسماح الاصوات ہوا میرغایر المحسوسات بحواسنا الظاہیة الخ (تحریرات مفت) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت و الم اور سرور و عذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماورائے ہے اسے تکلیف تو کمی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت و سرور کا احساس ضرور ہوتا ہے احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھڑکیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے یہی وہ جسم ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت هذا المعبر بالجزء الباقي من البدن هو النفس ہی شبہہ بالروح میازجہ ملازمہ لہا کاندخان للنفارضی المتألمة المتلذذة واما الروح فلا تتألم اصلاً ولا تتلذذ بغیر ذکر وعز من یفرد بیہ ہما (ایضاً مفت)

۱۴۱۰ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اسے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار و ادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت و ضعف، جوانی و بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دغا اور پکار کے لائق نہیں۔ ۱۴۱۱ یہ توحید دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْكَلُونَ جس طرح وہ قیامت میں صحیح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرون من الحق الى الباطل ومن الصدق الى الكذب (کبیر ج ۲ ص ۲۲)

۱۴۱۲ لیکن جو لوگ دنیا میں علم و ایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلَكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ الحق (روح ج ۲ ص ۲۱)

۱۴۱۳ قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر و بہانہ مفید ثابت نہ ہو گا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کر کے اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منہم الاعتاب وهو ازالة الحتب یعنی التوبة التي تزيل آثار الجرم لا تطلب منہم لانہا لا تقبل منہم (کبیر ص ۲۵) یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر و نشر کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھادیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو تم تمہاری بات نہیں مانتے۔ ۱۴۱۴ کافی بتنی لام تلیہ ہے اور ذلک سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی منہ و عناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور ابوار و خرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھودیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یستترون علی خرافات اعتقدوها وترہات ابتدعوها (ابو السعود ج ۲ ص ۲۶)

۱۴۱۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی ہے اور وعدہ نصرت کا دوسری بار عادیہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزرہ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایندڑوں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لا محالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا اور مقہور و مغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے تبعین کو بدریں ان پر فتح و غلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا یَسْتَنْخِفُکَ الْإِنِّ ان منکرین توحید و رسالت اور جہادین بوٹ و نشور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بد دعا کرنے کا باعث نہ بنے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آکر رہے گا۔ ای لا یحملنک هؤلاء الذین لا یوقنون بالآخرۃ علی الخفة والعجلة فی الدعاء علیہم لعذاب اولایحملنک علی الخفة والقلق جزعاً ما یقولون ویفعلون (مدارج ص ۲۱)



سُورَةُ رُومٍ مِیٔ آیَاتٍ تَوْحِید

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔ (۱۶) فتح و شکست اللہ کے اختیار میں ہے۔  
۲۔ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَرْجُونَ شَفَعَةُ (۲۶) نفی شفاعت قہری۔  
۳۔ وَ مِنْ آيَاتِهِ اَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔  
۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ اَنْفُسِكُمْ الْخ (۳۶) نفی تصرف و اختیار از مبدء و ان باطلہ۔  
۵۔ فَاَقِمُ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا۔ تَا۔ كُلُّ حِزْبٍ لِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ توحيد تمام پیغمبروں کا دین ہے۔  
۶۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ۔ تَا۔ سُبْحٰنَهُ وَ تَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔  
۷۔ وَ مِنْ آيَاتِهِ اَنْ يُرْسِلَ الرِّیْحَ۔ تَا۔ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔  
۸۔ اَللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّیْحَ۔ تَا۔ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ نفی شرک فی التصرف۔  
۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الْخ جو لوگ حق واضح ہو جانے اور حجت خداوندی قائم ہو جانے کے بعد بھی محض منہ و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر کے ان سے قبول حق کی توفیق و استعداد سلب کر لی جاتی ہے۔  
(آج بتاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۸ مطابق ۶ جولائی ۱۴۳۸ بروز جمعہ شنبہ  
قبل دوپہر سورہ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً و لا لہ صلوٰۃ  
و السلام علی رسولہ و ائمہ ابدال علی سائر عبادہ الصالحین متوالیا سرمداء۔)



سورۃ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کرے گا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی گویا یہ سورت سورۃ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلق السموات — تا — فی مثل مبین نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقل دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کر کے اپنی قدرت سے تمام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گونا گون نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔ مشرکین شرک کے سوا جن کو کار ساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کار ساز بھی نہیں ہو سکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔

المتروا ان الله سبحانه (۳۷) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں ومن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاذین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی و اذ قیل لہم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیئے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے ومن یسلو وجہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے ومن کفر الخ یہ تحویل اخروی متاعی ہے۔

دلالت مآلہم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی اسبیل الاعتراف من الخصم جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سائے جہان میں متصرف اور سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمر ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کا راسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں وراں میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للہ ما فی السموات والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک وراں میں متصرف وہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔

دو ان صافی الاحراض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطہ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ اہر تو ان اللہ یو الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کار ساز بھی وہی ہے ذلک بان اللہ هو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے یعنی دلائل بالا سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعا اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے ولے مشرکین جن کو کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے اہر تو ان الفلک تجری الخ (۴۷) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنا سے لگاتا ہے وہی سب کا کار ساز ہے اذ اغشیہم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خائفانہ لہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنا سے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور



اکثر کفر و شرک کرنے لگتے ہیں یا یہاں الناس الفجاء الخ یہ تحریف اخروی ہے۔ ان اللہ عندک علم الساعة الخ یہ توحید پر اٹھوس عقل دلیل ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے جسم میں کیا ہے؟ نریا مادہ، کالا یا گورا۔ سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفتح الغیب میں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جانتے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں کہ تلک آیت الخ یہ تہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس

نقلین ۳۱

۹۰۸

اتل ما وحی ۲۱

سورة لقمن مکیہ وھی اربع وثلثون ایه واربعة رکوعا

سورہ لقمن ۱۵ مکہ، نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱ تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۱ هٰدِیْ وَرَحْمَةً

یہ ۱۵ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے ۱۵ اور مہربانی

لِلْمُحْسِنِیْنَ ۲ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ

میں کریموں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الرَّكُوَّةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ یُوقِنُوْنَ ۳ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هٰدِیٍّ مِّنْ

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ ۳

رَبِّهِمْ ۴ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِیْ

اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچنے اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں

لَهُوَ الْحَدِیْثُ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَیَتَّخِذَ هَٰهِنَا

کھیل کی باتوں کے ملے تا بچلا میں اللہ کی راہ سے بن بچھے اور غمراہی میں اسی کو ہلاک

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۶ وَاِذْ اُنْتَلٰ عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا وَاٰیٰتُ الْمُرْسَلِیْنَ

وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے و اور جب سائے ایک کو ہماری آیتیں لے ہیچ لئے جائے غور کے

كَانَ لَمْ یَسْمَعْهَا کَانَ فِیْ اَذْنِیْہِ وَقَرَّ اَجْرُہٗ بِعَذَابِہِ ۷

گو یا ان کو سننا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سوز و غمراہی اس کو دردناک عذاب کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنَّٰتُ النَّعِیْمِ ۸ خٰلِدِیْنَ

جو لوگ ۱۵ یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ ہا کہیں

فِیْہَا مَوْعِدٌ مِّنْ اللّٰهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ نبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان ۹

منزل ۵

کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاذین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ المحکمہ اسی ذی المحکمہ (روح ج ۲۱ ص ۵۵۶) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے بھرپور مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت المحکم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلیہ مذکور ہے ۱۵ ہدیٰ الخ المحسنین تیک روئی اختیار کر نیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجا لانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۱ ص ۸۲) یعنی جو بیان آگے آ رہا ہے وہ محسنین کے لئے سرایا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدایت اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ الخ یہ محسنین کی صفت کا شرف ہے۔ زکوٰۃ سے یا زکوٰۃ اموال مراد ہے کیونکہ زکوٰۃ کی نفس فریفت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعین نصابات مدرسہ میں ہوئی۔ ان الزکوٰۃ ایجا کان بمکہ کا لصلوٰۃ و تقدیر الانصابا ہوا لذلک کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۷) یا زکوٰۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۱۵ اولئک علی ہدیٰ الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نہات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۱۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاذین پر زجر اور ان کے لئے تحویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لہذا الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہوا

یہ تہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاذین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ المحکمہ اسی ذی المحکمہ (روح ج ۲۱ ص ۵۵۶) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے بھرپور مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت المحکم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلیہ مذکور ہے ۱۵ ہدیٰ الخ المحسنین تیک روئی اختیار کر نیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجا لانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۱ ص ۸۲) یعنی جو بیان آگے آ رہا ہے وہ محسنین کے لئے سرایا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدایت اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ الخ یہ محسنین کی صفت کا شرف ہے۔ زکوٰۃ سے یا زکوٰۃ اموال مراد ہے کیونکہ زکوٰۃ کی نفس فریفت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعین نصابات مدرسہ میں ہوئی۔ ان الزکوٰۃ ایجا کان بمکہ کا لصلوٰۃ و تقدیر الانصابا ہوا لذلک کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۷) یا زکوٰۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۱۵ اولئک علی ہدیٰ الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نہات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۱۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاذین پر زجر اور ان کے لئے تحویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لہذا الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہوا

مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لہذا الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہوا

موضع قرآن ۱ ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمان کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ ناجی دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمن ۱۵ یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۳۔



الغناء وانشبائہ یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے سے کل ماسفلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السوء والاضلحک والمخرفات والغناء و منحوھا امام فتحاک؟ کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لہو الحدیث الشرک (الکل من الشر ج ۲ ص ۲۱) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا هو الکفر والشرک (قرطبی ج ۴ ص ۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو و لعب مثلاً سارنجی، طاؤس درباب وغیرہ سب

حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ قتادہ نے تائید ثانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲ ص ۲۱) امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفہ یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلک مذهب اہل الکوفۃ سفیان وحماد وبراہیم و الشعبی وغیرہم لا اختلاف بینہم فی ذلک ولا نعلم خلافہا بین اہل البصرۃ فی کراہۃ ذلک والمنع منہ انتہی وکان مرادہ بالکراہۃ المحرمۃ (روح ج ۲ ص ۲۱) امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۴ ص ۵۵) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لہو مکروہ یشبہ الباطل (روح و قرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انه قال سألت ابا عن الغناء فقال ینبہت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علماء امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراہۃ الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۴ ص ۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذا ان هذا السماع حرام باجماع اہل الحل والعقد من المسلمین انتہی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالالاق المطربۃ من الشبابت والنظار والمعاذف والاقواقس فحرام (قرطبی ج ۴ ص ۵۷)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو و لعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عسی اور وقرہ ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

۹۷ و اذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کبر و عناد اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان کے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سننا ہی نہیں فیشرہ بعذاب ہم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گی اسی یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وایاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۴)۔

۹۸ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کا باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے حوالہ پورا ہوگا۔

۹۹ خلق السموات الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستاروں کے بغیر ان کو مقام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈال ڈال نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کی عمارت اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمدت و تدبیر۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آیتیں۔ ان تمید بکم جمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۴ ص ۵۷)



۹۹۔ ہذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے مشرف و کار ساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لا محالہ سب کا کار ساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک فتنے کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کار ساز ہونے کے لائق بھی نہیں مآذ خلق الذین من دونہ مسا اتخذتموہم شرکاء لہ سبحانہ فی العبادۃ حتی استحقوا بہ المعبودۃ (روح ج ۲۱ ص ۷۰) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بت

لقمن ۳۱

۹۱۰

اتل ما وحی ۲۱

بَغِيرِ عَمَدٍ تَرْوُنَهَا وَالْثَّقَىٰ فِي الْأَرْضِ سَرَّ وَاسِي أَنْ

بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیتے زمین پر رہاؤ کہ

تَمِيدُ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا

تم کو لے کر جھک رہے اور بکھیر دیتے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے

كِرِيمٍ ۝ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ

غلام یہ سب کچھ بنا یا ہوا ہے اللہ کا یہ اب دکھاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے

الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

اور وہ جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پرے انصاف صریح بھٹکے ہیں

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَنَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ

اور ہم نے دی لقمان کو حکمت کہ حق مان اللہ کا اور جو کچھ

يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کفر کرے منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے

حَبِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لِبْنِهِ وَهُوَ عِظٌ يَلْبَسِي لَا

سب تعریفوں والا اول اور جب کہا لقمان نے لے اپنے بیٹے کو جب اس کو بچھانے لگا اے بیٹے

تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا

شریک نہ بھرا ابو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کر دی

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَسَنَةً أُمَّهُ وَهَنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفَضَّلْنَا

انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تنگ تھک کر پولا اور پھر

فِي عَمَلَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ۝

پھر انا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر بھی تک آنا ہے

منزل ۵

نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت و جہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں بلکہ دلقدا آیتنا الخ یہ توحید پر نقل دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے چنانچہ لقمان جو محبین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پسند و نصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جبکہ مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عجمی اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے و علیٰ ہذا جمہور اہل التاویل انہ کان دلیلا ولم یکن نبیا و قال بنیو قعد سمتہ والشعبی (قرطبی ج ۴ ص ۱۵۵) ان الشکر لی سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاكرین اذہو تعالیٰ غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفرا لا یضمرہ (بہر ج ۷ ص ۱۸۶) اللہ واذ قال لقمن الخ یہاں سے بیکرد کوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پسند و نصائح کا ذکر ہے۔ پسند و نصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک بہت برا ظلم ہے۔ اما الاشرک فوضع المعبودۃ فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

موضع قرآن کے حکم کے مطابق کلام نبی میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے میرے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

حجۃ الرحمن وراہی یعنی بہ وقت سست ترمی شہر و اللہ اعلم



اصلاً (کبیر ج ۶ ص ۳۵) ۱۲۔ دوصینا الخ یہ افعال الہی ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کا حق ادا کرنے کی نصیحت کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ والدین کا اگر چہ بہت حق ہے انہوں نے تیری پرورش کی اور تیری خاطر بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس لئے ان کی اطاعت اور ان سے نیک سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن اگر وہ تجھ کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا۔ دھنا غلے دھن کمزوری پر کمزوری یعنی جس قدر جنین نشوونما پاتا ہے اسی قدر والدہ کمزوری کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ پھر دو سال بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکر گزاری کی مستحق ہے ان اشکوں الخ ان تفسیر تہذیب اور یہ دصینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصینا کا اختصاراً الخاس فان تفسیر یہ (روح ج ۲ ص ۲۱) ۱۳۔ وان جاهدک

لقمن ۳۱

۹۱۱

اتل ما وحی ۲۱

وَانْ جَاهِدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں ۱۴ اس بات پر کہ شرک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو

عَلِمَ فَلَا تَطْعَمُهَا وَصَاحِبُهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

معلوم نہیں تو ان کا کھنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا

فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۵ يٰبَنِي

پھر میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اے بیٹے ۱۵

إِنهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو

فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ

کسی پہنچے یا آسمانوں میں یا زمین پر لا حاضر کرے

بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝۱۶ يٰبَنِي أَقِمِ

اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے سچی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے بیٹے قائم رکھ

الصَّلَاةَ وَآمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نماز ۱۷ اور سکھلا بخوبی بات اور منع کر برائی سے اور

اصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝۱۷

حمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام و

وَلَا تَصْعَرَ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْسِسْ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا

اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۸ اور مت چل ۱۹ زمین پر اترنا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝۱۸ وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ

بیشک اللہ کو نہیں بھانا کوئی اترنا بڑیاں کرینا لاف اور چل ۲۰ پنج کی چال

منزل ۵

۱۴۔ وان جاهدک علیٰ ان تشرک بے ما لیس لک بہہ اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں ۱۴ اس بات پر کہ شرک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو علم فلا تطعمہا وصاحبہا فی الدنیا معروفًا معلوم نہیں تو ان کا کھنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق ۱۵۔ واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا ۱۶۔ فانیبئکم بما کنتم تعملون ۱۵ یٰ بنی پھر میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اے بیٹے ۱۷۔ انہا ان تک میقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یأتی بها اللہ ان اللہ لطیف خبیر ۱۶ یٰ بنی اقم الصلوة و امر بالمعروف و انہ عن المنکر نماز ۱۷ اور سکھلا بخوبی بات اور منع کر برائی سے اور اصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور ۱۷ حمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام و ۱۸۔ ولا تصعر خدک للناس ولا تمس فی الارض مرحًا اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۸ اور مت چل ۱۹ زمین پر اترنا ۱۹۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور ۱۸ و اقصد فی مشیک بیشک اللہ کو نہیں بھانا کوئی اترنا بڑیاں کرینا لاف اور چل ۲۰ پنج کی چال

یہ کلام نہ مان ۱۲  
مذکر امر معلوم ۱۳

دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبرائیل قال دأمر بالمعروف یعنی التوحید و انہ عن المنکر یعنی الشک (روح ج ۲ ص ۸۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق میں اور تبلیغ و ارشاد پر مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند کلام افلاق میں سے ہے ۲۰۔ ولا تصعر خدک الخ عبادا

موضع قرآن ۱۔ شرک مان جو معلوم نہیں یعنی شہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے و ناز کے ساتھ زکوۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھو۔



کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یعقول لا تکبر فتحتم عباد الله وتعرض عنهم بوجهك اذا كلموك (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳) فالعنی اقبل علیهم متواضعا متواضعا مستأنا (قرطبی ج ۳ ص ۱۳) لا تقش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اتر کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ محکم کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف ماننے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان الله لا یحب الخ جملہ ما قبل کے لئے تئیل ہے ۱۵ و اقصد الخ چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدر سے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریمہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریمہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکوار اصوات الخ جملہ ما قبل کے لئے تئیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ د

لقمن ۳۱

۹۱۲

اتل ما اوحی ۲۱

وَاعْصُصْ مِنْ صَوْتِكَ ۱۸ اِنْ اَنْتَ اِلَّا صَوَاتٌ

اور بچی کر آواز اپنی بے ننگ بڑی سے بڑی آواز

لصَوْتِ الْحَبِيرِ ۱۹ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ۱۸ کہ اللہ نے کام میں لگائے

لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ

تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں

عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۲۰ وَمِنْ

تم پر ابھی نہیں کھلی اور بچی اور لوگوں

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ اَلْهَدَى

میں ایسے ہیں ۲۰ جو بھڑکتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوچیں

وَلَا كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۲۱ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا

اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہتے ۲۱ پہلو اس حکم پر جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

آمارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے

عَلَيْهِ اَبَآءُنَا ۲۲ اَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ

اپنے باپ دادا کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو

اِلَى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۲۳ وَمَنْ يَّسْلَمْ وَجْهَهُ

دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۲۳

اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۲۳

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۲۴ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ۲۵

مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

منزل ۵

اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدر سے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریمہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریمہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکوار اصوات الخ جملہ ما قبل کے لئے تئیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ د

اقصد فی مشیك اشارة الى الافعال و اعفضض من صوتك اشارة الى الاقوال فنبه على التوسط في الافعال وعلى الاقلال من فضول الكلام (بحر ج ۲ ص ۱۸۹) ۱۸ اللہ تعالیٰ یہ توحید پر دوسری عقل دیں ہے جس سے نفی شرک فی التفرد مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بہ تمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۲۰ و من الناس الخ یہ معذرت پر زجر ہے یعنی ہم تو مسئلہ توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضح کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے الٹا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحیدہ عز وجل وصفاتہ جل شانہ کا مشرک المنکرین وحدتہ سبحانہ وعموم قدرتہ جلالت قدرتہ وشمولہا للبعث (روح ج ۲ ص ۹۲) علم سے دلیل عقل ہدی سے دلیل وحی اور کتاب منبر سے دلیل نقل مراد ہے ۲۱ و اذا قيل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشرک الخ عذاب السعیر (البوسعود ج ۴ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۲ و من یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبتہ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵

جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشرک الخ عذاب السعیر (البوسعود ج ۴ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۲ و من یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبتہ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز



کا انجام بھی می کے اختیار میں ہے اس لئے اس کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں۔ تقدیم ظرف حصر کیلئے ہے و تقدیم (الی اللہ) للحرص مردا علی الکفرۃ فی زعمہم مرجعۃ لہم بعض الامور (روح ج ۲۱ ص ۹۵) ومن کفر الخ یہ معاندین کے لئے تخولیف اخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر مشرکین ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں قیامت کے دن یہ سب میرے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کے تمام اعمال ان کے سامنے دکھو گا میں تو ان کے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہوں غنیمتہم قلیل الخ دنیا میں ان کو جو میں نے زندگی میں رکھی ہے یہ تو صرف چند روزہ ہے اس کے بعد انہیں چار و ناچار شدید ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام گرتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے لے دلش سألکھم الخ یہ توجید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لا محالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہو گا قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کار سازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کار ساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں لے اللہ مافی السموات الخ یہ توجید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

لہذا مافی السموات والارض خلقا و ملکا و تقر فالیس لاحد سواہ عز وجل استقلالہ ولا شریکۃ فلا یتحق العبادۃ فیہما غیرہ سبحانہ وتعالیٰ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۲۱ ص ۹۶) ولوان الخ یہ توجید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کر نیوالا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ بشرطیۃ، مافی الارض امم ات، من شجرة بیان ما، اقلام خبر ات، والبحر مبتدا، یمده الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ سے یا مافی الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے مانفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ اسی و کتبت بئذک

۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

لقمن ۳۱

۹۱۳

اتل ما وحی ۳۱

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ  
اور جو کوئی منکر ہوا لے تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکو  
فَنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ  
پھر ہم بتلا دیں گے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے جو بات ہے  
الصُّدُورِ ۚ ۲۳ نَسْتَعْمُرُ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ  
دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا مضبوطی دلوں پھر پکڑ بلا دیں گے ان کو  
إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۚ ۲۴ وَلَٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ  
گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے لے کس نے بنائے  
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ  
آسمان اور زمین تو ہمیں اللہ نے تو کہہ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۲۵  
سب خدائی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے  
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ  
اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پروا  
الْحَمِيدُ ۚ ۲۶ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ  
سب خوبوں والا اور اگر جتنے شجر درخت ہیں زمین میں  
أَقْلَامٌ وَالْبَحْرِ يَدَاهُ مِنْ بَعْدِ سَبْعَةِ أَبْحُرٍ  
قلم ہوں اور سمندر ہوں اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہو سات سمندر  
مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ ۲۷  
نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی وہ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا  
مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْثُبُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ  
تم سب کا بنانا لے اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک ہی کا بے شک اللہ

منزل ۵

الاقلام وبذلك المداد كلمات الله مانفدت الخ (الكل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جائے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات جیتہ تحریر میں نہیں آسکیں گے لے ما خلقکم الخ

فتح الرحمن وای یعنی معلومات او ۱۲



یہ تحریف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعثت اور ایک جان کی پیدائش یا بعثت اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرورتاً کو دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء و سزا دے گا۔ ان اللہ سمیع بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سننا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اس کی قدرت کاملہ ہر کام پر عاوی ہے ۲۵

۳۱ لقمن ۹۱۴ اتل مآ و ح ۲۱

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۲۵ ﴿۲۵﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي

سب کچھ سننا دیکھنا ہے تو نے نہیں دیکھا ۲۵ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

النَّهَارَ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا سورج

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ

اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۲۶ ﴿۲۶﴾ ذَلِكَ بَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ

بہر کھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو وہی یہ اس لئے کہ اللہ وہی ہے سچ

وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ

اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوا کچھ سودھی جھوٹ ہے اور اللہ

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۲۷ ﴿۲۷﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ فَجَرِي

وہی ہے سب سے اوپر بڑا تو نے نہ دیکھا ۲۷ کہ جہاز چلتے ہیں

فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ۲۸ ﴿۲۸﴾

سمندر میں اللہ کی نعمت کے لئے کہ تاکہ دکھائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں ۲۸ البتہ

فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۲۹ ﴿۲۹﴾ وَإِذَا

اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک عمل کرنے والے احسان کرنے والے کے واسطے اور جب

غَشِيَهم مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ دَعَا اللَّهَ مُخْلِصِينَ

سر پہ آئے لہ ان کے موج جیسے باول پکارتے تھے اللہ کو خالص کر کے

لَهُ الدِّينَ ۳۰ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا فَجَّهم إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ

اسی کے لئے بندگی پھر جب پہچانیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی موتا ہے ان میں

مُقْتَصِدٌ ۳۱ ﴿۳۱﴾ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ۳۲ ﴿۳۲﴾

بچنے کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے جس نے ماننے والے وقت

منزل ۵

کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات رات کے بعد دن، دن رات میں کی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ایک کا ایک مہین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لایعنی اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعا کا مستحق بھی وہی ہے ۲۵ ذلک البیان بالادقہ لتستيقنوا بان الله الخ تیمام دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارتے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذلک الذی هو قادر علی هذه الاستیاء النی ذکر ت هو الحق المستحق للعبادة (و ان ما يدعون من دونه الباطل) یعنی لا یستحق العبادة (و ان الله هو العلی) یعنی فی صفاتہ لہ الصفات العلیا والاسما الحسی (الکبیر) فی ذاتہ لانہ اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۸۲) ۲۶ الخ ترانہ یہ توجید پرستی اور عقل دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندروں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنالے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیریکم من آیتہ اسی بعض دلائل الوہیتہ تعالیٰ و وحدتہ سبحانہ و قدرتہ جل شانہ و علمہ عزوجل (روح ج ۲۱ ص ۱۵۱ و ابوالسعود ج ۴ ص ۴۳) ۲۷ اذا غشیهم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

مرا چھٹی صفحہ ۱۱  
۲۱ نقضی ثرہ ۱۲  
۳۱ ع ۱۲  
۳۲ ع ۱۲

موضع قرآن ڈاٹیرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دورہ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جائے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر کہتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔



پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر ہر  
کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور  
ہو کر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرض دھوکہ دینے والا  
یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں بھی نہ آنا جو تمہیں  
جھوٹی آرزوئیں اور تمنائیں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور  
آخرت سے غافل کرتا ہے ۳۱ ان الله اخذ توحيد  
پر آستھیں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم  
مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ  
تعالیٰ کیسے مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی؟  
(۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا  
ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسے موت  
کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مقاصح الغیب یعنی غیب  
کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں  
جانتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے  
ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے  
سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا یخس  
لا يعلمهن الا الله ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم ان الله عنده علم الساعة الا يتلوهما حتى  
صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹، نسائی ج ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ  
ص ۷۷ یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن  
کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورہ لقمان  
کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت  
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاطم الغیب جس لا يعلمها الا  
الله (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۸) یعنی غیب کے خزانے  
پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے  
بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنا تھے حضرات صحابہ  
رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے  
کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور

برای دریافت اطلاعات بیشتر

۲۰ اُفقوں میں  
دیں برائے نفی  
مترک فی العلم ۱۲

$$= \frac{1}{2}(\bar{c}^{\dagger}c)$$

لقمۃ ۳۱

915

۲۱ ما آوجی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشُوا

۱۔ لوگوں سے بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو

يَوْمًا لَا يَجْزِيُ وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ

اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باب اپنے بیٹے کے بدلے

وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَا زِعُنْ وَالِدِهِ شَيْعًا

اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی

إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّبَكُمُ الْحَيَوةُ

بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی

الدُّنْيَا قَفَّةً وَلَا يَغُرُّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ (٣٣)

زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دعا باز

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ

بے تک ۳۳۵ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر

يُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ

اتارتا ہے مینہ اور جاتا ہے جو پچھ ہے ماں کے پیٹ میں

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا

اور کسی بی تو سکون نہیں ہے

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ

اور لی بنی ہو جبر ہی میں

مرحبا بتحقيق الله سبحانه وتعالى

۱۰۰

حبیر (۳۳)  
فبر وار ہے۔

4

منزلہ

کس ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی سے منقول ہے۔ **ہذہ الخمسة لا یعلمہا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمہا ملک مقرب لا نبی مرسل** فسن ادعی انہ یعلم شیئا من ہذہ فقد کفر بالقرآن لانہ قال (قرطبی ج ۳ ص ۱۴۵، خازن ج ۵ ص ۱۸۵) حضرت مجاہد رحمہ فرماتے ہیں وہی مقایم الغیب الہی قال اللہ تعالیٰ وعنده مغایم الغیب لا یعلمہا الا هو (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵۵) امام قتادہ رحمہ فرماتے ہیں امشیاء استأثر اللہ بہن فلم

**موضع قرآن** یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکاوے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔



یطعم علیہن ملکاً مقرباً ولا نبیاً مرسل (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۵، روح ج ۲ ص ۱۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہو گیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد میں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد میں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ہوا اشارۃ الی ہذہ العلوم الخمسة لا یعلمہا الا اللہ (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ و تابعین و عبارات مفسرین سے ثابت ہوا فتح ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فروغ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) یسئلونک عن الساعة ایان مرسہا قل انما علمہا عند ربی الذینہ (اعراف ۲۳)۔ (۲) ان الساعة آتیۃ اکاد اخفیہا (طہ ۱)۔ (۳) یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمہا عند اللہ الذینہ (احزاب ۶)۔ (۴) وما یدریک لعل الساعة قرب (شوری ۵)۔ البیہ یرد علم الساعة (حم السجۃ ۶)۔ (۷) ویقولون متى هذا الوعد ان کنتم صدقین قل انما العلم عند اللہ (نور ۲)۔ (۸) یسئلونک عن الساعة ایان مرسہا فیما انت من ذکرہا ہا الی سرباک منتہما ہ (نارعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیامت قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسکونی عن الساعة وانما علمہا عند اللہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۱) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قزوۃ المفسرین، جبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدرہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ۱ ص ۳۵) حضرت قتادہ رحمہ فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من المملکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ۱ ص ۹۹) امام سدی کبیر سے منقول ہے کہ یعلم قیامہا متى تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ۴ ص ۵۰) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمہا ولا یعلمہا الا هو (معالم ج ۲ ص ۲۶) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلم وقت ذلک علی التبعین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمہا عند اللہ لم یطعم علیہا ملک ولا نبی (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت امر ساء عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احد من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ۲ ص ۱۱) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں۔ قل انما علمہا عند اللہ لم یطعم علیہ احد (جامع البیان ص ۲۱) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستقر الی یوم القیامۃ امام ابوالسعود فرماتے ہیں۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احد من ملک مقرب ولا نبی مرسل (ارشاد العقل سلیم برہان کبیر ج ۲ ص ۱۱) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطعم علیہ نبی ولا ملک (ایضاً ج ۶ ص ۵۰) غازی ج ۵ ص ۲۲ واللفظ لہ نیز مفسران رقمطراز ہیں۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمہا فلم یطعم علیہ احد (غازن ج ۲ ص ۲۶) علامہ سید محمود اوسنی حنفی فرماتے ہیں ہاکی العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطعم علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ۲ ص ۲۹)۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ و تابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراف ص:۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوہ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں ہذا مصرع فلاں غدا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چنانچہ آپ نے ام الفضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا سأت خیر اللہ فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ لاعطین الرأیۃ غداً اس جلا یفتح اللہ علی یدیدہ یحب اللہ ورسولہ (مکحولہ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یاجوج و ماجوج کے بعد ایک عالمگیر بارش ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بارش ہوگی۔



**جواب :-** مفتاح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراض میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی حاصل ہو جاتے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانه به العلم الکامل باحوال کلی علی التفصیل (روح ج ۲ ص ۱۱۱) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باران کی خبر سے دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات و علامات کے ذریعہ بارش کی پیش گوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطور کلیہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جاتے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہوگی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ویس لمغیبات محصورة بهذه الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنہا (روح ج ۲ ص ۱۱۲) اسی طرح قاضی شام الشریانی پتی فرماتے ہیں :- ویست خزان الغیب منحصرة فی الخمس لمدح وقرآن کل ما لم یوجد اولہ لیم ینظر بعد (منہج ج ۳ ص ۲۷۷)۔

## سُورَةُ لقمان ہیں آیاتِ توحید

### اور اس کی خصوصیات !

- ۱:- هذا خلق الله فاسموني ما ذا خلق الذين من دونه (۱۷) نفی شرک فی التقرب۔
- ۲:- یسبني لا تشرك بالله (۲۷) نفی شرک ہر قسم۔
- ۳:- وان جاهدك على ان تشرك (۲۷) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔
- ۴:- ولئن سألتهم من خلق السموات — تا — هو الغنى الحميد (۳۷) نفی شرک فی التقرب۔
- ۵:- ولو ان ما فی الارض — تا — ان الله عزیز حکیم ہ نفی شرک فی العلم۔
- ۶:- ذلك بان الله هو الحق — تا — وان الله هو العلی الکبیر (۳۷) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔
- ۷:- ان الله عنده علم الساعة — تا — ان الله علیم خبیر (۳۷) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ شنبہ تین بجے بعد دوپہر سورہ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاد و آخر و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی سائر عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔  
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)



## سورہ طہ میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ اَزْوَاجًا — تا — لَهٗ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۵ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا حاجات میں بافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔
- ۲۔ اِنشِئْ اَنَّا اللّٰهُ — تا — اَقْرِهَا الصَّلٰوۃَ لِذٰلِکُمْ نَحْنُ ۵ نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ قَالَتْهَا فَاِذَا هِيَ حَیۡۃٌ تَسۡعٰی — تا — سَنُعِیۡدُهَا سَیِّدُکَہَا اَزْوَاۃً ۵ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۴۔ قَالَ رَبِّیۡنَا الَّذِیۡ اَعْطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلْقَہٗ — تا — وَ مِنْہَا نَخْرِجُکُمۡ تَارَۃً اُخۡرٰی ۵ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۵۔ فَاَوْجَسَ فِی نَفْسِہٖ خَیۡفَۃً مُّوسٰی ۵ قُلْنَا لَا تَخَفْ (۳۶) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۶۔ اَفَلَا یَرَوۡنَ اَ لَا یَرْجِعُ اِلَیۡہِمۡ قَوْلًا وَّ لَا یَمِیۡلُکَ لَہُمۡ ضَرَّ اَوْ لَا نَفَعًا (۳۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ اٰمَنَّا اِلَہُکُمۡ اللّٰهُ — تا — وَ سِعَ کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا (۳۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ فَتَعَلٰی اللّٰهُ الْمَلِکَ الْحَقُّ (۳۷) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان مشہنشاہ ہے۔
- ۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔
- ۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مومنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔
- ۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔
- ۱۲۔ دولت دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

( بحمد اللہ تعالیٰ و عونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۶۵ء بروز منگل سورہ طہ کی تفسیر ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین )



## سُورَةُ السَّجْدَةِ

**رابط** | سورۃ السجدہ کو ماقبل سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ لقمان میں حضرت لقمان کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یٰبْنِی لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (۲۷) لقمان نے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ سمجھ کر نہ پکارنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۃ سجدہ میں فرمایا اٰمَنَّا بِالَّذِیْنَ اٰذْكُرُوا بِالْحَقِّ سَجْدًا (۲۶) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

سورۃ سجدہ کا ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے۔ سورۃ الفرقان سے لے کر سورۃ لقمان تک یہ سلسلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب سے پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۃ سجدہ میں ترمی کر کے فرمایا جس طرح اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا ناجائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

**خلاصہ** | اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعت قہری کی نفی ہے جس پر رد عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے ابتداء میں تنزیل الکتاب الخ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ قرآن بلاشبہ رب العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ حق ہے اسے مانو۔ اور یقولون افتراء کا شکوئی ہے بل ہوا الحق الخ یہ جواب شکوئی ہے یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْاُولٰٓئِیَّ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (۱) الخ یہ نفی شفاعت قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے مالک من دونہ من ولی ولا شفیع الخ۔ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کار ساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض الخ سارے جہان کی تدبیر کا رکھی اسی کے ہاتھ میں ہے ذالک ظلم الغیب الخ وہی عالم الغیب ہے الذی احسن کل شیء تا — قلیلا ما تشکرون ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سننے دیکھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

وقالوا اِذَا ضَلَلْنَا الْاَرْضَ اِذَا ضَلَلْنَا الْاَرْضَ (۲) الخ یہ شکوئی ہے مشرکین نہ صرف توحید کا انکار کرتے تھے بلکہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے تھے اور کہتے تھے ہم مکر مشی میں مل کر گم ہو جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے؟ قل یتوفکم ملک الموت الخ یہ جواب شکوئی ہے جس طرح موت اللہ کے اختیار میں ہے اور ملک الموت کے ذریعے تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

ولوستری اِذَا الْمَوْءُودُ یُجْرٰۤی (۳) الخ (۲۷) یہ منکرین توحید اور بعث و نشر کے لئے تحویل اخروی ہے۔ اٰمَنَّا بِالَّذِیْنَ اٰذْكُرُوا بِالْحَقِّ سَجْدًا (۲۶) الخ یہ توحید کے ماننے والوں اور ہر حال میں اللہ کو پکارنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے اٰمَنَّا بِالْحَقِّ سَجْدًا (۲۶) الخ اعادہ بشارت و تحویل بطور لف و نشر غیر مرتب اصا الذین اٰمَنُوا الخ تفصیل بشارت و اصا الذین فسقوا الخ تفصیل تحویل ومن اظلم الخ زجر مع تحویل۔

ولقد اتینا موسٰی الخ (۳۷) یہ دعویٰ سورت (نفی شفاعت قہری) پر نقلی دلیل ہے از تورات و موسٰی علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل۔ ہم نے موسٰی علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کار ساز نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی سلسلہ کی دعوت دیتے رہے۔ اولہم ھدٰی لھم الخ یہ تحویل دینی ہے ان سے پہلے ہم نے بڑی زبردست اقوام کو اسی جرم کی پاداش میں ہلاک کیا کہ انھوں نے دعوت توحید کو رد کیا۔ مشرکین مکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

اولہم ھدٰی لھم الخ (۳۷) یہ دعویٰ سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے اور اس سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے مینہ برسا کر بخر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کار ساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیات نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح وہ مردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

و یقولون مبیٰتی الخ یہ شکوئی ہے مشرکین از راہ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم النعم الخ یہ جواب شکوئی ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجالاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔



۳۱ تنزیل الکتاب الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل و جان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتاب صبت ۲۱ لاریب فنیہ جملہ معترضہ اور من رب العالمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زمخشری، البوحیان الذی اختاره ان یكون وتنزیل صبت ۲۱ اور لاریب فنیہ اعتراض لا محل قیل من الاعراب (من رب العالمین) الخبر وصحیر (فتیہ) راجع لمضمون الجملة اعنی کونہ منزل من رب العالمین لا للتنزیل ولا للکتاب کائنہ قبل: لاریب فی

ذلك ای فی کونہ منزل من رب العالمین وهذا ما اعتد علیہ الزمخشری (روح ج ۲ ص ۱۱۱)

۳۱ امر یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک و شبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا افتراء کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کر کے (عیاذ باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بل ہو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پرواختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتندبر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک و ضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

یہ شکوی ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتندبر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک و ضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ و اما العرب غیر المعاصرين فسلم یا تلحم من عهد اسمعیل علیہ السلام منی منہم بل لحدیرسل الیہم نبی مطلقا موسیٰ و عیسیٰ و غیرہا من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوۃ والسلام لم یبعثوا الیہم علی الاظهر (روح ج ۲ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلك فی الفتوة السی كانت بین یسعی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(خازن و معالم ج ۵ ص ۱۳۳ قرطبی ج ۴ ص ۱۵۵)

سورة السجدة مکیہ و هی ثلاثون آیت و ثلث رکوعات

سورة سجده مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱ تنزیل الکتاب لاریب فنیہ من رب العلمین

اتارنا کتاب کا لاریب اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

امر یقولون افتراء بل هو الحق من ربک لتندبر

کیا کہتے ہیں تم کہ یہ جھوٹا افتراء ہے۔ کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈرنا

قوما ما اتهم من تذکر من قبلک لعلہم یتدبرون

یہ ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا سمجھو سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اللہ الذی خلق السموت والارض وما بینہما فی

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے بیچ ہیں

ستۃ ایام ثم استوی علی العرش ما لکم من دین

چھ دن کے بعد چھ پر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوا

من ولی ولا شفیع افلات تذکرون ۲ یدبر

حاکمی اور سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے آتا ہے

الامر من السماء الی الارض ثم یرج الیہ فی

ہم آسمان سے ہے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

یوم کان مقداره الف سنۃ ممتعدون ۵ ذلک

دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری غنمی میں ملے گا یہ ہے

علم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ۶ الذی احسن

جائے والا تمہارے لئے اور کھلے گا زبردست رحم والا جس نے خوب بنا فی

منزل ۵

۱ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر کا اثر قرون تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چل وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبدالقادر جہاں

فتح الرحمن یعنی اگر مردمان نزل و تدبیر و عروج و تصور پر کشند در کم از ہزار سال خیال نمایند وہاں ہمہ پیش خدا یتغالی در یک روز تمام میشود و غرض آنست کہ او ہام ایشان بقدرت اونی رسند ۱۲



كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ

جو چیز بنائی اور شروع کی وہ انسان کی پیدائش ایک گائے سے پھر

جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ طَهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ

بنائی اس کی اولاد پھڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا

وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا

اور دل تم بہت بھول کر شکر کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ کیا جب ہم گم ہو گئے

فِي الْأَرْضِ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۖ بَلْ هُمْ بِلِقَائِي

زمین میں کیا ہم کو نیا بنانا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب

يَكْفُرُونَ ۝ قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي

کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو وہ فرشتہ موت کا جو

وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ

تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جائے گا اور کبھی تو دیکھے نہ جس وقت کہ

الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو أَعْقَابِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا

منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے اے رب ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَأَرْجِعْنَا لِنَعْمَلَ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ

اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آگیا اور اگر

شِئْنَا لَا تَتَبِنَا كُلُّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي

ہم چاہتے تھے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑی میری بات کہ

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

مجھ کو بھرنے میں دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

منزل ۵

۱۷ اللہ الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر عمل عقلی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے۔ ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارے نظام عالم کی تدبیر اور عنان اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظام کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس کے کسی کو نہیں دیا۔ استویٰ علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۳۱۲ وحاشیہ ص ۳۱۲ مالک من دونہ الخ یہ سورت کا مقصود یہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیار ات کسی کے سپرد نہیں کر رکھے تو جس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کر سکے۔ اس لئے تم نے اپنے معبودان باطلہ کو کیوں شفاعت بنا رکھا ہے ای مالک اگر اذ

جاو زقرضنا تعالیٰ احدینہم کم وشفیع لکم و

یجبر کم من بأسہ الخ (البوسعود ج ۶ ص ۴۹)

۱۸ یدبر الامر الخ نظام عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے نگوین احکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمال صالحہ اس کی طرف

چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا

راستہ ہوگی۔ معناه واللہ اعلم ان امرہ یغزل من السلام علی عبادہ و تعرج الیہ اعمالہم الصالحۃ

الصادرة علی موافقة ذلك الامر... ان نزول الامر و عروج العمل فی المسافة الف سنة مما

تعدد وہ یوم فان بین السماء و الارض مسیرۃ خمسۃ سۃ فی نزل فی مسیرۃ خمسۃ

سۃ و یخرج فی مسیرۃ خمسۃ سۃ فهو مقدار الف سنة (کبیر ج ۶ ص ۴۵) ۱۹ ذلك علم الغیب

الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی جن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی

چیز بھی خراب سے خالی نہیں و معنی احسن حسن لانہ ما من شیء خلقہ الا و هو مرتب علی ما تقتضیہ

الحکمة فال مخلوقات کلہا حسنة الخ (بحر ج ۷ ص ۱۹) ۲۰ و بدأ الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم

علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ تشہید نسلہ الخ اس کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ

فلا صہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور یہی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا تشہید نسلہ

الخ رحم مادر میں نطفہ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے و دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجالاؤ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجالاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

موضع قرآن و اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سوا انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذات پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ج ۳ یعنی تم آپ کو دھڑکتے ہو کہ

خاک میں دل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ص ۱۲

اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی جن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خراب سے خالی نہیں و معنی احسن حسن لانہ ما من شیء خلقہ الا و هو مرتب علی ما تقتضیہ

منزل ۵



سوا اوروں کو کار ساز اور شفعا بنادکھا ہے ۵۷ وقت الوالہ یشکوئی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور گم فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر و نشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل ہم بخلق اللہ وہ نہ صرف بعث و نشر کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں اسی لیے لہم حشر و نشر و تدبیر اللہ عن الاعادة لانہم یعترفون بعقوبتہ و لکنہم اعتقدوا ان احساب علیہم و انہم لا یلقون اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱ ص ۱۲) ۵۸ قل یتوفکم اللہ یرجوا

الحجۃ ۳۲

۹۲۲

اتل ما اوحی ۲۱

فَذُوقُوا مَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا ۚ اِنَّا نَسِينَكُم

سوا بچھوڑ دیا ۵۸ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا انکو

وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ ۖ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۳ اِنَّمَا

اور بچھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ اِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا

باتوں کو کٹھن ماننے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر

وَسَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝۱۵ تَتَجَافَىٰ

اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جلاتی ہیں کٹھن

جُنُوبَكُمْ عَنْ الْمَصَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ

ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور

طَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝۱۶ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

لا لایح سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں و سو کسی جی کو معلوم نہیں ۵۹

مَا أَخْفَىٰ لَهُمْ مِنْ قُدْرَةِ اَعْلٰی ۚ خَزَائِمًا كَانُوا

جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدل اس کا جو

يَعْمَلُونَ ۝۱۷ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ

کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ۵۹ ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے

لَا يَسْتَوُونَ ۝۱۸ اَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ

نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ۵۹ اور کئے کام بھلے

فَلَهُمْ جَنَّٰتُ الْاٰوٰی زُرُّوا بِهَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۹

انہ ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے ہماری ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے

وَاَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَا اُوْتُوا النَّارُ كُلَّمَا اَرَادُوا

اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۵۹ سوان کا گھر ہے آگ جب چاہیں۔

منزل ۵

شکوئی ہے تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے شاہ عبد القادرؒ فرماتے ہیں "تم آپ کو محض دھڑا اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں رمل کر برابر ہو گئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے" (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اس طرح بیک وقت مختلف جگہوں میں حاضر ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں۔ اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتیٰ اذا جاء کما الموت توفیہ رسلنا (الانعام ۱۵۶) اور ولوقریٰ اذیتوفی الذین کفروا واملئنا کة (انفال ۷۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ (عزرائیل) مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ۵۹ ولسواری الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعثت و نشر ماری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! اور کہہ رہے ہوں گے کہ بارے خدا یا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل و جان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر و نشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو ہو گیا ہے ابصرنا البعث و ما وعدتنا بالہ و سمعنا قول الرسل ای سمعنا و سمع طاعة (روح ج ۲ ص ۱۲) ۵۹ ولوشئنا الخ یہ مشرکین کے قول فاسر جعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انھیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انھوں نے خدا اور عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے موضح قرآن و اللہ سے لاپرواہ نہیں اس سے ڈرا اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈرا اور لایح

دنیا کا ہوا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف درجاسے بندگی کرے تو رہا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ ص ۱۲

دنیا کا ہوا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف درجاسے بندگی کرے تو رہا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ ص ۱۲



والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جا کر راہ ہدایت اختیار کریں نہ موجب ذلك القول لستش  
اعطاء الهدى على العموم بل منعناه من اتباع ابدیس الذين انتقم من جملتهم صوف تنصرا اختیاریا کما فی الغی باعوانہ الخ الإسود  
ج ۶ ص ۵۵) ۱۲۔ من ذنوبنا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توجید اور اعمال صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری  
نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہذا اب اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۳۔ انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے  
میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب

ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے  
ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیات خدا  
دہری سانی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز  
بن جاتے ہیں و سبجوا بحمد ربہم وہ اللہ تعالیٰ  
کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام  
صفات کا سازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ  
لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کا سازی  
مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک و تمام صفات  
کا سازی سے متصف ہے لہذا سارے عالم میں وہی تہنن  
و مختار اور کار ساز ہے ای نہوہ و حمد وہ (قرطبی ج  
۱ ص ۹۹) و ہر لایستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت  
اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۴۔ تنجانی  
الخ یہ بھی ان مومنین کا ملین کی صفت ہے کہ وہ بیٹھی اور  
پڑھ کر نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے  
نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التفل باللیل قالہ  
المجتمہور من المفسرین و علیہ اکثر الناس  
(ایضاً ص ۱) میدعون و ھم الخ ان کا ملین کی ایک  
صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت  
کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف  
اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دہی ہوئی دولت میں سے  
اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۵۔ فلا تعلم الخ یہ  
ان مومنین کا ملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے  
لئے آرام و آسائش کا جو سامان آخرت میں تیار کر رکھا ہے  
اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ  
ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے لعلیم جنت  
کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں  
لفظ علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۶۔ انمن  
کان الخ یہ لفظ و نش غیر مرتب کے طریق پر تجولیف و بشارت

کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزا آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانیہ کے مستحق اور فاسق غضب خداوندی  
کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزا کی تفصیل مذکور ہے ۱۷۔ اما الذین امنوا الخ۔ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے نسخ میں  
لما اتب الغرایقین بعد نفی استوائتھا (روح ج ۲ ص ۱۳) مومنین کا ملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ  
موضع قرآن وال یعنی دنیا میں لوٹ مار بند ہے دیکھ لیں گے ۱۸۔ منہ و دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی  
مئی بار ۱۲ منہ و یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوتی ۱۲ منہ

اَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا اَعِيدُوا فِيْهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُقُوا

کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹائے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چمکو

عَذَابِ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تَكْذِبُوْنَ ۝۲۰ وَلَنْ يُقَاتِمَ

آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے تم کو

مِّنَ الْعَذَابِ الَّا ذُنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ لَّا كِبٰرَ لَّعَلَّهُمْ

۱۱۔ عذاب اور اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ۝۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ

پھر آئیں ۲۱۔ اور کون ہے انصاف زیادہ اس سے نہ جس کو سہا یا گیا اے رب کی باتوں پر

اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمَجْرُمِيْنَ مُنتَقِمُوْنَ ۝۲۲ وَلَقَدْ

ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم

اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ وَ

نے دی ہے اسے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رو دھوکے میں اس کے ملنے سے اور

جَعَلْنٰہُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرَآءِیْلَ ۝۲۳ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے و اور کئے ہم نے ان میں ۲۳

اٰیٰمَةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَاٰنُوْا بِآيٰتِنَا

پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہم اے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے بپاوی باتوں پر

يُوْقِنُوْنَ ۝۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یقین کرتے و تیرا رب جو ہے ۲۴ وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيْمَا كَاٰنُوْا فِيْہٖ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۲۵ اَوَلَمْ تَكُنْ لِّہُمْ اٰهْلَكُنَا

جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوچ نہ آئی ۲۵ اس سے کہہ دینا

مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِىْ

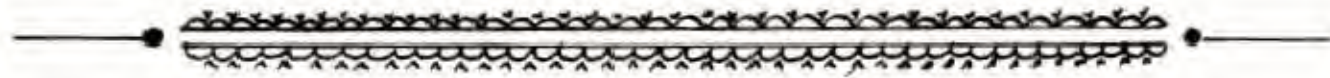
ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں







منہجہ الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کئے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور امتناع پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے ۱۳۷ ان ربك اللہ مؤمنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فرقہ کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ ای یقنی و یحکمہ بین المؤمنین والکفار و فیجازی کلہما لیستحق (تشریف جلد ۱۴ ص ۹۷) ۱۳۸ اولہم یحسد لہم اللہ یہ تخویف و نبوی ہے، کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرون کے تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گزرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوامِ متمدنہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر و تدبیر سے کام لیا جائے ۱۳۹ اولہم یرو اللہ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مولیشیوں کے لئے روزی بھیا کرتے ہیں مینہ برسانا اور کھیتیاں لگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے ۱۴۰ ولقبولون الخ یہ سکوی ہے ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو مانتے اور احوال قیامت اور عذابِ جہنم سے ڈرنے کے بجائے ٹھہراتے اور استہزاء کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ ۱۴۱ قل یحیی الخ یہ جواب شکوی اور تخویف ہے ان استہزاء کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ محبت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن کم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ سب بھانہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (المنتظرین) لا یمہلون لیتوبوا و یعتذروا (المعالم و خازن جلد ۱ ص ۱۸۹) ۱۴۲ فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزاء کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداءِ دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادثِ زمان اور مصائبِ دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (دانتظر) ای موعدی لك دانہم منتظرون (میکو حوادث الزمان) (قرطبی جلد ۱ ص ۱۱۲) آخر جنگِ بدر میں اللہ کا وعدہ نصرت پورا ہوا۔ کلمہ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا۔ مشرکین خائب و خاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد للہ علی ذلک حمد اکثیراً۔





# سُورَةُ سُجْدَةِ كِي خُصُوصِيَّات

اور اسمیں

آیات توحید

- ۱۔ اللہ الذی خلق المسکوت والارض ————— تا ————— افلا تتذکرون ۵ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
- ۲۔ یدبر الامر من السماء ————— تا ————— العزیز الرحیم ۵ نفی شرک فی التقصیر والعلم۔
- ۳۔ اولم یبوا انا نسوق الماء ————— تا ————— افلا یبصرون نفی شرک فی التقصیر۔



# سورۃ احزاب

**رابطہ:** سورۃ احزاب کو سورۃ سجدہ کے ساتھ نامی رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں فرمایا ما یحکم من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہمتیار کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو۔ اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عجب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں معنی رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۃ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیوں کہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودان باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۃ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

**خلاصہ:** اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دوسرے میں اصول خرابی تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فرعی خرابیاں تھیں اولیٰ وہ اپنی بیوی سے تمہارے بعد اسے بالکل مال کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ مانتے دوسرا اپنے متبنی یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور متبنی کی وفات یا تطلق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدہ شریعتی شفاعت قبری کا ابطال ہے باقی دو جہلانہ رسموں کا ذکر بطور نظیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح تمہارے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنانے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا شروع میں یا یحییٰ النبی اتی اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وما جعل الذین ظنوا انهم ملوا اللہ فی حق منہم الا لیسوا بشیء الا ان یرحمہ اللہ الخ میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے۔ پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینب کا نکاح آپ کے متبنی زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ خاندان بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے عمل سے اس جہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے یہ تقاضا ہے بشریت بعض مسلمان اور خود آپ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دوا وج مطہرات کے لئے۔ یہ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دہنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواج پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیمان کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تحوّل اور زجر بھی مذکور ہیں۔ النبی ادنیٰ بالمؤمنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذلخذنا من النبیین الخ یہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کر رہے ہیں جس سے ضرور آپ کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و پیمان میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یا ایہ الذین امنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور بہت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سرو سامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو نامہ نگار کی اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذ اجاء تکم جنود (۲۶) سے وہاں اللہ علیٰ کل شیء قدير (۳۷) میں مذکور ہیں۔ یا یحییٰ النبی قل لا ذوا جک الخ (۴۷) یہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرمادیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زمین چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے جیسا کہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یا نساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے



ج پیغمبر اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پر پیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دو گنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوسرا جہر دوں گا۔ یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَ مِنَ الْاَزْوَاجِ مَطَهَّرَاتٍ سے دوسرا خطاب ہے۔ اسے ازواج پیغمبر اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات نفیوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنی کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسوم جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر ہر باداع سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے۔ اِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ (ع ۵) یہ مومنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مومن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

وَ اِذْ تَقُولُ الْاِيْمَانُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ السَّلَامُ سے تیسرا خطاب ہے۔ آپ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے کیونکہ اب صورت حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کر لیں لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کر نیچے کہ اپنے متبنی کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہ فرمائی اور آپ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ اَللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا تَعْمَلُونَ سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبر کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَلْاِيْمَانُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ السَّلَامُ سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہذا آپ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحیت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ (ع ۶) یہ مومنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو اگر بتقاملے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کر لو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ الْاِيْمَانُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ السَّلَامُ سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرمادیں کہ متبنی کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِيعُ الْاَكْفَرِيْنَ اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ سے چوتھا خطاب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ سے چوتھا خطاب ہے۔ اگر تم فطرت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عتد نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کر دیا کیونکہ وہ غیر مدخول بہا تھیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ سے چوتھا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ سے ساتواں حکم برائے مومنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُ الْاِيْمَانُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ السَّلَامُ سے ساتواں حکم برائے مومنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کر دیا ہے۔ اس لئے تم آپ پر مسلولہ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الْاِيْمَانُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ السَّلَامُ سے ساتواں حکم برائے مومنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کے لئے تحریف پر جہاد و تحریف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدتماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیے جائیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا دُوَّ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مومن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدتماش لوگوں کو انتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لٰكِنْ كَمَا يَكْتُمُ الْمُتَّقُوْنَ اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ سے ساتواں حکم برائے مومنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کے لئے تحریف پر جہاد و تحریف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدتماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیے جائیں گے۔

يَسْتَلِمُكَ النَّاسُ الْاِيْمَانُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ السَّلَامُ سے ساتواں خطاب۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ (ع ۹) یہ مومنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلاف شان بات آپ کی طرف منسوب کرے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ لَا تَاْخَرُوْنَ اَلْحَيْۤاَةُ اَلْمَيِّتَةِ سے ساتواں حکم برائے مومنین و مشرکین کے لئے زجر و تحریف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔



تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ

بھروسہ رکھنے والا اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ہیں کسی مرد کے

مِنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ اَلْمَرْءِ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوڑوں کو کچھ جن کو

تُظْهِرُونَ مِنْهُمْ اُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ

ماں کہہ بیٹھے ہو سچے مائیں تمہاری اور نہیں کیا تنہائے پالکوں کو تنہائے بیٹے

ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ اَدْعُوهُمْ لَا بَاءَ لَهُمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

سجھاتا ہے راہ صاف دکھا دے پالکوں کو تنہائے ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا نصیحت

اللَّهِ فَاِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ فَاَحْوَا نَكُمْ فِي الدِّينِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا اَخْطَا تَمَبَهُ

اور رفیق ہیں تم اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جائے

وَلَكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

پر وہ دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

النَّبِيِّ اُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهُ

نبی سے سب سے زیادہ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

اُمَّهَاتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي

ان کی مائیں ہیں تم اور قرابت والے اللہ ایک دوسرے سے نچلاؤ رکھتے ہیں

كِتَابَ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ نہ چاہو اللہ

منازلہ

۱۳۵ یا ایھا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین و منافقین کا ایک وفد جو البوسفیان، عکرمہ بن ابو جہل، عبد اللہ بن ابی اور مقبب بن قشیر وغیرہ مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو بُرائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تم ہمیں آزادی دے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گزری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا الرسول اذنی علی اللہ علیہ وسلم ارضی ذکر الہتنا وقل انہا تشفع و تنفع و تدعک و ربک فشق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و المؤمنین و هموا بقتلہم فغزلت الروح

جلد ۲ ص ۱۳۳ و کذا فی المعالم و الخازن وغیرہا مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کر لیں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں یہ براہِ برکتا ہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا و دو الودتھن فیدھنن (القلم) اور مادہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ اور سنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت تترک البیہر شیا قلیلا اذ الاذقک ضعف الحیوة وضعف المہاجرة یہ آیتیں تین اوامر اور ایک تنبیہ پر مشتمل ہیں ۱۳۵ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں و المقصود الدوام و الثبات علیہا روح ج ۲ ص ۱۳۳ و لا قطع الکفرین الخ یہ تنبیہ ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور سب توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی روایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا و دل بقولہ ان اللہ کان علیا حکیم علی انہ کان یمیل الیہم استدعائہم الی الاسلام الی لوعلم اللہ عزوجل ان مبلکہ الیہ خیر منفعۃ لمانہاک عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۴ ص ۱۵۱) و اتبع الخ یہ دوسرا امر ہے التکریر سے آپ پر جو امور احکام دین دی ہو رہے ہیں آپ کی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلح و تقویٰ کی راہیں سبھاتا ہے اور کفار و منافقین کے مکر و فریب سے باخبر کر دیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدک الی ما فیہ صلاح حالک و انتظام امرک و یطعک علی ما

۱۳۵ اتق اللہ الخ یہ تنبیہ ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور سب توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی روایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا و دل بقولہ ان اللہ کان علیا حکیم علی انہ کان یمیل الیہم استدعائہم الی الاسلام الی لوعلم اللہ عزوجل ان مبلکہ الیہ خیر منفعۃ لمانہاک عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۴ ص ۱۵۱) و اتبع الخ یہ دوسرا امر ہے التکریر سے آپ پر جو امور احکام دین دی ہو رہے ہیں آپ کی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلح و تقویٰ کی راہیں سبھاتا ہے اور کفار و منافقین کے مکر و فریب سے باخبر کر دیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدک الی ما فیہ صلاح حالک و انتظام امرک و یطعک علی ما

موضح قرآن د کفر کے وقت کوئی جوڑو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ لیتا تو سب بیٹا و جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے جوڑو کو ماں کہنا سوا تہنئہ نہیں آویگا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تفسیری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے متقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر جہاں جیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ۱۳۶ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشنے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلا لے کا بیٹا فلا تا۔

فتح الرحمن ۱۳۶ کہ درین آیت رواست بر قول کافر کی مراد دو دل وادہ اندر بر پنجہ اہل جاہلیت مقرر کردہ بودند کہ مظاہرہ مثل ما و حرام مزید میشود و تعریف است بجواب لحن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت چون زینب را تزوج فرمود کہ زن پس خود را بزنی گرفت ۱۳۷ پس باین لقب بخوانید ۱۳۸ یعنی در حرمت نکاح ۳



يعلمونه من المكاشد والمفاسد (البسود ج ۶ ص ۶۳) ۵۵ دلوکل الخ یہ سیرا امر ہے آپ بلا خوف و خطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ و ناصر نہیں ہے ۵۶ صاجعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے ربط و تشبیل فرمایا جس طرح ایک جوف میں دودل جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع و ضار سمجھیں اور شرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایحی جمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ قرطبی ج ۱ ص ۱۱۱ یاد دودل ہونے سے دو رخ ہونا اوستہ کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی

۳۳ الاحزاب ۹۳۰ اتل ما اوحی ۲۱

إِلَىٰ أَوْلِيَّكُمْ مَّعْرُوفًا ۖ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ

اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں

مَسْطُورًا ۖ ۱۰ وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

لکھا ہوا فل اور جب لیا ہم نے کلمہ نبیوں سے ان کا اقرار اور پھر سے

وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ

اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا

وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۚ ۱۱ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ

اور لیا ہم نے ان سے گھاڑھا قرار فل تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ۱۲ يَٰٓأَيُّهَا

ان کا پیچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب فل اے

الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ

ایمان والو یاد کرو فلا احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھا آئیں تم پر

جُنُودًا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ

نوحیوں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ نوحیوں جو تم نے نہیں دیکھیں اور

كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ ۱۳ إِذْ جَاءَ وَكُم مِّنْ

ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا فل جب چڑھا آئے تم پر فلا اوپر

فَوْقَكُمْ وَمِنْ أَسْفَلٍ مِّنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْ أَبْصَارُ وَ

کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور

بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا ۝ ۱۴

پہنچے دل گھلوں تک اور اٹکھنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی گھلیں وہ

هَٰذَا لِكَيْ تَبْلُغَ الْمُؤْمِنُونَ وَرُلُوزُ لَزَّ الْأَشْدِيدُ ۝ ۱۵

وہاں جانچنے کے لئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

منزل ۵

یچھے اور غیر اللہ کو بھی خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی دودل ہون بجز بے حاصلی نیست ۵۷ یکے بین ویکے دان ویکے گو یکے خواہ ویکے خوان ویکے جو

کہہ و ملجلع اسن واجکھر الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانہ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

موضع قرآن و نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مالی اپنا تصرف نہیں چلنا جتنا نبی کا اپنی جان و مکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی باتیں

حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا و دو کو پیچھے ان کے ملتے ولے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتہ مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر

اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاویں کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو حکم جاری رکھا یا تو ریت میں بھی یہی حکم ہو گا فل اوپر پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھنا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر

محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف ورجانہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں ائو العزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے رہیگا ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا فل یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کر لیا اور منکروں کو سزا دے گا

فل عبت سے چوتھے برس یہودی نبی نصیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورہ حشر میں آئیگا ہر قوم میں پھر اور قریش کو اور فزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا

لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کہ تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر لڑا گرد خندق کھودی جب فوجیں تیں دور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بھسکے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر ہر باد ہوا لاچار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی تسلی لڑائی لڑی اور خندق کھودی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جادیں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا فل اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرق طرف جو اونچی ہوا و غرل طرف جو نیچی ہوا اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دوستی خاتمے والے لگے آنکھیں چرلے اور دل پیچھے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کسی کئی آنکھیں سامانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچھ ایمان والوں نے سمجھا

کہ اب کی بار نہ بچیں گے فتح الرحمن صلہ ارحام واجب است و توارث ہجرت و اسلام منسوخ شد بتوارث بقربت و ارحام ۱۲ و ۱۳ مترجم گوید کفار و غزوہ احزاب بر مدینہ هجوم کردند و آنحضرت بخندق کرب کی بار نہ بچیں گے فتح الرحمن صلہ ارحام واجب است و توارث ہجرت و اسلام منسوخ شد بتوارث بقربت و ارحام ۱۲ و ۱۳ مترجم گوید کفار و غزوہ احزاب بر مدینہ هجوم کردند و آنحضرت بخندق

۱۲۱ نشان نازل شد و آنحضرت



اتل ما أوحى ۲۱

کون سے کلمے کی تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

[illegible]



بالہجۃ وقیل انہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بین الناس فكان یؤاخی بین الرجلین فاذا  
 مات احدهما ورثہ الآخر دون عصبۃ حتی  
 نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) فی کتاب  
 اللہ ای فیما فرض اللہ اور من المؤمنین الخ اولی  
 کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنین و مہاجرین سے  
 زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ازواج مطہرات  
 حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں  
 کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے **۱۷** الا ان تفعلوا الخ  
 ان تفعلوا تبادل مصدر مبتدأ ہے اور اس کی خبر جابر بن عبد  
 اللہ ای الا تفعلوا معروفنا ای احسانا جائز الخ معروف  
 سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مومنین اور مہاجرین مراد  
 ہیں اس میں اجنبی مومنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی  
 اجازت دی۔ اس راوی المعروف الوصیۃ وذلك ان الله  
 لما نسخ التوارث بالحلف والهجۃ اباح ان یوصی الرجل  
 لمن یتولاه بما احب من ثلثۃ (معالم ج ۵ ص ۱۹۲) **۱۸**  
 واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب  
 ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ  
 ابن مریم علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق  
 کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں ہم نے تمام نبیوں سے  
 یہ عہد لے لیا کہ بالایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فرض ہے کما اتفقا واکرنا  
 اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سختی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ  
 دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں  
 کسی رواداری یا تساہل کو روا نہ رکھیں اور کفار و منافقین کے  
 شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا  
 فرض انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ الميثاق العلیق  
 الیہم فباللہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ اللہ سلیمان من  
 النبیین الميثاق بتبلیغ الرسالۃ والدعوت الی الحق

مزدحمون ففین  
 ملا ففین ففین  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اکد بالیہم باللہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ روح ج ۲ ص ۱۵۴

وا احترام و حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلۃ الاصلہات فی التحریم واستحقاق  
 التعطیل واما فیما بعد اذک فہن کا لاجنبیات (ابو السعود ج ۲ ص ۱۹۲) **۱۹** واولوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی۔ دو سلمان  
 آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کر لیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے لیکن جب نبی بنا تو وراثت تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب  
 غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہو گئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون

اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا  
 چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی  
**۱۸** ولا نصیرا **۱۹** قد یعلم اللہ المعوقین منکم والقائلین  
 اور نہ مددگاروں اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں سے اور کہتے ہیں  
**۱۸** لاخوانہم ہلم الینا ولا یأتون الباس الا قلیلا **۱۹**  
 اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور نہ آتی ہیں آہیں  
 اشیۃ علیکم فاذا جاء الخوف رایتہم ینظرون  
 دشمنی رکھتے ہیں تم سے مل چکے ہیں آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھ انکو کہہ سکتے ہیں  
 الیک تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من السوت  
 تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے یہوشی تھکے موت کی  
 فاذا ذهب الخوف سلقوکم بالسنۃ جداد اشیۃ  
 پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز زباؤں سے گرنے پڑتے ہیں  
 علی الخیر اولیک کم یومنونوا فاحبط اللہ اعمالہم  
 مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے اعمال  
 وکان ذلک علی اللہ یسیرا **۱۹** یحسبون الاحزاب  
 اور یہ ہے اللہ پر آسان وہ سمجھتے ہیں کہ جو ہیں کفار کی  
 لم یدھبوا وان یأت الاحزاب یودوا والو  
 نہیں پھر گھسے اور اگر آجائیں وہ جو ہیں تو آرزو کریں کہ  
 انہم بادون فی الاحزاب یسألون عن انباءکم  
 ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں  
 ولو کانوا فیکم ما قتلوا الا قلیلا **۲۰** لقد کان  
 اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر محفوظ رہیں گے

مستدل ۵

مصحح قرآن یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو سلمان تم کو قتل کر ڈالیں **۱۸** یعنی بڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد  
 مردانگی جانتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے  
 لیکن جب حبط کرنے پر آئے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پہنچے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان **۱۹** یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھرتیں  
 اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جنادیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمن **۱۷** یعنی درمعاونت شما **۱۸** یعنی از ہر آئندہ ورونندہ **۱۲**۔



لیسٹل لٹند قین الخ یہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذیثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سرخسٹرا نبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۱۵ یا ایہا الذین آمنوا اذکروا الخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اسے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوہ احزاب میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوہ احزاب کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکین عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیرِ گمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابوسفیان بن حرب، بنو اسد کا طلحہ، غطفان کا عیینہ بنو عامر کا غامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابوالد عور سلمیٰ، بنو نضیر کا جحش بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کر دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں شکراٹے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیراندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا۔ جس سے ان کے خیموں کی میخیں کھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوہ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۱۶ اذ جاء و کذا الخ یہ اذ جاء متکد سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے پہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف محاصرہ کر لیا۔ واذ اغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے و تظنون باللہ الظنون اخطاب مخلص مومنین سے ہے یا اللہ ای فی حق اللہ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر ہر نسخ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں نسخ نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہوگا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا هذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادہم الا ایسا نا و تسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدہ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یتأصلون و ظن المؤمنون انہم ینصرون (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۷۷) و کذا فی الروح وغیرہ ۱۷ ہنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دیے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدہ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ۱۸ واذ یقول الخ یہ اذ اغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبہم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایر و صف کی وجہ سے ہے جو زمان یکون المراد بہم المنافقین انفسہم و العطف لتغایر الوصف روح ج ۲۱ ص ۱۵) غزوہ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور جھک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہؓ کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسری کے خزانوں پر قیام پر قیام کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضا کے لئے بھی باہر نہیں جاسکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شرانگیزی و گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طحمة بن ابیرق و معتب بن قنیر و جماعۃ غوامن سبعین رجلا قالوا یومہم الخندق کیف یعدنا کنوز کسری و قیصر ولا یتطیع احدنا ان یتبرز ر قوطی ج ۱۴ ص ۱۷۷) غروراً ای باطلا من القول (قوطی) یعنی یہ وعدہ (عیاذ باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غروراً ای وعد صاحب غرور ای کذب۔ ۱۹ واذ قالت الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہل یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ روائیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دینِ شرک میں واپس آجاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں تمہارا ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھر وں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔



۱۰ مقام لکھنؤ فی حوصۃ القتال والممانعة فارجعوا الی بیوتکم وصنادیکم اھروھم بالعرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الا ذل  
 و اسلموہ الی اعداءہ (مخرج ۲، ص ۱۲) ۱۱ وی تاخذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور ننگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت  
 لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع  
 پا کر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمائی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۱۲  
 ولو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطاع رہا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنة سے  
 مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فساد کی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں، پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو  
 فتنہ و فساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف و تامل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں  
 ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جاگھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ  
 کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کر لیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۱۳ ولقد کانزا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدان جہاد سے کبھی ہٹیں نہیں پھریں گے اور عہد و پیمان کو توڑنا  
 ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو ہچکچاتے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا  
 کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ ہوں گے اور نہ میدان جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قتال قتادة و ذلک انھم  
 غابوا عن بدر و راؤما اعطی اللہ اھل بدر من الکرامۃ والنصر فقالوا لئن اشدھنا اللہ قتالا لنقاتلن (قرطب ج ۴، ص ۱۵)

۱۴ قل لئن یمنعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجیے کہ بھاگ کر تم تقدیر الہی سے نہیں بچ سکتے موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں  
 سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے بھڑکنا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لا محالہ آئے  
 گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۱۵ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتها بقبنا و ماء بار و اصل میں تھا۔ او من ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکم ان اراد بکم رحمۃ (روح ج ۲، ص ۱۳)  
 اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو  
 تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار و مددگار نہیں جو تکلیف اور  
 مصیبت کسی کو بچا سکے۔ ۱۶ قد یعلم اللہ الخ یہ منافقین پر مذہب سے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو  
 خوب جانتا ہے جو ہمیشہ جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں ہمارے پاس آ جاؤ اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے  
 سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کر کے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ و نادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ  
 علیکم اور جب بامجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم و جان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آئینے آنے دیں اور ایک  
 کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشفعہ علیکم ای بانفسہم و ابدانہم (کبیر جلد ۶، ص ۱۶) ای بخلافہم علیکم بآل نفقۃ والنصرة (روح ج ۲، ص ۱۶)

۱۷ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف بکھینچیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خوف زائل ہو جائے تو مال غنیمت  
 کے لالچ میں تندہی و تیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ اسی ہمیں بھی دوناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جا رہے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد  
 سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص و آرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحۃ سلقوا کے فاعل سے  
 حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔  
 دکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ مذاب کی طرف ہے جو ماقبل یعنی احبط اللہ اعمالہم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ  
 مذاب ہے اور عذاب دنیا اللہ پر کوئی شکل نہیں ۱۸ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین و کفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مائے خوف  
 کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای ہم من الجنۃ والدہشۃ لم یذنبہم و خوفہم عجبت ہزم اللہ تعالیٰ الاحزاب  
 فزحلوا و ہم یظنون انھم لم یرحلوا (روح ج ۲، ص ۱۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں محسبون کی ضمیر معوقین اور قائلین دولوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یأت  
 الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر ماہری سے تمہاری خبریں  
 پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے جیتے یا ہارے ؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے



میں جان دے چکا جیسے شہداء نے بدواً اور دیکھتا یعنی

فتح الرحمن و یا یعنی شهید شد ۱۲



خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے بوری جانثاری سے کام لیا۔ جنہوں نے قرضی الخ ان مخلصین کی خواہش تھی کہ انہیں اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش بوری ہو گئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہو گئے اور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبہ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا **اللہ** لیجہا الخ حضرت شیخ نے فرمایا لام ماقبت کا ہے یعنی ماقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایسا عذاب و ثواب قہری کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول

۳۳۲ اہل ما و ح ۲۱ ۹۳۲ الاحزاب ۳۳

**قِيَّامًا عَزِيزًا ۱۵ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ**

نہرو اور نہر دست اور انار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل

**الْكِتَابِ مِنْ صِبْيَاهُمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ**

کتاب سے ملے ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھماک

**فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۱۶ وَأَوْثَقَكُمْ**

کتنوں کو تم جان سے مایہ لگے اور کتنوں کو قید کر لیا اور تم کو دلائی

**أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطُوهَا**

ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پہنچے تھے

**وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۱۷ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ**

ملے اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

**لَا زَوَاجَ لَكَ أَنْ كُنْتَ تَرُدُّنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ**

اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی اور

**زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكَنَّ وَأُزَوِّجْكَنَّ سَرَّاحًا**

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور زینت کر دوں بھلی طرح سے

**جَمِيلًا ۱۸ وَإِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْأَرْ**

زینت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پیچھے

**الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۱۹**

گھر کو تو اللہ تعالیٰ نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی ہیں بڑا ثواب ملے

**يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ يُضَعَفْ**

اے نبی کی عورت جو کوئی کر لائے تم میں کام لے جیانی کا صریح حکم دنا ہو

**لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۲۰**

اس کو عذاب ۲۰ دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

منزل ۵

اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر کسی طرح سب سے حضرت کے یہاں ہمیشہ فراق تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شباب تھا ڈالتے تھے پھر فرمیں لینا پڑنا جو فرمایا کہ جو تیری یہ ہیں ان کو بڑا نیک ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطبیات لطیفین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نہ رہے ہو جاویں خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

**فتح الرحمن** یعنی قرظہ را فرد آورند ۱۲ م یعنی خیر ۱۲ م ازواج آنحضرت آنحضرت بنود از زینت دنیا طلب میکردند خدا تعالیٰ ایشانرا پند داد و زجر فرمود احکام معاشرت بالایشان نازل ساخت و زینت در تقدیر بود در میان ایشان ناسازگاری پیدا آمد و رفتہ رفتہ بطلاق منجر شد و بعد انقضائ مدت خدا تعالیٰ اور داخل ازواج طاہرات گردانید۔

منافقان زبان طعن کشاوند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت خدا تعالیٰ در بیان آنکہ پسر خواندہ حکم پسرندارد نازل ساخت ۱۲ م مراد اینجا اید او پیغامبر است بزبان درازی ۱۲

۳۳۲ اہل ما و ح ۲۱ ۹۳۲ الاحزاب ۳۳



کر سکتے ہیں۔ سوم جن یہودیوں نے غزوہ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کر لیا تو وہ مجبور ہو کر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے من اهل الكتاب - الذین کا بیان ہے اور من صیاحیہم انزل سے متعلق ہے - صیاحی - صیصہ کی جمع ہے - یعنی قلعہ - چہاں وقذف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پیغمبر اللہ نے ان کی زمینوں، ان کے مکانات اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا۔

اور ایک ایسا علاقہ بھی ان کو دیدیا جس پر ابھی تک انھوں نے پاؤں نہیں رکھے اس سے بعض نے ارض خیر بعض نے ارض خین اولین فی ارض مکہ مراد لی ہے والشاءلم غزوہ احزاب کے بعد حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا اور یہودی قرنیہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا جنہوں نے مشرکین کی مدد کی تھی ۲۵، ۲۰ دن محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں یہودی مجبور ہو گئے اور ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کی حبیب ڈال دی اور انھوں نے خود ہی قلعوں سے باہر آئیں پیشکش کر دی اور حضرت سعد بن معاذؓ کا فیصلہ قبول کر لیا حضرت سعد قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کا حلیف تھا حضرت سعد بن معاذؓ نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے اموال و املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر عمل فرمایا روح وغیرہ یہاں تک غزوہ خندق کی تفصیلات مذکور ہوئیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں نظام اسباب فتح مفقود تھے اور یہ ایک نہایت ہی کٹھن معرکہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم کو مستح عطا فرمایا۔ اس لئے اسے ایمان والو! ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں اگر منافقین و مشرکین پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کریں تو تم پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور دشمن کی طاقت کو خاطر میں نہ لانا اللہ تمہاری مدد کرے گا ۳۳ یا ایہا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دہرا خطاب ہے اس میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر دنیا کی عیش اور شان و شوکت چاہتی ہو تو یہ چیز تمہیں میرے گھر میں نہیں مل سکتی اور میں تمہیں طلاق دے کر اور جوڑا دے کر رخصت کر دیتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی عیش کو پسند کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں پیغمبروں

الاحزاب ۳۳ ۹۳۷ ومن یفنت ۲۲

الاحزاب ۳۳

الاحزاب ۳۳

ع ۱

وَمَنْ يَفْنَتْ مِنْكُمْ لَلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ

اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے

صَالِحًا تُؤْتَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

اچھے دیویں تم اس کا ثواب دو بار اور رکھی ہے تم نے اس کے واسطے بوزی

كَرِيمًا ۳۱ يَنْسَاءُ النَّبِيُّ لَسْتَنْ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ

عزت کی و اے نبی کی عورتوں سے تم نہیں ہو جسے ہر کوئی عورتیں

إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي

اگر تم ڈر رکھو سو تم وہ بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی

فِي قَلْبِهِ مَرْغٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۳۲ وَقُرْنَ

جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول و اور ترار پڑو

فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

اپنے گھروں میں رہو اور دکھلائی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جاہلیت کے وقت میں و

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور قائم رکھو نماز اور دینی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور

رَسُولَهُ ۳۳ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں

أَهْلِ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۳۴ وَاذْكُرْنَ مَا

اے نبی کے گھر والو اور سطرار کرے تم کو ایک سطرار سے و اور یاد کرو جو

يُشَلِّي فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةُ إِنَّ اللَّهَ

پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلندی کی مقرر اللہ ہے

كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۳۵ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ

بھید جلنے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد ۳۵ اور مسلمان عورتیں اور

منزلہ

سے فرمایا کہ وہ رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دیں اور کفار و منافقین کی مخالفت کا مقابلہ کریں اور ہرگز نہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اب دلچ طہرات کو تلقین فرمائی کہ تم بھی کفار و منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہو کر اس بالے میں پیغمبر علیہ السلام کے خلاف لب کشائی نہ کرنا اور پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے، اپنی متبنی کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے اس میں آپ کی تائید کرنا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے

وضع قرآن دیر بڑے درجے کو لازم بنے نیک کا ثواب دونا اور بُرائی کا عذاب دونا، پیغمبر کو بھی فرمایا لا ذنبا لا ذنبا ضعف الحیلۃ و یہ ایک ادب سکھایا کہ کس مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو کہ جیسے ہاں کہے بیٹوں کو و یعنی کفر کے وقت بے پردہ تھیں عورتیں و یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔



جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہؓ کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کرو جو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ یہاں رسول اللہؐ کیا آپ کے بارے میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں۔ باقی ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشہ مبینہ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ مینبخی ان تحمل الفاحشہ علی حقوق الزوج وفساد عسرتہ (مخرج ۲۲) اے ازواجِ نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کرے گی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے گی مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنی کی

مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشہ مبینہ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی کوئی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دو گنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے ۳۵ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک و شبہ سے بالا رہے۔ اے ازواجِ نبی اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا۔ اور فاحشہ مبینہ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنی کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم پالیسی کا منافی فقیں کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہو گئی ہے دفن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ لکھ وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناؤں

موضع قرآن و حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کہ نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سورتوں

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کر نیوالے مرد اور بندگی کر نیوالی عورتیں اور

الصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ

سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت بھیلنے والے مرد اور محنت بھیلنے والی عورتیں

وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ

اور بے رہنے والے مرد اور بے رہنے والی عورتیں اور خیرات کر نیوالے مرد اور خیرات کر نیوالی عورتیں

وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کر نیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور

الْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۳۵

حفاظت کر نیوالی عورتیں اور یاد کر نیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کر نیوالی عورتیں بھی ہے

اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۳۵

اللہ نے ان کے واسطے معافی اور بڑا ثواب بڑا دل اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا

وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ

اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کرے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو

لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُبِينًا ۳۶ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ

سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر دے اور جب تو کہتے لگا اس شخص کو جس پر

اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ

اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا اللہ نے اپنے پاس اپنی جوڑو کو اور

وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى

اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا

پر بھی آیا ہر بات جدا کہنے کی حاجت نہیں حضرت زینبؓ رسول پاک کی بھیجی کی بیٹی اور قوم میں شرافت حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے ظالم پکڑ لے گیا لڑکا بن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پا کر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

فتح الرحمن ۱۔ درین آیت تعریفیں است یان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت زینب را برائی زید بن حارثہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی مناسبت حال ایشان نبود ۱۳



اور تفسیح سے پرہیز کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیا کرو۔ اور ہر معاملے میں اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو۔ انما یرید اللہ الخ الرجس عام ہے اور اس سے ہر قسم کی اخلاقی نجاست اور گناہوں کی گندگی مراد ہو۔ الرجس یقع علی الاثم وعلی العذاب وعلی التجاسہ وعلی النقاۃ و المراد بہ ہر ناما یعم کل ذلک (روح ج ۲۲ ص ۲۲) اے ازواجِ نبی! اللہ نے یہ احکام تمہیں اس لئے فائے بین ناکر ان کے ذریعے تم ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہو اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے جرم اور گناہ سے پاک صاف رہو۔ واذکر ان الخ قرآن کی آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے گھروں میں بار بار پڑھا کرو۔ اور ان کو دہرایا کرو۔ تاکہ اللہ و رسول کے احکام ہر وقت تمہارے ذہنوں میں تازہ رہیں۔ اور ان کے اتباع میں آسانی ہو۔ یہاں لفظ اهل البیت سے وفیض ”پنج تن“ مراد لیتے ہیں۔ جو قرآن کے سیاق و سباق کے سراسر خلاف اور لغت و عربیت کی رو سے قطعاً غلط ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے اس سے پہلے پانچ آیتوں میں ازواجِ مطہرات سے خطاب چلا آ رہا ہے۔ اور اس سے بعد والی آیت میں بھی ازواج ہی سے خطاب ہے۔ ان تمام آیتوں میں جمع مونث مخاطب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور خود اس آیت میں اس لفظ سے پہلے چھ صیغے جمع حاضر کے موجود ہیں جن سے ازواجِ مطہرات مخاطب ہیں۔ اس لئے لامحالہ یہاں ”اہل بیت“ سے حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں۔ اگر اس سے پنج تن مراد لے جائیں تو نظم و ترتیب مختل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہاں اہل بیت سے ازواجِ نبی علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نزولت (انما یرید اللہ الخ) فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

### موضع قرآن

حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا۔ مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرت سے اگر شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں حضرت منع کرتے کہ میری خاطر سے اس نے تجھ کو قبول کیا اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے جب بار بار تصفیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑے گا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہیں کہیں نکاح کیوں لیکن منافقوں کی بدگویی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی جو رو گھر میں رکھی حالانکہ لے پاؤں کہ حکم بیٹے کا نہیں کسی بات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کی خاطر رکھی بعد طلاق کے حضرت کے نکاح میں دے دیا اللہ کے فرمائے سے ہی نکاح بندھ گیا۔ ظاہر میں

نکاح کی حاجت نہ ہوئی، جیسے اب کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندھ دے۔ غرض تمام کمر لی یعنی چھوڑ دی ۱۲ منہ ۳ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا۔ مضائقہ رہتا ہے ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا کسی کا ذرا نہیں رہا یہ کہ بعض حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص رہے ہیں۔ جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤد علیہ السلام کو سورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو رد ہوا ان کو خاص بعض حکم اس سے ہیں کہ خدا کے خلاف حکم نہیں کرتے ۱۲ منہ ۳ حضرت کی اولاد یا لڑکے گزر گئے یا بیٹیاں رہیں کوئی مرد ہوا نہیں یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانا مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمن ۱ درین آیت بعض است بآئینہ کہ در خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگذشت کہ اگر در میان زید و زینب مفارقت واقع شود آنرا اور سلسلہ ازواج طاہرات داخل فرمایند لیکن برائے رعایت مراسم غلو خواہی جن معاشرت دلالت میفرمود ۱۲ منہ یعنی بعد از وی هیچ پیغمبر نباشد ۱۲

النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ فَمَا أَقْضَى زَيْدٌ

لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ پناہیے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کرے گا

مِنْهَا وَطَرًا زَوْجُكُمْ هَا لَكِي لَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اسکو تیرے نکاح میں بید یا تیار رہے مسلمانوں پر نہ

خَرَجَ فِي زَوَاجِ أَدْعِيَاءِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا

گناہ نکاح کر لینا جو وہ ہیں اپنے بے پاؤں کی جب وہ تمام کر لیں ان سے اپنی غرض

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ

اور ہے اللہ کا حکم بجا لانا و فائدہ نبی پر کچھ

خَرَجَ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ

مضائقہ نہیں اس بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے اسے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں

خَلَا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝

جو گذرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر مقرر پکا

الَّذِينَ يَبْلُغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَ اللَّهَ

وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں

يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝

ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور اس ہے اللہ کفایت کرنے والا

مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ

محمد باپ نہیں تمہاری کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

مہر سب نبیوں پر تھا اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا

الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝

ایمان والو تمہارے یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو

منزل ۵



خاصہ ... قال عکرمۃ من شام باہلتہ انھا نزلت فی شان نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم روح ج ۲ ص ۳۱  
ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳) قال عطاء و عکرمۃ دا بن عباس ہمز و جہۃ خاصۃ (قرطبی ج ۱ ص ۱۲) بعض لوگوں کو عنکم اور بطہس کہہ کر ضمیر نہ کرے و ہو کا ہوا ہے حالانکہ  
یہ محاورات لغت سے ناواقف کی دلیل ہے لفظ اہل چونکہ مذکور ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو  
مختل ان بیکون خرج علی لفظ اہل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اہلک ای امواتک و نساک فیقول ہم بخیر (قرطبی ج ۱ ص ۱۲) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے العجبین من اہل اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت (سورۃ مودع ۷) اسی  
طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاہلہ املکوا انی انست نار العلی اسیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (القصص ۲۸)  
اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں **حکم ۳۳۸** ان المسلمین الذین یؤمنون کے لئے تیسرا حکم ہے اس  
میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ تسلیم و رضا، اطاعت و اخلاص  
اور صدق و صفا کو اپنا شعار بنائیں۔ ایمان و اطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ، صدقات دیا کریں، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت  
اللہ کو یاد رکھیں **حکم ۳۳۹** و ما کان الذی یرک اطاعت پر تحویل و تہدید ہے مومن مرد و عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کو فیصلہ کر دیں تو وہ اسے ماننے میں پس و پیش  
کریں مبتنی کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد و عورت دل و جان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ  
صریح گمراہ ہے **حکم ۳۴۰** و اذ نقول الذین یرک حضرت علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے اس میں آل حضرت علیہ السلام کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی بیوی کی بیٹی حضرت زینب  
بنت جحش کا نکاح اپنے متبنی حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہو سکی اس لئے زید نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور حضور علیہ السلام کو خبر  
میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زید کو غنا ب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زید کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا  
کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزدہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کر لیں لیکن یہی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا  
ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ  
کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہئے۔ الذی النعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی  
حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا و تخفی فی نفسک الخ اس کے تحت بعض  
مساہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو۔ لیکن یہ سراسر غلط  
اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی و تخفی الناس سے ظاہر فرمادیا  
یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈر رہے ہیں۔ الظاہر ان اللہ تعالیٰ لما اراد سنہ تحریم زوجۃ المتبی اذھی الیہ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام ان یتزوج زینب اذا طلقھا زید فلم یأدرہ صلی اللہ علیہ وسلم مخافتہ طعن الاعداء فعوتب علیہ وھو توجیہ  
وجیہ قالہ الحنفی (روح ج ۲ ص ۲۵)

**حکم ۳۴۱** فلما قضی زید الخ دطر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما ردی عن قتادۃ وھو کنا یۃ عن ذلک (روح) حضرت زینب کا نہ خولہ بونا ثابت  
نہیں قالت (زینب) ما کنت امتنع منہ عنیر ان اللہ منعی منہ و قیل انہ مذتزوجھا لہ یتکن من الاستمتاع بہا۔  
(بجرح ۷ ص ۲۳) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس رسم جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ بتناؤں کی مطلقہ عورتوں کے  
ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے و کان امر اللہ مفعولا اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا  
ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہو کر رہا۔

**حکم ۳۴۲** ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و مفتور فرمادیا ہے اس پر عمل  
کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہئے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنت  
جاری رہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام و اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلک من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج  
جل شانہ علیہم الا فتاد امر علیہ ما احل لھم و وسع علیہم فی باب النکاح و عنیدہ (روح جلد ۲ ص ۲۲) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ  
متبنی کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کر دیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کر لینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صف ہے  
وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پروا کرتے تھے۔ و کفی باللہ حسیبا  
اللہ تعالیٰ مخافت و خطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کا ضیاء للمخاوف (روح ج ۲ ص ۲۲)

**حکم ۳۴۳** ما کان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی  
بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے تو اس میں کوئی بُرائی ہے اور اعتراض کا  
کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے جس  
کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سن بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرات ابراہیم، قائم، طیب



اور طاس پہنچیں میں ہی اللہ کو پیالے بوجھتے تھے۔ اور صرف آپ کی ساجزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں و لکن رسول اللہ یہ ماقبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی اور معانی ابوت کا اثبات مقصود ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراک من نفي الابوة الحقيقية الشرعية التي يترتب عليها حرمة المصاهرة ونحوها الى اثبات الابوة المجازية اللغوية التي من شان الرسول عليه الصلوة والسلام وتقتضي التوقير من جانبهم والشفقة من جانبهم صلى الله تعالى عليه وسلم در روح ج ۲۲ ص ۲۳) و خاتم النبیین الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمال شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ ہے لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من النصیحة والبیان یستدرکہ من بانی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واهدی لهم واجدی اذ هو کوالد لولده الذی لیس له غیرہ من احد (کبیر ج ۶ ص ۷۷)

## تحقیق لفظ خاتم النبیین

لفظ خاتم میں دو قرائتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے معنی جس سے ہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جاسکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جاسکے و الخاتم اسم آلہ لما یختم به کالطابع لما یطبع به فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیین به ومآله الآخر النبیین (روح ج ۲۲ ص ۲۳) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب آخر میں ہو۔ نو خاتم النبیین کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ و الخاتم آخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ و خاتم النبیین ای آخرهم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص ۸) و خاتم القوم و خاتمہم و خاتمہم (لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۲) دوسری قرائت کسرتا ہے یعنی بصیغہ اسم فاعل جس سے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ و قرء المجہور (و خاتم) بکسرتاء علی انه اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد به آخرهم ایضا (روح ج ۲۲ ص ۲۳)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہو گیا اور اس آیت کے ناقابل تاویل مودے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال و کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

## احادیث نبویہ

۱۔ حضرت ثوبان رضی عنہ سے روایت ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیش جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک عوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔  
حضرت حذیفہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال و کذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۔ عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سيكون في امتي كذا ابون ثلا ثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰)  
۲۔ عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في امتي كذا ابون دجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة واني خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۲ ص ۲۷۱)  
مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۰

حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین و جمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی یہ مثال نبوت کے محل کی ہے، اور اس میں خالی جگہ کو پُر کر نیوالی اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

۳۔ عن ابی ہریرة رضي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال مثلي ومثل الانبياء من قبلي كمثل رجل بنى بناء فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فاننا اللبنة وانا خاتم النبیین (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۱، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۱ واللفظ له)

ان حدیثوں میں خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرمادی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظنی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریف یا غیر تشریفی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نص صریح ہے اسلئے علماء اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے



چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں ان الامۃ قد فہمت من هذا اللفظ انه افہم عدم نبی بعدہ ایداً وعدم رسول بعدہ ایداً وانہ لیس فیہ تاویل و لا تخصیص فمکر هذا الایکون الامتکرا الجماع (کتاب الاعتقاد ص ۱۱) (ترجمہ) امت نے لفظ قائم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور امت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے۔ جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الكتاب وصدعت بہ السنة واجمعت علیہ الامۃ فیکھر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر روح ج ۲۲ ص ۱۱۱) (ترجمہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن و حدیث نے واضح گواہ کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔ قال ابن عطیہ ہذا لا لفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفا سلفا متلقا علی العموم التام مقتضیۃ نصا انہ لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۴ ص ۱۹۱) (ترجمہ) ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف و خلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آ رہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام طبرسی فرماتے ہیں۔ ولکنہ رسول اللہ و خاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع علیہا فلا تقسم لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وینجو الذی قلنا قال اهل التاویل (ابن جریر ج ۲ ص ۲۲) (ترجمہ) "لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرہما الذی ختموا بہ (ابوالسعود ج ۶ ص ۴۸) مفسر البوحیان رقمطراز ہیں۔ وقرأ الجمهور وخاتمہ بکسر التاء بمعنی انہ ختمہما ای جاء آخرہما (مخرج ص ۲۳۲)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وقد اخبر اللہ تبارک وتعالیٰ

فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ ليعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعدہ فهو کذاب ذاک دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتى بالواع السحر والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹) علامہ خازن کہتے ہیں ختم اللہ بہ النبوة فلا نبوة بعدہ (خازن ج ۵ ص ۲۱۸) یا ایہا الذین آمنوا الخ یہ یومنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

موضع قرآن وال یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی پی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ منہ و سب امتوں سے برتر یہی امت ہے۔

فتح الرحمن و یعنی از جانب خداوند شنگان ۱۲۔

ومن یقنت ۲۳ ۹۴۲ الاحزاب ۳۳

بُکْرَةً وَأَصِيلًا ۲۲ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اس کی صبح اور شام دعا ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کو فرشتے

لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ

تاکر نکالے تم کو اندھیروں سے اچالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيمًا ۲۳ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ

مہربان دعا انکی ملا ۵۵ جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے

أَجْرًا كَرِيمًا ۲۴ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

ثواب عزت کا دل اے نبی تم نے تم کو بھیجا بتانے والا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۲۵ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذِنِهِ وَ

اور خوشخبری سنائی والا اور ڈرانے والا اور ملانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

سِرَاجًا مُّنِيرًا ۲۶ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنْ

چمکتا ہوا چراغ اور خوشخبری سنائے ایمان والوں کو کہ ان کے لئے ہے

اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۲۷ وَلَا تَطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ

خدا کی طرف سے بڑی بزرگی ملے اور کماست مان منکروں کا اور دغا بازوں کا

وَدَعُ أَذْيَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۲۸

اور چھوڑ دے انکا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ

اے ایمان والو! جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر

طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سوان پر تم کو حق نہیں

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا فَمِنْ عَوْنِهَا وَسِرَّخُوهُنَّ سَرَاحًا

عدت میں بٹھانا کہ گنتی پوری کرواؤ سوان کو دو کچھ ناز اور زخمت کرو بھلی طرح سے

منزل ۵



جَمِيلًا ۱۹ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

سے و اے نبی ۱۹ ہم نے ملال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ

مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا ہے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَ

مل اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور بھوپہوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ زَوْامِرًا مَوْمِنَةً

تیری خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو تو اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے ۲۰ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۲۰

تا نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان و مہربان

تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤَيِّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ

پہچھے رکھ دے تو اہ جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ

جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو نکال دے کر دیا ہوتا ہے کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

أَدْنَى أَنْ تَقْرَأَ عَيْنُهَا وَلَا يَحْزَنَ وَبَرِّضِينَ بِمَا

قریب ہے ۲۱ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

منزل ۵

اپنے مقبض کی مطلق سے نکاح کر لینے کے بارے میں اگر تمہارے دل میں کوئی شک یا بدگمانی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کرو۔ تاکہ تمہارا یہ تصور معاف ہو جائے ذکر کثیر میں زبانی ذکر کے علاوہ ہر نیکی و طاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ کسی حال میں اس سے غافل نہ رہو کل طاعت و کل خیر من جملة الذکرا (کشاف) قال ابن عباس الذکرا الکثیر ان لایسی جل شانہ دروی ذلک عن مجاہد ایضاً (روح ج ۲ ص ۲۲) ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴



الاحزاب ۳۴ ص ۳۲) سراجا صبرا ای ہادیما من طلحا الصلالة (ایضاً ص ۳۲) ولشرا المؤمنین الخ جو مؤمنین آپ کے لئے ہوئے احکام شریعت بلاچوں و پرامنتے ہیں اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں آپ کے ساتھ ہی انھیں اللہ کی طرف سے اجر عظیم کی خوشخبری سناریں و لا قطع الکفرین الخ یہ ابتداء سورت کے مضمون کا اعادہ ہے اور کفار و منافقین کی بات ہرگز نہ مانیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ توحید میں نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی نرم رویہ اختیار کر لیں نہ ہی عن مدد اوتھم فی امر الدعوة ولین الجانب فی التبلیغ والمساخنة فی الامن از روح ج ۲۲ ص ۴۷) و ابوالسعود ج ۶ ص ۹۷) و دع اذھم الخ

الاحزاب ۳۴

۹۴۴

ومن یقنت ۲۲

اتیتھن کلھن ۱۱ واللہ یعلم ما فی قلوبکم ۱۲ وکان اللہ

تو نے دیان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

علیما حلیمًا ۱۳ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان

سب کچھ جاننے والا عمل الاول ملاں نہیں تجھ کو ۱۳ عورتیں اس کے بعد مل اور نہ یہ کہ

تبدل یمن من أزواجہ ولو أعجبک حسنہن إلا ما

ان کے بدلے کر لے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو

ملکت یمینک ۱۴ وکان اللہ علی کل شیء رقیبًا ۱۵ یا ایہا

مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان و وف اے

الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی إلا ان یؤذن

ایمان والو ۱۵ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم

لکم الی طعام غیر نظیرین انہ ولیکن اذا دعیتم

ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اسے کہنے کی لیکن جب تم کو بلائے

فادخلوا فاذا اطعمتم فانشرؤا ولا مستأنسین

تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں بی لگا کر بیٹھو

لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیسأخی منکم

باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے

واللہ لا یستأخی من الحق واذ اسألتموھن متاعا

اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے ۱۵ کچھ چیز ہم کی

فسلوھن من وراء حجاب ۱۶ ذلکم اظہر لقلوبکم

تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب بھرائی ہے تمہارے دل کو

وقلوبھن ۱۷ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ و

اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۱۷ اللہ کے رسول کو اور

منزل ۵

آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مؤمنوں پر چار بیویں سے زائد حرام ہیں اور ان پر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۱۵ توجی الخ آپ

صحیح قرآن و کسی مرد کو جو کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پھر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہؓ کو ۱۲ منہ فل یعنی طہنی تمہیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم شہور ہیں یا تین ایک ماریہؓ کے شکم سے فرزند ہوا ہے ابراہیمؓ ایک ریحانہ یا ثمنونہ یا دونوں حضرت عائشہؓ نے فرمایا بیع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں ۱۶ فتم الرحمن فل یعنی بعد ازین دو صفت قرشیدہ ماجرہ مہیرہ یا اہلبہ نفس غیر مہیرہ ۱۱ فل یعنی این آیت ناسخ آیت سابقہ

تبلیغ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہے۔ ۱۲ یا ایہا الذین آمنوا الخ یہ مؤمنوں سے چھٹا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب منعد (نمیس اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو۔ وہ جہاں چاہیں نکاح کر لیں حضرت شیخ قدس سرہؒ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گزارنا اگر چہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور اقبل سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلکہ الحیران میں حضرت شیخ قدس سرہؒ کی نفی عدت کی نسبت قصور تعبیر سے ناشی ہے ۱۳ یا ایہا النبی الخ برآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اول التي اتیت اجورھن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا ہر ادا کر چکے ہیں وہ قریشیوں یا غیر قریشی سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم و ما ملکت یمینک الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم و بنت عمتک الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ صحبت کر چکی ہیں۔ چہاں کہ وہ ایمان والی عورت ہو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پیش کر دے۔ حالانکہ لک الخ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۱۴ فسلوھن الخ بیویوں اور باندیوں کے باسے ہیں ایمان والوں کے کتاب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مؤمنوں پر چار بیویں سے زائد حرام ہیں اور ان پر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۱۵ توجی الخ آپ



لَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۖ إِنَّ

نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ

ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝۵۳

یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو عظیم یا

تُخَفُّوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۵۴

اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا اول گناہ نہیں ۵۵

عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ وَلَا أَبْنَاءِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ وَلَا

ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور

لَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِمْ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِمْ وَلَا نِسَاءَهُمْ

نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے

وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اپنے عورتوں سے بے شک اللہ

كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝۵۵

کے سامنے ہے ہر چیز کا اور بے شک اللہ ۵۶ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۵۶

اور سلام بھیجو سلام کہہ کر قل جو لوگ ۵۷ اللہ کو اور اس کے رسول کو

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے عذاب

مُهِينًا ۝۵۷

کا عذاب اور جو لوگ ۵۸ تہمت لگاتے ہیں لے مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

منزل ۵

اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں۔ اور جن کو آپ نے اپنے سے دور کر رکھا تھا ان کو پھر طلب کر لیں تو بھی آپ پر گناہ نہیں جس طرح عام مسلمانوں پر اپنی متعدد بیویوں کے درمیان وقت کی تقسیم لازم ہے حضور علیہ السلام پر یہ پابندی بھی نہ تھی۔ ہذا الآية تدل علی ان القسم بینہم لم یکن واجباً علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانه کان مخیراً فی القسم لمن شاء منہن وترك من شاء منہن (جصاص) ۵۲ ذلک الحق حقوق زوجیت کے بارے میں جو پابندیاں عام مسلمانوں پر عائد ہیں وہ حضور علیہ السلام پر عائد نہیں ہیں۔ اور آپ کی بیویوں کو ان امور میں آپ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی مرضی اور مصلحت پر ہے۔ آپ

اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب ازواج کا آپ پر تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزرہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کرینگی لانہن اذا علمن ان هذا التفویض من عند اللہ اطمأنن نفوسہن وذهب التغایر وحصل الرضا (مدارک) واللہ یعلم الحق اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے لیکن کمال علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ۵۳ لا یجل لک الحق مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے ای من بعد الاصناف التي سمیت قال ابی بن کعب وعکرمہ وابورزین وهو اختیار محمد بن جریر (قرطبی ج ۳ ص ۲۸۲) شاہ عبدالقادر رملوی ج ۱ فرماتے ہیں۔ "جب تقسیم کہہ دی اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں" اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ اور دوسرے کئی علماء نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں

لا یجل لک النساء من بعد ہذا ولا لک التمتع الا لاتی اختزنک ای لقد حرم علیک تزوج غیرہن ریح ج ۲ ص ۲۳) الا ما ملکت الیمین ما قبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تہنل آپ کے لئے جائز ہے۔ وکان اللہ علی کل شیء شہیداً۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام و حدود سے بچنا اور امت کرنا ۵۵

یَا ایہا الذین آمنوا یومنون سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان والو! ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو انہیں پھیلانے کا موقع نہ ملے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

موضع قرآن ۵۶ یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرمادیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پڑے گا کہ مرد حضرت کے ازدواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کیڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے ۵۷ منہ ۵۸ اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورہ نور میں قل حکم ادا ہوتا ہے نماز میں سلام علیک یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور اس

یَا ایہا الذین آمنوا الذین یومنون سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان والو! ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو انہیں پھیلانے کا موقع نہ ملے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

موضع قرآن ۵۶ یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرمادیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پڑے گا کہ مرد حضرت کے ازدواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کیڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے ۵۷ منہ ۵۸ اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورہ نور میں قل حکم ادا ہوتا ہے نماز میں سلام علیک یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور اس

یَا ایہا الذین آمنوا الذین یومنون سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان والو! ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو انہیں پھیلانے کا موقع نہ ملے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب







عورتیں اور باندیاں و اتقین اللہ۔ اس میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے۔ فرمایا تم بھی اللہ سے ڈرتی رہو اور اللہ کے اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا ۵۹۹ ان اللہ الخ یہ ایمان والوں سے آٹھواں خطاب ہے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں اور رسوم جاہلیت کو توڑنے میں پوری ہمت و جرات اور کامل ثبات و استقلال سے کام لیا۔ اور حق تبلیغ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح و ثناء و عظمت کا اظہار فرمایا اور آپ کی قدر و منزلت سے بندوں کو بھی آگاہ کیا۔ تاکہ وہ بھی آپ کی قدر و منزلت کو پہچانیں اور آپ کو خراج تحسین پیش کریں والمقصود من هذه الآية ان الله سبحانه وتعالى اخبر عباده بمنزلة عبده ونبيه في الملاء الاعلى بانہ يثني عليه عند الملائكة المقربين وان الملائكة تصلي عليه مشر امر تعالى اهل العالم السفلي بالصلوة والتسليم عليه ليجتمع الشناء عليه من اهل العالمين العلوي والسفلي رابن كثير ج ۳ ص ۵۸۵

ہی ر الصلوة عند عز وجل ثناء عليه عند ملائكة وتعظيمه ر رواه البخاري عن ابی العالیة وعنه عن الربيع بن النضر وجرى عليه الخلیفی فی شعب الایمان (روح جلد ۲ ص ۵۸۵) فصلوة اللہ ثناء عليه عند ملائكة (خازن جلد ۵ ص ۲۵۵) قال البخاري قال ابو العالیة صلوة اللہ تعالیٰ ثناء عليه عند الملائكة و صلوة الملائكة الدعاء ولاوی مثله عن الربيع المصنار ابن كثير جلد ۳ ص ۵۸۵ بعض قاضین نے جنہیں اعتراض کرنے کا شوق ہوتا ہے حضرت شیخ کے کلام کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ صلوة کا یہ معنی صحیح نہیں حالانکہ متعدد بزرگوں سے یہ منقول ہے جیسا کہ حوالہ بالا سے ظاہر ہے کہ امام ابو العالیہ ربيع بن النضر اور حلی نے یہی معنی مراد لئے ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طے کر گئے ہیں کہ صلوة اللہ کی طرف سے رحمت و خوشنودی، فرشتوں کی طرف سے دعا و استغفار اور بندوں کی طرف سے دعا و تعظیم ہے والصلوة من الله رحمة و رضوانه ومن الملائكة الدعاء والاستغفار ومن الامة الدعاء والتعظيم لا مرة (قرطبی جلد ۴ ص ۲۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت اور رفیع درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت و برکت کی دعا مانگا کرو اور آپ کی مدح و ثناء کیا کرو ۵۹۹ ان الذين الخ یہ کفار و منافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تحریف اللہ اور اس کے رسول کی ایذا سے مراد ہے کہ ان کے احکام کی مخالفت کی جائے اور ان کے ناپسندیدہ افعال و اعمال کا ارتکاب کیا جائے عبر بایضاء اللہ در سولہ عن فعل ما لا یرضی به اللہ در سولہ کا لکھنا (مدارک) اور مد بایضاء ائمہ ارتکاب مالاً بیرضیانہ من الکفر و کبائر المعاصی مجازاً لانہ سبب اولادہ (روح جلد ۲ ص ۵۸۵) لعنہم اللہ الخ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و آخرت میں اپنی رحمت و برکت سے محروم کر دے گا اور ان کو آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ یا اللہ کی ایذا سے شرک کرنا اور حضور علیہ السلام کی ایذا سے آپ کو ساحر و مجنون وغیرہ کہنا مراد ہے قال الجہم و معناه (ایذاء اللہ) بالکفر و نسبة الصحابة والولد والشرک الیہ و وصفہ بالایلیق بہ .... الخ (قرطبی ج ۴ ص ۲۳۲) والذین یؤذون الخ یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کی مذمت فرمائی۔ جو لوگ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ اور بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ اور صریح جرم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام اور مومنین و مومنات پر ناحق اور ناگوار گناہ کا اتہام دھرتے ہیں وہ مرتد گناہ کرتے ہیں ای ینسبون الیہم ما هم بمرءاء منہ لعل یفعلوہ و لعل یعملوہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۸۵) ۵۹۹ یا ایہا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتواں خطاب ہے۔ نزول حجاب سے قبل جب مسلمان عورتیں رات کو قضاے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو منافقین انہیں تنگ کرتے اور آوازیں دیتے جب ان سے کہا جاتا تھا ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہم نے سچا بیڈاں عورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ مسلمان عورتیں جب باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد اور شریف عورت ہے کانت المرأة من نساء المومنین قبل نزول هذه الآية تنزل للحاجة فیتعرض لها بعض الفجار یظن انها امة فتصیلم بہ فیذہب فیشکوا ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نزلت الایة بسبب ذلک (قرطبی ج ۴ ص ۲۳۲) اے پیغمبر اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دو کہ وہ چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلا کریں۔ اس طرح ان میں اور باندیوں میں تمیاز ہو جائے گا اور منافقین و فجار ان کی ایذا دے کر پے نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ عام طور پر لونڈیوں سے تعرض کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ فرمایا ہے لفظ نیتا جو نیت کی جمع ہے اس کو ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اس طرح قرآن کی نص صریح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا قعدہ ثابت ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپ کی صرف ایک صاحبزادی تھی۔ بلکہ ایک سے زیادہ تھیں۔ اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے اس لئے قرآن سے حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی تعداد کم از کم تین ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کہ نہیں اور تاریخ و مستند روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں سنی اور شیعہ مؤرخین و محدثین کا اس پر اتفاق ہے خود شیعہ مصنفین نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں۔ چنانچہ علامہ یعقوب کھنزی شیعہ محدث نے لکھا ہے و تزوج حذیجة و هو ابن بضع و خنوزین سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم و رقیة و زینب و ام کلثوم و ولد له بعد المبعث الطیب و الطاهر و فاطمة علیہا السلام۔ کافی کلینی اصول ج ۱ ص ۳۳۹ طبع طهران)۔ (ترجمہ حضور علیہ السلام نے کچھ اوپر بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے قبل از نبوت قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از نبوت طیب، طاهر اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ اور بلا قریب تین شیعہ لکھتے ہیں در قریب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ منولہ شد ند طاهر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۵ مطبع طهران) بعض روافض کہتے ہیں نبات سے یہاں امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ امت کی عورتوں کا بعد میں بصراحت ذکر موجود ہے و نساء المومنین اس لئے لفظ نبات کو اس پر محمول کرنا غلط ہے۔



دوسرا جواب یہ ہے کہ نبات سے امت کی عورتیں مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اور حقیقی معنی صلیبی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا متعذر ہو۔ لیکن یہاں حقیقی معنی متعذر نہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپؐ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات موجود تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو شہدہ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا شہدہ میں انتقال ہوا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حضور علیہ السلام کے بعد وفات ہوئی۔ یہ آیت شہدہ سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے نبات سے یہاں حضور علیہ السلام کی صلیبی بیٹیاں ہی مراد ہیں۔ نہ کہ روحانی۔ سئلہ لیس لعینتہ الخ یہ منافقین پر زجر اور تحویل و تبوی

۳۳ الاحزاب ۹۴۸ ومن یقنت ۲۲

لُكْفِرِينَ وَاعَدَ لَهُمْ سَعِيرًا ۖ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

مفکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اسی میں ہمیشہ

لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۖ يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ

نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوہ سے ڈالے جائیں گے اتنے منہ

فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيُّنَا اللَّهُ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۖ

آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّنَا

اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے بھلا دیا

السَّبِيلَ ۖ رَبَّنَا ارْتَحِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ الْعَظِيمِ

راہ سے اے رب ان کو دے دو گنا عذاب اور پھسکارا کو

لَعْنَا كَبِيرًا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا كَالَّذِينَ

بڑی پھسکارا اے ایمان والو! تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے

أَذَا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مَتَّاقًا لِّوَأَمِهِ كَانَ عِنْدَ

ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے اپنے کلمے سے اور متقا اللہ کے

اللَّهُ وَجِئَهَا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا

یہاں آبرو والا ملے اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِيدًا ۖ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

بات سیدھی کہ سنو اور تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشے تم کو

ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس سے پائی بڑی

عَظِيمًا ۖ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مراد ہم نے دکھلائی تھی امانت فل آسمانوں کو اور زمین کو

۵

ملاحظہ فرمائیے  
موسیٰؑ کی طرف سے  
جبریلؑ کی طرف سے  
نوحی

ہے۔ والذین فی قلوبہم مرض سے بدکار اور فحشا مراد ہیں جن کے دلوں میں بدکاری کے خیالات کی بیماری تھی۔ والمرجفون فی المدینۃ۔ یہودی مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصاً مسلمان عورتوں کے بالے میں غلط افواہیں اٹاتے تھے تاکہ ان کے فلاح بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیہو المجاورین لہا عما ہم علیہ من نشر اخبارا لسوء عن سراہا المسلمین وغیر ذلک من الاسرار جیف المملقۃ المستتبعۃ للاذیۃ .... سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبہم مرض فقال ہم اصحاب الفواحش وعن عطاء انه فسرہم بذلك ایضاً (روح ج ۲۲ ص ۵) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تنہید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین و فحشا کا یہ عذر تو باطل ہو گیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرابی شرلوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ لنعزبتک ہم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط و اختیار دیدینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب و جوار سے جلا وطن کرنے کے احکام صادر کر دیں گے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہو جائیں گے اور آپ کے قرب و جوار میں نہیں رہ سکیں گے الا قلیلاً صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکیں گے جتنی دیر سامان اور اہل و عیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک

موضع قرآن بعض مفسد حضرت موسیٰؑ کو تہمت لگانے

آئے تاکہ شریک یاست نہ رہیں پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مراد ہوں۔ اور کفنوں نے کہا یہ جو چھپ کر مہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خضی بھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰؑ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰؑ عمامے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے کھڑا ہو گیا۔ سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب پھر اس پتھر کو کوئی عماما لے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن وہ مترجم گوید یعنی موسیٰؑ وقت غسل ستر میکر وہ جہاں بنی اسرائیل گفتند اوردہ است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارہ آب غسل میکر دو جاہلے خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدا تعالیٰ آں سنگ رواں شد و موسیٰؑ عقب سنگ دوید تا آنکہ جماعہ از بنی اسرائیل عریاں دیدند و گفتند اوردہ نداد و اوردہ انفتاح خبیر را شنید۔ واللہ اعلم۔ موسیٰؑ استعدا و تکلیف را با و امر و نواہی۔ ۱۳۔

منزل ۵



وقت مراد ہے ملعونین یہ لایجا ورونك کے فاعل سے حال ہے یعنی جو حضور اس وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپ کے حسن سلوک سے مطر وہی رہیں گے اور جب جلاوطن کر دئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلك الوقت الذی یجا ورونك فیہ یكونون ملعونین مطرودین من باب الله وبابك واذ اخرجوا لا ینفکون عن المذلة ولا یجدون ملجأ بل انہا یكونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبرج ۶ ص ۹۷) ۱۷ سنہ اللہ الخ شریعت اور فساد انگریز عناصر اور باغیوں کے پائے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی یہی دستور ہے۔ اب کوئی بیاطریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔

۱۷ یسئلک الناس الخ یہ خوبیف اخروی ہے مشرکین ازراہ طرز و استہزا سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۱۷ ان اللہ الخ قیامت جب بھی آئے آئے گی ضرور۔ اس کا کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے یومہ تغلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حسرت و ندامت سے کہیں گے۔ کاش! ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوئی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بطور معذرت کہیں گے ربنا اننا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علماء دین اور پیشویان مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کر دیا اور شرک کفر کی راہ پر لگا دیا۔ سادۃ اور کبراء سے علماء و رؤسایہ دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بہم العلماء الذین لقنواہم الکفر و زینواہم لہم وعن قتادة رؤساؤہم فی الشرک والشرك روح ج ۲۲ ص ۹) والاظہر العموم فی القادة والرؤساء فی الشرک والضلالة ای اطعناہم فی معصیتک وما دعونا الیہ فاضلونا السبیل ای اطعناہم فی معصیتک وهو التوحید (قرطبی ج ۴ ص ۱۴) ربنا انہما الخ یہ بھی ما قبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کر دیا۔ اس لئے

سبام ۳

۹۴۹

ومن یقنت ۲۲

وَالْجِبَالُ فَابِیْنِ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَہَا

اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا نہ کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اسکو

الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۷۱ لَیْعَذِبَ اللّٰہُ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ۷۱ تاکہ عذاب کرے اللہ

الْمُتَّقِیْنَ وَالْمُتَّقِیْنَ وَالْمُتَّقِیْنَ وَالْمُتَّقِیْنَ وَالْمُتَّقِیْنَ

مناقی مردوں کو اور غورگوں کو اور مشرک والے مردوں کو اور غورگوں کو اور مشرک

اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا

اللہ ایمان دار مردوں کو اور غورگوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا

رَحِیْمًا ۷۲

سُوْرَةُ سَبَا لَکِیْسٌ وَھِیَ اَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰیَةً وَسِتُّ وُحُوْدٌ

سورہ سبہ لکھیں نازل ہوئی اور اس میں چوں آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ

سب حمد اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہے آسمانوں اور زمین میں اور

لَہٗ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۱ یَعْلَمُ مَا

اسی کی تعریف ہے کہ آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جانتے والا جانتا ہے جو کچھ

یَلِیْقُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْہَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَ

اندر گستا ہے کہ زمین کے اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور

مَا یُعْرَجُ فِیْہَا وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۲ وَقَالَ الَّذِیْنَ

جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا اور کہتے تھے

مَنْزِل ۵

موضح قرآن ۱ یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرانی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں یلے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھر نہ زمین کی خواہش ٹھہرنا انسان میں خواہش اور بے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرانی چیز کو برخلاف اپنے ہی کے تھا مانا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصود پر کھڑا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلہ لے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلہ لائیں ۱۲ منہ ۱۲ دن میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پروردگار ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پروردگار نہیں جو ہے سوا اسی کی طرف سے ۱۲ منہ ۱۲ زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کی طرح اور سیف نکلتا ہے۔ سبز کھیتی آسمان سے اترتا ہے سیف قرآن تقدیر چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مرے کی۔ اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے۔

فَلَمَّا الرَّحْمٰنُ : ۱۲ یعنی بالفعل عدالت و علم نادر و قابلیت آہنا دار۔



انہیں دگنا عذاب ہے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کو سوں دو فرما دے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور فجار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچائی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگا کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ہرارت اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمراہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگا کر انہیں ایذا دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کرے گا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا یہ حکم مجھے لے کر کیا ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسرِ عام اقرار کرے کہ (عیاذ باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمعِ عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا صحیح بناؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر کسایا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہرارت ظاہر ہو گئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضہم قارون قمر مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بنی اسرائیل ان موسیٰ زنی بی فلما جمع قارون القوم المرأة حاضرة النبی اللہ فی قلبہ انہما مدقت ولم تقل ما لقنت (کبیر ج ۶ ص ۶۷) قال ابوالعالیہ لہو ان قارون استاجر مومسة ای زانیة لتقذف موسیٰ بنفسہا علی رأس الملائم فقصہا اللہ تعالیٰ وبرأ موسیٰ من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معہ (السراج المنیر ج ۳ ص ۲۵) وھم قارون وقومہ اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروھا لتقذفہ بنفسہا (فیبر اکہ اللہ مباح الواء) باقرادھا انھما استاجروھا لہذا القذف فحسفت اللہ بہما الامراض (مہتمی ج ۲ ص ۲۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور اتہام تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صدق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ یصلح لکم اعمالکم بالقبول والاثابة علیہا علی ماروی عن ابن عباس ومقاتل (روح ج ۲ ص ۹۷) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ عرضنا انہ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخیفِ اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسب حال جو احکام مقرر کئے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لہما وللارض ائتیا طوعا وکرہا۔ قالت اتینا طائعتین (رحم السجدة ع ۱) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی اور احکامِ خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکام الہی اور تکالیف شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس یعنی بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۷) قال مجاہد الامانة الفرائض وحدود الدین وقال ابو العالیہ ما امر وابه ونہو عنہ (معالم ج ۵ ص ۲۲) والامانة تعم جمیع وظائف الدین علی الصحیح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ۴ ص ۱۲۷) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تلوخی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ان کے قابضین الخ ابن کثیر جمع مومن سموت، ارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں ان یحملن، حمل سے ہے جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالیٰ قابضین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملنہا الانسان ای یخنہا وخانہا الانسان ونص الازھری عرفنا تعالیٰ انہما لم یحملنہا ای ادنھا وکل من خان الامانة فقد حملہا (تاج العروس ج ۷ ص ۷۲) وحمل الامانة ومحتمل لہا یرید انہ لا یؤدیہا الی صاحبہا الخ (بجرج ص ۲۵) یرید بالامانة الطاعة للہ ومحمل الامانة الخیانة یقال فلان حامل للامانة ومحتمل لہا ای لا یؤدیہا الی صاحبہا حتی نزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر بارِ امانت پیش کیا۔ زمین و آسمان و پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھائے ہوئے عہد کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کریں گے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کریں گے۔ اور مغمومہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منہا یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھایا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملہا الانسان) ای خان فیہا وابی ان یؤدیہا (انہ کان ظلوماً) لکونہ تارکاً لاداء الامانة (جہولاً) لا خطائہ ما یسعدہ مع تمکنہ منہ وھو اداءھا قال الزجاج الکافر والمنافق حملوا الامانة ای خانوا ولم یطیعواھا ومن اطاع من الانبیاء والمؤمنین فلا یقال کان ظلوماً جہولاً (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ لکھ لیعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا ہی ہے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔



## سورۃ احزاب میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

- ۱۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ (۱۶) آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ اور ان کے مزعومہ معبودوں کے شفاعت تہری کی نفی کرتے رہیں۔
- ۲۔ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمْ مِّنكُمْ لِيُحْشَرُوا لَكُمْ فِيهَا مَن يَكْتُمُونَ (۱۷) ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ (۱۸) جن بیویوں سے تم نے ظہار کیا ہے، وہ تمہاری مائیں نہیں بن سکتیں۔ اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بن سکتے ہیں۔ اسی طرح زبانی دعویٰ سے تمہارے مزعومہ معبود شیخ غالب نہیں بن سکتے۔
- ۳۔ اس سورت میں متبنی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھنے کی جاہلانہ رسم کو موقوف کیا گیا ہے۔